

نظر ثانی و اضافہ شدہ ایڈیشن

کتاب و المسائل

طلاق، حلالہ، خلع، فسخ و تفریق، ظہار، ایلاء، لعان و عدت
ثبوتِ نِصَب، اولاد کی پرورش اور نفقہ وغیرہ کے ضروری مسائل



جلد پنجم



مرتب:

مفتی محمد سلمان منصوب پوری

جامعہ قاسمیہ مدرسہ اسلامیہ، میراث آباد

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب المسائل

(جلد پنجم)

طلاق، حلالہ، خلع، فسخ و تفریق، ظہار، ایلاء، لعان، عدت،
ثبوت نسب، اولاد کی پرورش اور نفقہ وغیرہ کے ضروری مسائل

مرتب:

مفتی محمد سلمان منصور پوری

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد

ناشر

المركز العلمی للنشر والتحقق مراد آباد

تقسیم کار:

فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ



□ اس کتاب کی اشاعت کی عام اجازت ہے؛ لیکن بہتر ہے کہ طباعت سے قبل مرتب کو مطلع کریں؛ تاکہ اگر کوئی تبدیلی ناگزیر ہو تو اُس سے آگاہ کر دیا جائے۔ [مرتب]



| | |
|------------------|--|
| ← نام کتاب: | کتاب المسائل (۵) |
| ← مرتب: | مفتی محمد سلمان منصور پوری |
| ← کتابت و تزئین: | محمد اسجد قاسمی مظفر نگری |
| ← صفحات: | ۵۱۲ |
| ← قیمت: | |
| ← اشاعتِ اول: | رجب المرجب ۱۴۳۹ھ مطابق اپریل ۲۰۱۸ء |
| ← ناشر: | المركز العلمی للنشر والتحقیق لال باغ مراد آباد |
| ← تقسیم کار: | فرید بک ڈپو (پرائیویٹ لمیٹڈ) دریا گنج دہلی |
| | 09412635154 - 09058602750 |
| | 011-23289786 - 23289159 |





خیر کثیر

يُؤْتِي الْحِكْمَةَ مَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۝

(البقرة: ۲۷۹)

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں سمجھ عنایت فرمادیتے ہیں اور جس کو سمجھ ملی اس کو بڑی خوبی ملی۔



مَنْ يُرِدِ اللَّهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ.

(صحيح البخاري ۱۶۱، مختصر بيان العلم ۳۳)

جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ خیر کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کی سمجھ عطا فرمادیتے ہیں۔





عرض مرتب

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد :

بفضلہ تعالیٰ آج سے تقریباً ۲۰ سال قبل ۱۹۹۹ء سے ماہنامہ ”ندائے شاہی“ میں فقہی ابواب کی ترتیب پر منتخب ضروری مسائل کی اشاعت کا جو سلسلہ ”کتاب المسائل“ کے نام سے شروع کیا گیا تھا، اُسے باذوق قارئین، علماء کرام اور مفتیانِ عظام کی نظر میں توقع سے زیادہ پذیرائی اور قبولیت حاصل ہوئی۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب برصغیر میں دسیوں کتب خانوں سے شائع ہو رہی ہے، اور بعض دیگر زبانوں میں بھی اس کے ترجمے بھی ہو چکے ہیں، یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے، ورنہ احقر اپنی کم مائیگی اور کم علمی کی جس سطح پر ہے اُس سے خود ہی واقف ہے۔

”کتاب المسائل“ کی ابتدائی تین جلدوں میں طہارت سے لے کر حج تک عبادات سے متعلق مسائل شائع ہوئے ہیں، جب کہ چوتھی جلد نکاح اور اُس سے ملحقہ مسائل پر مشتمل ہے، اور زیر نظر جلد میں طلاق، خلع، رجعت، ظہار، ایلاء، لعان، عدت، ثبوتِ نسب، حق پرورش، فسخ و تفریق اور نفقہ کے ضروری مسائل شامل اشاعت ہیں۔

اس جلد کے مسودہ پر بھی حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی مدظلہم نے گہری نظر ڈال کر مناسب اصلاحات فرمائی ہیں۔

اور عزیزم مولوی مفتی محمد ابراہیم غازی آبادی زید علمہ (مرتب کتاب النوازل) حال اُستاذ مدرسہ اعزاز العلوم ویٹ ضلع ہاپوڑ نے کئی ابواب کے اہم مسائل کی نشان دہی کی، جس سے کام آسان ہوا۔ نیز مسائل کی ترتیب، تصحیح اور مراجعت میں حسب سابق طلبہ افتاء مدرسہ شاہی (۱۴۳۹ھ)

بالخصوص مولوی مفتی سہیل بڑودوی فاضل افتاء مدرسہ شاہی (۱۴۳۸ھ) کا تعاون حاصل رہا،
فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

مزید اطمینان اور مسرت کی بات یہ ہوئی کہ احقر نے فقیہ العصر مکرم و محترم حضرت اقدس
مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی دامت برکاتہم ناظم المعهد العالی الاسلامی حیدر آباد و جنرل
سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی سے کتاب پر پیش لفظ لکھنے کی درخواست کی، جسے حضرت موصوف
نے عدیم الفرستی اور کثرت مشاغل کے باوجود قبول فرمایا، اور جلد چہارم و پنجم کے مسورہ پر
اجمالی نظر ڈال کر نہایت وقیع تحریر سے سرفراز فرمایا، احقر اس کرم فرمائی پر حضرت موصوف کا تہہ
دل سے مشکور ہے، اور اکابر کے حسن ظن کو اپنے لئے سرمایہ سعادت سمجھتا ہے۔

اس جلد کی کتابت اور تزئین و تہذیب میں بھی عزیزم مولوی محمد اسجد قاسمی مظفرنگری سلمہ
نے اُن تھک محنت کی، جس پر وہ شکریہ کے مستحق ہیں۔

کتاب کی طباعت و اشاعت میں رفیق مکرم جناب مولانا معز الدین احمد صاحب ناظم
امارت شرعیہ ہند اور محب مکرم جناب الحاج محمد ناصر صاحب مالک فرید بک ڈپو دہلی بھی شکریہ کے
مستحق ہیں۔ اللہ تعالیٰ سبھی معاونین کو جزائے خیر سے نوازیں، آمین۔

قارئین سے درخواست ہے کہ دوران مطالعہ کوئی فروگزاشت۔ جس کا عین امکان ہے۔
دیکھیں، تو ضرور مطلع فرما کر مشکور فرمائیں۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو شرف قبولیت سے نوازیں، احقر کے اساتذہ کرام،
والدین ماجدین اور اس کتاب کی تیاری میں جن کتابوں سے استفادہ کیا گیا ہے، اُن سب کے مولفین
کے لئے اس کتاب کو صدقہ جاریہ بنائیں اور اس منصوبہ کی باسانی تکمیل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

فقط واللہ الموفق

احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ

خادم فقہ وحدیث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد

۳/رجب المرجب ۱۴۳۹ھ

۲۲/اپریل ۲۰۱۸ء بروز جمعرات



بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

فقہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی دامت برکاتہم العالیہ
ناظم المعهد العالی الاسلامی حیدرآباد و جنرل سکریٹری اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم! اما بعد :

قرآن و حدیث کے اوامر و نواہی کو سمجھنا، اسرار و حکم کو جاننا علت و مناسبات کو دریافت کرنا، نئے واقعات پر اُن کو منطبق کرنا اور جہاں اَدلہ شرعیہ میں بظاہر تعارض ہو، اُن میں تطبیق و ترجیح کی راہ نکالنا، پھر نصوص کے لب و لہجہ کو دیکھتے ہوئے احکام کے مدارج کو متعین کرنا، یہ ایسی خدمت ہے، جس کے بغیر امت کا رشتہ قرآن و حدیث سے قائم نہیں رہ سکتا۔ فقہاء نے اسی فریضہ کو انجام دیا ہے اور اسلامی تاریخ کی بہترین ذہانتیں اس میدان میں استعمال ہوئی ہیں۔ فقہاء اپنے عہد کے ذہین ترین لوگ ہی نہیں تھے؛ بلکہ وہ اپنے عہد میں ورع و تقویٰ کے اوج کمال پر بھی تھے، اگر اُن کا دماغ علوم و فنون کا گنجینہ تھا، تو اُن کے قلوب خشیتِ الہی کا خزانہ تھے۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا حال یہ تھا کہ اُن کے معاصرین اُن کو ”اَعْقَلُ اَہْلِ الزَّمَانِ“ بھی کہتے ہیں اور ”اَوْرَعُ اَہْلِ الزَّمَانِ“ بھی۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا حال یہ ہے کہ دو عباسی خلفاء نے صلاح دی کہ اُن کی تالیف ”مَوْطَا“ کو پورے عالم اسلام کے لئے قانون واجب الطاعت بنا دیا جائے؛ لیکن اُنہوں نے اس کو قبول نہیں کیا، بے پایاں اخلاص اور بے نہایت خشیت و تقویٰ کے بغیر کوئی عالم ایسی پیش کش کو رد نہیں کر سکتا۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ مذہبِ اہل سنت کے دفاع میں کیسی کیسی ابتلاؤں اور

آزمائشوں سے گزرے، یہ اسلام کی تاریخ دعوت و عزیمت کا روشن باب ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کیا کیا مصائب برداشت کئے؛ لیکن دین اور علم دین کی آبرو کو سلاطین کی چوکھٹ پر نثار نہیں کیا۔

ہر مسلمان کو فقہاء کا شکر گزار اور احسان مند ہونا چاہئے کہ قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ میں جو تعلیمات ہزاروں صفحات میں بکھری ہوئی تھیں اور جن کو سمجھنے کے لئے عمریں درکار تھیں، نیز عوام کے لئے جن کی تحقیق کرنا دشوار تھا، فقہاء نے ان تعلیمات کو کشید کر کے اُس کا عطر لوگوں کے سامنے پیش کر دیا۔ انہوں نے عبادت سے لے کر معاملات، معاشی نظام، اصولِ سیاست و طریق حکمرانی اور زندگی کے تمام گوشوں کو ایک نظم و ارتباط کے ساتھ مرتب کر دیا، اور اُمت کے لئے شریعتِ اسلامی پر عمل کرنے کی ایک شاہراہ بنادی، اس طرح کہا جاسکتا ہے کہ فقہِ اسلامی کتاب و سنت کی عملی تشکیل اور صورت گری سے عبارت ہے۔

یوں تو تمام ہی اسلامی علوم کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے؛ لیکن غور کریں تو فقہِ اسلامی ایک درجہ میں ان تمام علوم کو جامع ہے۔ یہ تفسیر قرآن بھی ہے؛ کیوں کہ آیاتِ احکام کی تشریح و توضیح کے بغیر فقہ کی کوئی کتاب مکمل نہیں ہو سکتی۔ یہ حدیث رسول بھی ہے؛ کیوں کہ احکامِ فقہیہ کا سب سے بڑا مرجع کتبِ حدیث ہیں۔ یہ علمِ کلام بھی ہے؛ کیوں کہ ردت اور الفاظِ کفر کی تمام بحثیں بنیادی طور پر عقیدہ و ایمان سے مربوط ہیں۔ یہ تجوید و قرأت بھی ہے کہ ”زلۃ القاری“ اور بعض دوسرے مباحث اس فن سے بے تعلق نہیں ہو سکتے۔ یہ تصوف و احسان بھی ہے؛ کیوں کہ اذکار و اُوراد اور تزکیہ اخلاق سے متعلق بہت سے مسائل کتبِ فقہ کا حصہ ہیں۔ اُصولِ فقہ تو گویا فقہ کی سواری ہے کہ جس کی مدد سے فقہاء شریعت کے مقاصد تک پہنچتے ہیں اور اُصولِ تفسیر و حدیث سے بھی کوئی شخص بے نیاز نہیں ہو سکتا؛ کیوں کہ اخذ و استنباط اور تطبیق و ترجیح میں قدم قدم پر ان اُصولوں سے مدد لینی پڑتی ہے۔ غرض یوں تو فقہ بظاہر ایک علم ہے؛ لیکن اپنے پھیلاؤ کے اعتبار سے یہ تمام ہی علومِ اسلامی کا نچوڑ اور پوری شریعتِ اسلامی کا خلاصہ ہے۔

ائمہ متبوعین و فقہاء مجتہدین کا اہم کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے احکام شریعت کا اجتہاد واستنباط کیا؛ لیکن بعد کے فقہاء کا بھی یہ کام کچھ کم قابلِ قدر ہے کہ انہوں نے ان اجتہادات کو اُمت کے مختلف طبقات کی ضرورت کے لحاظ سے مرتب فرمایا اور الگ الگ منہج کی کتابیں تالیف فرمائیں۔ بعض کتابوں میں مذہب کے معتبر مسائل کو جمع کرنے کا اہتمام کیا گیا، دلائل، جزوی تفصیلات اور مختلف شقوں سے احتراز کیا گیا؛ تاکہ ایک ایسا چٹلا مواد عام لوگوں کے سامنے آجائے جس پر بلا تامل فتویٰ دیا جاسکے، یہ کتابیں متون کہلائیں۔ بعض کتابوں میں کوشش کی گئی کہ اصحابِ مذہب کے علاوہ بعد کے مشائخ اور اہل علم کے اجتہادات کو بھی شامل کر دیا جائے، اور زیادہ سے زیادہ جزئیات کا احاطہ واستیعاب ہو جائے۔ نیز مفتی بہ اقوال کے دوش بدوش غیر مفتی بہ اقوال بھی اہل علم کے سامنے آجائیں؛ تاکہ تمام پہلو اُن کی نظر میں ہوں، جیسے: محیطِ برہانی، فتاویٰ تاتارخانیہ، فتاویٰ ہندیہ وغیرہ۔ بعض کتابوں میں مذہب کے رائج اقوال کے ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ دلائل و براہین کو پیش کرنے کا بھی اہتمام کیا گیا؛ تاکہ نصوص اور شریعت کے مقاصد و اصول سے ان اجتہادات کا ربط واضح ہو جائے، جیسے: مبسوط، ہدایہ وغیرہ۔

اسی طرح کتبِ فقہیہ کی ترتیب کا ایک منہج یہ بھی رہا ہے کہ اہم، کثیر الوقوع اور ضروری مسائل کا انتخاب کیا جائے، جیسے محدثین نے زبانِ زد عام و خاص حدیثوں کے مجموعے مرتب کئے؛ تاکہ لوگوں کو سہولت ہو، اور انہیں حدیث کے بحرِ ناپیدا کنار میں اُترے بغیر ساحلِ مراد حاصل ہو جائے، جیسے علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی ”المقاصد الحسنۃ“ یا ”کشف الخفاء“ وغیرہ۔

اسی طرح بعض فقہاء نے بھی استیعاب کے بجائے انتخاب کا طریقہ کار اختیار کیا اور ایسے مسائل کو جمع کرنے کا اہتمام کیا جو انسان کو بکثرت پیش آتے ہیں، ان کتابوں کا فائدہ یہ ہو ا کہ سینکڑوں اوراق کی ورق گردانی کے بغیر لوگوں کو مطلوبہ مسائل مل جاتے ہیں، اس طرز پر بہت سی کتابیں تالیف کی گئی ہیں، اُن میں ایک اہم کتاب جسے بڑا قبول حاصل ہوا، علامہ سراج الدین بن عثمان اوشی کی ”فتاویٰ سراجیہ“ ہے۔ بعض علماء ہند نے بھی اس منہج پر کام کیا ہے، حضرت مولانا

عبدالحیٰ فرنگی محلی رحمۃ اللہ علیہ کی ”نفع المفتی والسائل“ کو اس زمرہ میں رکھا جاسکتا ہے۔
 اردو زبان میں بھی ضروری منتخب مسائل کو جمع کرنے کا کام کیا جاتا رہا ہے؛ لیکن اس
 میں عام طور پر عوام کو سامنے رکھا گیا ہے؛ اس لئے سارا مواد اردو میں ہے، بعض حضرات نے
 حوالہ جات ذکر کئے ہیں، اور بعض نے حوالے بھی ذکر نہیں کئے ہیں؛ کیوں کہ عام لوگوں کو اس
 کی ضرورت نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ممتاز فاضل، صاحب نظر مصنف اور معروف صاحب
 افتاء، محی فی اللہ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری زیدت حسانتہ کو؛ کہ انہوں
 نے ”کتاب المسائل“ کے نام سے ایک اہم اور مفید کام شروع کیا ہے، مولانا کا منہج بہت عمدہ
 ہے۔ اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر باب کے شروع میں ایک جامع تعارفی مضمون ہوتا ہے، جس
 میں اُس موضوع کی بنیادی باتیں واضح کرنے کی کوشش کی جاتی ہیں، پھر ضروری، اہم اور کثیر
 الوقوع مسائل کا انتخاب کرتے ہوئے واضح الفاظ میں عنوان لکھا جاتا ہے، اُس کے بعد مختصر طور
 پر دو تین سطروں میں آسان اردو زبان میں مسئلہ تحریر کیا جاتا ہے، آخر میں کتب فقہ میں سے مسئلہ
 کے ماخذ کا ذکر کرتے ہوئے عبارت درج کی جاتی ہے، اور اکثر دفعہ ایک سے زیادہ حوالے
 درج کئے جاتے ہیں، عبارت جس کتاب کی ہوتی ہے، اُس کا حوالہ پہلے دیا جاتا ہے اور تائید کے
 طور پر اُس کے بعد دوسری یا تیسری کتاب کا حوالہ درج کیا جاتا ہے۔ مصنف نے اس بات کی
 بھی کامیاب کوشش کی ہے کہ اُس باب میں اگر کوئی اہم جدید مسئلہ ہو تو اُس کا حکم بھی لکھا جائے،
 اس طرح یہ کتاب بیک وقت عوام و خواص، علماء و اصحاب افتاء دونوں طبقوں کے لئے مفید
 ہے۔ عام طور پر دلائل سے تعرض نہیں کیا گیا ہے، اور نہ احکام شریعت کے مصالح سے بحث کی گئی
 ہے؛ کیوں کہ یہ اُس مقصد کے برخلاف ہے، جس کے لئے اس کتاب کی ترتیب و تالیف عمل
 میں آئی ہے؛ لیکن بعض مسائل میں غلط فہمی دور کرنے کے غرض سے اُن نکات پر بھی بحث کی گئی
 ہے، اور کوشش کی گئی ہے کہ گفتگو مختصر اور جامع ہو، عام فہم تعبیر، حسن ترتیب اور حسن انتخاب تینوں

جہت سے یہ کتاب بہت ہی قابل تحسین اور لائق استفادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مصنف کو مختلف کمالات سے نوازا ہے، وہ ایک اچھے مفتی بھی ہیں اور کامیاب مدرس بھی، صاحب قلم بھی ہیں اور صاحب تقریر و بیان بھی، ان سب کے ساتھ ساتھ اللہ نے ان کو دل دردمند اور جذبہ دعوت و اصلاح سے بھی نوازا ہے، اور ماشاء اللہ ان کا فیض دور دور تک پہنچ رہا ہے۔ وہ ایک علمی خاندان کے چشم و چراغ ہیں اور اس چراغ نے اُس کی علمی روایت کی تب و تاب میں نمایاں اضافہ کیا ہے۔ دعاء ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی علمی، فکری، اصلاحی اور قلمی خدمات کو قبول فرمائے، اور یہ شمع دیر اور بہت دیر تک روشن رہے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ۔

خالد سیف اللہ رحمانی

۳۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۹ھ

خادم المعهد العالی الاسلامی حیدر آباد

۱۹ مارچ ۲۰۱۸ء بروز پیر





حسن ترتیب

□ عرض مرتب: ۴

□ پیش لفظ: حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی ناظم المعهد العالی الاسلامی حیدرآباد --- ۶

۲۵۸-۴۷

کتاب الطلاق

- طلاق کے مسائل ۴۸
- طلاق کی شرعی تعریف ۴۸
- اسلام میں خواتین کے حقوق ۴۸
- نکاح محض وقتی معاہدہ نہیں ۵۰
- طلاق کی ضرورت ۵۰
- طلاق کو تین میں محدود رکھنے کی حکمت ۵۲
- طلاق کا اختیار مرد کو کیوں دیا گیا؟ ۵۲
- غلط فہمی کا ازالہ ۵۴
- طلاق کا رکن ۵۵
- وقوع طلاق کی شرائط ۵۵
- مختلف صورتوں میں طلاق کا الگ الگ حکم ۵۶
- طلاق کی قسمیں ۵۷
- طلاق حسن ۵۷
- طلاق احسن ۵۸

- حالت حیض میں جماع کیا پھر پاکی کے بعد بلا جماع طلاق دی ۵۹
- ایک ہی پاکی میں طلاق بائن دے کر نکاح کرنا پھر طلاق دینا ۵۹
- ایک ہی پاکی میں طلاق رجعی دے کر رجوع کرنے کے بعد طلاق دینا ۵۹
- طلاق بدعی باعتبار عدد ۶۰
- طلاق بدعی باعتبار وقت ۶۰
- حاملہ کو طلاق دینے کا بہتر طریقہ ۶۱
- حیض والی عورت سے کہا کہ ”تجھے سنت طریقہ پر طلاق ہے“ ۶۱
- غیر مدخول بہا کو حالت حیض میں طلاق ۶۲
- جس عورت کو حیض نہیں آتا اس کو سنت طریقہ پر طلاق دینا ۶۲
- جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اس کو صحبت کے فوراً بعد طلاق دینا ۶۳
- حاملہ عورت کو جماع کے بعد طلاق دینا ۶۳
- بے نمازی اور بدعمل بیوی کو طلاق دینا ۶۴

وقوع طلاق کے مسائل

- طلاق دینے والے میں کن صفات کا ہونا ضروری ہے؟ ۶۵
- زبردستی زبانی طلاق ۶۵
- جبراً طلاق کا وکیل بنانا اور وکیل کا طلاق دینا ۶۵
- جبراً طلاق کا اقرار کرانا ۶۶
- طلاق دینے پر مجبور کیا گیا تو شوہر نے بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر کہا: طلاق، طلاق -- ۶۶
- جھوٹا اقرار کرنے سے طلاق ۶۷
- مذاق میں طلاق دینا ۶۷
- سبقت لسانی میں طلاق کا لفظ نکل گیا ۶۷

- نابالغ کی طلاق واقع نہیں ۶۸
- قریب البلوغ (بچہ) کی طلاق ۶۸
- بلوغ کے بعد نابالغی کے زمانہ کی فضولی طلاق کو نافذ کرنا ۶۹
- بچے کو طلاق دینے کا وکیل بنانا ۶۹
- مجنون کی طلاق ۶۹
- سونے والے کی طلاق ۷۰
- نیم خوابی کی حالت میں طلاق دینا ۷۰
- مختل الحواس کی طلاق ۷۰
- بے ہوشی کی حالت میں طلاق ۷۱
- شراب کے نشہ میں طلاق؟ ۷۲
- جس کو زبردستی شراب پلائی جائے اُس کی طلاق ۷۲
- بھنگ کے نشہ میں طلاق دینا؟ ۷۳
- لاعلمی میں پی گئی بھنگ کے نشہ میں طلاق؟ ۷۳
- آفیون کے نشہ میں طلاق؟ ۷۴
- بطور علاج نشہ آور چیز کے استعمال کے بعد طلاق؟ ۷۴
- چوٹ یا سر کے زخم کی وجہ سے جس کی عقل جاتی رہے اُس کی طلاق ۷۴
- غصہ میں اگر جنون کی کیفیت ہو جائے تو طلاق واقع نہ ہوگی ۷۵
- محض خیال سے طلاق واقع نہیں ہوتی ۷۶
- طلاق کے الفاظ اس طرح کہے کہ سنائی نہیں دیئے ۷۶
- گونگے کا اشارے سے طلاق دینا ۷۷
- گونگے شخص کا لکھ کر طلاق دینا ۷۸
- فضولی کی طلاق ۷۸

- عورت کی غیر موجودگی میں طلاق دینا ۷۸
- دیر تک میکہ میں رہنے سے طلاق نہیں ہوتی ۷۹
- حالتِ حمل میں طلاق ۷۹
- زبان سے طلاق دینے کے بعد لکھ کر دینا ضروری نہیں ہے ۸۰
- طلاق دیتے وقت گواہوں کا ہونا ضروری نہیں ۸۰
- بیوی کا شوہر کو طلاق دینا ۸۱
- شوہر نے کہا کہ ”مجھے تجھ سے طلاق ہے“ ۸۱
- بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر طلاق دینا ۸۲
- صیغۂ استقبال سے طلاق کا حکم ۸۲
- بیوی کے سامنے مسائل طلاق کا تکرار ۸۳
- نکاح سے پہلے طلاق دینا ۸۳
- لمبی مدت تک بیوی سے علیحدہ رہنے سے طلاق نہیں ہوتی ۸۴
- ”کیا طلاق چاہتی ہو“ سے طلاق نہیں ہوتی ۸۴
- بیوی کے ساتھ ایسی چیز کو طلاق دینا جو طلاق کا محل نہیں ۸۵
- طلاق کا وکیل بنا کر مکمل پاگل ہو گیا ۸۵
- شوہر کا نکاح کا انکار کرنا؟ ۸۶
- بیوی کے جزء بدن کو طلاق دینا ۸۶
- جسم کے ایسے حصہ کو طلاق دینا جس سے پورا جسم تعبیر نہ ہو ۸۷
- آدھی یا تہائی طلاق دینا ۸۷
- کہا: ”تجھے طلاق ہے یا نہیں“ ۸۸
- میرے گاؤں کی عورتوں کو طلاق ۸۸
- طلاق کا اقرار کرنے کے بعد انکار کرنا ۸۸

- کہا: ”اگر طلاق نہیں دی تب بھی دی“ ۸۹
- لفظ ”طاق“ سے طلاق کا حکم ۸۹
- ”طلاغ، تلاغ، طلاک، تلاک“ سے طلاق کا حکم ۹۰
- کیا طلاق کے ثبوت کے لئے گواہی ضروری ہے؟ ۹۰
- بیٹوں کی شہادت سے طلاق کا ثبوت ۹۱
- شوہر کو طلاق کی تعداد یاد نہ ہو اور دو گواہ تین کی گواہی دیں ۹۱
- اگر میاں بیوی دونوں طلاق کے منکر ہوں اور دو گواہ طلاق پر گواہی پیش کریں ۹۲
- اقرار طلاق کے بعد گواہی کی ضرورت نہیں ۹۲

طلاق صریح کا بیان

- صریح کی تعریف ۹۴
- صریح الفاظ کے ساتھ طلاق ۹۴
- طلاق صریح میں نیت کی ضرورت نہیں ۹۵
- طلاق صریح رجعی ۹۵
- کہا ”تجھ پر طلاق“ ۹۶
- کہا: ”تجھے طلاق، میں نے تجھے طلاق دی“ ۹۶
- کہا: ”تجھے ایک طلاق ہے اے طلاق“ ۹۷
- کہا: ”تجھے میں نے کئی مرتبہ طلاق دی“ ۹۷
- کہا: ”میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی“ ۹۷
- کہا: ”میری طلاق تیرے اوپر واجب ہے“ ۹۸
- کہا: ”تجھے طلاق ہے عدت کر لے“ ۹۸
- کہا: ”تجھے طلاق، تجھے طلاق“ ۹۹

- بیوی کے بارے میں کہا کہ: ”میں نے اسے چھوڑ دیا“ ----- ۹۹
- کہا: ”میں نے تجھے آزاد کیا“ ----- ۱۰۰
- شوہر کا قول: ”مجھے تیری طلاق منظور ہے“ ----- ۱۰۰
- کہا: ”تجھے ایک تادو طلاق“ ----- ۱۰۱
- طلاق صریحاً بآئن ----- ۱۰۱
- کہا: ”تو مجھ پر حرام ہے“ ----- ۱۰۲
- بیوی نے پوچھا ”مجھے طلاق ہوگئی؟“ شوہر نے کہا ”جی ہاں“ ----- ۱۰۲
- طلاق کا لفظ پورا کہنے سے پہلے شوہر کا منہ بند کر دیا ----- ۱۰۲
- ”جواب دیا“ کے لفظ سے طلاق ----- ۱۰۳
- بیوی سے کہا کہ تجھے ط، ل، ا، ق ----- ۱۰۴
- ایک سے زائد بیوی رکھنے والے نے کہا: ”میری بیوی کو طلاق“ ----- ۱۰۵
- بیوی سے کہا کہ ”تجھے طلاق دینا مجھے پسند ہے“ ----- ۱۰۵
- بیوی سے کہا کہ ”میں تیری طلاق سے راضی ہوں“ ----- ۱۰۵
- غیر مدخولہ سے کہا کہ ”تجھے ایک اور ایک طلاق ہے“ ----- ۱۰۶
- انگلیوں کے اشارہ سے طلاق دینا ----- ۱۰۶
- بیوی تین طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر ایک طلاق کا اقرار کرے؟ ----- ۱۰۷
- کہا کہ ”میں نے طلاق دے دی، میرا تم سے کوئی تعلق نہیں“ ----- ۱۰۷
- کہا: ”تجھے سخت طلاق“ ----- ۱۰۸
- کہا ”چلی جا تجھ پر طلاق“ ----- ۱۰۸
- ”فارغ خطی“ کے لفظ سے طلاق ----- ۱۰۹

رجعت کے مسائل

- رجعت کی تعریف ----- ۱۱۰

- رجعت کے حکم کی حکمت و مصلحت ۱۱۱
- رجعت کا مستحب طریقہ ۱۱۲
- رجعت کے لئے کی رضا مندی شرط نہیں ۱۱۳
- رجعت کی پانچ شرطیں ۱۱۳
- رجعت کا اختیار کب تک ہے؟ ۱۱۴
- رجعت کی نفی کرنے کے بعد بھی رجعت کا اختیار رہتا ہے ۱۱۴
- رجعت کے الفاظ ۱۱۵
- زبردستی رجعت کے الفاظ کہلوانا ۱۱۵
- مذاق میں رجعت کے الفاظ کہنا ۱۱۶
- سبقت لسانی میں رجعت کے الفاظ نکل گئے ۱۱۶
- لفظ نکاح اور تزویج سے رجعت کرنا ۱۱۶
- عدت کے دوران رجعت کے لئے باقاعدہ نکاح کرنا ۱۱۷
- رجعت کنائی کا حکم ۱۱۷
- فضولی کی رجعت کا حکم ۱۱۷
- رجعت فعلی ۱۱۸
- سوتے ہوئے شوہر سے بیوی نے جماع کر لیا ۱۱۸
- پیچھے کے راستہ میں صحبت کرنے سے رجعت کا حکم ۱۱۹
- طلاق رجعی کے بعد بیوی سے ہم بستر ہونا حرام نہیں ہے ۱۱۹
- خلوت بلا جماع کے بعد طلاق کی عدت میں بلا تجدید نکاح رجعت جائز نہیں ۱۲۰
- بلا شہوت چھونے اور دیکھنے سے رجعت ثابت نہ ہوگی ۱۲۰
- معتدہ کے ساتھ محض تنہائی رجعت نہیں ہے ۱۲۱
- رجعت کے ارادہ کے بغیر مطلقہ کے ساتھ تنہائی میں رہنا؟ ۱۲۱

- مطلقہ رجعیہ کا اپنے شوہر کے لئے زینت کرنا ۱۲۲
- پاگل شوہر اپنی بیوی سے کیسے رجعت کرے؟ ۱۲۲
- عدت کے اندر شوہر نے کہا کہ ”میں نے تجھ سے کل رجعت کر لی تھی“ ۱۲۳
- عدت گزرنے کے بعد شوہر نے رجعت پر گواہ پیش کر دئے ۱۲۳
- عدت گزرنے کے بعد شوہر نے رجعت کا دعویٰ کیا ۱۲۴
- رجعت کے بعد شوہر کے لئے کتنی طلاق کا اختیار رہتا ہے ۱۲۴
- طلاق کے بعد تجدید نکاح سے شوہر کو آئندہ کتنی طلاق دینے کا اختیار رہے گا؟ ۱۲۵
- رجعت کو شرط پر معلق کرنا ۱۲۶
- روپیہ دے کر رجعت کرنا؟ ۱۲۷

کنایہ کے الفاظ سے طلاق کے مسائل

- طلاقِ کنائی ۱۲۸
- اَلْفَاظِ کُنَایَہ سے وقوعِ طلاق کے بارے میں بنیادی اُصول ۱۲۸
- طلاق دینے والے کی تین حالتیں اور اُن کا حکم ۱۲۹
- ایک نقشہ کے ذریعہ وضاحت ۱۳۰
- بیوی سے کہا: ”عدت کر لے“ ۱۳۲
- کہا: ”دوسرا شوہر تلاش کر لے“ ۱۳۳
- کہا: ”میں تیرا شوہر نہیں ہوں“ ۱۳۳
- بیوی نے کہا: ”تو میرا شوہر نہیں ہے“ ۱۳۴
- کہا: ”میں اس کو اپنی بیوی نہیں سمجھتا“ ۱۳۴
- کہا: ”تو میری بیوی نہیں ہے“ ۱۳۵
- کہا: ”میں نے نکاح ختم کر دیا“ ۱۳۵

- کہا: ”تیرے میرے درمیان نکاح باقی نہیں ہے“ ۱۳۶
- کہا: ”اپنی زوجیت سے علیحدہ کرتا ہوں“ ۱۳۶
- بیوی سے کہا: ”جا، شادی کر لے“ ۱۳۷
- بیوی سے کہا کہ: ”میں تجھے نہیں چاہتا ہوں“ ۱۳۷
- کہا: ”مجھ سے دور ہو جا“ ۱۳۷
- کہا: ”اپنی سہیلیوں کے پاس چلی جا“ ۱۳۸
- کہا: ”میرے یہاں سے نکل جا“ ۱۳۸
- ”تجھ کو نہیں رکھوں گا، تجھ کو چھوڑ دیا“ ۱۳۸
- بیوی سے کہا: ”کبھی میرے پاس نہ آنا“ ۱۳۹
- کہا: ”اللہ نے تیری طلاق کا فیصلہ کر دیا“ ۱۳۹

تحریری طلاق کے مسائل

- بلا شرط تحریری طلاق ۱۴۰
- طلاق نامہ ملنے کی شرط پر تحریری طلاق ۱۴۰
- طلاق کا مضمون پڑھ کر دستخط کرنا ۱۴۱
- طلاق نامہ پردھوکہ سے شوہر کے دستخط کرانا ۱۴۱
- سادہ کاغذ پر انگوٹھا لگانے سے طلاق نہیں ہوتی ۱۴۲
- بیوی کے سامنے تحریر لکھ کر طلاق دینا ۱۴۲
- کاتب کو طلاق لکھنے کا حکم دیا لیکن اُس نے نہیں لکھا ۱۴۳
- وکیل سے ایک طلاق لکھنے کو کہا تھا اُس نے تین لکھ دی ۱۴۴
- سادہ کاغذ پر صرف لفظ ”طلاق“ لکھ کر بیوی کو بھیجنا ۱۴۴
- پرچے پر تین طلاق لکھ کر پھاڑ دیا ۱۴۵

- بیوی نے طلاق نامہ پھاڑ دیا یا جلادیا ۱۴۵
- زبردستی طلاق لکھنے یا دستخط کرنے پر مجبور کرنا ۱۴۶
- ”ای میل“ کے ذریعہ طلاق ۱۴۶
- موبائل پر میسج کے ذریعہ طلاق ۱۴۷
- ”وائس آپ“ پر ”وائس میسج“ کے ذریعہ طلاق ۱۴۷

تین طلاق کے مسائل

- ایک مجلس کی تین طلاقیں ۱۴۸
- طلاق کے بارے میں اسلامی قانون ۱۴۹
- مفسر قرآن حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر ۱۵۱
- حلالہ حکم شرعی ہے ۱۵۲
- دو ربوت میں بیک وقت تین طلاق کا نفاذ ۱۵۳
- اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ کی روایت ۱۵۴
- حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت ۱۵۵
- حضرت محمود بن لبیدؓ کی روایت ۱۵۵
- حضرت ابن عمرؓ کا واقعہ ۱۵۶
- سیدنا حضرت حسنؓ کا مقولہ ۱۵۶
- حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ کا فتویٰ ۱۵۷
- حضرت رکانہ ابن ابی رکانہؓ کی روایت کی حقیقت ۱۵۷
- تین طلاق کے بارے میں فیصلہ فاروقی کی شرعی حیثیت ۱۵۹
- حرمتِ متعہ اور جماع بلا انزال کے بارے میں فاروقی فیصلہ ۱۶۰
- فیصلہ فاروقی غیر مدخولہ کے بارے میں تھا ۱۶۲

- ۱۶۲ فیصلہ فاروقی کا ایک مناسب محمل
- ۱۶۳ تین طلاق اور مسئلہ نطہار میں مشابہت
- ۱۶۵ کیا حضرت علی ؓ اجماع کے خلاف تھے؟
- ۱۶۶ قابل ذکر شہادت
- ۱۶۶ سعودی عرب کے اکابر علماء کا فیصلہ
- ۱۶۷ فائدہ کیا ہے؟
- ۱۶۸ طلاق مغلطہ کی تعریف اور اس کا حکم
- ۱۶۹ ایک مجلس میں تین طلاق
- ۱۷۰ غصہ میں تین طلاق
- ۱۷۱ لفظ طلاق بار بار کہنے سے تاکید کی نیت کرنا
- ۱۷۱ ایک لفظ سے تین طلاق دینا
- ۱۷۲ بیوی سے کہا: ”ایک، دو، تین“
- ۱۷۲ کہا: ”تجھے مجھ سے تین ہیں“
- ۱۷۳ کہا: ”تجھے تین ہیں“
- ۱۷۳ ”ایک طلاق دی، ایک طلاق دی، ایک طلاق دی“ کا حکم؟
- ۱۷۴ کہا: ”تجھے طلاق ہے، اور طلاق ہے، اور طلاق ہے“
- ۱۷۴ ”طلاق دے دی، دے دی، دے دی“ کا کیا حکم ہے؟
- ۱۷۵ کہا: ”تجھے طلاق ہے، پھر طلاق ہے، پھر طلاق ہے“
- ۱۷۵ ”ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق“ کا حکم
- ۱۷۶ ایک طلاق دے کر بار بار لوگوں سے اسے نقل کرنا
- ۱۷۶ ”تجھ پر طلاق مغلطہ ہے“ کا حکم
- ۱۷۷ حالت حیض میں تین طلاق دینا

- کہا: ”تجھے طلاق ہے“ کسی نے پوچھا کتنی؟ کہا: ”تین“ ۱۷۸
- ایک سے زائد بیویوں سے کہا کہ ”تم سب کو تین طلاق“ ۱۷۸
- بیوی کا نام لئے بغیر ”طلاق طلاق طلاق“ کہنا ۱۷۸
- خلوت سے قبل تین طلاق ۱۷۹
- طلاق بائن دے کر دورانِ عدت تین صریح طلاق دینا ۱۸۰
- ”تو مجھ پر حرام ہے، تجھے تین طلاق“ کا حکم ۱۸۰
- تین سے زائد طلاق دینا ۱۸۱
- غیر مقلد شوہر نے خفی بیوی کو تین طلاق دے دی، تو کیا حکم ہے؟ ۱۸۱

حلالہ کے متعلق مسائل

- قرآن کریم میں حلالہ کا حکم ۱۸۳
- حلالہ میں ہم بستری کی قید حدیثِ مشہور سے ثابت ہے ۱۸۴
- حلالہ کی حکمت کیا ہے؟ ۱۸۵
- حلالہ کے حکم کا مذاق اڑانا جائز نہیں ۱۸۶
- مشروط حلالہ قابلِ لعنت ہے ۱۸۶
- حلالہ کے بارے میں ایک ضروری تنبیہ ۱۸۷
- تین طلاق کے بعد توبہ یا معافی مانگنے سے حلالہ کا حکم ساقط نہیں ہوتا ۱۸۸
- حلالہ کے مسئلہ میں صغیرہ و کبیرہ مدخولہ و غیر مدخولہ کا حکم یکساں ہے ۱۸۹
- غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاق کے بعد حلالہ کا حکم ہے یا نہیں؟ ۱۸۹
- حلالہ میں بغیر گواہوں کے نکاح کر دیا ۱۹۰
- ارتداد سے حلالہ ساقط نہیں ہوتا ۱۹۱
- مجنون سے حلالہ کرانا ۱۹۱

- قریب البلوغ مراہق سے حلالہ کرانا۔-----۱۹۲
- غیر مراہق بچے سے حلالہ کرانا۔-----۱۹۳
- جو شخص جماع پر قادر نہ ہو اس سے حلالہ کرانا۔-----۱۹۳
- حلالہ میں شوہر ثانی کا انزال کرنا شرط نہیں۔-----۱۹۴
- (مانع حمل غلاف) زروddھ وغیرہ لگا کر حلالہ میں صحبت کرنا۔-----۱۹۴
- حلالہ میں شوہر ثانی کا حالت حیض و نفاس میں صحبت کرنا۔-----۱۹۵
- اگر شوہر ثانی ہم بستری سے انکار کرے اور عورت دعویٰ کرے تو کیا حکم ہے؟-----۱۹۵
- حلالہ کی غرض سے نکاح کرنا۔-----۱۹۶

تعليقِ طلاق کے مسائل

- کسی امر محال پر طلاق کو معلق کرنا ۱۹۷
- کسی امر متحقق پر طلاق کو معلق کرنا ۱۹۷
- کسی امر محتمل پر طلاق کو معلق کرنا ۱۹۸
- کہا: ”اگر تو فلاں کے گھر گئی تو تجھے طلاق“، پھر فلاں کا انتقال ہو گیا ۱۹۸
- بیوی سے کہا کہ ”اگر تیرے ساتھ رہتے ہوئے میں نے تجھ سے صحبت کی تو تجھے تین طلاق“؟ ۱۹۸
- کہا کہ: ”اگر تو نے نماز چھوڑ دی تو تجھے طلاق“ پھر قضاء پڑھ لی؟ ۱۹۹
- کہا: ”اگر تو نے میرے کپڑے دھوئے تو تجھے طلاق“ ۲۰۰
- کہا: ”اگر میں تیرے اوپر کسی اور سے نکاح کروں تو اُسے طلاق“ ۲۰۰
- کہا: ”جب جب میں کوئی اچھی بات کہوں تو تجھے طلاق“ ۲۰۱
- گھر میں داخل ہونے پر طلاق کو معلق کیا پھر اسے طلاق دیدی ۲۰۱
- اگر فلاں تاریخ تک بیوی کو نہ بھیجو گے تو طلاق ہو جائے گی ۲۰۲
- کہا: ”اگر میں تجھے اپنے گھر لاؤں تو تجھے طلاق“ پھر وہ خود آگئی ۲۰۲

- اگر میں تیرے گھر نہ آیا تو تجھے طلاق ۲۰۳
- اگر تو میرے بھائی کے گھر گئی تو تجھے طلاق ۲۰۳
- جب جب تجھے بچہ پیدا ہوگا تجھے طلاق ۲۰۴
- اگر میری بیوی چاند سے زیادہ خوبصورت نہ ہو تو اسے طلاق ۲۰۴
- قسم کھائی کہ ”اگر میں تجھ سے بات کروں تو تجھے طلاق“ پھر بیوی سے بذریعہ میسج بات کر لی -- ۲۰۵
- شرط کے تحقق سے قبل معلقہ بیوی کو طلاق دے دی بعد ازاں شرط پائی گئی؟ ۲۰۶
- ایک بیوی کی طلاق کو دوسری بیوی کی طلاق پر معلق کرنا ۲۰۶
- ”اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق“ تین بار کہنے کا حکم ۲۰۷
- اگر مجھے فلاں عورت سے محبت ہو تو تجھے تین طلاق ۲۰۷
- یمین فور کا حکم ۲۰۸
- ”جب جب میں شادی کروں تو طلاق“ میں حلت کا حیلہ کیا ہے؟ ۲۰۸
- کسی سے بات کرنے پر بیوی کی طلاق کو معلق کرنا ۲۰۹
- قسم کا مدار الفاظ پر ہوتا ہے نہ کہ اغراض پر ۲۰۹
- حلالہ کے لئے نکاح ثانی کرتے وقت طلاق کا اختیار لینا ۲۱۰
- کہا ”بیوی کی اجازت کے بغیر نکاح کروں تو اُس پر طلاق“ پھر اُس بیوی کو طلاق دے کر بلا اجازت دوسرا نکاح کر لیا ۲۱۱
- نکاح سے پہلے کی تعلیق لغو ہے ۲۱۱
- کہا: ”اگر تم نے فلاں کام نہ کیا تو طلاق دے دوں گا“ ۲۱۲
- کہا ”اگر تو نے نامحرم کو چہرہ دکھایا تو تجھے طلاق“ ۲۱۲
- کہا ”اگر میں بیوی کو ماروں تو اُسے طلاق“ ۲۱۲
- اگر میں نے آج اپنا قرض ادا نہ کیا تو میری بیوی کو طلاق ۲۱۳
- ”جب تک میں تجھ سے شادی نہ کروں تو جس سے بھی نکاح کروں اُسے طلاق“ ۲۱۳

- کسی عورت سے کہا کہ ”اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق“ ----- ۲۱۴
- طلاق معلق میں شرط کے متحقق ہوتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی ----- ۲۱۴
- حیض آنے پر طلاق کو معلق کرنا ----- ۲۱۴
- کہا ”جس دن تجھ سے نکاح کروں تجھے طلاق“ پھر رات کو نکاح کر لیا ----- ۲۱۵
- روزہ رکھنے پر طلاق کو معلق کرنا ----- ۲۱۵

زمان و مکان کی طرف نسبت کر کے طلاق دینا

- کل آئندہ کی طرف نسبت کر کے طلاق دینا ----- ۲۱۶
- تجھے مکہ میں طلاق ----- ۲۱۶
- وقت کی طرف طلاق منسوب کرنے میں ایک ضابطہ ----- ۲۱۷
- کہا: ”تجھے طلاق ہے ان شاء اللہ“ ----- ۲۱۷
- ان شاء اللہ کہنے سے پہلے شوہر کا انتقال ہو گیا ----- ۲۱۸
- کہا ”تجھے طلاق ہے اگر اللہ نے نہ چاہا“ ----- ۲۱۸
- طلاق لکھ کر زبان سے ان شاء اللہ کہا ----- ۲۱۸

تفویض طلاق کے مسائل

- تفویض طلاق کا مطلب ----- ۲۱۹
- تفویض طلاق کا ثبوت ----- ۲۱۹
- پیشگی تفویض طلاق ----- ۲۲۰
- عقد نکاح کے وقت تفویض طلاق کی صورت ----- ۲۲۱
- نکاح کے بعد تفویض طلاق ----- ۲۲۲
- ایک اہم مشورہ ----- ۲۲۲
- تفویض طلاق میں عورت کا اختیار کب تک باقی رہتا ہے؟ ----- ۲۲۳

- بیوی کو دیا ہوا اختیار طلاق کن چیزوں سے باطل ہو جاتا ہے؟ ۲۲۴
- تفویض طلاق کے بعد بیوی سے جماع کر لینا؟ ۲۲۵
- طلاق کا اختیار ملنے کے بعد بیوی نماز میں مشغول ہوگئی ۲۲۶
- دوران نماز تفویض طلاق ہوئی تو اختیار کب تک رہے گا؟ ۲۲۶
- تفویض طلاق سے رجوع کا حق نہیں ۲۲۷
- توکیل بالطلاق کے بعد رجوع؟ ۲۲۸
- تفویض تملیک اور تفویض توکیل میں فرق؟ ۲۲۹
- مجنون اور بچے کو تفویض طلاق ۲۳۰
- صحت مند شخص کو تفویض طلاق کی، پھر وہ پاگل ہو گیا؟ ۲۳۰
- اپنی نابالغ بیوی کو طلاق کی تفویض کرنا معتبر ہے ۲۳۱
- بیوی سے کہا کہ: ”اپنی طلاق لے لے“ ۲۳۱
- بیوی سے کہا ”طلاق کے بارے میں معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے“ ۲۳۲
- غصہ یا مذاکرہ طلاق کے وقت بیوی سے کہا کہ ”تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے“ ۲۳۲
- شوہر نے کہا کہ ”تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے“ اور تین طلاق کی نیت کی ۲۳۳
- ”کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اپنے کو طلاق دیدوں؟“ کے جواب میں شوہر کا ”ہاں“ کہنا؟ ۲۳۳
- بیوی سے تین بار کہا ”تجھے اختیار ہے“ ۲۳۴
- بیوی سے بغیر نیت کے کہا کہ ”تو اپنے آپ کو طلاق دیدے“ ۲۳۵
- شوہر نے کہا کہ ”میری بیوی کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور تیرے ہاتھ میں ہے“ ۲۳۵
- شوہر نے کہا کہ ”اگر تو چاہے تو تجھے طلاق“، بیوی نے کہا ”اگر تو چاہے تو میں بھی چاہتی ہوں“ ۲۳۶
- بیوی سے کہا کہ ”اگر تو تین طلاق چاہے تو تجھے طلاق“ ۲۳۶
- بیوی سے کہا کہ ”جب تو چاہے تجھے طلاق“ ۲۳۷
- تو جب جب چاہے اپنے کو طلاق دے سکتی ہے ۲۳۷

- بیوی سے کہا کہ ”تجھے طلاق ہے جہاں بھی چاہے“ ۲۳۸ -----
- تو جس طرح چاہے اپنے کو طلاق دیدے ۲۳۸ -----
- شوہر نے کہا کہ ”تو آج اپنے کو اختیار کر لے“ ۲۳۹ -----
- معاملہ بیوی کے سپرد کرنے کے بعد بیوی کا کہنا کہ ”تو مجھ پر حرام ہے“ ۲۳۹ -----
- شوہر نے بیوی کو طلاق کا اختیار دیا پھر اُس کو خود ہی طلاق دے دی ۲۴۰ -----
- ”اپنے آپ کو طلاق دے لے“ کے جواب میں بیوی نے کہا ”میں طلاق دے لوں گی“ ۲۴۰ -----
- ”تو اپنے آپ کو طلاق دے دے“ کے جواب میں بیوی نے کہا کہ ”میں نے اپنے کو تم سے جدا کر لیا“ ۲۴۱ -----
- بیوی کا دو یا تین طلاق کا اختیار ملنے پر صرف ایک طلاق اختیار کرنا ۲۴۱ -----
- شوہر نے کہا ”طلاق لے لے“، بیوی نے کہا ”میں نے طلاق لے لی“ ۲۴۱ -----
- شوہر نے کہا ”تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے“ بیوی نے کہا ”مجھے منظور ہے“ ۲۴۲ -----
- شوہر نے کہا کہ ”ہمیشہ کے لئے معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے“ ۲۴۲ -----
- شوہر نے بیوی کا معاملہ اُس کے باپ کے سپرد کر دیا ۲۴۳ -----
- طلاق میں خیار نہیں ہے ۲۴۳ -----

خلع کے مسائل

- خلع کی لغوی تعریف ۲۴۴ -----
- خلع کی اصطلاحی تعریف ۲۴۴ -----
- ضرورت کے وقت خلع کا جواز ۲۴۵ -----
- خلع کی حقیقت ۲۴۶ -----
- خلع کا حکم ۲۴۷ -----
- خلع کے لئے فریقین کی رضا مندی شرط ہے ۲۴۷ -----

- خلع میں کس قدر مال لینے کی گنجائش ہے؟ ۲۴۸
- خلع کے لئے محکمہ شرعیہ کی ضرورت نہیں ۲۴۹
- شوہر سے جبراً خلع کرانا ۲۵۰
- عورت کو زبردستی خلع پر مجبور کرنا ۲۵۰
- شوہر خلع کا دعویٰ کرے اور عورت منکر ہو ۲۵۰
- عورت خلع کا دعویٰ کرے اور شوہر منکر ہو ۲۵۱
- خلع سے عدت کا نفقہ ساقط نہیں ہوتا ۲۵۱
- دو مرتبہ کہا کہ ”تجھے خلع دیا، تجھے خلع دیا“ ۲۵۱
- لفظ ”خلع“ سے تین طلاقیں مراد لینا ۲۵۲
- خلع کا بدل کیا کیا چیزیں بن سکتی ہیں؟ ۲۵۲
- بدل خلع سے متعلق چند ممکنہ صورتیں اور ان کے احکام ۲۵۲
- بدل خلع میں نامعلوم مال متعین کرنے کی بعض صورتیں ۲۵۶
- حرام اشیاء پر خلع کیا تو کیا حکم ہے؟ ۲۵۷
- سرکہ کی طرف اشارہ کر کے بدل خلع مقرر کیا مگر وہ شراب نکلی؟ ۲۵۸

۳۲۰-۲۵۹

کتاب الفسخ والتفریق

- فسخ و تفریق کے لئے قضاء قاضی شرط ہے ۲۶۰
- (۱) شوہر کا عینین (نامرد) ہونا ۲۶۲
- عورت کا حق تاخیر کی وجہ سے باطل نہ ہوگا ۲۶۲
- بیماری کی وجہ سے نامردی ۲۶۳
- بڑھاپے کی وجہ سے نامردی ۲۶۳
- جادو کی وجہ سے نامردی ۲۶۳

- نکاح سے قبل بیوی کو نامرد ہونے کا علم تھا ----- ۲۶۳
- نکاح کے بعد ایک مرتبہ ہمبستری پر قادر ہو جانا ----- ۲۶۴
- بیوی کو ایسا مرض لاحق ہو جو جماع سے مانع ہو ----- ۲۶۴
- شوہر کے خضی ہونے کی بنا پر فسخ کا اختیار ہے یا نہیں؟ ----- ۲۶۵
- نسبندی کرانے والے شوہر سے فسخ کا اختیار نہیں ----- ۲۶۵
- عورت کے دعوے پر عدالتی کارروائی ----- ۲۶۵
- تنخیر کی صورت میں مجلس قضاء میں تفریق کا اختیار کرنا ----- ۲۶۸
- مہلت کی مدت کب سے شروع ہوگی ----- ۲۶۸
- مہلت کی مدت کا شمار قمری مہینوں سے ہوگا یا شمسی مہینوں سے؟ ----- ۲۶۹
- مہلت کی مدت ختم ہونے کے بعد مطالبہ میں تاخیر کرنا ----- ۲۶۹
- تفریق کے بعد عورت کا اقرار جماع پر مبنیہ قائم کرنا ----- ۲۶۹
- تفریق کے بعد عورت کا اسی نامرد سے نکاح کرنا ----- ۲۷۰
- تفریق کے بعد دو سال کی مدت میں بچہ کی پیدائش ----- ۲۷۰
- عینین پر مہر کا وجوب ----- ۲۷۱
- محبوب (مقطوع الذکر) کا حکم ----- ۲۷۱
- محبوب کی بیوی کا بعد التفریق دو سال کی مدت میں بچہ جننا ----- ۲۷۲
- (۲) شوہر کا مجنون ہونا ----- ۲۷۳
- کس درجہ کا جنون موجب فسخ ہے؟ ----- ۲۷۴
- مجنون سے تفریق کے لئے عدالتی کارروائی ----- ۲۷۵
- مجنون کی بیوی کے مہر و عدت کا حکم ----- ۲۷۶
- جنون حادث میں حق تفریق ہے یا نہیں؟ ----- ۲۷۷
- مجنون شوہر کا بالجبر جماع کرنا ----- ۲۷۸

- مجنون کے نادر ہونے کی صورت میں حق تفریق ----- ۲۷۸
- (۳) شوہر کا فالج زدہ اور بے ہوش ہونا ----- ۲۷۹
- (۴) شوہر کا برص، جزام یا ایڈز جیسے امراض میں مبتلا ہونا ----- ۲۸۱
- (۵) گمشدہ (مفقود) شوہر سے حق تفریق ----- ۲۸۳
- زوجہ مفقود کے بارے میں بالترتیب عدالتی کارروائی ----- ۲۸۴
- مجبوری میں ایک سال کی مہلت کی گنجائش ----- ۲۸۵
- مفقود کے بارے میں تفتیش کے مصارف کس کے ذمہ ہیں؟ ----- ۲۸۶
- عدالتی فیصلہ کے بعد شوہر ثانی سے خلوت صحیحہ سے قبل مفقود کا واپس آ جانا --- ۲۸۷
- شوہر ثانی سے خلوت صحیحہ کے بعد مفقود واپس آ گیا ----- ۲۸۷
- شوہر ثانی سے پیدا شدہ اولاد کا حکم ----- ۲۸۸
- (۶) شوہر کا غائب غیر مفقود ہونا ----- ۲۸۹
- غائب غیر مفقود کے متعلق عدالتی کارروائی ----- ۲۸۹
- غائب شوہر عدت کے اندر واپس آ جائے ----- ۲۹۱
- غائب شوہر عدت کے بعد واپس آیا ----- ۲۹۱
- (۷) شوہر کا طویل قید میں ہونا ----- ۲۹۲
- (۸) شوہر کا متعنت (سرکش) ہونا ----- ۲۹۴
- کس طرح کی مجبوری میں عورت کو حق فسخ ملے گا؟ ----- ۲۹۴
- زوجہ متعنت کے بارے میں عدالتی کارروائی ----- ۲۹۵
- طلاق کے فیصلہ کے بعد عدت کے اندر متعنت شوہر اپنی حرکت سے باز آ گیا؟ --- ۲۹۶
- متعنت شوہر عدت کے بعد باز آیا ----- ۲۹۷
- (۹) شوہر کا بے جا مار پیٹ کرنا ----- ۲۹۸

- (۱۰) زوجین میں شقاق پایا جانا ۳۰۰
- (۱۱) حرمت مصاہرت کی بنیاد پر حق فسخ ۳۰۲
- حرمت مصاہرت کے معاملہ میں عدالتی کارروائی کی تفصیل ۳۰۲
- شوہر کے لئے جھوٹی قسم کھانا حرام ہے ۳۰۴
- حرمت کا دعویٰ ثابت نہ کر سکنے کی شکل میں عورت کیا کرے؟ ۳۰۵
- (۱۲) خیار بلوغ کی وجہ سے حق فسخ ۳۰۶
- خیار بلوغ باقی رہنے کی اہم شرائط ۳۰۶
- خیار بلوغ کے بارے میں عدالتی کارروائی ۳۰۸
- کس صورت میں نابالغ کو خیار قبول حاصل نہیں ہوتا؟ ۳۰۹
- کن صورتوں میں نابالغ کا نکاح باطل ہے؟ ۳۰۹
- کن صورتوں میں خیار بلوغ ساقط ہو جاتا ہے؟ ۳۱۱
- (۱۳) عدم کفایت کی بنیاد پر حق فسخ ۳۱۳
- بالغہ عورت کا غیر کفو میں خود نکاح کرنا ۳۱۳
- اولیاء نے کفو سمجھ کر بالغہ کا نکاح کرایا بعد میں وہ غیر کفو ثابت ہوا ۳۱۴
- باپ یا دادا نے کفو سمجھ کر نابالغہ کا نکاح کرایا بعد میں وہ غیر کفو ثابت ہوا ۳۱۵
- (۱۴) کفر و ارتداد کی بنیاد پر حق فسخ ۳۱۷
- کافر میاں بیوی میں سے شوہر اسلام لے آئے ۳۱۷
- کافر میاں بیوی میں سے بیوی اسلام لے آئے ۳۱۸
- مسلمان شوہر مرتد ہو جائے ۳۱۹
- مسلمان عورت مرتد ہو جائے ۳۲۰

۳۳۸-۳۲۱

کتاب الظہار

- ۳۲۲ □ ظہار کے مسائل
- ۳۲۲ ○ ”ظہار“ کے لغوی معنی
- ۳۲۲ ○ زمانہ جاہلیت میں ”ظہار“ کا تصور
- ۳۲۲ ○ اسلام کی نظر میں ”ظہار“ کا مفہوم
- ۳۲۳ ○ آیات ظہار کا شان نزول
- ۳۲۵ ○ ظہار کی شرعی تعریف
- ۳۲۵ ○ ظہار کے لئے تشبیہ لازم ہے
- ۳۲۵ ○ بلا تشبیہ بیوی کو بہن یا بیٹی کہنا
- ۳۲۶ ○ بیوی سے کہا: ”تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح حرام ہے“
- ۳۲۶ ○ کہا: ”اگر بیوی سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے کروں“
- ۳۲۷ ○ کہا: ”تو میرے لئے خنزیر کے برابر ہے“
- ۳۲۷ ○ اجنبیہ عورت سے ظہار کرنا
- ۳۲۷ ○ نابالغ اور پاگل کا ظہار
- ۳۲۸ ○ بیوی کی طرف سے ظہار معتبر نہیں
- ۳۲۸ ○ ظہار مطلق کا حکم
- ۳۲۸ ○ ظہار موقت کا حکم
- ۳۲۹ ○ ایک مجلس میں کئی مرتبہ ظہار کرنا
- ۳۲۹ ○ ظہار کر کے چھوڑے رکھنے پر بیوی کا کفارہ ادا کرنے کا مطالبہ کرنا
- ۳۳۰ ○ اگر درمیان میں کفارہ کا روزہ چھوڑ دیا تو کیا حکم ہے؟
- ۳۳۰ ○ بیوی نے شوہر سے کہا ”تو میرا باپ ہے میں تیری بیٹی“

- ظہار کا کفارہ ۳۳۱
- ظہار کا کفارہ دینے سے پہلے ہم بستری کر لی ۳۳۲
- کفارہ ظہار کے روزوں کے درمیان بیوی سے ہم بستری کر لی ۳۳۲
- جس بیوی سے ظہار کیا ہے اس کے علاوہ دوسری بیوی سے ہم بستری کر لی ۳۳۳
- کفارہ ظہار کے روزوں کے درمیان رمضان یا ایام تشریق آجائیں تو اعادہ لازم ہے --- ۳۳۳
- اگر درمیان میں کفارہ کا روزہ چھوڑ دیا تو کیا حکم ہے؟ ۳۳۴
- کفارہ ظہار میں ۶۰ مسکینوں کو صدقہ فطر کے بقدر غلہ دینا ۳۳۴
- صبح ایک مسکین کو اور شام دوسرے مسکین کو کھانا کھلانا ۳۳۵
- ۱۲۰ مسکینوں کو ایک وقت کھانا کھلا دیا ۳۳۵
- ایک وقت کھلا کر دوسرے وقت کی قیمت دینا ۳۳۶
- ایک ہی مسکین کو ۶۰ مسکینوں کا کھانا دینا ۳۳۶
- ظہار کے کفارہ میں کھانا کس کو کھلائیں؟ ۳۳۷
- ۶۰ مسکینوں کو ایک دن صبح و شام کھلانا یا ایک مسکین کو ۶۰ دن کھلانا ۳۳۷
- کفارہ ظہار میں کھانا کھلانے کا وکیل بنانا ۳۳۸
- کھانا کھلانے کے دوران بیوی سے صحبت کر لی ۳۳۸

۳۵۴-۳۳۹

کتاب الایلاء

- ایلاء کے مسائل ۳۴۰
- ایلاء کی لغوی تعریف ۳۴۰
- زمانہ جاہلیت میں ایلاء کا تصور ۳۴۰
- شریعت کی نظر میں ”ایلاء“ کا مفہوم ۳۴۰
- چار مہینے کی مدت کی تعیین کیوں؟ ۳۴۱
- چار مہینے سے کم میں صحبت نہ کرنے کی قسم کھانا ۳۴۲

- نبی اکرم ﷺ کا ایلاء صوری فرمانا ۳۴۳
- ایلاء کا رکن ۳۴۳
- ایلاء کی مدت ۳۴۴
- ایلاء کا حکم ۳۴۴
- گونگے شخص کی طرف سے ایلاء ۳۴۵
- غصہ میں ایلاء ۳۴۵
- زبردستی شوہر سے ایلاء کے الفاظ کہلوانے کا حکم ۳۴۵
- غیر مدخولہ سے ایلاء ۳۴۶
- ایلاء کے صریح یا قائم مقام صریح الفاظ ۳۴۶
- ایلاء کے کنائی الفاظ ۳۴۷
- شعبان میں قسم کھائی کہ جب تک عاشوراء کا روزہ نہ رکھ لوں بیوی سے جماع نہ کروں گا۔ ۳۴۸
- بیوی سے قسم کھا کر کہا کہ ”بچے کے دودھ چھوڑنے تک تجھ سے ہم بستر نہ ہوں گا“۔ ۳۴۸
- کہا: ”دابۃ الارض یا دجال کے ظاہر ہونے تک بیوی سے جماع نہ کروں گا“۔ ۳۴۹
- کہا: ”قیامت تک بیوی سے جماع نہ کروں گا“۔ ۳۴۹
- جب تک تو میری بیوی رہے گی تیرے سے جماع نہ کروں گا۔ ۳۴۹
- کہا: ”زندگی بھر تیرے پاس نہ آؤں گا“۔ ۳۵۰
- بیوی سے کہا: ”اگر میں تجھ سے جماع کروں تو مجھ پر قسم کا کفارہ ہے“۔ ۳۵۰
- بیوی سے کہا کہ: ”تو مجھ پر مردار اور خنزیر کی طرح حرام ہے“۔ ۳۵۰
- ایلاء کرنے کے بعد بیوی کو طلاق دے دی ۳۵۱
- ایلاء مؤبد میں نکاح ثانی اور تفریق کے بعد شوہر اول سے دوبارہ نکاح؟ ۳۵۱
- بغیر قسم کھائے کہا ”اگر تجھ سے صحبت کروں تو تجھے طلاق“ ۳۵۲
- بیوی سے صحبت کرنے پر مشقت والی عبادت اپنے اوپر لازم کرنا ۳۵۲

- بیوی سے صحبت کرنے پر کوئی آسان عبادت اپنے اوپر لازم کرنا ۳۵۲
- صحبت کرنے پر کوئی ایسا کام لازم کرنا جو واجب نہ ہو ۳۵۳
- ایلاء کرنے کے بعد مدت ایلاء میں صحبت سے عاجزی ہوگئی ۳۵۳
- رجوع کے بعد مدت ایلاء میں عاجزی ختم ہوگئی ۳۵۴

۳۵۵-۳۶۶

کتاب اللعان

- لعان کے مسائل ۳۵۶
- لعان کے لغوی معنی ۳۵۶
- لعان کی اصطلاحی تعریف ۳۵۶
- آیات لعان کا شان نزول ۳۵۶
- لعان جاری ہونے کی شرطیں ۳۵۹
- لعان کا سبب ۳۶۰
- لعان کا حکم ۳۶۰
- شوہر کا بیوی پر زنا کی تہمت لگانے کے بعد لعان سے انکار کرنا ۳۶۱
- بیوی سے لعان کا مطالبہ کب ہوگا؟ ۳۶۱
- بیوی کی طرف سے لعان میں ٹال مٹول ۳۶۱
- بیوی پر زنا کی تہمت لگانے کے بعد اُسے طلاق بائن دے دی ۳۶۲
- بیوی سے کہا: تجھے تین طلاق اے زانیہ! ۳۶۲
- بیوی سے کہا: اے زانیہ! تجھے تین طلاق ۳۶۳
- لعان کے بعد تفریق کب ہوگی؟ ۳۶۳
- تفریق سے قبل قاضی معزول ہو جائے یا وفات پا جائے؟ ۳۶۴
- شوہر سے بچہ کے نسب کی نفی کی شرائط ۳۶۴

- جڑواں بچوں میں سے پہلے بچہ کی نفی کی ۳۶۶
- لعان میں تفریق کے بعد عدت کا نفقہ شوہر پر ہے ۳۶۶

۳۶۷-۴۱۰

کتاب العدة

- عدت کے مسائل ۳۶۸
- عدت کے معنی ۳۶۸
- عدت کی حکمتیں ۳۶۸
- حائضہ غیر حاملہ کی عدت طلاق ۳۷۰
- طلاق کی عدت کب سے شروع ہوتی ہے؟ ۳۷۰
- طلاق کی خبر دیر میں معلوم ہوئی تو عدت کب سے شروع ہوگی؟ ۳۷۱
- عدت طلاق کب واجب ہوتی ہے؟ ۳۷۱
- جس حیض میں طلاق دی ہو وہ عدت میں شمار نہ ہوگا ۳۷۲
- جس عورت کا مسلسل خون جاری ہو وہ عدت کیسے گزارے؟ ۳۷۲
- عدت شروع ہونے کے بعد حیض بند ہو گیا ۳۷۳
- جس عورت کو وقفہ وقفہ سے حیض آتا ہو وہ عدت کیسے گزارے؟ ۳۷۳
- مطلقہ حاملہ کی عدت ۳۷۴
- جڑواں بچوں والی حاملہ معتدہ کی عدت کب پوری ہوگی؟ ۳۷۴
- کیا إسقاط حمل سے عدت پوری ہو جاتی ہے؟ ۳۷۵
- غیر حائضہ عورت کی عدت طلاق ۳۷۵
- غیر حائضہ عورت کی عدت کا شمار مہینوں سے ہوگا یا دنوں سے؟ ۳۷۶
- مہینوں کے ذریعہ عدت کی تکمیل کے بعد آئسہ کو حیض آنے لگا ۳۷۶
- مزنیہ عورت پر عدت نہیں ۳۷۷
- مزنیہ منکوحہ عورت اپنے شوہر پر حرام نہیں ۳۷۷

- نکاح فاسد میں عدت ۳۷۸
- وطی بالشبہ میں عدت ۳۷۸
- معتدہ رجعیہ کا شوہر دورانِ عدت وفات پا گیا ۳۷۸
- حالتِ صحت میں طلاقِ بائن دی پھر دورانِ عدت شوہر کا انتقال ہو گیا ۳۷۹
- جس عورت کا شوہر مرض الوفا میں طلاقِ بائن دے کر انتقال کر جائے وہ عدت کیسے گزارے؟ ۳۷۹
- غیر حاملہ بیوہ کی عدت ۳۸۰
- حاملہ بیوہ کی عدت ۳۸۱
- عدتِ وفات کا شمار مہینوں سے ہو گا یا دنوں سے؟ ۳۸۱
- غیر مدخولہ بیوہ کی عدت ۳۸۲
- شوہر سے الگ رہنے والی پر عدتِ وفات کا حکم ۳۸۲
- شوہر اگر بچہ ہو تو اُس کی وفات پر بھی عدت ہے ۳۸۳
- متوفی شوہر بچہ کی بیوی اگر حاملہ ہو تو اُس کی عدت کیا ہے؟ ۳۸۳
- عدتِ وفات کی ابتداء کس وقت سے ہوگی؟ ۳۸۴
- وفات کی خبر بعد میں ملی ۳۸۴
- عدتِ وفات کس وقت ختم ہوگی؟ ۳۸۵
- کیا وفات کے بعد بیوی کے گھر سے باہر نکلنے سے عدت ساقط ہو جاتی ہے؟ ۳۸۵
- عدت کی تکمیل کے لئے کیا گھر سے باہر نکلنا ضروری ہے؟ ۳۸۵
- دورانِ عدت زنا کرنے کے بعد مزنیہ سے نکاح کرنا ۳۸۶
- مطلقہ عورت سے عدت میں نکاح کرنا ۳۸۶

عدت کی پابندیاں

- مطلقہ بابتہ اور بیوہ پر سوگ (احداد) واجب ہے ۳۸۷

- معتدہ کے لئے ترکِ زینت کا حکم کیوں؟ ۳۸۷
- کیا شوہر کے منع کرنے سے سوگ کا حکم مرتفع ہو سکتا ہے؟ ۳۸۷
- شوہر کے علاوہ کسی کے انتقال پر ۳ دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں ۳۸۸
- عدت میں عورت کے لئے کن چیزوں کا استعمال ممنوع ہے؟ ۳۸۸
- عدت میں چوڑیوں کا استعمال ۳۹۰
- کیا عدت میں چوڑی وغیرہ توڑ دینی چاہئیں؟ ۳۹۰
- دورانِ عدت بطور علاج سر میں مہندی لگانا؟ ۳۹۰
- عدت میں پان کھانے کا حکم ۳۹۱
- معتدہ کا آنکھ دکھنے کی وجہ سے سرمہ لگانا ۳۹۲
- بال الجھنے کی وجہ سے معتدہ کا تیل کنگھی کرنا ۳۹۲
- اگر ممنوعہ کپڑوں کے علاوہ کوئی کپڑا معتدہ کو دستیاب نہ ہو ۳۹۲
- معتدہ کا پرانے رنگین کپڑے پہننا ۳۹۳
- معتدہ کا بدن کی صفائی کے لئے صابن استعمال کرنا ۳۹۳
- معتدہ عورت کا گھر کو سجانا اور قالین وغیرہ پر بیٹھنا منع نہیں ۳۹۳
- معتدہ گھر سے باہر نہ نکلے ۳۹۴
- معتدہ وفات کا جائیداد کی دیکھ بھال وغیرہ کے لئے گھر سے باہر نکلنا ۳۹۴
- معتدہ کس گھر میں عدت گزارے گی؟ ۳۹۵
- طلاق یا موت کے وقت عورت گھر سے باہر ہو تو کیا کرے؟ ۳۹۵
- کن اعدار کی وجہ سے دوسرے گھر میں عدت گزارنے کی اجازت ہے؟ ۳۹۵
- دورانِ سفر طلاق یا موت کا واقعہ پیش آئے تو کیا کرے؟ ۳۹۷
- حج کی منظوری آنے کے بعد سفر سے پہلے عدت پیش آجائے؟ ۳۹۷
- سفر حج شروع کرنے کے بعد طلاق رجعی دی گئی اور شوہر ساتھ ہے ۳۹۸
- سفر حج شروع کرنے کے بعد طلاق بائن دی گئی یا شوہر کی وفات کی اطلاع ملی ۳۹۹

- معتدہ کے لئے کن لوگوں سے پردہ کرنا ضروری ہے؟ ۴۰۰
- دورانِ عدت شوہر سے پردہ کا حکم ۴۰۱
- دورانِ عدت دیور، نندوئی، بہنوئی اور جیٹھ سے پردہ کا حکم؟ ۴۰۲
- معتدہ کا خالہ اور ماموں زاد بھائیوں سے پردہ کرنا؟ ۴۰۲
- دورانِ عدت ساس کا داماد سے پردہ؟ ۴۰۳
- دورانِ عدت منہ بولے بھائی سے پردہ کرنا؟ ۴۰۳
- کیا معتدہ گھر کے صحن میں آ سکتی ہے؟ ۴۰۴
- عدت میں بیٹھی ہوئی عورت کا تبلیغ کرنا؟ ۴۰۴
- کیا عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے عدت کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں؟ ۴۰۴
- زلزلہ کے ڈر اور حکومت کے اعلان کی وجہ سے معتدہ کا گھر سے باہر نکالنا؟ ۴۰۵
- معتدہ کا علاج کے لئے گھر سے باہر نکلنا ۴۰۵
- معتدہ کا ملازمت کے لئے گھر سے باہر جانا؟ ۴۰۶
- کیا معتدہ عیادت کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہے؟ ۴۰۶
- کیا معتدہ والد یا والدہ کے انتقال پر زیارت کیلئے جاسکتی ہے؟ ۴۰۷
- کس معتدہ پر سوگ کا حکم نہیں؟ ۴۰۸
- نابالغہ وغیرہ پر سوگ کا حکم نہ ہونے کی وجہ ۴۰۹
- معتدہ کا فرہ دورانِ عدت اسلام لے آئی ۴۰۹
- نابالغہ معتدہ دورانِ عدت بالغ ہو گئی ۴۱۰
- پاگل معتدہ دورانِ عدت صحت یاب ہو گئی ۴۱۰

- اسلام میں نسب کی اہمیت ----- ۴۱۲
- نسب سے چھیڑ چھاڑ درست نہیں ----- ۴۱۳
- شریعت میں متنبی (لے پالک) کا کوئی اعتبار نہیں ----- ۴۱۵
- بدکاری نسب کی بنیاد نہیں بن سکتی ----- ۴۱۶
- نسب سے متعلق اثرات ----- ۴۱۸
- اسلام میں نسب باپ سے چلتا ہے ----- ۴۱۸
- میاں بیوی کے اجزاء منویہ کے یوب میں افزائش کے بعد بیوی کے بطن سے پیدا شدہ بچہ کا نسب --- ۴۱۸
- غیر عورت کے نطفہ سے بارآوری کرا کر منکوحہ بیوی کے رحم سے پیدا شدہ بچہ کا نسب --- ۴۱۹
- غیر شوہر کے نطفہ کو خارج میں افزائش کرا کر بیوی کے رحم سے پیدا شدہ بچہ کا نسب --- ۴۲۰
- میاں بیوی کے اجزاء منویہ غیر عورت کے رحم میں رکھ کر اس سے پیدا شدہ بچہ کا نسب --- ۴۲۱
- غیر مرد و عورت کے نطفوں کو بارآور کر کے منکوحہ بیوی کے رحم سے مولود بچہ کا نسب ----- ۴۲۲
- ایک بیوی کے اجزاء منویہ کو خارج میں بارآور کر کر دوسری بیوی کے رحم سے پیدا شدہ بچہ کا نسب ----- ۴۲۳
- شوہر کی وفات کے بعد اس کے منجمد مادہ سے بچہ کی پیدائش؟ ----- ۴۲۴
- نکاح کے چھ مہینے کے بعد پیدا ہونے والے بچے کا نسب؟ ----- ۴۲۵
- نکاح کے بعد چھ مہینے سے پہلے پیدا ہونے والے بچہ کا نسب ----- ۴۲۵
- زانی مزنیہ سے نکاح کرے اور نکاح کے چھ مہینے کے اندر بچہ کی پیدائش ہو تو نسب ثابت ہوگا یا نہیں؟ ----- ۴۲۵
- شوہر سے کئی سال الگ رہنے کے باوجود بچہ پیدا ہوا تو نسب کس سے ثابت ہوگا؟ --- ۴۲۶
- رخصتی سے قبل مطلقہ کے پیدا شدہ بچہ کا نسب ----- ۴۲۶
- طلاق رجعی کے بعد چھ مہینے سے کم میں پیدا شدہ بچہ کا نسب ----- ۴۲۷
- طلاق رجعی کے چھ مہینے بعد پیدا شدہ بچہ کا نسب ----- ۴۲۷

- طلاق بائن کے بعد دو سال کے اندر اندر پیدا شدہ بچہ کا نسب ۴۲۸
- طلاق بائن کے بعد چھ مہینے سے پہلے پیدا شدہ بچہ کا نسب ۴۲۸
- طلاق بائن کے دو سال بعد پیدا شدہ بچہ کا نسب ۴۲۸
- مطلقہ بانئہ کے یہاں جڑواں بچوں میں سے ایک بچہ دو سال کے اندر اور دوسرا دو سال کے بعد پیدا ہوا ۴۲۹
- مطلقہ عورت کے بچہ کے ثبوت نسب کی ایک لازمی شرط ۴۲۹
- معتدۃ الوفات سے پیدا شدہ بچہ کے نسب میں تفصیل ۴۲۹
- نکاح فاسد کے بعد پیدا شدہ بچہ کا نسب ۴۳۰
- وطی بالشبہ میں نسب کے ثبوت کی شرط ۴۳۱
- تین طلاق کے بعد حلالہ کے بغیر پیدا شدہ بچہ کا نسب ۴۳۱
- مصاہرت کی وجہ سے حرام شدہ عورت کی بیٹی سے پیدا شدہ اولاد کا نسب؟ ۴۳۲
- معتدۃ الغیر سے نکاح کے بعد اس سے پیدا شدہ بچہ کا نسب؟ ۴۳۲
- ہند و عورت سے نکاح کر کے پیدا شدہ اولاد کا نسب ۴۳۳
- ہندو لڑکے سے نکاح کرنے والی مسلمان عورت کی اولاد کا نسب ۴۳۳
- مفقود الخبر شوہر کی بیوی نے دوسرا نکاح کر لیا، جس سے اولاد ہوئی پھر پہلا شوہر واپس آ گیا؟ ۴۳۳
- لے پالک کا نسب کس سے ثابت ہوگا؟ ۴۳۴

۴۳۵-۴۵۰

کتاب الحضانه

- حق پرورش کے مسائل ۴۳۶
- انسان کا بچہ سب سے زیادہ توجہ کا محتاج ہے ۴۳۶
- آیت بالا سے مستفاد چند احکام ۴۳۷
- حق حضانت کا استحقاق ۴۳۸

- مستحق پرورش عورتوں میں سے کوئی نہ ہو تو بچہ کی دیکھ بھال کس کے ذمہ ہوگی؟ ----- ۴۴۱
- عصبیات کی غیر موجودگی میں پرورش کا حق ----- ۴۴۲
- ماموں کی موجودگی میں بچی کے نامحرم عصبہ کو حق پرورش نہ ہوگا ----- ۴۴۲
- نامحرم عورتوں کو پرورش کا حق نہیں ----- ۴۴۳
- عورت کا حق حضانت کب ساقط ہو جاتا ہے؟ ----- ۴۴۳
- موزی اور متعدی امراض میں مبتلا عورت کو پرورش کا حق نہیں ----- ۴۴۴
- مرتد ہو جانے والی ماں کو پرورش کا حق نہیں ----- ۴۴۴
- فاسقہ فاجرہ کو پرورش کا حق ہے یا نہیں؟ ----- ۴۴۴
- مانع دور ہو جائے تو حق پرورش لوٹ آتا ہے ----- ۴۴۵
- کیا ذمیہ یہودی یا عیسائی عورت کو حق پرورش حاصل ہوگا؟ ----- ۴۴۶
- پرورش کے کئی مستحقین جمع ہو جائیں تو کیا کریں؟ ----- ۴۴۶
- نامناسب ماحول میں بچہ کو نہیں رکھا جائے گا ----- ۴۴۷
- حق پرورش کب تک؟ ----- ۴۴۷
- ناسمجھ بچوں کا حق پرورش بلوغ کے بعد بھی ساقط نہیں ہوتا ----- ۴۴۸
- ماں باپ میں سے کسی کو بچہ کی ملاقات سے نہیں روکا جائے گا ----- ۴۴۹
- بلوغ کے بعد بچوں کو اختیار ----- ۴۴۹

- نفقہ سے متعلق مسائل ----- ۴۵۲
- نفقات کے بارے میں شریعت اسلامیہ کا امتیاز ----- ۴۵۲
- نفقہ کے وجوب کے اسباب ----- ۴۵۲
- بیوی کے نفقہ اور رہائش کے بارے میں قرآن کریم کی صراحت ----- ۴۵۳
- نفقہ زوجہ کا ذکر احادیث شریفہ میں ----- ۴۵۴

- ۴۵۵ ○ بیوی اپنا نفقہ شوہر کے مال سے وصول کر سکتی ہے
- ۴۵۵ ○ بیوی اور گھر والوں پر خرچ موجب اجر و ثواب ہے
- ۴۵۶ ○ بیوی کے نفقہ کے وجوب کی اصل بنیاد
- ۴۵۶ ○ بیوی کا نان نفقہ شوہر کے ذمہ ہے
- ۴۵۷ ○ رخصتی سے قبل نفقہ کا مطالبہ
- ۴۵۷ ○ شوہر کی طرف سے رخصتی کے تقاضے کے باوجود بیوی کا رخصتی سے بلا وجہ انکار کرنا
- ۴۵۸ ○ کسی معقول وجہ سے بیوی کا رخصتی سے انکار کرنا
- ۴۵۸ ○ ناشزہ عورت نفقہ کی مستحق نہیں
- ۴۵۹ ○ گھر میں رہتے ہوئے جماع پر قدرت نہ دینے والی عورت کا نفقہ
- ۴۵۹ ○ اگر عورت اپنے گھر میں شوہر کو نہ آنے دے، تو وہ نفقہ کی مستحق نہیں
- ۴۶۰ ○ بیوی جیل چلی جائے تو شوہر پر نفقہ ہے یا نہیں؟
- ۴۶۰ ○ شوہر جیل میں چلا جائے تو بیوی کا نفقہ اُس کے ذمہ ہے یا نہیں؟
- ۴۶۱ ○ چھوٹے بچے کی بیوی نفقہ کی مستحق ہے
- ۴۶۱ ○ عمنین اور محبوب کی بیوی کا نفقہ
- ۴۶۲ ○ شوہر بیوی دونوں بچے ہوں تو نفقہ واجب نہیں
- ۴۶۲ ○ پاگل یا بیمار بیوی کا نفقہ
- ۴۶۲ ○ رخصتی سے قبل سفر حج کے دوران نفقہ کا حکم؟
- ۴۶۳ ○ حج کے سفر میں اگر شوہر ساتھ ہو تو نفقہ لازم ہے
- ۴۶۳ ○ موطوءہ بالشبہ کا نفقہ
- ۴۶۳ ○ نکاح فاسد میں نفقہ کا حکم
- ۴۶۴ ○ عورت کے خدمت گزاروں کا نفقہ
- ۴۶۴ ○ نفقہ کے معیار میں شوہر کا اعتبار ہوگا یا بیوی کا؟
- ۴۶۵ ○ کیا کھانا پکانا بیوی پر لازم ہے؟

- اُمور خانہ داری بیوی پر دیا شدہ واجب ہے ۴۶۵
- کیا گھریلو کام پر عورت شوہر سے اجرت لے سکتی ہے؟ ۴۶۶
- نفقہ میں کیا کیا چیزیں داخل ہیں؟ ۴۶۶
- کیا بیوی کے میک اپ کا سامان شوہر پر لازم ہے؟ ۴۶۷
- بیوی کی دوا اور ڈاکٹر کی فیس کا حکم؟ ۴۶۸
- ولادت کا خرچ شوہر کے ذمہ ہے ۴۶۸
- نان نفقہ میں آپسی رضا مندی سے کوئی رقم متعین کرنا ۴۶۸
- بیوی کا شوہر کو نفقہ سے بری کرنا ۴۶۹
- بیوی آزاد اور شوہر غلام ہو تو نفقہ کس پر ہے؟ ۴۶۹
- شوہر آزاد اور بیوی باندی ہو تو نفقہ کا کیا حکم ہے؟ ۴۷۰
- بیوی کے لباس (کسوہ) کے بارے میں شوہر کی ذمہ داری ۴۷۰
- شوہر کی طرف سے بستر اور گدے کا انتظام ۴۷۱
- بیوی کی رہائش کا انتظام ۴۷۲
- مشترک فیملی میں رہائش ۴۷۲
- معتدہ کے لئے نفقہ اور رہائش کا نظم ۴۷۳
- متوفی عنہا زوجہ (بیوی) نان نفقہ کی حق دار نہیں ۴۷۴
- عدت کا نفقہ کس حساب سے طے کیا جائے گا؟ ۴۷۴
- متوفی بیوی کی تجہیز و تکفین شوہر کے ذمہ میں ہے ۴۷۵
- کیا شوہر بیوی کو ملازمت سے منع کر سکتا ہے؟ ۴۷۵

بچوں کے نفقہ کے مسائل

- باپ پر نادر بچوں کے نفقہ کا وجوب ۴۷۶
- احادیث شریفہ میں بچوں پر خرچ کرنے کا حکم ۴۷۷

- بچوں پر خرچ کو اولیت دی جائے ۴۷۷
- باپ خرچ نہ اٹھائے تو بچے کہاں جائیں؟ ۴۷۸
- مال خرچ کرنے کی ترتیب ۴۷۸
- سب سے افضل خرچ ۴۷۹
- چھوٹے نادار بچوں کے اخراجات باپ کے ذمہ ہیں ۴۸۰
- دودھ پیتے بچے کے لئے رضاعت کا انتظام ۴۸۰
- مدت رضاعت کے بعد بچہ کا نفقہ ۴۸۲
- نابالغ بچہ اگر کمانے لگے تو اُس کا نفقہ باپ پر نہ ہوگا ۴۸۲
- صحت مند بالغ لڑکوں کا نفقہ باپ پر نہیں ہے ۴۸۲
- معذور و مفلوج بچوں کا نفقہ ۴۸۳
- باپ پر لڑکیوں کے نفقہ کی ذمہ داری کب تک ہے؟ ۴۸۳
- جائز حدود میں رہ کر لڑکیوں کو ہنرمند بنانا؟ ۴۸۴
- علم دین پڑھنے والے بچوں کا نفقہ ۴۸۴
- اگر باپ نادار ہو تو بچہ کا نفقہ کس پر ہے؟ ۴۸۵
- باب مفلوج یا پاگل ہو تو اُس کے بچوں کی ذمہ داری کون اٹھائے؟ ۴۸۵
- باپ کا انتقال ہو جائے تو یتیموں کی پرورش کون کرے گا؟ ۴۸۵

محرم رشتہ داروں کے نفقہ کے مسائل

- رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک ۴۸۶
- رشتہ داروں پر خرچ کرنے کا ثواب ۴۸۷
- ناراض رشتہ دار پر خرچ کی فضیلت ۴۸۸
- محتاج والدین کا نفقہ ۴۸۹
- اگر باپ بیٹے دونوں کمانے کے لائق ہوں تو کون کمائے؟ ۴۹۰

- اگر باپ اور بیٹے دونوں نادار ہوں؟ ۴۹۰
- غیر مسلم ماں باپ کا نفقہ ۴۹۱
- منکوحہ ماں کا نفقہ بیٹے پر واجب نہیں ۴۹۱
- ذی رحم محرم رشتہ داروں کا نفقہ ۴۹۱
- دودھ شریک رشتہ داروں کا نفقہ واجب نہیں ۴۹۲
- نامحرم رشتہ داروں کا نفقہ لازم نہیں ۴۹۲
- محارم کے نفقہ میں حصہ وراثت کا اعتبار ۴۹۳
- مسلمان پر غیر مسلم نسبی بھائی کا نفقہ واجب نہیں ۴۹۴
- لاوارث نادار شخص کا نفقہ ۴۹۴

غلام باندیوں کے نفقہ کے مسائل

- غلام باندیوں کے ساتھ شفقت آمیز رویہ ۴۹۵
- غلاموں کے نفقہ کی پوری ذمہ داری آقا پر ہے ۴۹۷
- غلاموں کے نفقہ کا معیار ۴۹۷
- اگر آقا غلاموں کا نفقہ برداشت نہ کرے؟ ۴۹۸
- متعدد غلاموں کے ساتھ یکساں سلوک ۴۹۸
- غلاموں کو اپنے ساتھ بیٹھا کر کھلانا؟ ۴۹۹
- مکاتب کا نفقہ آقا پر لازم نہیں ۴۹۹
- مشترک غلام کا نفقہ ۵۰۰
- جانوروں کا نفقہ مالک پر لازم ہے ۵۰۰
- ماخذ مراجع ۵۰۱



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

کتاب الطلاق

□ طلاق کے منتخب ضروری مسائل

طلاق کے مسائل

طلاق کی شرعی تعریف

نکاح شرعی کے ذریعہ سے زوجین پر جو پابندیاں اور ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں، اُن کو فوراً (فی الحال طلاق دے کر) یا مستقبل میں (طلاق کو معلق کر کے) خاص الفاظ سے اُٹھالینے کا نام ”طلاق“ ہے۔

هو رفع قيد النكاح في الحال والمآل بلفظ مخصوص . (تنوير الأبصار مع الدر

المختار على الشامي ۴۲۴-۴۲۶ زکریا، الفتاویٰ الہندیہ ۳۴۸/۱ رشیدیہ)

وهو رفع القيد الثابت شرعاً بالنكاح . (البحر الرائق / کتاب النکاح ۴۰۹/۳ زکریا،

الفتاویٰ التاتاریخانیہ / کتاب الطلاق ۳۷۷/۴ رقم: ۶۴۷۱ زکریا، تبیین الحقائق ۲۰/۳ زکریا، شامی

/ کتاب النکاح ۴۲۷/۴ زکریا)

اسلام میں خواتین کے حقوق

اسلام کی آمد سے قبل عورت نہایت مظلوم و مقہور تھی، جاہلیت کے معاشرے میں اس کی زندگی غلاموں سے بدتر تھی، اسے جاہلیت جدیدہ کی طرح صرف شہوت رانی کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا، اس کی حد درجہ بے وقعتی کی وجہ سے ہی کسی کے یہاں اگر لڑکی کی پیدائش کی خبر ملتی، تو اس کا چہرہ سیاہ پڑ جاتا اور پورا گھر غم و اندوہ کے ماحول میں ڈوب جاتا تھا، اور اپنی فرضی عار مٹانے کے لئے اُس کا سگا باپ بسا اوقات انتہائی شقاوت کا ثبوت دیتے ہوئے اسے زندہ درگور کر دیتا تھا، اسی طرح کمزور لڑکیوں کی وراثت کا مال ہڑپنے کا رواج عام تھا اور معاشرہ میں اسے برا بھی نہ سمجھا جاتا تھا۔

استیصال کے اس شرم ناک دور میں ”اسلام“ صنف نازک کے لئے سایہ رحمت بن کر نمودار ہوا اور پیغمبر اسلام، رحمت عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاشرہ کے اس کمزور طبقہ کو ظلم و جبر سے نجات دلوانے کے لئے جو عظیم انقلابی اقدامات فرمائے، مذاہب عالم کی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے؛ چنانچہ:

○ اسلام نے بچیوں کی خوش دلی سے پرورش کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی اور انہیں آخری بشارتوں سے نوازا۔

○ اسلام نے خواتین کی عفت و عصمت کی حفاظت کے لئے صرف زبانی جمع خرچ نہیں کیا، (جیسا کہ آج کل کے نام نہاد مہذب لوگوں کا وطیرہ ہے) بلکہ اس کے لئے ایسے پختہ انتظامات کئے کہ آج اگر ان پر عمل ہو جائے تو کسی عورت کی عزت پر ادنیٰ سی آنچ بھی نہ آنے پائے، یہ نظام اتنا مؤثر ہے کہ اسلام کے دشمن بھی اس پختہ نظام کا اعتراف کرنے پر مجبور ہیں؛ حتیٰ کہ ہمارے ملک میں بھی غیروں کی طرف سے عورتوں کی حفاظت کے حوالہ سے اسلام کے تعزیری نظام کے نفاذ کی باتیں اٹھتی رہتی ہیں۔

○ اسلام نے بالغ عورت کی اجازت اور مرضی کے بغیر نکاح کو ممنوع قرار دیا۔

○ اسلام نے نکاح میں مہر کو ضروری قرار دیا، جو سراسر عورت کا حق ہے۔

○ اسلام نے بیویوں کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید کی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنے والے کو سب سے اچھا انسان قرار دیا۔

○ اسلام نے متعدد بیویوں کے درمیان مکمل عدل و انصاف کرنے کا حکم دیا اور نا انصافی کرنے والوں کے لئے سخت وعیدیں سنائیں اور جو لوگ عدل پر قدرت نہ رکھیں ان کے لئے صرف ایک بیوی رکھنے کی تلقین کی۔

○ اسلام نے بلا وجہ طلاق دینے کو نہایت ناپسند قرار دیا، اور بدرجہ مجبوری طلاق دینے کے لئے ایسا تدبیرجی نظام مقرر کیا، جس کو اپنانے سے بگڑی ہوئی معاشرتی زندگی بآسانی سنور سکتی ہے۔

○ اسلام نے ضرورت کے وقت عورت کو خلع لینے کی اجازت عطا کی۔

○ اسلام نے زمانہ جاہلیت میں رائج ہر ایسے ریت و رواج کو منسوخ کر دیا، جس سے عورت معلقہ بن رہ جاتی تھی اور ایلاء اور ظہار کے مروجہ تصورات میں ایسی مناسبات اصلاحات کیں، جن سے عورتوں پر ظلم کا دروازہ بند کر دیا گیا۔

○ اسلام نے سات سال تک چھوٹے بچوں اور بالغ ہونے تک بچیوں کی پرورش کا حق ماں کو دیا تاکہ ماں کی ممتا کو سکون ملے۔

○ اسلام نے عورت کو وراثت میں باقاعدہ حصہ داری عطا کی اور ہر طرح کے متروکہ مال میں خواہ وہ نقد کی صورت میں ہو یا جائیداد (سکنائی و صحرائی) کی شکل میں ہو، ان سب میں ماں، بیٹی، بہن اور بیوی کے لئے معقول حصے متعین کئے، جن کی نظیر اور کسی مذہب میں نہیں ملتی۔

یہ چند اشارات ہیں جن سے صنف نازک کے بارے میں اسلام کی عادلانہ سوچ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

نکاح محض وقتی معاہدہ نہیں

اسلام کی نظر میں نکاح کوئی وقتی اور محدود معاہدہ کا نام نہیں ہے؛ بلکہ یہ ایسا پختہ عقد ہے جس کا تا دیر قائم رکھنا شریعت میں مطلوب اور پسندیدہ ہے؛ اسی لئے رشتہ ناطہ میں کفالت یعنی دونوں خاندانوں میں برابری کو پیش نظر رکھا گیا ہے، تاکہ آپس میں نبھاؤ کے امکانات زیادہ سے زیادہ پائے جاسکیں، گویا کہ اسلام کی نظر میں منکوحہ بیوی محض خادمہ یا باندی کی حیثیت سے نہیں ہوتی؛ بلکہ وہ شریک زندگی قرار پاتی ہے، اسی لئے قرآن پاک میں بیویوں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے، ارشاد خداوندی ہے:

﴿وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ [النساء، جزء آیت: ۲۲۸]

(ان بیویوں کے ساتھ اچھی طرح معاشرت اختیار کرو) نیز ارشاد باری ہے:

﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَ بِالْمَعْرُوفِ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۲۸]

(اور بیویوں کا بھی اسی طرح حق ہے جس طرح بیویوں پر شوہروں کا حق ہے معروف طریقہ پر) نیز احادیث شریفہ میں بھی جا بجا بیویوں کے ساتھ اچھا برتاؤ اور ان کے حقوق ادا کرنے کی تاکید و وصیت کی گئی ہے، ان آیات و احادیث کے ہوتے ہوئے کسی کو یہ کہنے کا حق نہیں ہے کہ اسلامی قوانین عورتوں کے حقوق کی پامالی پر مشتمل ہیں۔

طلاق کی ضرورت

اسلام کی نظر میں طلاق اگرچہ ایک ناگوار اور ناپسندیدہ عمل ہے؛ لیکن کبھی کبھی متعدد اسباب کی وجہ سے طلاق معاشرہ کی ایک ناگزیر ضرورت بن جاتی ہے۔ مثلاً:

الف:- بدخلقی کی وجہ سے آپس میں نبھاؤ نہ ہو پانا۔

ب:- مالی تنگی کی وجہ سے حقوق کی ادائیگی میں کوتاہی پیش آنا۔

ج:- یازوجین میں سے کسی کا دوسرے شخص پر دل آجانا، وغیرہ۔

اب اگر طلاق کی بالکل ممانعت کر دی جاتی تو یہ نکاح دونوں کے لئے سخت فتنہ اور پریشانی کا سبب بن جاتا، اس لئے شریعت اسلامی نے ضرورت کا لحاظ کرتے ہوئے بوقت ضرورت طلاق کی گنجائش دی ہے؛ لیکن بلا ضرورت طلاق کی حوصلہ افزائی نہیں کی گئی ہے؛ بلکہ اُسے ناپسند قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”اللہ کے نزدیک حلال باتوں میں سب سے زیادہ ناپسند بات طلاق ہے“۔ (مشکوٰۃ شریف حدیث: ۳۲۸۰)

عن ابن عمر أن النبي صلى الله عليه وسلم: أبغض الحلال إلى الله الطلاق.
(مشكاة المصابيح / كتاب الطلاق رقم: ۳۲۸۰، حجة الله البالغة مع رحمة الله الواسعة ۱۴۰/۵)
نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”جو عورت بغیر کسی معقول وجہ کے اپنے شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے اُس پر جنت کی خوشبو حرام ہے“۔ (ابوداؤد شریف ۳۰۳/۱، تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۸۳)
عن ثوبان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أيما امرأة سألت زوجها طلاقاً من غير ما بأس فحرام عليها رائحة الجنة. (سنن أبي داود / باب في الخلع ۳۰۳/۱ رقم: ۲۲۲۶)

وأما سببه، فالحاجة إلى الخلاص عند تباين الأخلاق وعروض البغضاء
الموجبة عدم إقامة حدود الله تعالى وشرعه رحمة منه سبحانه. (البحر الرائق / أول كتاب الطلاق ۴۱۲/۳ زكريا)

أن الأصل في الطلاق هو الحظر لما فيه من قطع النكاح الذي تعلقت به
المصالح الدنيوية والدينية والإباحة للحاجة إلى الخلاص. (البحر الرائق ۴۱۳/۳ زكريا)
لأن الطلاق محظورٌ فلا يباح الإقدام عليه إلا لدفع حاجة التخلص عنها
بتنافر الأخلاق. (تبين الحقائق / كتاب الطلاق ۲۳/۳ زكريا)

ومع ذلك لا يمكن سدّ هذا الباب، والتضييق فيه؛ فإنه قد يصير الزوجان
متناسزين، إما لسوء خلقها، أو لطموح عين أحدها إلى حسن إنسان آخر، أو لضيق
معيشتها، أو لخرق واحد منها، ونحو ذلك من الأسباب، فيكون إدامة هذا النظم مع
ذلك بلاءً عظيمًا وحرَجًا. (رحمة الله الواسعة مع حجة الله البالغة ۱۴۰/۵)

وأما سببه فهو الحاجة المحوجة إلى الطلاق من المشاجرة وعدم الموافقة
ورغبة استبدال غيرها. (الفتاوى التاتارخانية / كتاب الطلاق ۳۷۷/۴ رقم: ۶۴۷۱ زكريا)
وإيقاعه مباح عند العامة لإطلاق الآية أكمل. وقيل: الأصح حظره أي منعه
إلا لحاجة كريمة وكبر..... معناه: أن الشارع ترك هذا الأصل فأباحه. (الدر المختار
مع الشامى / كتاب الطلاق ۴۲۷/۴ زكريا)

وأما وصفه: فهو أنه محظور نظرًا إلى الأصل، ومباح نظرًا إلى الحاجة، كذا
في الكافي. (الفتاوى الهندية / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳۴۸/۱ زكريا)

طلاق کو تین میں محدود رکھنے کی حکمت

زمانہ جاہلیت میں اور اسلام کے شروع زمانہ میں یہ دستور تھا کہ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو دسیوں طلاق دے دیتا تو بھی عدت کے اندر اندر اسے بہر حال رجعت کا حق حاصل رہتا تھا، جس کی وجہ سے بسا اوقات عورت کی زندگی اجیرن بن جاتی تھی۔ چنانچہ ایک مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک صاحب اپنی بیوی پر ناراض ہو گئے اور اُس سے یہ کہہ دیا کہ ”نہ تو میں تجھے رکھوں گا اور نہ ہی تجھے الگ ہونے دوں گا۔“ بیوی نے پوچھا کہ ”وہ کس طرح؟“ تو شوہر نے کہا کہ: ”تجھے طلاق دوں گا اور جب تیری عدت پوری ہونے لگے گی تو رجوع کر لوں گا اور بار بار ایسا ہی کرتا رہوں گا۔“ تو اُس عورت نے آکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے شوہر کی بات کا ذکر کیا، اس پر قرآن کریم کی یہ آیت نازل ہوئی: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَاِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيحٍ بِاِحْسَانٍ﴾ (طلاق رجعی دو بار تک ہے، اُس کے بعد دستور کے موافق رکھ لینا ہے یا خوش اسلوبی سے چھوڑ دینا ہے) (تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۸۲)

هذه الآية الكريمة رافعة لما كان عليه الأمر في ابتداء الإسلام، أن الرجل كان أحق برجعة امرأته وإن طلقها مائة مرة ما دامت في العدة، فلما كان هذا فيه ضرر على الزوجات قصرهم الله فقال: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَاِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيحٍ بِاِحْسَانٍ﴾. (تفسیر ابن کثیر ۵۴۵/۱ رقم: ۱۰۳۵)

اس آیت نے عورت کے استحصال کے ایک دروازے کو بند کر دیا، اور تاکید کر دی گئی کہ شوہر کو چاہئے کہ یا تو اچھی طرح بیوی کو رکھے یا پھر خوش اسلوبی سے اسے چھوڑ دے، ادھر میں لٹا کر رکھنا اور تنگ کر کے اُس کی عمر کو برباد کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے؛ البتہ پہلی اور دوسری طلاق کے بعد رجعت کا حق دیا گیا؛ تاکہ آدمی اگر چاہے تو اپنے نقصان کی تلافی کر سکے، اور تین کے بعد رجعت بغیر حلالہ کے ممنوع قرار دی گئی؛ تاکہ لوگ طلاق کو مذاق نہ بنالیں۔

والسر في جعل الطلاق ثلاثاً، لا يزيد عليها، أنها أول حد كثرة؛ ولأنه لا بد من ترو، ومن الناس من لا يتبين له المصلحة حتى يذوق فقدًا، وأصل التجربة واحدة، ويكملها إثنان. (حجة الله البالغة مع شرحه رحمة الله الواسعة ۱۴۷/۵)

طلاق کا اختیار مرد کو کیوں دیا گیا؟

شریعت اسلامی میں اگرچہ معاشرت کے اعتبار سے مرد و عورت کے حقوق برابر ہیں؛ لیکن ان

کے درمیان چونکہ فطری ساخت کے اعتبار سے فرق ہے؛ اسی لئے شریعت نے نہ تو عورتوں پر کمانے کا بوجھ ڈالا ہے اور نہ اُن کو طلاق کے اختیار میں مرد کے ساتھ برابر کا شریک بنایا ہے؛ کیوں کہ تجربہ یہ بتاتا ہے کہ اگر عورت کو طلاق کا کلی اختیار مل جائے تو اکثر نکاح پائے دار نہیں رہ پائیں گے؛ اس لئے کہ جہاں بھی تھوڑی بہت ناچاقی ہوگی بیوی طلاق دے کر گھر چھوڑ کر چلی جائے گی۔

اسی طرح اگر طلاق کے وقوع کے لئے بیوی کی رضا مندی کو شرط قرار دیا جائے گا تو طلاق کا منشا ہی فوت ہو جائے گا؛ کیوں کہ طلاق کا منشا یہ ہے کہ دل نہ ملنے کی وجہ سے تنگ زندگی سے نجات حاصل کی جائے، اب اگر بہر صورت بیوی کی اجازت طلاق میں مشروط ہوگی تو بسا اوقات شوہر حالات کی وجہ سے طلاق دینا چاہے گا اور عورت طلاق پر آمادہ نہ ہوگی، تو ایسی صورت میں شوہر کو جس ضیق کی کیفیت سے گزرنا ہوگا اُس کو الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا؛ اس لئے شریعت نے کامل دورانہ لیشی اور مرد و عورت میں فطری فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس معاملہ میں مرد کو عورت پر ایک گونہ فوقیت عطا کی ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: ﴿وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۲۸] یعنی مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فوقیت حاصل ہے۔

غور کیا جائے تو یہاں عقلاً تین صورتیں ہو سکتی ہیں:

(۱) میاں بیوی کے اختیارات میں برابری:۔ تو ایسی صورت میں نظام ہی قائم نہیں رہ سکتا؛ کیوں کہ یکساں اختیارات کی دو متوازی شخصیتیں کسی نظام کو خوبی کے ساتھ چلا نہیں سکتیں، یہ فطرت کے خلاف ہے۔

(۲) عورت کے اختیارات کا زیادہ ہونا:۔ تو عورت کی طرف سے صنفی کمزوری کی وجہ سے اختیارات کے غلط استعمال کا امکان زیادہ رہتا ہے، جو بالکل واقعی ہے، اس کے لئے کسی الگ دلیل کی ضرورت نہیں ہے۔

(۳) مردوں کو عورتوں پر فوقیت:۔ یعنی انتظامی اعتبار سے مرد کو عورت پر فوقیت دی جائے اور اُسے ”قوام“ یعنی ذمہ دار بنایا جائے۔ اسی کی تائید قرآن کریم میں اِن الفاظ میں کی گئی ہے: ﴿الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ﴾ [النساء، جزء آیت: ۳۴] (مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک کو دوسرے پر فضیلت عطا فرمائی ہے، اور اس لئے کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں) گویا کہ کفیل ہونے کے اعتبار سے بھی اُن کا درجہ بڑھا ہوا ہے، جو بالکل معقول ہے۔

غور کیا جائے تو یہی آخری صورت عملاً قابل عمل اور انجام کے اعتبار سے خیر اور بہتر ہے؛ اس لئے کہ مرد بالعموم عورت کے مقابلہ میں بہر حال زیادہ سوجھ بوجھ رکھتا ہے، اور سوچ سمجھ کر فیصلہ کرتا ہے۔ اور بعض مردوں کے غلط فیصلوں کی بنا پر یہ اصول ٹوٹ نہیں سکتا، اس لئے کہ اصل اعتبار غالب اور اکثر کا ہوتا ہے۔ اور واقعہً صنفی حیثیت سے مردوں میں صبر و تحمل اور بصیرت کی استعداد عورتوں کے مقابلہ میں زیادہ رکھی گئی ہے، اور اس قدرتی اختلاف میں بھی اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ اور حکمت بالغہ کی کارگیری کار فرما ہے۔

لیکن ساتھ میں مردوں کو یہ تنبیہ کی گئی ہے کہ طلاق حلال باتوں میں اللہ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے؛ اس لئے مردوں کو ذمہ داری ہے کہ صبر و تحمل سے کام لیں اور طلاق کے اختیار کو صرف ناگزیر حالات ہی میں شریعت کے بنائے ہوئے طریقہ کے مطابق ہی استعمال کریں؛ کیوں کہ بلاوجہ اور غیر شرعی طریقہ پر طلاق دینے کے جو مفسد ہیں وہ سب کے سامنے ہیں۔

یہاں یہ واضح رہنا چاہئے کہ بعض ناواقف لوگ ایسا تاثر دیتے ہیں کہ طلاق دینے میں ہمیشہ مرد ہی قصور وار ہوتا ہے؛ حالاں کہ یہ بات حقیقت اور مشاہدہ کے خلاف ہے۔ ہمارے سامنے دارالافتاء اور محکمہ شرعیہ میں بہت سے ایسے مسائل آتے رہتے ہیں، جن میں شوہر طلاق دینا نہیں چاہتا جب کہ لڑکی والے طلاق لینے پر مصر رہتے ہیں، اور بعض مرتبہ قصور بھی لڑکی اور اُس کے گھر والوں کی طرف سے ہوتا ہے؛ اس لئے اس پہلو کو نظر انداز کر کے سارا قصور مردوں پر ڈالنا انصاف کے خلاف ہے۔

بعض مضامین اور بیانات میں طلاق پر سزا دینے کا قانون بنانے کی تجویزیں سامنے آئی ہیں؛ لیکن غور کیا جائے تو یہ تجویزیں ناقابل عمل ہیں؛ کیوں کہ ہر طلاق دینے والا ناحق نہیں ہوتا۔ اور اگر آپ یہ کہیں کہ جو ناحق طلاق دے اُس پر سزا جاری ہوگی، تو ناحق ہونے کا فیصلہ کرنا سخت مشکل ہے؛ اس لئے کہ ہر طلاق دینے والا ایسے اعذار پیش کر سکتا ہے جو اُسے ناحق کے بجائے حق ثابت کرنے کے لئے کافی ہوں۔

غلط فہمی کا ازالہ

ہمارے بہت سے عوام و خواص کو یہ غلط فہمی ہو گئی ہے کہ طلاق ہر حالت میں عورت کے لئے نقصان دہ ہوتی ہے؛ حالاں کہ یہ مفروضہ قطعاً غلط ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ طلاق کے بارے میں کئی طرح کی صورت حال پیش آتی ہے، مثلاً:

(۱) کبھی مرد و عورت دونوں طلاق چاہتے ہیں۔

(۲) کبھی مرد طلاق دے کر عورت کو الگ کرنا چاہتا ہے، مگر عورت نہیں چاہتی۔

(۳) کبھی عورت طلاق لینا چاہتی ہیں، مگر مرد طلاق پر راضی نہیں ہوتا۔

اس میں پہلی صورت تو بحث سے خارج ہے؛ کیوں کہ اس میں نزاع ہی نہیں۔ اب اگر دوسری صورت کو پیش نظر رکھتے ہوئے بالفرض تین طلاق کو کالعدم قرار دینے کا قانون بنا دیا جائے، تو مذکورہ بالا تیسری صورت میں طلاق چاہنے والی عورتوں پر اس کے کیا منفی اثرات پڑیں گے، اس کا ان خواتین کے نام نہاد ہمدردوں کو شاید اندازہ نہیں ہے؛ کیوں کہ جب قانون بنے گا تو وہ عام ہوگا، اور ظالم مرد بار بار طلاق دینے کے باوجود ایسی بیوی کو چھوڑنے پر تیار نہ ہوگا اور بالکل زمانہ جاہلیت والی صورت لوٹ آئے گی، جس کو قرآن کریم نے آکر ختم کیا تھا، جسے مسلمان ہرگز برداشت نہیں کر سکتے۔

میڈیا کے ذریعہ تصویر کا صرف ایک رخ دیکھ کر مسلمان ماؤں اور بہنوں سے ہمدردی کا ڈھونگ رچانے والوں سے ہمارا سوال ہے کہ ایسی عورتوں کی مشکلات کا آپ کے پاس کیا حل ہے؟ کیا آپ تین طلاق کو کالعدم کرنے کا قانون بنا کر طلاق کے باوجود ایسی عورتوں کو زبردستی نالائق شوہروں کے ساتھ رہنے پر قانوناً مجبور کرنا چاہتے ہیں؟ کیا یہ صریح ظلم نہیں ہے؟

طلاق کا رکن

طلاق کا صرف ایک ہی رکن ہے کہ شوہر کوئی ایسا لفظ بیوی کے لئے استعمال کرے جو اُس پر صراحۃً یا کنایۃً طلاق پر دال ہو۔

ورکنہ لفظ مخصوص خال عن الاستثناء (الدر المختار) وفي الشامية: هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح أو كناية. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ۴/۳۱۱ زکریا، الفتاویٰ التاتاریخانیہ / کتاب الطلاق ۴/۳۷۷ زکریا)

وقوع طلاق کی شرائط

طلاق کے وقوع کے لئے شوہر کا عاقل بالغ اور بیدار ہونا شرط ہے، جب کہ محل طلاق (عورت) میں دو شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے:

الف:- جس عورت کو طلاق دی جا رہی ہو وہ شوہر کے نکاح میں یا اس کی عدت میں ہو۔

ب:- اُس عورت سے نکاح کی حلت باقی ہو (مثلاً کسی عورت سے نکاح کیا اور اُس سے دخول بھی ہو گیا، پھر وہ حرمت مصاہرت کی وجہ سے حرام ہو گئی اور متارکت کے بعد عدت گزارنے لگی، تو اب اُس پر اس شوہر کی طرف سے طلاق واقع نہ ہو سکے گی؛ کیوں کہ حرمت مصاہرت کی وجہ سے یہ

محل نکاح نہ رہی؛ لیکن اگر کسی عورت کو طلاق رجعی دی، پھر اُس سے رجوع کر لیا، تو اب اُسے طلاق دے سکتا ہے؛ کیوں کہ محل نکاح باقی ہے)

وأما شرطه على الخصوص فشيئان: أحدها: قيام القيد في المرأة نكاح أو عدة. والثاني: قيام حل محل النكاح، حتى لو حرمت بالمصاهرة بعد الدخول بها حتى وجبت العدة، فطلقها في العدة لم يقع لزوال الحل، وإذا طلقها ثم راجعها يبقى الطلاق. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳۴۸/۱ قديم زكريا)

وأما شرطه: فمن الزوج كونه عاقلاً بالغاً، ومن المرأة كونها في نكاحه أو عدته التي تصلح محلاً للطلاق. (الفتاوى التاتارخانية / كتاب الطلاق ۳۷۷/۴ رقم: ۶۴۷۱ زكريا)

ومحلّه: المنكوحه، وأهله: زوج عاقل بالغ مستيقظ. (الدر المختار / كتاب الطلاق ۴۳۱/۴ زكريا)

مختلف صورتوں میں طلاق کا الگ الگ حکم

مختلف صورتوں میں طلاق کے احکام الگ الگ ظاہر ہوتے ہیں:

الف:- اگر طلاق رجعی (صریح الفاظ سے ایک یا دو طلاق) ہو تو حکم یہ ہے کہ عدت کے اندر اندر رجعت کا حق باقی رہتا ہے، اور عدت گزرنے کے بعد نکاح بالکل ختم ہو جاتا ہے، اور رجعت کا حق باقی نہیں رہتا؛ البتہ نکاح جدید کے ذریعہ ازدواجی تعلق قائم ہو سکتا ہے۔

ب:- اور اگر طلاق بائن تین سے کم ہو، تو حکم یہ ہے کہ طلاق ہوتے ہی نکاح ختم ہو جائے گا، رجعت کا اختیار نہ ہوگا؛ البتہ نکاح جدید کی گنجائش رہے گی۔

ج:- اور اگر تین طلاق دی جائیں، تو حکم یہ ہے کہ حلالہ شرعیہ کے بغیر اُس عورت سے ازدواجی رشتہ کبھی قائم نہیں ہو سکتا۔

وأما حكمه: ففوق الفرقانقصاء العدة في الرجعي وبدونه في البائن، كذا في فتح القدير، وزوال حل المناكحة متى تم ثلاثاً، كذا في محيط السرخسي.

(الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳۴۸/۱ زكريا)

وأما حكمه: فزوال الملك عن المحل مع انتقاص العدد في البائن، وزوال الملك عند انقضاء العدة في الرجعي، وزوال حل العقد متى تم ثلاثاً. (الفتاوى التاتارخانية / كتاب الطلاق ۳۷۷/۴ زكريا)

ان تمہیدی اشارات کے بعد طلاق سے متعلق کچھ ضروری مسائل ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

طلاق کی قسمیں

طلاق دینے کے طریقوں کے اعتبار سے طلاق کی اصلاً دو قسمیں ہیں:

(۱) طلاق سنت:- یعنی شریعت میں طلاق دینے میں جن باتوں کی رعایت رکھنے کا حکم دیا ہے، اُن کی رعایت رکھتے ہوئے طلاق دینا، اس کے دو طریقے ہیں:

الف:- طلاق حسن (مناسب طریقہ کی طلاق)

ب:- طلاق احسن (بہت مناسب انداز میں طلاق)

(۲) طلاق بدعی (غیر شرعی انداز میں طلاق) پھر اس کی دو صورتیں ہیں:

الف:- طلاق بدعی باعتبار عدد (ایک ساتھ یا ایک طہر میں تین طلاق دینا)

ب:- طلاق بدعی باعتبار وقت (یعنی حالت حیض یا اس طہر میں طلاق دینا جس میں جماع کر چکا ہو)

الطلاق علیٰ ثلاثة أوجه: حسن، وأحسن، وبدعی. (الهدایة ۲/۳۵۴)

أما تقسيمه فإنه نوعان سني وبدعی، وكل واحد منها نوعان: نوع يرجع إلى العدد ونوع يرجع إلى الوقت، أما الطلاق السني في العدد والوقت فنوعان: حسن، وأحسن. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳۴۸/۱ زکریا، الدر المختار مع الشامی ۴/۴۳۱ زکریا، کذا في الفتاوى التاتارخانية ۴/۳۷۸ رقم: ۶۴۷۲ زکریا)

طلاق حسن

طلاق حسن کا مطلب یہ ہے کہ تین ایسے طہروں میں جن میں بیوی سے جماع نہ کیا ہو،

بالترتیب تین طلاقیں دی جائیں (یعنی ہر طہر میں ایک ایک طلاق دی جائے)

عن عبد اللہ أنه قال: طلاق السنة تطليقه وهي طاهر في غير جماع،

فإذا حاضت وطهرت طلقها أخرى، فإذا حاضت وطهرت طلقها أخرى، ثم

تعتد بعد ذلك بحیضة. (سنن النسائي / باب طلاق السنة ۸۲/۲ رقم: ۳۳۹۱، كذا في المعجم

الكبير للإمام الطبراني ۲۰۲/۱۰ رقم: ۱۰۴۶۵)

والحسن: هو طلاق السنة: وهو أن يطلق المدخول بها ثلاثاً في ثلاثة أظهار، والأظهر أن يطلقها كما طهرت. (الهداية، كتاب الطلاق / باب طلاق السنة ۳۵۴/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاوى الهندية / كتاب الطلاق ۳۴۸/۱ زكريا، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ۴۳۲/۴ - ۴۳۳ زكريا، كذا في الفتاوى التاتارخانية / كتاب الطلاق ۳۷۸/۴ رقم: ۶۴۷۲ زكريا، بدائع الصنائع ۱۴۱/۳ زكريا)

طلاق احسن

طلاق احسن (بہت مناسب) یہ ہے کہ ایک طلاق ایسے پاکی کے زمانہ میں دی جائے جس میں جماع نہ کیا گیا ہو، پھر اُسے چھوڑ دیا جائے (مزید طلاق نہ دی جائے) تا آں کہ عدت (تین حیض یا وضع حمل) گزر جائے۔ طلاق دینے کا یہ طریقہ سب سے بہتر ہے، اس میں بعد میں رشتہ استوار کرنے کی بہت گنجائش باقی رہتی ہے، اور آدمی ندامت سے محفوظ رہتا ہے۔

فالاحسن أن يطلق الرجل امرأته تطليقة واحدة في طهر لم يجامعها فيه، ويتر كها، حتى تنقضي عدتها. (الهداية، كتاب الطلاق / باب طلاق السنة ۳۵۴/۲ الأشرفية) أو كانت حاملاً قد استبان حملها. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳۴۸/۱ قدیم زكريا، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ۴۳۲/۴ زكريا، كذا في الفتاوى التاتارخانية / كتاب الطلاق ۳۷۹/۴ رقم: ۶۴۷۳ زكريا)

والأصل فيه ما روي عن إبراهيم النخعي رحمه الله أنه قال: كان أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم يستحسنون أن لا يطلقوا للسنة إلا واحدة، ثم لا يطلقوا غير ذلك حتى تنقضي العدة. (بدائع الصنائع / كتاب الطلاق ۱۴۰/۳ زكريا، ومثله في المصنف لابن أبي شيبة / كتاب الطلاق ۵۰۷/۹ رقم: ۱۸۰۲۲)

حالت حیض میں جماع کیا پھر پاکی کے بعد بلا جماع طلاق دی
 اگر کسی نے حالت حیض میں اپنی بیوی سے جماع کیا، پھر پاک ہونے کے بعد طلاق دی، تو یہ طلاق سنت یا طلاق حسن نہ کہلائے گی؛ (کیوں کہ حالت حیض میں جماع کے بعد آنے والا پاکی کا زمانہ طلاق سنت کا مکمل نہیں رہتا)

ثم الطهر الذي لم يجامعها فيه إنما يكون وقتاً للطلاق السني إذا لم يجامعها ولم يطلقها في الحيضة التي سبقت على هذا الطهر، فإن الجماع في حالة الحيض، والطلاق في حالة الحيض يخرج كل واحد منهما الطهر الذي عقيبه من أن يكون محلاً للطلاق السني. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳۴۸/۱ زكريا، كذا في الفتاوى التاتارخانية / كتاب الطلاق ۳۷۹/۴ زكريا)

فالسنة المعهودة في باب الطلاق ما لا يشوبه معنى البدعة وهو الطلاق في طهر لا جماع فيه، والواحدة في طهر جامعها فيها بدعة والطلاق في حالة الحيض بدعة. (بدائع الصنائع ۱۵۳/۳ زكريا، البحر الرائق ۴۱۶/۳ زكريا)

ایک ہی پاکی میں طلاق بائن دے کر نکاح کرنا پھر طلاق دینا
 جس پاکی کے زمانہ میں جماع نہیں کیا گیا تھا، اُس میں بیوی کو طلاق بائن دی، پھر اُس سے نیا نکاح کر لیا، تو وہ اگر چاہے تو اُسی طہر میں جماع سے قبل اُسے طلاق دے سکتا ہے، ایسا کرنا خلاف سنت نہ ہوگا۔

ولو أبانها في طهر لم يجامعها فيه ثم تزوجها فله أن يطلقها في ذلك الطهر بالإجماع، كذا في البدائع. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳۴۹/۱ زكريا، بدائع الصنائع ۱۴۳/۳ زكريا)

ایک ہی پاکی میں طلاق رجعی دے کر رجوع کرنے کے بعد طلاق دینا
 پاکی کے زمانہ میں طلاق رجعی دی، پھر زبان سے رجوع کر لیا، تو اب جماع سے قبل طلاق

دے سکتا ہے، یہ سنت کے خلاف نہ ہوگا۔

وإذا طلق امرأته في طهرٍ لم يجامعها فيه واحدة، ثم راجعها في ذلك الطهر بالقول، فله أن يطلقها ثانياً في ذلك الطهر، وكان سنياً عند أبي حنيفة، وعند أبي يوسف لا يكون سنياً، وعن محمدٍ روايتان، كذا في الذخيرة. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳۴۹/۱ زكريا، بدائع الصنائع ۱۴۳/۳ زكريا، البحر الرائق ۴۱۹/۳ زكريا، تبين الحقائق ۳۲/۳ زكريا، فتح القدير ۴۶۴/۳)

طلاق بدعی باعتبار عدد

عدد کے اعتبار سے طلاق بدعت کی صورت یہ ہے کہ بیک لفظ تین طلاق دے یا ایک ہی طہر میں وقفہ وقفہ سے تین طلاق دے، پس جو شخص ایسا کرے گا تو وہ اگرچہ گنہگار ہوگا؛ لیکن اُس کی دی ہوئی سب طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثاً بكلمة واحدة أو ثلاثاً في طهرٍ واحدٍ، فإذا فعل ذلك وقع الطلاق و كان عاصياً. (الهداية، كتاب الطلاق / باب طلاق السنة ۳۵۵/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، كذا في الفتاوى التاتارخانية ۳۸۱/۴ رقم: ۶۴۷۶ زكريا، بدائع الصنائع ۱۴۹/۳ زكريا، الدر المختار مع الشامي ۴۳۴/۴ زكريا، تبين الحقائق ۲۵/۳ زكريا)

وطلاق البدعة أن يطلقها ثلاثاً بكلمة واحدة أو ثلاثاً في طهرٍ واحدٍ، وهو حرام عندنا و كان عاصياً. (فتح القدير / كتاب الطلاق ۴۴۹/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند، مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ۶/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

طلاق بدعی باعتبار وقت

وقت کے اعتبار سے طلاق بدعت یہ ہے کہ عورت کو حالت حیض میں طلاق دی جائے یا ایسے طہر میں طلاق دی جائے جس میں جماع کر چکا ہو، ایسا کرنا گناہ ہے، اور واجب یہ ہے کہ اس طرح طلاق کے بعد (اگر گنجائش ہو) تو فوری طور پر رجعت کر لی جائے۔

والبدعي من حيث الوقت أن يطلق المدخول بها، وهي من ذوات الأقراء في حالة الحيض، أو في طهر جامعها فيه، وكان الطلاق واقعاً، ويستحب له أن يراجعها، والأصح أن الرجعة واجبة. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳۴۹/۱، الفتاوى التاتارخانية ۳۸۱/۴ رقم: ۶۴۷۶ زكريا، بدائع الصنائع ۱۴۹/۳ زكريا، الدر المختار مع الشامي ۴۳۵/۴ زكريا، تبين الحقائق ۲۵/۳ زكريا)

نوٹ :- اور اگر حالت حیض میں یا ایسے طہر میں تین طلاقیں دے دیں جس میں جماع کر چکا تھا تو یہ طلاق بدعی کی سب سے ناگوار قسم ہو جائے گی؛ کیوں کہ اس میں وقت و عدد دونوں اعتبار سے شرعی ہدایت کی خلاف ورزی کی گئی ہے، اور ایسا کرنے والا سخت گنہگار ہوگا؛ لیکن طلاق بہر حال واقع ہو جائے گی۔

حاملہ کو طلاق دینے کا بہتر طریقہ

حاملہ عورت کو طلاق دینے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ یا تو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے؛ تا آنکہ وضع حمل ہو جائے یا ایک ایک مہینہ کے وقفہ سے تین طلاقیں دیدے (اور اس میں جماع کے فوری بعد طلاق دینے میں بھی کوئی کراہت نہیں ہوتی) (فتاویٰ ہندیہ، کتاب الطلاق / الباب الاول فی تفسیرہ و رکنہ ۳۴۹/۱ زکریا، ہدایہ ۵/۲ ۳۷۷ مکتبہ نعیمیہ دیوبند، کذافی بدائع الصنائع ۱۴۱/۳ زکریا)

والآنسة والصغيرة والحامل يطلقن للسنة عند كل شهر، وينبغي أن يطلقها في غرة الشهر حتى تفصل بين كل تطليقتين بشهر بالإتفاق، وجاز طلاقهن عقيب الجماع. (مجمع الأنهر ۶/۲ مکتبہ فقیہ الأئمۃ دیوبند، البحر الرائق ۴۲۱/۳ زکریا)

حیض والی عورت سے کہا کہ ”تجھے سنت طریقہ پر طلاق ہے“
جس عورت کو حیض آتا ہو، اگر اُس سے کہا کہ: ”تجھے سنت والی طلاق ہے“ تو عورت کی حالت دیکھ کر حکم لگایا جائے گا، یعنی:

الف :- اگر وہ فی الوقت ایسی پاکی کے زمانہ میں ہو جس میں اُس سے جماع نہ کیا گیا

ہو، تو ایک طلاق فوراً واقع ہو جائے گی۔

ب:- اور اگر وہ فی الوقت حیض کی حالت میں ہو تو انتظار کیا جائے گا، جب وہ حیض سے پاک ہوگی تو طلاق واقع ہوگی۔

إذا قال لامرأته المدخولة وهي من ذوات الأقراء أنت طالق للسنة وقع تطليقة للحال إن كانت طاهرة من غير جماع، وإن كانت حائضاً أو كانت في طهر جامعها فيه لم يقع للحال شيء حتى يأتي وقت السنة. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسيره وركنه ۳۴۹/۱، الدر المختار مع الشامی / كتاب الطلاق ۴۳۷/۴ زکریا، البحر الرائق ۴۲۴/۳ زکریا، بدائع الصنائع ۱۴۵/۳ زکریا)

غیر مدخول بہا کو حالت حیض میں طلاق

جس عورت کی رخصتی نہ ہوئی ہو یا رخصتی تو ہو گئی ہو؛ لیکن ابھی جماع کی نوبت نہ آئی ہو تو اُسے حالت حیض میں طلاق دینا ممنوع نہیں ہے۔

وفي حق غير المدخول بها يطلقها في حالة الحيض والطهر، كذا في الهداية. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الأول في تفسيره وركنه ۳۴۸/۱ قدیم زکریا) ولو طلق غير المدخول بها في حالة الحيض لم يكن مكروهاً. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الأول في بيان أنواع الطلاق ۳۸۲/۴ رقم: ۶۴۷۷ زکریا)

جس عورت کو حیض نہیں آتا اُس کو سنت طریقہ پر طلاق دینا

جس عورت کو (بچپن یا بڑی عمر ہونے کی بنا پر) حیض نہ آتا ہو، اُس کو سنت طریقہ پر طلاق دینے کی صورت یہ ہے کہ یا تو ایک طلاق دے کر چھوڑ دے؛ تا آں کہ تین مہینے گزر کر عدت ختم ہو جائے، یا اگر چاہے تو ہر مہینے ایک ایک طلاق دے سکتا ہے۔

وإذا كانت المرأة لا تحيض من صغر أو كبر، فأراد أن يطلقها ثلاثاً للسنة طلقها واحدة، فإذا مضى شهر طلقها أخرى. (الهداية ۳۷۵/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وفرق على الأشهر فيمن لا تحيض وصح طلاقهن بعد الوطء. (کنز

الدقائق على البحر الرائق ۴۱۹/۳-۴۲۱ زکریا)

فإن كانت ممن لا تحيض عن صغر أو كبر طلقها متى شاء. (الفتاوى التاتارخانية،

كتاب الطلاق / الفصل الأول في بيان أنواع الطلاق ۳۷۹/۴ رقم: ۶۴۷۴ زکریا)

وإذا كانت المرأة لا تحيض من صغر أو كبر، فأراد أن يطلقها للسنة
طلقها واحدة، فإذا مضى شهر طلقها أخرى، فإذا مضى شهر طلقها أخرى.

(الفتاوى الهندية / كتاب الطلاق ۳۴۹/۱ کوئٹہ، الفتاوى السراجية ص: ۲۱۴ مكتبة الاتحاد ديوبند)

جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اس کو صحبت کے فوراً بعد طلاق دینا

جس عورت کو حیض نہ آتا ہو تو اسے صحبت کے فوراً بعد ایک طلاق دینے میں کراہت نہیں
ہے (اس لئے کہ یہاں حیض کا سلسلہ بند ہونے کی بنا پر حمل کا احتمال نہیں ہے، اور جماع کے بعد
طلاق کی ممانعت کی علت حمل کا امکان اور اس کی بنا پر عدت کی طوالت ہی ہے جو یہاں مفقود ہے)
ویجوز أن يطلقها ولا يفصل بين وطئها وطلاقها بزمان؛ لأنه لا يتوهم
الحبل فيهما، والكراهية في ذوات الحيض باعتبار ۵. (الهداية ۳۷۵/۲ المكتبة الأشرفية)

وصح طلاقهن بعد الوطء. (کنز الدقائق على البحر الرائق ۴۲۱/۳ زکریا)

فإن كانت ممن لا تحيض عن صغر أو كبر طلقها متى شاء واحدة، وإن كان

عقيب الجماع. (الفتاوى التاتارخانية / الفصل الأول في بيان أنواع الطلاق ۳۷۹/۴ رقم: ۶۴۷۴ زکریا)

ویجوز أن يطلق التي لا تحيض من صغر أو كبر ولا يفصل بين وطئها

وطلاقها بزمان، وبه قالت الأئمة الثلاثة كذا في فتح القدير. (الفتاوى الهندية ۳۴۹/۱ زکریا)

حاملہ عورت کو جماع کے بعد طلاق دینا

حاملہ بیوی کو جماع کے بعد طلاق دینا مکروہ نہیں ہے؛ کیوں کہ کراہت کی علت (عدت

کا وقت مشتبہ ہونا) یہاں متحقق نہیں ہے۔

وطلاق الحامل يجوز عقيب الجماع؛ لأنه لا يؤدي إلى اشتباه وجه
العدة وزمان الحبل زمان الرغبة في الوطي. (الهداية، كتاب الطلاق / باب طلاق السنة
۳۵۶/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاوى التاتارخانية / كتاب الطلاق ۳۷۹/۴ رقم: ۶۴۷۴ زكريا،
الفتاوى الهندية / كتاب الطلاق ۳۴۹/۱ قديم زكريا)

بے نمازی اور بدعمل بیوی کو طلاق دینا

اگر کسی کی بیوی تاکید کے باوجود نماز نہ پڑھتی ہو یا مسلسل گناہوں میں مبتلا ہو تو شوہر کو
چاہئے کہ جائز حدود میں رہ کر اس کو تنبیہ کرتا رہے اگر پھر بھی وہ باز نہ آئے تو اگر مصلحت متقاضی
ہو اور شوہر مہر کی ادائیگی پر قادر ہو تو ایسی عورت کو طلاق دینا اولیٰ ہے؛ لیکن اگر کسی مصلحت سے
شوہر اسے طلاق نہ دے؛ بلکہ ساتھ رکھے تو اس کی بھی گنجائش ہے۔

بل يستحب لو موزية أو تاركة صلاة، غاية. ومفاده: أن لا إثم بمعاشرة
من لا تصلي. (شامي / كتاب الطلاق ۴۲۸/۴ زكريا)

إذا اعتادت الزوجة الفسق، عليه الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر،
والضرب فيما يجوز فيه، فإن لم تنزجر لا يجب التطليق عليه؛ لأن الزوج قد
أدى حقه والإثم عليها، هذا ما اقتضاه الشرع. وأما مقتضى غاية التقوى فهو
أن يطلقها لكن جواز الطلاق إنما هو إذا قدر على أداء المهر، وإلا فلا يطلقها
كما في الأشباه والنظائر. (نفع المفتي والسائل / ما يتعلق بإطاعة الزوجات للأزواج ۱۶۳ کراچی)
يستحب طلاقها إذا كانت سليطة موزية أو تاركة صلاة لا تقيم حدود
اللہ تعالیٰ وهو يفيد جواز معاشرة من لا تصلي ولا إثم عليه بل عليها. (البحر
الرائق / كتاب الطلاق ۴۱۴/۳ زكريا)



وقوع طلاق کے مسائل

طلاق دینے والے میں کن صفات کا ہونا ضروری ہے؟
طلاق کے وقوع کے لئے شوہر کا عاقل اور بالغ ہونا ضروری ہے (لہذا نابالغ اور پاگل کی طلاق واقع نہ ہوگی)

ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل . (شامی / کتاب الطلاق ۴۳۸/۴ زکریا، الفتاویٰ الہندیہ ۳۵۳/۱ زکریا، الفتاویٰ التاتاریخانیہ ۳۷۷/۴ رقم: ۶۴۷۱ زکریا، ۲۵۸/۳ کراچی)

زبردستی زبانی طلاق

اگر کسی شوہر سے زبردستی طلاق کے الفاظ زبانی کہلوائے جائیں تو طلاق واقع ہو جاتی ہے۔
ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو مکرمًا، فطلاقہ صحیح . (الدر المختار مع الشامی ۴۳۸/۴ زکریا، الفتاویٰ الہندیہ ۳۵۳/۱ زکریا)

إن الطلاق یقع بکل حال یکون فیہ المطلق مختار فی التکلم وإن لم یکن راضیاً بحکمہ والمکرہ كذلك . (إعلاء السنن ۱۸۳/۱۱ کراچی)

جبراً طلاق کا وکیل بنانا اور وکیل کا طلاق دینا

کسی شخص کو مثلاً پستول دکھا کر اس کی طرف سے طلاق کا وکیل بنانے کے کلمات کہلوائے، پھر وکیل نے اس شخص کی بیوی کو طلاق دے دی، تو یہ طلاق واقع ہو جائے گی۔
وشمل ما إذا أکره علی التوکیل بالطلاق فوکل فطلق الوکیل فإنه یقع .

(شامی / کتاب الطلاق ۴۳۸/۴ زکریا، البحر الرائق ۴۲۸/۳ زکریا)

جبراً طلاق کا اقرار کرانا

اگر کسی شخص سے زبردستی طلاق کا جھوٹا اقرار کرایا (مثلاً یہ کہلوا یا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں، جب کہ حقیقت میں اس نے طلاق نہیں دی تھی) تو اس زبردستی کے اقرار سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

وأجمعوا على أنه لو أكره على الإقرار بالطلاق لا ينفذ إقراره، كذا في شرح الطحاوي. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع الطلاق وفيمن لا يقع الطلاق ۳۵۳/۱ قدیم زکریا)

لو أكره على أن يقر بالطلاق فأقر لا يقع، كما لو أقر بالطلاق هازلاً أو كاذباً. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ۴۲۸/۳ زکریا)

طلاق دینے پر مجبور کیا گیا تو شوہر نے بیوی کی طرف نسبت کئے بغیر کہا: طلاق، طلاق

اگر کسی شخص کو طلاق دینے پر مجبور کیا گیا اور اُس نے جبراً واکراہ کی وجہ سے اپنی بیوی کا نام لئے بغیر اور اُس کی طرف نسبت نہ کر کے صرف ”طلاق“ کا لفظ دہرایا، اور بعد میں یہ کہا کہ میں نے بیوی کو طلاق دینے کا ارادہ نہیں کیا تھا، تو اُس کی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ کیوں کہ یہاں نہ تو ارادہ پایا گیا اور نہ ہی نسبت پائی گئی۔ (لیکن اگر جبراً واکراہ کی بنا پر یہ کہہ دیا کہ ”میں نے اپنی بیوی کو طلاق دی“ یا بیوی کا نام لے کر کہا کہ اس کو طلاق ہے، تو پھر یقیناً طلاق واقع ہو جائے گی) (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۹۹/۹)

لو قال: امرأة طالق أو قال: طلقت امرأة ثلاثاً وقال: لم أعن امرأتي يصدق ويفهم منه أنه لو لم يقل ذلك تطلق امرأته الخ، بخلاف ما لو ذكر اسمها أو اسم أبيها أو أمها أو ولدها، فقال: عمرة طالق أو بنت فلان أو بنت فلانة أو أم فلان، فقد صرحوا بأنها تطلق. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ۴۵۸/۴ زکریا، ۲۴۸/۳)

کراچی، البحر الرائق / کتاب الطلاق ۴۴۲/۳ زکریا، ۲۵۳/۳ کوئٹہ، قاضی خان علی الہندیہ ۴۶۵/۱
زکریا، البحر الرائق / کتاب الطلاق ۴۴۲/۳ کوئٹہ

جھوٹا اقرار کرنے سے طلاق

اگر کسی شخص نے بلا کسی جبر کے اپنی بیوی کو طلاق دینے کا اقرار کیا، جب کہ اس نے بیوی کو پہلے کوئی طلاق نہیں دی تھی، تو اس کا اقرار معتبر ہوگا اور بیوی پر قضاء طلاق پڑ جائے گی۔
ولو أقر بالطلاق كاذباً أو هازلاً وقع قضاء "لا ديانة". (شامی / کتاب الطلاق ۴۴۰/۴ زکریا)

ولو أقر بالطلاق وهو كاذب وقع في القضاء إذا قال أردت به الخبر
عن الماضي كذباً، وإن لم يرد به الخبر عن الماضي أو أراد به الكذب أو الهزل
وقع قضاء وديانة. (البحر الرائق / کتاب الطلاق ۴۲۸/۳ زکریا، ۲۴۶/۳ کراچی، بزازية علی
هامش الفتاوى الهندية / کتاب الطلاق ۱۷۸/۴ زکریا)

مذاق میں طلاق دینا

مذاق میں طلاق دینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے (مثلاً کوئی ڈراما کیا گیا اور اس میں حقیقی میاں بیوی شریک ہوئے اور فرضی طریقہ پر طلاق دلوائی گئی، تو طلاق واقع ہو جائے گی)
عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:
ثلاث جدھن جد وهزلھن جد. (سنن الترمذی، کتاب الطلاق / ما جاء في الجد والهزل ۲۲۵/۱)
وطلاق اللالاعب والهازل به واقع. (الفتاوى الهندية، کتاب الطلاق / فصل فيمن يقع
الطلاق وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۳/۱ زکریا، الأشباه والنظائر ۴۶ قديم، الدر المختار مع الشامي ۴۴۳/۴ زکریا)

سبقت لسانی میں طلاق کا لفظ نکل گیا

ایک شخص بیوی سے مخاطب ہوتے ہوئے کوئی اور بات زبان سے نکالنا چاہتا تھا؛ لیکن

سبقت لسانی سے اُس سے طلاق کا لفظ نکل گیا، یعنی کچھ اور بولنے کا ارادہ کر رہا تھا؛ لیکن غلطی سے طلاق دے بیٹھا، تو اُس سے بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔

و کذا لو أراد أن يتكلم بكلام فسبق لسانه بالطلاق فالطلاق واقع، كذا في المحيط . (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق / فصل فیمن یقع طلاق وفیمن لا یقع طلاقہ ۳۵۳/۱) أو مخطئاً بأن أراد التكلم بغير الطلاق فجری علی لسانه الطلاق (الدر المختار) وفي الشامیة: لأنه صریح لا یحتاج إلى النیة . (الدر المختار مع الشامی / کتاب الطلاق ۴۴۸/۴ زکریا، البحر الرائق ۲۴۶/۳ کراچی، بزازیہ، کتاب الطلاق / صریح الطلاق ۱۱۱/۱ مکتبۃ الاتحاد دیوبند، الأشباه والنظائر ۴۶/۱، البحر الرائق ۴۲۶/۳ زکریا)

نابالغ کی طلاق واقع نہیں

نابالغ بچے کی طلاق کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں، اگرچہ وہ باشعور کیوں نہ ہو (اور نابالغ کی طرف سے اُس کا ولی بھی طلاق نہیں دے سکتا)

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل طلاق جائز إلا طلاق الصبي والمجنون؛ لأنه ليس لهما قول صحيح . (الجوهرۃ النيرة ۱۰۲/۲ ملتان) ولا یقع طلاق الصبی وإن کان یعقل . (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق / فصل فیمن یقع طلاقہ وفیمن لا یقع طلاقہ ۳۵۳/۱ قدیم زکریا، الدر المختار مع الشامی / کتاب الطلاق ۴۵۱/۴ زکریا، فتح القدیر ۶۸۸/۳ المکتبۃ الأشرفیۃ دیوبند، بزازیہ علیٰ هامش الفتاویٰ الہندیۃ ۱۷۰/۴، البحر الرائق ۴۳۴/۳ زکریا، مجمع الأنهر ۸/۲ مکتبۃ فقیہ الأئمۃ دیوبند)

قریب البلوغ (بچہ) کی طلاق

مراہق (قریب البلوغ) بچہ کی طلاق بھی معتبر نہیں ہے۔

ولا یقع طلاق الصبی ولو مراہقاً . (الدر المختار مع الشامی ۴۵۱/۴ زکریا)

ولو فرض لبعض الصبيان المراهقين عقل جيد لا يعتبر؛ لأن المدار صار البلوغ لانضباطه فتعلق به الحكم. (فتح القدير ۶۹/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ۴۳۴/۳، مجمع الأنهر ۱۰/۳ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

بلوغ کے بعد نابالغی کے زمانہ کی فضولی طلاق کو نافذ کرنا

اگر کسی شخص نے نابالغ کی طرف سے اُس کی نابالغی کی حالت میں طلاق دی، پھر نابالغ نے بالغ ہونے کے بعد یہ کہا کہ فلاں شخص نے میری نابالغی کے زمانہ میں میری بیوی کو جو طلاق دی تھی، میں اُسے واقع کرتا ہوں، تو یہ طلاق واقع ہو جائے گی۔

ولو أن رجلاً طلق امرأة الصبي، فقال الصبي بعد بلوغه: أوقعت الطلاق الذي أوقعه فلان يقع. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۳/۱ قديم زكريا، بزازية على هامش الفتاوى الهندية ۱۷۰/۴ زكريا، البحر الرائق ۴۳۴/۳ زكريا، مجمع الأنهر ۱۰/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الفتاوى التاتارخانية ۳۹۴/۴ رقم: ۶۵۰۸ زكريا)

بچے کو طلاق دینے کا وکیل بنانا

اگر کسی شخص نے باشعور بچہ کو طلاق دینے کا وکیل بنایا، پھر بچہ نے وکیل کے طور پر اُس شخص کی بیوی کو طلاق دے دی، تو یہ طلاق واقع ہو جائے گی۔

ولو كان الصبي وكيلاً بالتطليق من قبل رجل، فطلق الصبي صح، كذا في التاتارخانية. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۳/۱ زكريا) رجل فوّض طلاق امرأته إلى صبي، قال في الأصل: إن كان ممن يعبر يجوز. (الفتاوى التاتارخانية / كتاب الطلاق ۴۹۴/۴ رقم: ۶۷۴۹ زكريا)

مجنون کی طلاق

جو شخص بالکل پاگل اور دیوانہ ہو اس کی طلاق کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

قال عليه السلام: كل طلاق جائز إلا طلاق الصبي والمجنون؛ لأنه ليس لهما قول صحيح. (الجمهرة النيرة ۱۰۲/۲ ملتان)

ولا يقع طلاق المجنون. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه
وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۳/۱ زكريا، الدر المختار ۴۵۰/۴ زكريا، البحر الرائق ۴۳۴/۳ زكريا، فتح القدير
۴۶۸/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند، بزازية على هامش الفتاوى الهندية ۱۷۰/۴ زكريا)

سونے والے کی طلاق

جو شخص سوتے ہوئے طلاق کے الفاظ بڑھائے، اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

ولا يقع طلاق النائم. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه
وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۳/۱ زكريا، الدر المختار / كتاب الطلاق ۴۵۳/۴ زكريا، بزازية على هامش
الفتاوى الهندية ۱۷۰/۴ زكريا، البحر الرائق ۴۳۵/۳ زكريا، فتح القدير ۴۶۸/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

نیم خوابی کی حالت میں طلاق دینا

غنودگی کی حالت میں بے اختیار بغیر مطلب سمجھے طلاق کے الفاظ نکلنے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۹۴/۱۲ ڈابھیل)

ولا يقع طلاق النائم. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه
وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۳/۱ زكريا، الدر المختار / كتاب الطلاق ۴۵۳/۴ زكريا، بزازية على هامش
الفتاوى الهندية ۱۷۰/۴ زكريا، البحر الرائق ۴۳۵/۳ زكريا، فتح القدير ۴۶۸/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)
النائم إذا طلق امرأته فأخبر بذلك بعد الانتباه، فقال: أجزت بذلك
الطلاق لا يقع. (حانية على هامش الفتاوى الهندية / كتاب الطلاق ۵۸/۱ زكريا، البحر الرائق
۴۳۵/۳ زكريا، فتح القدير ۴۶۸/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند، الهداية ۳۵۸/۲ قديم نسخه)

مختل الحواس کی طلاق

جو شخص اپنی عقلی کمزوری کی وجہ سے اکثر بہکی بہکی باتیں کرتا ہو، وہ اگر حواس مختل ہونے

کی حالت میں طلاق دے گا، تو اُس کی طلاق واقع نہ ہوگی؛ لیکن اگر حال یہ ہو کہ کبھی حواس مختل رہتے ہوں اور کبھی بالکل ٹھیک ہو جاتے ہوں، تو اگر ٹھیک ہونے کی حالت میں طلاق دے گا، تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل طلاق جائز إلا طلاق المعتوه المغلوب على عقله. (سنن الترمذي، أبواب الطلاق / باب ما جاء في طلاق المعتوه ۲۲۶/۱، بزازية على هامش الفتاوى الهندية ۱۷۰/۴ زكريا)

وكذلك المعتوه لا يقع طلاقه أيضًا، ولهذا إذا كان في حالة العته، أما في حالة الإفاقة فالصحيح أنه واقع، كذا في الجوهرية. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۳/۱ زكريا، الدر المختار / كتاب الطلاق ۴۵۱/۴ زكريا) واختلفوا في تفسير المعتوه، وأحسن ما قيل فيه هو من كان قليل الفهم، مختلط الكلام، فاسد التدبير، إلا أنه لا يضرب ولا يشتم، كما يفعل المجنون طلاق المعتوه أيضًا لا يصح. (شامي / كتاب الحجر ۱۴۲/۶، فتاوى قاضي خان ۲۷۹/۱ مكتبة الاتحاد ديوبند، فتح القدير ۶۸/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

بے ہوشی کی حالت میں طلاق

اگر کوئی شخص بیمار یا کسی اور سبب سے بے ہوش ہو جائے اور اسی بے ہوشی میں وہ طلاق کے الفاظ بولنے لگے، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

ولا يقع طلاق المغمى عليه. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۳/۱ زكريا، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ۴۵۲/۴ زكريا، بزازية على هامش الفتاوى الهندية ۱۷۰/۴ زكريا)

الثاني أن يبلغ النهاية فلا يعلم ما يقول ولا يريد، فهذا لا ريب أنه لا ينفذ شيء من أقواله. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في طلاق المدهوش ۴۵۲/۴ زكريا، ۲۴۴/۳ كراچی، الموسوعة الفقهية ۱۸/۲۹ زكريا)

شراب کے نشہ میں طلاق؟

جو شخص شراب وغیرہ حرام اشیاء کے بالقصد استعمال سے نشہ میں ہو جائے، تو مفتی بہ قول کے مطابق بطور سزا اس کی طلاق واقع قرار دی جاتی ہے۔

عن سعید بن المسیب رحمہ اللہ تعالیٰ قال: طلاق السكران جائز.

(المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق / من أجاز طلاق السكران ۵۵۵/۹ رقم: ۱۸۲۶۳ المجلس العلمي)

وطلاق السكران واقع إذا سكر من الخمر أو النبيذ، وهو مذهب

أصحابنا رحمهم الله، كذا في المحيط. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع

طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۳/۱ زكريا، الدر المختار مع الشامى ۴۴۴/۴ زكريا، المحيط البرهاني

۳۹۱/۴ رقم: ۳۶۳۴، الفتاوى التاتارخانية ۳۹۴/۴ رقم: ۶۵۰۹ زكريا)

جس کو زبردستی شراب پلائی جائے اُس کی طلاق

اگر کسی شخص کو زبردستی شراب پلا دی گئی، جس سے نشہ چڑھ گیا، تو اس حالت میں اگر اُس

نے طلاق کے کلمات کہے، تو اُس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۲۷/۹)

ولو أكره على شرب الخمر أو شرب الخمر لضرورة وسكر وطلق

امرأته، اختلفوا فيه والصحيح أنه كما لا يلزمه الحد لا يقع طلاقه ولا ينفذ

تصرفه، كذا في فتاوى قاضي خان. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه

وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۳/۱ قديم زكريا)

فصح في التحفة وغيرها عدم الوقوع وجزم في الخلاصة بالوقوع،

قال في الفتح: والأول أحسن؛ لأن موجب الوقوع عند زوال العقل ليس إلا

التسبب في زواله بسبب محذور وهو منتف، وفي النهر عن تصحيح القدوري

أنه التحقيق. (شامي / كتاب الطلاق ۴۷۱/۴ زكريا، كذا في فتاوى قاضي خان / فصل في طلاق من

لا یعقل ۲۸۶/۱ مکتبہ الاتحاد دیوبند، فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الفتاویٰ الہندیہ ۴۷۰/۱، فتح القدیر / کتاب الطلاق ۴۷۳/۳ المکتبۃ الأشرفیۃ دیوبند

بھنگ کے نشہ میں طلاق دینا؟

قصداً بھنگ پینے سے جس شخص کو نشہ چڑھ جائے تو اُس کی طلاق واقع قرار پائے گی۔
و یقع طلاق کل زوج بالغ عاقل أو سکران ولو بنیذ أو حشیش أو
أفیون أو بنج زجراً به یفتی (الدر المختار) وفي هامشه: وفي تصحیح
القدوري عن الجواهر وفي هذا الزمان إذا سکر من البنج والأفیون یقع زجراً
وعليه الفتوى. (شامي، کتاب الطلاق / مطلب في الحشيشة والأفیون والبنج ۴۶۶-۴۳۸ زکریا،
البحر الرائق / کتاب الطلاق ۲۴۸/۳ کوئٹہ، النهر الفائق ۳۱۹/۲ زکریا)

لا علمی میں پی گئی بھنگ کے نشہ میں طلاق؟

اگر کسی شخص نے لا علمی میں بھنگ پی لی جس کی وجہ سے اُسے نشہ آ گیا، تو اس حالت میں دی
گئی طلاق واقع نہ ہوگی (کیوں کہ اُس نے بالقصد گناہ کا ارتکاب نہیں کیا ہے؛ لہذا وہ سزا کا
مستحق نہیں)

وعن أبي حنيفة رحمه الله تعالى: أنه إن كان يعلم حين يشرب أنه بنج
يقع، وإلا فلا. (تبين الحقائق / کتاب الطلاق ۳۷۳ بیروت)

و صرح في البدائع وغيرها بعدم وقوع الطلاق بأكله معللاً بأن زوال عقله
لم يكن بسبب هو معصية. (شامي، کتاب الطلاق / فصل: مطلب في الحشيشة الخ ۴۶۶ زکریا)
وذكر الشيخ الإمام عبد العزيز الترمذي قال: سألت أبا حنيفة وسفيان
الثوري عن رجل شرب البنج فارتفع إلى رأسه فطلق امرأته قال: إن كان حين
شرب يعلم أنه ما هو فهي طالق، وإن كان حين شرب لم يعلم أنه ما هو لا تطلق.

(الفتاویٰ التاتاریخانیۃ، کتاب الطلاق / الفصل الثالث من يقع طلاقه ومن لا يقع ۳۹۵/۴ رقم: ۶۵۱۰ زکریا، المحيط البرهانی ۳۹۲/۴ رقم: ۴۶۳۵ المجلس العلمي بیروت)

افیون کے نشہ میں طلاق؟

افیونچی (افیون سے نشہ کا عادی شخص) اگر افیون کے نشہ میں طلاق دے تو اُس کی طلاق بھی شرعاً واقع ہو جاتی ہے۔

وفي هذا الزمان إذا أسكر من البنج والأفيون يقع زجراً وعليه الفتوى.
(شامی، کتاب الطلاق / مطلب في الحشيشة والأفيون والبنج ۴۴۶/۴ زکریا، النهر الفائق / کتاب الطلاق ۳۱۹/۲ زکریا، البحر الرائق / کتاب الطلاق ۲۴۸/۳ کوئٹہ)

بطور علاج نشہ آور چیز کے استعمال کے بعد طلاق؟

جس شخص نے بطور دوا مجبوری میں کوئی نشہ آور چیز استعمال کی، پھر اس کے نشہ میں طلاق دی، تو اُس کی طلاق واقع نہ ہوگی (کیونکہ اُس کا ارادہ معصیت کا نہ تھا)

ويقع طلاق سكران، والحق التفصيل: وهو إن كان للتداوي لم يقع لعدم المعصية. (شامی مع الدر المختار، کتاب الطلاق / مطلب في الحشيشة والأفيون الخ ۴۴۶/۴ زکریا) وشمل أيضاً من غاب عقله بالبنج والأفيون، فإنه يقع طلاقه إذا استعمله للهو وادخال الآفات قصداً لكونه معصية، وإن كان للتداوي فلا لعدمها. (البحر الرائق / کتاب الطلاق ۲۴۸/۳ کوئٹہ، النهر الفائق ۳۱۹/۲ زکریا)

چوٹ یا سر کے زخم کی وجہ سے جس کی عقل جاتی رہے اُس کی طلاق اگر کسی شخص کو ایسی چوٹ لگی یا سر میں ایسا زخم ہو گیا جس کی بنا پر اس کی عقل جاتی رہی تو اس حال میں اس کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

لو زال عقله بالضرب أو ضرب هو على رأسه حتى زال عقله فطلق لا يقع طلاقه، كذا في فتاوى قاضي خان. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۳/۱ زكريا، فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى الهندية ۴۷۱/۱-۴۷۰)

غصہ میں اگر جنون کی کیفیت ہو جائے تو طلاق واقع نہ ہوگی

عام طور پر تو غصہ کی حالت میں طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ بلکہ اکثر غصہ میں ہی طلاق دی جاتی ہے؛ لیکن اگر غصہ میں اتنا مدہوش ہو گیا کہ پتہ ہی نہ رہا کہ کیا کہہ رہا ہے، پھر بعد میں بھی یاد نہ ہو کہ کیا کہا گیا، تو ایسی حواس باختگی کی طلاق واقع نہ ہوگی۔

إلا أن يجاب بأن المراد بكونه لا يدري ما يقول أنه لقوة غضبه قد ينسى ما يقول ولا يتذكره بعد، وليس المراد أنه صار يجري على لسانه ما لا يفهمه أو لا يقصده؛ إذ لا شك أنه حينئذ يكون في أعلى مراتب الجنون. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في طلاق المدهوش ۴۵۳/۴ زكريا)

والمراد الغضب الذي يحصل به الدهش وزوال العقل، فإن قليل الغضب لا يخلو الطلاق عنه إلا نادراً، وقد قلنا بعدم وقوع الطلاق في مثل هذا الغضب. (إعلاء السنن، كتاب الطلاق / قبيل: باب طلاق الأمة ثنتان ۱۸۶/۱۱-۱۸۷ کراچی)

وسئل نظماً فيمن طلق زوجته ثلاثاً في مجلس القاضي، وهو مغتاض مدهوش، فأجاب نظماً بأن الدهش من أقسام الجنون فلا يقع الثاني أن يبلغ النهاية، فلا يعلم ما يقول ولا يريد فلهذا لا ريب أنه لا ينفذ شيء من أقواله. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في طلاق المدهوش ۴۵۲/۴ زكريا)

ومنها أن لا يكون معتوها ولا مدهوشاً ولا مبرسماً ولا مغمىً عليه فلا يقع طلاق هؤلاء لما قلنا في المجنون. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل شرائط ركن الطلاق ۱۵۹/۳ زكريا)

لا خلاف بين الفقهاء في أن زائل العقل غير المتعدى بزوال عقله لا يقع طلاقه كالمجنون والمغمي عليه والنائم، وزاد الحنفية المدهوش. (الموسوعة الفقهية ۳۰۷/۳۶ الكويت)

محض خیال سے طلاق واقع نہیں ہوتی

دل میں طلاق کا خیال جمائے یا تلفظ کے بغیر زبان کو حرکت دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔
عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:
إن الله عز وجل تجاوز لأمتي عما حدثت به أنفسها ما لم تعمل أو تتكلم به.
(صحيح مسلم / كتاب الإيمان ۷۸/۱)

لو أجرى الطلاق على قلبه وحرك لسانه من غير تلفظ يسمع لا يقع.
(مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح ۲۱۹)

فلو طلق أو استثنى ولم يسمع نفسه لم يصح في الأصح. (شامي، كتاب الصلاة /
باب صفة الصلاة، مطلب في الكلام على الجهر والمخافتة ۲۵۳/۲ زكريا، ۵۳۵/۱ كراچی)
وأدنى الجهر إسماع غيره وأدنى المخافتة إسماع نفسه في الصحيح،
وكذا كل ما يتعلق بالنطق كالطلاق والعناق والاستثناء وغيرها. (مجمع الأنهر،
كتاب الصلاة / فصل ۱۵۷/۱ مكتبه فقيه الأمة ديوبند)

وأما الطلاق والعناق فلا يقعان بالنية؛ بل لا بد من التلفظ. (الأشباه والنظائر
/ القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها ص: ۸۹ قديم)

طلاق کے الفاظ اس طرح کہے کہ سنائی نہیں دیئے

طلاق کے الفاظ زبان سے اس طرح ادا کئے کہ ان کو سنائی نہیں جاسکتا، تو اس سے طلاق
واقع نہ ہوگی۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إن الله تجاوز لأمتي مما حدثت به أنفسها ما لم تعمل أو تتكلم به". (صحيح مسلم، كتاب الإيمان / باب بيان تجاوز الله تعالى عن حديث النفس والخواطر بالقلب إذا لم تستقر الخ ۷۸/۱)

لو أجرى الطلاق على قلبه وحرك لسانه من غير تلفظ يسمع لا يقع. (مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح ۲۱۹، شامي ۱۲۱/۲ زكريا، ۴۳۷/۱ كراچی، مجمع الأنهر ۱۵۷/۱ بيروت)

وأدنى الجهر إسماع غيره، وأدنى المخافتة إسماع نفسه، ومن يقربه ويجرى ذلك المذكور في كل ما يتعلق بنطق كتسمية على ذبيحة ووجوب سجدة تلاوة، وعناق وطلاق واستثناء وغيرها، فلو طلق إذا استثنى ولم يسمع نفسه لم يصح في الأصح. (تنوير الأبصار مع الدر المختار على الشامي، كتاب الصلاة / باب صفة الصلاة، مطلب في الكلام على الجهر والمخافتة ۲۵۲/۲-۲۵۳ زكريا، ۵۳۴/۱ كراچی)

وأما الطلاق والعناق فلا يقعان بالنية؛ بل لا بد من التلفظ. (الأشباه والنظائر / القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها ۱۶۵/۱ زكريا جديد، ص: ۸۹ قديم)

گونگے کا اشارے سے طلاق دینا

اگر گونگا شخص طلاق کا ایسا اشارہ کرے کہ اُسے واضح طور پر سمجھا جاسکے تو اُس کی بیوی پر اس اشارے سے طلاق واقع ہو جائے گی۔

ويقع طلاق الأخرس بالإشارة، يريد بالأخرس الذي ولد وهو أخرس أو طراً عليه ذلك ودام حتى صارت إشارته مفهومة، كذا في المصمورات. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۴/۱، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ۴۴۸/۴ زكريا)

قوله: وأخرس بإشارته أي ولو كان الزوج أخرس؛ فإن الطلاق يقع بإشارته؛ لأنها صارت مفهومة. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ۲۴۸/۳ كونه، الهداية ۳۷۷/۲)

گوئے شخص کا لکھ کر طلاق دینا

اگر گوئے شخص کسی کا غر پر لکھ کر طلاق دے تو بلاشبہ اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔
وإذا كان الأخرس يكتب كتاباً يجوز به طلاقه، كذا في الهداية في مسائل شتى. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيمن يقع طلاقه وفيمن لا يقع طلاقه ۳۵۴/۱ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ۴۴۸/۴ زكريا)
أخرج البخاري تعليقاً وقال إبراهيم: الأخرس إذا كتب الطلاق بيده لزمه. (صحيح البخاري / باب اللعان ۷۹۹/۲، الفتاوى التاتارخانية / كتاب الطلاق ۳۹۷/۴ رقم: ۶۵۱۷ زكريا، فتح القدير ۴۷۴/۳)

فضولی کی طلاق

اگر کوئی شخص دوسرے کی طرف سے اُس کی اجازت کے بغیر طلاق دیدے، تو جب تک وہ اصل شوہر طلاق کی اجازت نہ دے یا اُس پر رضامندی کا اظہار نہ کرے، اُس وقت تک طلاق واقع نہ ہوگی۔
واعلم أن طلاق الفضولين موقوف على إجازة الزوج، فإن أجازاه وقع، وإلا فلا. سواء كان الفضولي امرأة أو غيرها كما في المحيط، رجل قال لغيره: طلق امرأتك، لو قال أحسنت يرحمك الله حيث خلصتني منها كان إجازة. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ۴۲۷/۳ زكريا، الدر المختار مع الشامي ۴۴۹/۴ زكريا، بزاوية على هامش الفتاوى الهندية ۴۵۴/۱ زكريا)

عورت کی غیر موجودگی میں طلاق دینا

طلاق کے وقوع کے لئے بیوی کا سامنے ہونا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ اس کی غیر موجودگی میں اسے دی گئی طلاق بھی واقع ہو جاتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۸۵/۹)
المستفاد: وإن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى أو لم ينو، ثم المرسومة

لا تخلو، إما أن أرسل الطلاق بأن كتب: أما بعد فأنت طالق، فكما كتب هذا يقع الطلاق وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ قديم زکریا)

عن الحسن وخلاس: في الرجل يطلق امرأته وهو غائب عنها، قال: تعتد من يوم يأتيها الخبر. (المصنف لابن أبي شيبة ۱۳۳/۱۰ رقم: ۱۹۲۶۵ المجلس العلمي)

دیر تک میکہ میں رہنے سے طلاق نہیں ہوتی

اگر کوئی عورت ناراض ہو کر میکہ میں بیٹھ جائے تو خواہ کتنی ہی مدت بیٹھی رہے، تو محض اس بیٹھنے سے اس کا رشتہ نکاح ختم نہ ہوگا، اس کے لئے طلاق یا شرعی تفریق ضروری ہے۔

ورکنہ (أي الطلاق) لفظ مخصوص، هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح أو كناية. (الدر المختار مع الشامی / مطلب: طلاق العدد ۴۳۱/۴ زکریا) أما تفسیره شرعاً: فهو رفع قيد النكاح حالاً أو مآلاً بلفظ مخصوص، كذا في البحر الرائق. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الأول في تفسیره ورکنہ الخ ۳۴۸/۱ قديم زکریا، البحر الرائق ۴۱۰/۳ زکریا، النهر الفائق ۳۰۹/۲ زکریا)

وأما بيان ركن الطلاق: فركن الطلاق هو اللفظ الذي جعل دلالة على معنى الطلاق لغة وهو التخلية والإرسال ورفع القيد في الصريح وقطع الوصلة ونحوه في الكتابة. (بدائع الصنائع ۱۵۷/۳ زکریا)

حالتِ حمل میں طلاق

اگر طلاق کے وقت عورت حمل سے ہو تو بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹۲/۹، آپ کے مسائل اور ان کا حل ۲۲۳/۵ دارالکتب، فتاویٰ رحیمیہ ۲۵/۸ کراچی)

قال الله سبحانه وتعالى: ﴿وَأُولَٰئُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ﴾ [الطلاق، جزء آیت: ۴]

عن الحسن و محمد قالا: إذا كانت حاملاً طلقها متى شاء. (المصنف لابن أبي شيبة / ما قالوا في الحامل كيف تطلق ۵۱۳/۹ رقم: ۱۸۰۴۵ المجلس العلمي)

وعدة الحامل أن تضع حملها. (الفتاوى الهندية / الباب الثالث عشر في العدة ۵۸۱/۱ جديد زكريا، ۵۲۸/۱ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي ۸۳۱/۲)

وحل طلاقهن أي الآنسة والصغيرة والحامل. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ۴۳۴/۴ زكريا، الهداية ۳۵۶/۲ دار الكتاب ديوبند)

زبان سے طلاق دینے کے بعد لکھ کر دینا ضروری نہیں ہے

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو زبان سے طلاق دے دی، تو طلاق کے وقوع کے لئے اُس طلاق کو لکھوانا ضروری نہیں ہے (لیکن اگر کسی ضرورت سے لکھوالیں تو کوئی حرج بھی نہیں)

في شرح الطحاوي: الأصل أن الطلاق إنما يقع لوجود لفظ الإيقاع من مخاطب في ملكه إذا طلق المخاطب المكلف امرأته وقع الطلاق كالعاقل البالغ. (الفتاوى التاتارخانية / في بيان من يقع طلاقه ومن لا يقع ۳۹۲/۴ رقم: ۶۵۰۴ زكريا)

ويقع طلاق كل زوج بالغ عاقل. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ۴۳۸/۴ زكريا، الفتاوى الهندية ۳۵۲/۱ كوئته، البحر الرائق ۲۴۴/۳ كوئته، الهداية ۳۷۶/۲ المكتبة النعمية)

أما الصريح فهو اللفظ الذي لا يستعمل إلى في حل قيد النكاح، وهو لفظ الطلاق أو التطليق مثله قوله أنت طالق أو أنت الطلاق أو طلقتك أو أنت مطلقة.....، وهذه الألفاظ ظاهرة المراد؛ لأنها لا تستعمل إلا في الطلاق عن قيد النكاح، فلا يحتاج إلى النية لوقوع الطلاق. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل النية في طلاق الكناية ۱۶۱/۳ زكريا)

طلاق دیتے وقت گواہوں کا ہونا ضروری نہیں

طلاق کے وقوع کے لئے گواہوں کا سامنے ہونا شرط نہیں ہے (لیکن اگر شوہر طلاق کا انکار

کرے تو اس کے ثبوت کے لئے دو معتبر گواہوں کی گواہی شرط ہوگی) (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۸۹)
وفي البحر: قیدنا الإشهاد بأنه خاص بالنكاح. (الدر المختار / كتاب النكاح
۷۹/۴ زکریا، ۲۱/۳ کراچی)

ذهب جمهور الفقهاء من السلف والخلف إلى أن الطلاق يقع بدون
إشهاد. (فقه السنة ۲۳۰/۲ دار الكتاب العربي بيروت)
لو أقر بالطلاق كاذباً أو هازلاً وقع قضاء. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في
الإكراه على التوكيل بالطلاق والنكاح والعتاق ۴۴۰/۴ زکریا، البحر الرائق ۲۴۶/۳)
وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها رجلا أو رجلا وامرأتان، سواء
كان الحق مالا أو غير مال، مثل: النكاح والعتاق والطلاق. (الجوهر النيرة / كتاب
الشهادات ۹۱/۴ المكتبة التهانوية ديوبند، كذا في الهداية ۱۵۴/۳)

بیوی کا شوہر کو طلاق دینا

بیوی کی طرف سے شوہر کو طلاق دینے کا کوئی اعتبار نہیں ہے؛ اس لئے کہ نہ تو بیوی کو
طلاق کا اختیار ہے اور نہ شوہر طلاق کا محل ہے۔
وأيضاً فإن قوله: أنا منك طالق فيه وصف الرجل بالطلاق صريحاً فلا
يقع؛ لأن الطلاق صفة للمرأة. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح، مطلب في قوله: على
الطلاق من ذراعي ۴۶۶/۴ زکریا)

ومحله المنكوحه وأهله زوج عاقل بالغ مستقيظ. (شامي ۴۳۱/۴ زکریا)

شوہر نے کہا کہ ”مجھے تجھ سے طلاق ہے“

شوہر نے بیوی سے کہا کہ ”مجھے تجھ سے طلاق“ تو بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی (کیوں کہ
شوہر محل طلاق نہیں ہے اور بیوی کو حق طلاق نہیں ہے)

لو قال: أنا منك طالق لا يقع وإن نوى معللين بأنه ليس بمحل له. (البحر

الرائق ۲۴۵/۳ کوئٹہ، ۲۲۷/۳ زکریا)

بیوی کی طرف نسبت کے بغیر طلاق دینا

بیوی کی طرف صراحۃً یا دلالتاً نسبت کے بغیر طلاق دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

لو قال: امرأة طالق، أو قال: طلقت امرأة ثلثاً، وقال: لم أعن امرأتی،

یصدق. (شامی، کتاب الطلاق / باب الصریح ۴۵۸/۴ زکریا، ۲۴۸/۳ کراچی، قاضی خان علی

الفتاویٰ الہندیہ ۶۵۱/۴، البحر الرائق / باب الطلاق الصریح ۲۵۳/۳ کوئٹہ، الفتاویٰ الہندیہ / الفصل

الأول، الطلاق الصریح ۳۵۸/۱)

لم يقع لتركه الإضافة إليها (الدر المختار) وفي الشامية: أي المعنوية،

فإنها الشرط والخطاب من الإضافة المعنوية، وكذا الإشارة نحو: هذه طالق،

وكذا نحو: امرأتی طالق، وزینب طالق. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب

الصریح ۴۵۸/۴ زکریا، ۲۴۷/۳ کراچی)

صیغہ استقبال سے طلاق کا حکم

اگر مستقبل کے صیغہ سے طلاق دی، مثلاً کہا کہ ”طلاق دے دوں گا“ تو اس سے طلاق

واقع نہیں ہوگی۔

بخلاف قوله: سأطلق ”طلاق كنم“ لأنه استقبال، فلم يكن تحقيقاً

بالتشكيك. (الفتاویٰ الہندیہ ۳۸۴/۱)

أنا أطلق نفسي لم يقع؛ لأنه وعد. (شامی، کتاب الطلاق / باب تفویض الطلاق

۵۵۹/۴ زکریا، ۳۱۹/۳ کراچی)

ولو قال: أطلقك لم يقع. (سکب الأنهر ۱۴/۲ دار الكتب العلمية بيروت)

ولو قال: أردت طلاقك لا يقع. (خلفية على الہندیہ ۴۵۲/۱ زکریا)

لو قال طلقي نفسك، فقالت: أنا أطلق لا يقع. (البحر الرائق / باب تفويض

الطلاق ۳۱۴/۳ کوئٹہ)

بیوی کے سامنے مسائل طلاق کا تکرار

اگر شوہر نے بیوی کے سامنے طلاق کے مسائل کا مذاکرہ اور تکرار کیا اور اُس کے دل میں طلاق کی کوئی نیت نہ تھی، تو اس مذاکرہ سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

لو كرّر مسائل الطلاق بحضرتها لا يقع أصلاً ما لم يقصد زوجته.

(شامی، کتاب الطلاق / باب الصریح ۴۶۱/۴ زکریا، ۲۵۰/۳ کراچی)

لو كرّر مسائل الطلاق بحضرتها، ويقول في كل مرة: أنت طالق لم

يقع. (الأشباه والنظائر ۹۱/۱ جدید زکریا، ص: ۴۵ قدیم)

نکاح سے پہلے طلاق دینا

نکاح سے قبل ہونے والی منکوحہ کو فی الفور طلاق دینے کا اعتبار نہیں ہے (البتہ نکاح سے قبل تعلیق طلاق ہو سکتی ہے، مثلاً قسم کھائی کہ کسی عورت سے اگر نکاح کروں تو اُسے طلاق)

عن علي رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا طلاق

قبل نكاح. (مشكاة المصابيح / باب الخلع والطلاق ۲۸۴، إعلاء السنن ۲۰۱/۱۱ کراچی)

عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده رضي الله عنه عن النبي صلى الله

عليه وسلم: "لا طلاق إلا فيما تملك". (سنن أبي داود ۲۹۸/۱)

شرطه المملك حقيقة أو الإضافة إليه أي الملك الحقيقي عاماً أو خاصاً

كأن نكحتك فأنت طالق. (الدر المختار على هامش رد المحتار ۵۹۳/۴ زکریا، ۳۴۴/۳ کراچی)

وشرطه في الزوج أن يكون عاقلاً بالغاً مستيقظاً، وفي الزوجة أن تكون

منكوحه أو في عدته التي تصلح معها محلاً للطلاق. (فتح القدير / كتاب الطلاق

۴۴۳/۳ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وأما شرطه على الخصوص فشيئان: أحدهما: قيام القيد في المرأة نكاح أو عدة. والثاني: قيام حل محل النكاح. (الفتاوى الهندية / كتاب الطلاق ۳۴۸/۱ زكريا)
فلا يقع طلاق الأجنبي الذي لا يملك عقدة النكاح؛ لأنك قد عرفت أن الطلاق دفع عقدة النكاح فلا تتحقق ماهية الطلاق إلا بعد تحقق العقد. (الفقه على المذاهب الأربعة / أركان الطلاق ۲۱۷/۴ بيروت)

لمبی مدت تک بیوی سے علیحدہ رہنے سے طلاق نہیں ہوتی

شوہر بیوی کو چھوڑ کر لمبی مدت کے لئے باہر چلا جائے یا غائب ہو جائے تو اُس سے طلاق واقع نہیں ہوتی (البتہ شوہر کے مفقود ہونے کی صورت میں عورت محکمہ شرعیہ میں تفریق کا مقدمہ پیش کر سکتی ہے) (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۲۵۰/۱۲ ڈبیل)

ورکنه لفظ مخصوص، هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح أو كناية. (الدر المختار مع الشامی / كتاب الطلاق، مطلب: طلاق الدور ۴۳۱/۴ زكريا، الفتاوى الهندية ۳۴۸/۱ زكريا، البحر الرائق ۴۱۰/۳ كوثنه)

هو رفع قيد النكاح في الحال أو المآل بلفظ مخصوص. (تنوير الأبصار على هامش رد المختار ۴۲۴/۴ زكريا)

وأما شرطه فمن الزوج كونه عاقلاً بالغاً، ومن المرأة كونها في نكاحه أو عدته التي تصلح محلاً للطلاق. (الفتاوى التاتارخانية / كتاب الطلاق ۳۷۷/۴ رقم: ۶۴۷۱ زكريا)

أما ركن الطلاق: فهو هذه اللفظ الصادرة من الزوج. (الفتاوى التاتارخانية / كتاب الطلاق ۳۷۷/۴ رقم: ۶۴۷۱ زكريا)

”کیا طلاق چاہتی ہو“ سے طلاق نہیں ہوتی

شوہر نے جھگڑے کے دوران سوالیہ انداز میں کہا کہ: ”کیا طلاق چاہتی ہو؟“ تو اُس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

في شرح الطحاوي: الأصل أن الطلاق إنما يقع لوجود لفظ الإيقاع من مخاطب في ملكه. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / في بيان من يقع طلاقه ومن لا يقع ۳۹۲/۴ رقم: ۶۵۰۴ زكريا)

وركنه: لفظ مخصوص هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح أو كناية وأراد اللفظ ولو حكماً. (الدر المختار مع الشامى، كتاب الطلاق / مطلب: طلاق الدور ۴۳۱/۴ زكريا)

بیوی کے ساتھ ایسی چیز کو طلاق دینا جو طلاق کا محل نہیں

بیوی کے ساتھ بکری یا بٹھ کو جمع کیا اور کہا کہ اُن میں سے ایک کو طلاق، تو اُس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی۔

ولو جمع بين امرأته وما ليس بمحل للطلاق كالبهيمة والحجر، وقال إحداكما طالق، طلقت امرأته في قول أبي حنيفة وأبي يوسف. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ۲۴۵/۳ کوئٹہ، ۴۲۷/۳ زكريا، الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۶۳/۱ زكريا، خانية على الفتاوى الهندية / كتاب الطلاق ۴۵۶/۱ کوئٹہ، الأشباه والنظائر، القاعدة الثانية، الأمور بمقاصدها ص: ۱۹۲ جدید رقم: ۲۷۴، ۱۶۲ زكريا)

طلاق کا وکیل بنا کر مَوَکَل پاگل ہو گیا

اگر کسی شخص نے طلاق کا کسی کو وکیل بنایا، پھر وکیل کے طلاق دینے سے قبل مَوَکَل مستقل پاگل ہو گیا تو کالت باطل ہو جائے گی، اب وکیل کی طرف سے طلاق واقع نہ ہوگی۔ (ایسی صورت میں منکوحہ اگر چاہے تو محکمہ شرعیہ سے رجوع کر کے اُس کے فیصلہ پر عمل کر سکتی ہے) لو جُن المَوَکَل بطلت وکالتہ إن جن زماناً طویلاً، وإن کان ساعة لا تبطل ولم یؤقت أبو حنيفة فيه شيئاً. (البحر الرائق / باب الطلاق الصریح ۲۵۰/۳ کوئٹہ، ۴۳۵/۳ زكريا، الفتاوى الهندية / تفویض الطلاق، الفصل الثالث في المشیئة ۴۰۹/۱ زكريا)

شوہر کا نکاح کا انکار کرنا؟

کسی شخص سے پوچھا گیا کہ کیا تمہارا نکاح ہوا ہے؟ اُس نے نکاح کا انکار کر دیا، حالاں کہ نکاح ہو چکا تھا، تو اُس کے انکار کرنے سے اُس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

أو سئل ألك امرأة؟ فقال: لا، لا تطلق اتفاقاً، وإن نوى؛ لأن اليمين والسؤال قرينتا إرادة النفي فيهما (الدر المختار) قوله: لا تطلق اتفاقاً وإن نوى، ومثله: قوله: لم أتزوجك، أو لم يكن بيننا نكاح أو لا حاجة لي فيك - إلى - والأصل: أن نفي النكاح أصلاً لا يكون طلاقاً؛ بل يكون جحوداً. (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الطلاق / باب الصريح، قبيل باب طلاق غير المدخول بها ۵۰۷/۴ زكريا، الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في الكنايات ۴۶۷/۴ رقم: ۶۶۸۸ زكريا، الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ۳۷۵/۱ زكريا، المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ۴۳۳/۴ رقم: ۷۷۱ المجلس العلمي، بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في طلاق الكناية ۱۷۱/۳ زكريا)

بیوی کے جزء بدن کو طلاق دینا

اگر کسی نے بیوی کو طلاق دیتے وقت اُس کے جسم کے ایسے حصہ کا نام لیا، جس سے پورے جسم کو تعبیر کیا جاسکتا ہو، مثلاً چہرہ، شرم گاہ، یا روح کی طرف منسوب کر کے طلاق دی، یا بدن کے کسی حصہ متاع کو طلاق دی، مثلاً کہا: تیرے آدھے بدن کو طلاق تو اُس پر ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔

وإن أضاف الطلاق إلى جملة ما أو إلى ما يعبر به عنها كالرقبة والعنق والروح والبدن والجسد والفرج والوجه أو إلى جزء شائع منها كنصفها أو ثلثها تطلق. (كنز الدقائق مع البحر الرائق ۴۵۳/۳-۴۵۶ زكريا، الدر المختار مع الشامي ۴۶۹/۴-۴۷۱ زكريا، الهداية ۳۷۹/۲ المكتبة النعمية ديوبند)

إذا قال لامرأته رأسك طالق فالأصل في جنس هذه المسائل: أن كل جزء يعبر به عن جميع البدن نحو الرأس والرقبة والفرج والوجه يصح إضافة الطلاق إليه. (المحيط البرهاني ۴۰۳/۴ رقم: ۶۷۸، الهداية ۳۷۹/۲ المكتبة النعمية ديوبند، فتح القدير ۱۲/۴ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ۴۵۵/۳ زكريا، شامي ۴۷۰/۴ زكريا)

جسم کے ایسے حصہ کو طلاق دینا جس سے پورا جسم تعبیر نہ ہو اور اگر کسی ایسے عضو بدن کی طرف طلاق کو منسوب کیا، جس سے پورا جسم مراد نہ لیا جاتا ہو، مثلاً بیوی کے ہاتھ، پیر وغیرہ کو طلاق دی، تو اس سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔
وإن أضاف الطلاق إلى اليد والرجل لا أي لا تطلق بالإضافة إلى ما ذكر أي إلى ما لا يعبر به عن الجملة. (البحر الرائق شرح كنز الدقائق ۴۵۶/۳ زكريا، الدر المختار مع الشامي ۴۷۲/۴ زكريا)

ولو قال: يدك طالق أو رجلك طالق لم يقع الطلاق. (الهداية، كتاب الطلاق / باب إيقاع الطلاق ۳۸۰/۲ المكتبة النعمية ديوبند، فتح القدير ۱۴/۴ زكريا، البحر الرائق ۴۵۶/۳ زكريا، شامي ۴۷۲/۴ زكريا، الفتاوى التاتارخانية ۴۶۶/۴ رقم: ۶۵۸۸ زكريا)

آدھی یا تہائی طلاق دینا

طلاق ایک کلی چیز ہے، جس میں تجزی (ٹکڑے ٹکڑے کرنا) جائز نہیں؛ لہذا اگر کوئی اپنی بیوی کو مثلاً آدھی یا تہائی یا سدس وربع طلاق دے، تو اُس کی بیوی پر پوری ایک طلاق واقع ہوگی۔ اسی طرح اگر ایک اور آدھی طلاق دے گا تو پوری دو طلاقیں واقع ہوں گی۔

وجزاء الطلقة تطليقة لعدم التجزي أي في الطلاق، فذكر جزئه كذكر كله صوناً لكلام العاقل عن الإلغاء، وهكذا ما لم يقل نصف طلقة وثلاث طلقة وسدس طلقة فيقع الثلاث، ولو بلا واو فواحدة، ولو قال: طلقة ونصفها فثنتان على

المختار، جوهرۃ. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب الصریح ۴۷۳/۴-۴۷۴ زکریا)
وکذلك إن طلق جزءاً شائعاً مثل أن يقول: لنصفك أو ثلثك طالق؛ لأن
الجزء الشائع محل لسائر التصرفات كالبيع وغيره فكذا يكون محلاً للطلاق
إلا أنه لا يتجزى في حق الطلاق فيثبت في الكل ضرورة. (الهداية ۲/۳۸، المكتبة
النعمية دیوبند، فتح القدیر / کتاب الطلاق ۱۳/۴-۱۴ زکریا، الدر المختار مع الشامی / کتاب الطلاق
۴۷۳/۴-۴۷۴ زکریا، البحر الرائق ۳/۲۶۳ کوئٹہ)

کہا: ”تجھے طلاق ہے یا نہیں“

اگر کسی کو طلاق دینے یا نہ دینے میں شک پیدا ہو گیا، اور اُس نے بیوی سے کہا ”تجھے طلاق
ہے یا نہیں“ تو شک کی وجہ سے اُس کا یہ کلام لغو ہو جائے گا، اور اُس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔
لأنه لو قال: أنت طالق أو لا، لا يقع في قولهم؛ لأنه أدخل الشك في
الإيقاع. (شامی، کتاب الطلاق / باب الصریح ۴۸۳/۴ زکریا، الهدایہ / کتاب الطلاق ۲/۳۸۴
المکتبۃ النعمیۃ دیوبند، فتح القدیر ۴/۳۶۱-۳۷ زکریا)

میرے گاؤں کی عورتوں کو طلاق

اگر کسی شخص نے کہا کہ ”میرے گاؤں کی یا اُس گاؤں کی عورتوں کو طلاق“ اور اُس گاؤں
میں اُس کی بیوی بھی موجود تھی، تو اُس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔
ولو قال: نساء هذه القرية طوالق، وفيها امرأته طلقت، كذا في فتاوى
قاضي خان. (الفتاوى الهندية ۱/۳۵۷ زکریا، البحر الرائق ۳/۲۵۳ کوئٹہ، الأشباه والنظائر
ص: ۸۶-۸۵ قدیم، ۱۵۸ جدید زکریا)

طلاق کا اقرار کرنے کے بعد انکار کرنا

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دے کر لوگوں کے سامنے اقرار بھی کیا، پھر بعد میں وہ

اپنی طلاق سے منکر ہو گیا، تو معتبر گواہ اگر اُس کے اقرار طلاق پر شہادت دیں، تو اُس کی طلاق ثابت ہو جائے گی اور انکار معتبر نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۰۶/۹)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين أو رجل وامرأتين.
(الهداية ۱۵۴/۳ الأمين كتابستان دیوبند، الدر المختار مع الشامی ۱۷۸/۸ زکریا، ۴۶۵/۵ کراچی، مجمع الأنهر ۲۶۱/۳ مكتبة فقيه الأمة دیوبند، البحر الرائق ۶۲/۷ کوئٹہ)

کہا: ”اگر طلاق نہیں دی تب بھی دی“

ایک شخص نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی، دریافت کرنے پر اُس نے اولاً انکار کیا اور پھر غصہ میں کہا کہ ”اگر طلاق نہیں دی، تب بھی دی“، تو اُس سے اُس کی بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی۔ (فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۱۱/۹)

وإن لم يرد به الخبر عن الماضي، أو أراد به الكذب أو الهزل وقع قضاءً وديانةً. (البحر الرائق ۴۲۸/۳ زکریا)

ولو أقر بالطلاق كاذباً أو هازلاً وقع قضاءً لا ديانةً. (شامی / کتاب الطلاق ۴۴۰/۴ زکریا، ۲۳۶/۳ کراچی)

أن من أقر بطلاق سابق يكون ذلك إيقاعاً منه في الحال؛ لأن من ضرورة الاستناد الوقوع في الحال، وهو مالك للإيقاع غير مالك للاستناد.
(المبسوط للسرخسي ۱۳۳/۶ بیروت، ۱۰۹/۴ کوئٹہ)

لفظ ”طاق“ سے طلاق کا حکم

اگر کہا کہ ”تجھے طاق ہے“، تو نیت کے باوجود کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

وإن حذف اللام فقط، فقال: أنت طاق“ لا يقع وإن نوى. (الفتاویٰ الهندية ۳۵۷/۱ زکریا، الفتاویٰ التاتاریخانیة / کتاب الطلاق ۴۱۳/۴ رقم: ۶۵۶۲ زکریا، ۲۷۳/۳ کراچی، شامی، کتاب الطلاق / باب الصریح ۴۶۸/۴ زکریا، خانیة علی الهندية ۴۶۳/۱)

”طلاغ، تلاغ، طلاک، تلاک“ سے طلاق کا حکم

اگر الفاظ بگاڑ کر طلاق دی، مثلاً کہا کہ ”تجھے طلاغ، تلاغ، طلاک یا تلاک“، تو ان سب صورتوں میں طلاق واقع ہو جائے گی۔

ويقع بها أي بهذه الألفاظ وما بمعناها من الصريح ويدخل نحو طلاغ، وتلاغ، وطلاك، وتلاك (الدر المختار) أي بالغين المعجمة، قال في البحر: ومنه الألفاظ المصحفة وهي خمسة، فزاد على ما هنا تلاق. وزاد في النهر: إبدال القاف لأمّا. وينبغي أن يقال: إن فاء الكلمة إما طاء أو تاء، واللام إما قاف أو عين أو غين أو كاف أو لام، وإثنان في خمسة بعشرة تسعاً منها مصحفة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ۴/۵۹۹ زكريا، ۳/۲۴۷ كراچی، الفتاوى الهندية ۱/۳۵۷ زكريا، البحر الرائق ۳/۲۵۲ كوئٹہ، خانية على الهندية ۱/۴۵۹ زكريا)

کیا طلاق کے ثبوت کے لئے گواہی ضروری ہے؟

اصلاً طلاق کے ثبوت کے لئے گواہی ضروری نہیں؛ بلکہ شوہر کے الفاظ طلاق کہتے ہی طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ لیکن اگر تعدد طلاق میں یا نفس طلاق ہی دینے نہ دینے میں اختلاف ہو جائے تو پھر دو عادل دین دار گواہوں کی شہادت سے طلاق کا ثبوت ہوگا۔

ونصابها أي الشهادة لغيرها من الحقوق؛ سواء كان الحق مالاً أو غيره، كنكاح وطلاق رجلاً، أو رجل وامرأتان. (شامي / كتاب الشهادات ۸/۱۷۸ زكريا، مجمع الأنهر ۳/۲۶۱ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

وما سوى ذلك من الحقوق يقبل فيها شهادة رجلين أو رجل وامرأتين، سواء كان الحق مالاً أو غير مال، مثل: النكاح والطلاق والوكالة والوصية ونحو ذلك. (الهداية / كتاب الشهادة ۳/۱۵۴ الأمين كتابستان ديوبند)

يقبل في النكاح والطلاق والوصية والوكالة شهادة رجل وامرأتين.

(الفتاوی السراجیة / کتاب الشهادات، باب تحمل الشهادة وأدائها ص: ۴۹۸ مکتبة الاتحاد دیوبند، الموسوعة الفقهية ۲۲۷/۲۶ کویت)

بیٹوں کی شہادت سے طلاق کا ثبوت

اگر دولڑکے اس بات کی شہادت دیں کہ ہمارے باپ نے ہماری ماں کو طلاق دی ہے، اور ماں خود طلاق کا انکار کرے، تو بیٹوں کی شہادت قبول کی جائے گی، اور اُن کی ماں پر طلاق واقع ہو جائے گی، اور اگر ماں خود طلاق کا اقرار کرتی ہے اور بیٹے بھی ماں کے حق میں گواہی دے رہے ہیں، تو اب بیٹوں کی شہادت ماں کے حق میں قابل قبول نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۳/۴۳۰۴ اہیل)

رجل شهد علیه بنوه أنه طلق أمهم ثلاثاً وهو يجحد، فإن كانت الأم تدعي فالشهادة باطلة، وإن كانت تجحد فالشهادة جائزة، وهذه من مسائل جامع الكبير. (البحر الرائق، کتاب الشهادات / باب من تقبل شهادته ومن لا تقبل ۱۳۶/۷ کوئٹہ، الفتاویٰ الہندیہ ۴۸۲/۳ زکریا)

ولا تجوز شهادة الولد على أبيه وعلى غيره بطلاق أمه إذا ادعت ذلك أمه.....، وإن جحدت ذلك جازت شهادته. (الفتاویٰ الولوالجیہ، کتاب الطلاق / الفصل الخامس في الأمر باليد والتوكيل في الشهادة على الطلاق ۹۸/۲ مکتبة دار الایمان سہارنپور، المبسوط للسرخسی ۱۵۰/۶ بیروت)

وإذا شهد الرجل على طلاق أمه إن كانت الأم تدعي الطلاق لا تقبل، وإن كانت تجحد تقبل شهادته. (المحيط البرهاني / فصل في الشهادة في الطلاق والدعوى ۱۵۷/۵ رقم: ۵۴۵۸ المجلس العلمي بیروت)

شوہر کو طلاق کی تعداد یاد نہ ہو اور دو گواہ تین کی گواہی دیں

اگر شوہر کو طلاق دینا تو خوب یاد ہے، لیکن طلاق کی تعداد یاد نہ ہو کہ کتنی طلاقیں دی ہیں اور دو عادل دین دار گواہ تین طلاق واقع کرنے کی گواہی پیش کریں، تو اُن کی گواہی سے بیوی پر

تین طلاقیں نافذ ہو جائیں گی۔ اسی طرح اگر نفس طلاق ہی میں اختلاف ہو جائے کہ شوہر کو طلاق دینا بالکل یاد نہ ہو، اور دو عادل نمازی پر ہیزگار طلاق دینے پر گواہی پیش کرتے ہیں، تو ایسی صورت میں مطلق طلاق ثابت ہو جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲/۲۱۶)

ونصابها أي الشهادة لغيرها من الحقوق، سواء كان الحق مالا أو غيره
كنكاح وطلاق رجلا أو رجلا وامرأتان. (شامي / كتاب الشهادات ۱۷۸/۸ زكريا،
الهداية / كتاب الشهادة ۱۵۴/۳ الأمين كتابستان دیوبند، الفتاویٰ السراجیة / باب تحمل الشهادة وأدائها
ص: ۴۹۸ مكتبة الاتحاد دیوبند، الموسوعة الفقهية ۲۲۷/۲۶ الكويت)

اگر میاں بیوی دونوں طلاق کے منکر ہوں اور دو گواہ طلاق پر گواہی پیش کریں

اگر میاں بیوی دونوں طلاق کے منکر ہو جائیں، اور دو عادل دین دار لوگ بغیر دعویٰ و مطالبہ کے شوہر کے تین طلاق دینے پر گواہی پیش کریں، تو اُن کی شہادت سے دونوں کے درمیان تفریق کرا دی جائے گی، اس لئے طلاق پر بغیر دعویٰ کے شہادت قبول کرنا ناجائز ہے۔

وإذا شهد شاهدان على رجل أنه طلق امرأته ثلاثاً ووجد الزوج والمرأة ذلك، فرق بينهما؛ لأن الشهادة على الطلاق تقبل من غير دعوى. (الفتاوى التاتارخانية / كتاب الطلاق ۱۱۶/۵ رقم: ۷۴۱۳ زكريا، ۵۷۲/۳ كراچی، شامي ۲۲۴/۳ كراچی، مجمع الأنهر ۲۶۱/۳، المبسوط للسرخسي / باب الشهادة في الطلاق ۱۴۷/۶ بيروت، الفتاوى الولوالجية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الأمر باليد والتوكيل في الشهادة على الطلاق الخ ۹۸/۲ دار الإيمان سهارنفور)

اقرار طلاق کے بعد گواہی کی ضرورت نہیں

اگر شوہر طلاق کا اقرار کر لے تو طلاق کے ثبوت کے لئے گواہی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۰۲/۱۳ ڈابھیل)

لو أقر بالطلاق وقع قضاء لا ديانة. (شامي / كتاب الطلاق ۴۴۰/۴ زکریا،

۲۳۶/۳ کراچی)

لو أقر بالطلاق هازلاً أو كاذباً كذا في الخانية من الإكراه، ومراده بعدم الوقوع في المشبه به عدمه ديانة لما في فتح القدير، ولو أقر بالطلاق وهو كاذب وقع في القضاء. وصرح في البرازية: بأن له في الديانة إمساكها. (البحر

الرائق / كتاب الطلاق ۲۴۶/۳ کوئٹہ، تبیین الحقائق ۳۵/۳ زکریا)

لو أقر به وادعى أنه كان هازلاً أو كاذباً حيث يقع قضاء. (النهر الفائق /

كتاب الطلاق ۳۱۷/۲ زکریا)



طلاق صریح کا بیان

صریح کی تعریف

ہر ایسا لفظ جس کو عرف عام میں طلاق کے لئے استعمال کیا جاتا ہو، جسے سن کر فوری طور پر طلاق کی طرف ذہن منتقل ہو جاتا ہو، اُس کو طلاق صریح سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۳۶/۱۲، ۳۳۶/۱۲ بجیل)

فما لا يستعمل فيها إلا في الطلاق، فهو صريح يقع بلا نية. (شامی، کتاب

الطلاق / باب الصریح ۴۵۷/۴ زکریا)

فالصریح ما ظهر المراد منه ظهوراً بيناً، حتى صار مكشوف المراد بحيث يسبق إلى فهم السامع بمجرد السماع حقيقةً كان أو مجازاً، وتقع واحدة رجعية. (حاشیة الشلیبی علی تبیین الحقائق ۳۹/۳ بیروت، بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / فصل النية في طلاق الكناية ۱۶۱/۳ زکریا، الهدایة ۳۵۹/۲ ملتان)

قوله "أنت طالق" هذه الألفاظ تستعمل في الطلاق، ولا تستعمل في غيره فكان صريحاً. (الهدایة، کتاب الطلاق / باب إيقاع الطلاق ۳۵۹/۲ یاسر ندیم دیوبند، بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / فصل النية في طلاق الكناية ۱۶۱/۳ زکریا)

صریح الفاظ کے ساتھ طلاق

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو صریح لفظ کے ساتھ ایک یا دو طلاق دے، مثلاً کہے: ”میں نے تجھے طلاق دی“، یا ”تجھے طلاق ہے“، یا ”تو طلاق والی ہے“ وغیرہ، تو اس کی بیوی پر بلا نیت طلاق رجعی واقع ہو جائے گی۔

صریحہ ما لم يستعمل إلا فيه كطلقتك وأنت طالق ومطلقة ويقع بها واحدة رجعية. (الدرا المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب الصریح ۴۵۷/۴-۴۶۰ زکریا، کنز الدقائق علی تبیین الحقائق ۳۹/۳-۴۰، الهدایہ ۳۷۸/۲ نعیمیہ، الفتاویٰ الہندیہ ۳۵۴/۱ زکریا، ۴۲۲/۱ جدید)

طلاق صریح میں نیت کی ضرورت نہیں

صریح الفاظ سے طلاق دینے میں وقوع طلاق کیلئے نیت کی ضرورت نہیں ہوتی؛ بلکہ ایسا لفظ زبان سے نکالتے ہی فوراً طلاق واقع ہو جاتی ہے (بشرطیکہ صراحۃً یا دلالتاً بیوی سے مخاطبت متحقق ہو) فالصریح قوله: "أنت طالق" لا يفتقر إلى النية؛ لأنه صريح فيه لغلبة الاستعمال. (الهداية / كتاب الطلاق ۳۵۹/۲ دار الكتاب دیوبند)

قوله أو لم ينو شيئاً: لما مرّ أن الصريح لا يحتاج إلى النية، ولكن لا بد في وقوعه قضاءً وديانةً من قصد إضافة لفظ الطلاق إليها عالمًا بمعناه ولم يصرفه إلى ما يحتمله. (شامی، کتاب الطلاق / مطلب فی قول البحر: أن الصريح يحتاج في وقوعه ديانةً إلى النية ۴۶۱/۴ زکریا، بدائع الصنائع ۱۶۱/۳ زکریا، الفتاویٰ التاتاریخانیہ، کتاب الطلاق / فصل فيما يرجع إلى صريح الطلاق ۴۰۰/۴ رقم: ۶۵۲۱ زکریا)

أما الصريح مثل قوله: أنت طالق أو أنت الطلاق أو طلقتك أو أنت مطلقة وهذه الألفاظ ظاهرة المراد؛ لأنها لا تستعمل إلا في الطلاق عن قيد النكاح، فلا يحتاج إلى النية لوقوع الطلاق. (بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / فصل النية في طلاق الكناية ۱۶۱/۳ زکریا)

طلاق صریح رجعی

مدخوله بیوی کو اگر ایک یا دو مرتبہ صریح (یا صریح کے قائم مقام) الفاظ سے طلاق دی، تو یہ طلاق صریح رجعی کہلائے گی، اور اس میں دورانِ عدت رجعت کرنے کا اختیار رہے گا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۱۵)

ففي البدائع: أن الصريح نوعان: صريح رجعي، وصريح بائن. (شامي،

كتاب الطلاق / مطلب: الصريح نوعان: رجعي وبائن ۴۶۰/۴ زکریا)

فالأول أن يكون بحروف الطلاق بعد الدخول حقيقةً غير مقرون بعوض، ولا بعدد الثلاث نصاً ولا إشارةً، ولا موصوف بصفة تنبئ عن البينة أو تدل عليها من غير حرف العطف، ولا مشبه بعدد أو صفة تدل عليها. (شامي، كتاب

الطلاق / مطلب: الصريح نوعان: رجعي وبائن ۴۶۰/۴ زکریا، بدائع الصنائع ۱۷۴/۳ زکریا)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين فله أن يراجعها في عدتها رضيته بذلك أم لم ترض. (الهداية، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۳۹۴/۲ دار الكتاب

ديوبند، الفتاوى الهندية ۴۷۰/۱ زکریا، تبیین الحقائق ۱۴۹/۳ زکریا)

کہا ”تجھ پر طلاق“

اگر شوہر نے اپنی بیوی سے طلاق دینے کی نیت سے کہا کہ ”تجھ پر طلاق ہے“ تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی۔

ولو قال: عليك الطلاق فهي طالق إذا نوى. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق /

الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۵/۱، الفتاوى التاتارخانية ۴۰۶/۴ زکریا، البحر الرائق ۲۵۲/۳ کوئٹہ،

المحيط البرهاني ۳۹۵/۴ المجلس العلمي)

کہا: ”تجھے طلاق، میں نے تجھے طلاق دی“

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”تجھے طلاق ہے“، پھر کہا کہ ”میں نے تجھے طلاق دی“، تو اس کی بیوی پر قضاء و طلاق واقع ہوں گی؛ البتہ اگر دوسری مرتبہ کہنے سے پہلی طلاق کی خبر دینا مقصود ہو تو پھر دیاۓ اُس کی نیت کا اعتبار کرتے ہوئے صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔

ولو قال لها: أنت طالق، وقد طلقك تقع ثنتان، إذا كانت المرأة

مدخولاً بها، ولو قال: عنيت بالثاني الإخبار عن الأول لم يصدق في القضاء،

و یصدق فیما بینہ و بین اللہ تعالیٰ. (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق / الباب الثانی فی إیقاع الطلاق ۳۵۵/۱ کوئٹہ، الفتاویٰ التاتاریخانیہ ۴۰۱/۴ رقم: ۶۵۲۵ زکریا، المحيط البرہانی ۳۹۳/۴ المجلس العلمی)

کہا: ”تجھے ایک طلاق ہے اے طلاقن“

اگر کسی نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دے دی، پھر اُس کو اے طلاقن (طلاق والی) کہہ کر پکارا تو اُس پر صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی، اے طلاقن کے ذریعہ خطاب کرنے سے دوسری طلاق واقع نہ ہوگی۔

ولو قال لها: أنت طالق، ثم قال لها: يا مطلقة لا تقع أخرى. (الفتاویٰ

الہندیہ، کتاب الطلاق / الباب الثانی فی إیقاع الطلاق ۳۵۶/۱ کوئٹہ، المحيط البرہانی ۳۹۴/۴ المجلس العلمی، الفتاویٰ التاتاریخانیہ ۴۰۲/۴ رقم: ۶۵۲۶ زکریا)

کہا: ”تجھے میں نے کئی مرتبہ طلاق دی“

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ ”میں نے تجھے کئی مرتبہ طلاق دی“ تو اُس کی بیوی پر دو طلاق واقع ہو جائے گی۔

قال أبو القاسم الصفار: إذا قال الرجل لامرأته طلقك غير مرة طلقت

ثنتين. (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق / الباب الثانی فی إیقاع الطلاق ۳۵۶/۱، ۳۰۶/۱ زکریا، الفتاویٰ التاتاریخانیہ ۴۲۸/۴ رقم: ۶۰۹۳ زکریا)

کہا: ”میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی“

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے دو مرتبہ کہا کہ: ”میں نے تجھے طلاق دی، میں نے تجھے طلاق دی“ تو اُس کی بیوی پر قضاء دو طلاقیں واقع ہو جائیں گی، الا یہ کہ دوسری مرتبہ کہنے سے شوہر نے پہلی طلاق کی خبر دی ہو، تو پھر صرف ایک طلاق واقع ہوگی۔

قال: قد طلقك قد طلقك، أو قال: أنت طالق قد طلقك، يقع ثنتان،

إذا كانت المرأة مدخولا بها، ولو قال: عنيت بالثاني الإخبار عن الأول لم

یصدق فی القضاء، ویصدق فیما بینہ و بین اللہ؛ لأن صیغتها صیغة الإخبار. (بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / فصل: النية في طلاق الكناية ۱۶۲/۳-۱۶۳، الفتاوی الولوالجیہ ۱۱/۲ مکتبہ دار الإیمان سہارنפור، الفتاوی الہندیہ ۳۵۵/۱ قدیم زکریا، شامی / کتاب الطلاق ۵۲۱/۴ زکریا، خانیا علی الفتاوی الہندیہ ۴۵۳/۱)

کہا: ”میری طلاق تیرے اوپر واجب ہے“

اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ ”تیرے اوپر طلاق واجب ہے“ یا ”میری طلاق تیرے اوپر واجب ہے“، تو اس سے ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی۔

ولو قال لها: طلاقي عليك واجب وقع، وكذا إذا قال لها: الطلاق عليك واجب، ذكره البقالي في فتاواه. (الفتاوی الہندیہ، کتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۵/۱ زکریا، الفتاوی التاتاریخانیہ، کتاب الطلاق / الفصل الرابع فيما يرجع إلى صريح الطلاق ۴۰۶/۴ زکریا، رواہ البقالي في فتاواه، المحيط البرہانی، کتاب الطلاق / الفصل الرابع فيما يرجع إلى صريح الطلاق ۳۹۵/۴ رقم: ۴۶۴۹ المجلس العلمي)

کہا: ”تجھے طلاق ہے عدت کر لے“

اگر شوہر اپنی بیوی سے کہے کہ ”تجھے طلاق ہے عدت کر لے“، تو اس کی نیت کے مطابق طلاق واقع ہوگی، اگر ایک طلاق کی نیت کی ہوگی تو ایک طلاق اور دو طلاق دینے کی نیت کی ہوگی تو دو طلاق واقع ہوں گی۔

ولو قال: أنت طالق واعتدي، أو أنت طالق اعتدي، أو أنت طالق فاعتدي، فإن نوى واحدة تقع واحدة، وإن نوى ثنتين تقع ثنتان، وإن لم تكن له نية، إن قال: أنت طالق فاعتد واحدة، وإن قال اعتدي أو واعتدي تقع ثنتان، كذا في محيط السرخسي. (الفتاوی الہندیہ، کتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۶/۱ زکریا، الفتاوی التاتاریخانیہ، کتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ۴۷۳/۴ رقم: ۶۷۰۰ زکریا)

واعتدى فاعتدى الآخر بعدة واجبة يصدق قضاء فإن أراد به طلاقاً أخرى أو لم ينو شيئاً فهي أخرى. وفي الخانية: وكذا لو قال: اعتدي بغير حرف العطف قال مشائخنا: وما ذكر محمد من الجواب أنه إذا لم ينو شيئاً فهما طلاقان فذلك مستقيم في قوله: أنت طالق واعتدى. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ۴۷۳/۴ رقم: ۶۷۰۰ زكريا، المحيط البرهاني ۴۳۷/۴-۴۳۸ رقم: ۴۷۸۴، الفتاوى الهندية ۳۵۶/۱ زكريا، البحر الرائق ۳۰۵/۳ كوثه)

کہا: ”تجھے طلاق، تجھے طلاق“

اگر شوہر نے اپنی بیوی سے دو مرتبہ کہا کہ ”تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے“، تو اس سے بیوی پر دو طلاق پڑ جائیں گی، اور اگر دوسری مرتبہ کہنے سے شوہر نے پہلی طلاق کی خبر دینے کی نیت کی تھی، تو پھر دیائے اُس کی نیت کا اعتبار کرتے ہوئے صرف ایک طلاق کے وقوع کا حکم لگایا جائے گا۔
ولو قال لها: أنت طالق أنت طالق تقع ثنتان، إذا كانت المرأة مدخولاً بها. ولو قال: عنيت بالثاني الإخبار عن الأول لم يصدق في القضاء ويصدق فيما بينه وبين الله تعالى. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۵/۱ زكريا، بدائع الصنائع ۱۶۳/۳ زكريا، ۱۰۲/۳ كراچی، الفتاوى التاتارخانية / فيما يرجع إلى صريح الطلاق ۲۸۹/۳ كراچی، الفتاوى الولوالجية ۱۱/۲)

بیوی کے بارے میں کہا کہ: ”میں نے اسے چھوڑ دیا“

”چھوڑ دیا“ کا لفظ ہمارے عرف میں صریح کے درجہ میں ہے، اس سے بلا نیت بھی طلاقِ رجعی واقع ہو جاتی ہے۔ بریں بنا اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ: ”میں تجھے چھوڑ دیا“ یا ”میں تجھ کو چھوڑ چکا ہوں“، تو اُس کی بیوی پر ایک طلاقِ رجعی واقع ہو جائے گی۔
(مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۵۱/۱۲ ذی الحجیل، فتاویٰ قاسمیہ ۶۲۶/۱۲)

ثم فرق بينه وبين سرحتك، فإن سرحتك كناية، لكنه في عرف الفرس

غلب استعماله في الصريح، فإذا قال: ”رہا کردم“ أي سرحتك، يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضاً. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ۵۳۰/۴ زکریا، ۲۹۹/۳ کراچی، الفتاویٰ الہندیہ ۳۷۹/۱، ۴۴۷/۱ جدید، الفتاویٰ التاتاریخانیہ، کتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ۴۶۳/۴ رقم: ۶۶۷۸ زکریا)

کہا: ”میں نے تجھے آزاد کیا“

ہمارے عرف میں جب شوہر اپنی بیوی کے لئے یہ لفظ بولتا ہے کہ ”میں نے اُس کو آزاد کیا“ تو اس سے طلاق ہی مراد ہوتی ہے؛ لہذا ایک مرتبہ یہ لفظ کہنے سے بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی۔

فإذا قال ”رہا کردم“ أي سرحتك يقع به الرجعي؛ لأنه غلب في عرف الفرس استعماله في الطلاق، وقد مر أن الصريح ما لم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ۵۳۰/۴ زکریا، ۲۹۹/۳ کراچی، الفتاویٰ الہندیہ ۳۷۹/۱ قدیم زکریا، ۴۴۷/۱ جدید، مجمع الأنهر ۳۷/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، البحر الرائق ۳۰۱/۳ کوئٹہ، الفتاویٰ التاتاریخانیہ ۴۶۳/۴ رقم: ۶۶۷۸ زکریا)

شوہر کا قول: ”مجھے تیری طلاق منظور ہے“

اگر بیوی شوہر سے طلاق کا مطالبہ کرے اور شوہر جواب میں یہ کہہ دے کہ ”مجھے تیری طلاق منظور ہے“، تو اس سے بیوی پر ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔

وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية..... فله أن يراجعها في عدتها، رضيت بذلك أو لم ترض. (الفتاویٰ الہندیہ، الباب السادس في الرجعة وفيما تحل الخ ۴۷۰/۱ قدیم، ۵۳۳/۱ جدید، البحر الرائق ۸۲/۴ زکریا، شامي ۴۰۰/۳ کراچی، الهدایہ ۳۹۴/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند) فمن طلق ما دون ثلاث بصريح الطلاق أو بالثلاث الأول من كنياته، ولم يصفه بضرب من الشدة، ولم يكن بمقابلة مال، فله أن يراجع، وإن أبت ما

دامت في العدة. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۷۹۲-۸۰- مكتبة فقيه الأمة ديوبند،
الفتاوى الهندية ۴۷۰/۱، البحر الرائق ۸۲/۴، شامي ۴۰۰/۳ کراچی)

کہا: ”تجھے ایک تادو طلاق“

اگر کسی نے بیوی سے کہا کہ ”تجھے ایک تادو طلاق“، تو اس سے ایک طلاق واقع ہوگی، اور اگر ایک سے تین طلاق دی تو دو طلاق واقع ہوں گی، اور اگر یہ کہا کہ ”تجھے ایک طلاق ہے دو میں“، تو صرف ایک ہی طلاق واقع ہوگی، خواہ ان سب الفاظ کو کہتے وقت طلاق کی نیت کی ہو یا نہیں؟
وإن أضاف الطلاق من واحدة إلى اثنتين واحدة، وإلى ثلاث ثنتان،
وواحدة في اثنتين واحدة إن لم ينو شيئاً. (کنز الدقائق علی البحر الرائق ۴۵۹/۳ زکریا، الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب الصریح ۴۷۵/۴ زکریا، الفتاوی التاتاریخانیة ۴۴۰/۴ رقم:
۶۶۲۱ زکریا، فتح القدیر ۱۷/۴ المكتبة الأشرفية ديوبند، الهداية ۳۸۰/۲، المكتبة النعمية ديوبند،
الفتاوى الهندية ۴۹۵/۱، البحر الرائق ۷۳/۴ کوئٹہ)

طلاق صریح بائن

اگر صاف طور پر طلاق بائن کے الفاظ استعمال کئے یا صریح طلاق کے ساتھ ایسی صفت لگادی جو بائن کی طرف مشیر ہو، (مثلاً کہا کہ میں قطعی طلاق دیتا ہوں) یا مالی عوض لے کر طلاق دی، یا غیر مدخولہ بیوی کو صریح لفظ سے طلاق دی، تو ان سب صورتوں میں طلاق صریح بائن واقع ہوگی اور (تین طلاق سے کم ہونے کی صورت میں) تجدید نکاح کر کے دوبارہ ازدواجی تعلق قائم کیا جاسکتا ہے، حلالہ کی ضرورت نہیں ہے۔

وأما الثاني فبخلافه، وهو أن يكون بحروف الإبانة وبحروف الطلاق
..... موصوفاً بصفة تنبئ عن البينونة. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب الصریح
۴۶۰/۴ زکریا، ۲۵۰/۳ کراچی، بدائع الصنائع ۱۷۴/۳ زکریا)

إذا كان الطلاق بائناً دون الثلاث فله أن يتزوجها في العدة وبعد انقضائها. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة ۴۷۲/۱ زکریا، ۵۳۵/۱ جدید)

کہا: ”تو مجھ پر حرام ہے“

لفظ ”حرام“ اپنی اصل کے اعتبار سے اگرچہ کنائی لفظ ہے، مگر دلالت عرف کی بناء پر اس سے بلا نیت بھی طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے؛ لہذا اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے ”تو مجھ پر حرام ہے“ تو اُس کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔

أنت علي حرام والفتوى على أنه يقع الطلاق البائن، وإن لم ينو لغلبة استعمال هذه اللفظة في هذه البلاد. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ۴۴۸/۴ رقم ۶۶۳۷ زکریا)

أفتى المتأخرون في أنت علي حرام بأنه طلاق بائن للعرف بلانية. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ۴۶۴/۴ زکریا، ۲۵۲/۳ کراچی، سبک الأنهر ۳۷/۲ بیروت، البحر الرائق / كتاب الطلاق ۵۲۳/۳ زکریا)

بیوی نے پوچھا ”مجھے طلاق ہوگئی؟“ شوہر نے کہا ”جی ہاں“
بیوی نے شوہر سے پوچھا ”کیا مجھے طلاق ہوگئی؟“ شوہر نے کہا ”جی ہاں“ تو اُس سے ایک طلاق ہو جائے گی۔

ولو قالت: أنا طالق، فقال: نعم، طلقت. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۶/۱ قدیم زکریا، ۴۲۴ جدید زکریا، وکذا في البحر الرائق ۲۵۵/۳)

طلاق کا لفظ پورا کہنے سے پہلے شوہر کا منہ بند کر دیا
ایک شخص اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا تھا، مگر ابھی صرف ”ط“ کہہ پایا تھا کہ کسی نے اُس

کا منہ بند کر لیا، تو اُس کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں پڑے گی، اگرچہ اُس نے وقوع طلاق کی نیت بھی کی ہو۔

وإن حذف اللام والقاف بأن قال: أنت طاء، وسكت، أو أخذ إنسان فمه، لا يقع وإن نوى، كذا في البحر الرائق. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۷/۱ زکریا، ۴۲۴/۱ جدید، البحر الرائق ۲۵۵/۳ کوئٹہ، الفتاوی التاتاریخانیہ، کتاب الطلاق / الفصل الرابع فيما يرجع إلى صريح الطلاق ۴۱۳/۴ زکریا)

”جواب دیا“ کے لفظ سے طلاق

بعض علاقوں (مثلاً صوبہ بہار کے بعض اضلاع) میں بیوی سے گفتگو کے دوران لفظ ”جواب دیا“ صرف طلاق کے معنی میں معروف و مستعمل ہے، تو ایسی جگہوں پر یہ لفظ طلاق کے اُن الفاظ میں شمار ہوگا، جن میں مذاکرہ طلاق کے وقت وقوع طلاق کے لئے نیت کی ضرورت نہیں پڑتی؛ لہذا ایسی صورت میں اس سے بلا نیت طلاق واقع ہو جائے گی۔
البتہ یہ طلاق رجعی ہوگی یا بائن؟ تو اس بارے میں فتاویٰ مختلف ہیں، زیادہ تر فتاویٰ میں اُسے الفاظ کُنائی میں شامل کرتے ہوئے طلاق بائن مانا گیا ہے۔ (امداد الفتاویٰ ۴۳۲/۲، فتاویٰ محمودیہ ۵۷۹/۱۲ ڈبھیل)

جب کہ بعض فتاویٰ میں اُسے صریح کے درجہ میں رکھ کر اس سے طلاق رجعی واقع ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔ (حسن الفتاویٰ ۱۹۲/۵، قاموس الفقہ ۳۳۲/۲)
اس لئے مفتی پیش آمدہ مسئلہ کا جائزہ لے کر بروقت جو احتیاط کا تقاضا ہو، اُس کے مطابق فتویٰ دے سکتا ہے۔

وعليّ الحرام فيقع بلا نية للعرف. (الدر المختار / كتاب الطلاق ۴۶۴/۴ زکریا)
والحاصل أنه لما تعورف به الطلاق صار معناه تحريم الزوجة،
وتحريمها لا يكون إلا بالبائن. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ۵۳۱/۴ زکریا)

قال الرافعي: فعلى ذلك يكون التعارف إنما هو في وقوع الطلاق بدون تعرض لصفته فتبقى صفته على ما كانت عليه قبل التعارف وهي البينونة.
(تقريرات الرافعي / باب الكنايات ۲۱۸ زكريا)

فإن سرحتك كناية لكنه في عرف الفرس غلب استعماله في الصريح، فإذا قال: ”رہا کردم“ أي سرحتك يقع به الرجعي مع أن أصله كناية أيضاً. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ۵۳۰/۴ زكريا)

وانظر في الشامي: مطلب ”سن بوش“ يقع به الرجعي. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ۴۵۸/۴ زكريا)

والأصل الذي عليه الفتوى في زماننا هذا في الطلاق بالفارسية أنه إذا كان فيها لفظ لا يستعمل إلا في الطلاق، فذلك اللفظ صريح يقع به الطلاق من غير نية إذا أضيف إلى المرأة، وما كان بالفارسية من الألفاظ ما يستعمل في الطلاق وفي غيره فهو من كنايات الفارسية، فيكون حكمه حكم كنايات العربية في جميع الأحكام. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السابع في الطلاق بالألفاظ الفارسية ۳۷۹/۱ زكريا، ۴۴۷/۱ جديد، كذا في بدائع الصنائع ۱۶۴/۳ زكريا)

بیوی سے کہا کہ تجھے ط، ل، ا، ق

اگر شوہر نے بیوی کے سامنے طلاق کے حروف تجہی شمار کرائے، مثلاً کہا کہ ”تجھے ط، ل، ا، ق“ ہے، تو اس سے ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔

وإن قال لها ابتداءً أنت ط-ا-ل-ق، يعني طالق يقع، كذا في الخلاصة.

(الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۷/۱ زكريا، ۴۲۴/۱ جديد، كذا في البحر الرائق / كتاب الطلاق ۲۵۱/۳ كوئنه)

ويقع بالتهجى كَأنت ط-ل-ا-ق. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ۲۵۱/۳ كوئنه)

ایک سے زائد بیوی رکھنے والے نے کہا: ”میری بیوی کو طلاق“
اگر کسی شخص کے کئی بیویاں تھیں اور اس نے لاعلیٰ التعین کہا کہ ”میری بیوی کو طلاق“، تو
اُس کی ایک بیوی پر تو طلاق ضرور پڑے گی؛ لیکن اُسے اختیار ہے کہ اپنی بیویوں میں سے جس
بیوی کو چاہے مطلقہ قرار دیدے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۵۱/۹)

ولو قال امرأته طالق، وله امرأتان كلتاهما معروفتان، كان له أن يصرف
الطلاق إلى أيتها شاء، كذا في قاضي خان. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني
في إيقاع الطلاق ۳۵۸/۱ زكريا، ۴۲۵/۱ جديد، الدر المختار مع الشامي ۶۲۹/۲، البحر الرائق ۲۵۴/۳)

بیوی سے کہا کہ ”تجھے طلاق دینا مجھے پسند ہے“
ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”تجھے طلاق دینا مجھے پسند ہے“، تو محض یہ جملہ کہنے
سے اُس کی بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی، اگرچہ طلاق کی نیت ہی کیوں نہ ہو۔

ولو قال: رضيت طلاقك لا تطلق وإن نوى، هكذا في الخلاصة. (الفتاوى
الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۹/۱ زكريا، ۴۲۶/۱ جديد، الفتاوى
التاتارخانية / كتاب الطلاق ۴۰۱/۴ رقم: ۶۵۲۵ زكريا)

ولو قال: أحببت طلاقك لا تطلق وإن نوى، هكذا في الخلاصة. (الفتاوى
الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۹/۱ زكريا، ۴۲۶/۱ جديد، الفتاوى
التاتارخانية / كتاب الطلاق ۴۰۹/۴ رقم: ۶۵۴۹ زكريا)

لو قال: أحببت طلاقك، رضيت طلاقك، أردت طلاقك لا تطلق، وإن نوى. (المحيط
البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل الرابع فيما يرجع إلى صريح الطلاق ۳۹۷/۵ رقم: ۶۴۵۳ المجلس العلمي)

بیوی سے کہا کہ ”میں تیری طلاق سے راضی ہوں“
اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ ”میں تیری طلاق سے راضی ہوں“ تو اُس کی بیوی

پر طلاق واقع نہ ہوگی، اگرچہ طلاق کی نیت سے ہی یہ جملہ کہا ہو۔

ولو قال: رضیت طلاقک لا تطلق وإن نوى، هكذا في الخلاصة. (الفتاوى

الهندية، کتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۹/۱ زکریا، ۴۲۶/۱ جدید، الفتاوى

التاتارخانية / کتاب الطلاق ۴۰۱/۴ رقم: ۶۵۲۵ زکریا)

لو قال: أحببت طلاقک، رضیت طلاقک، أردت طلاقک لا تطلق، وإن نوى. (المحیط

البرهاني، کتاب الطلاق / الفصل الرابع فيما يرجع إلى صريح الطلاق ۳۹۷/۵ رقم: ۶۴۵۳ المجلس العلمي)

غیر مدخولہ سے کہا کہ ”تجھے ایک اور ایک طلاق ہے“

اگر کوئی شخص اپنی غیر مدخولہ بیوی سے یہ کہے کہ تجھے طلاق ہے ایک اور ایک، تو اُس پر صرف ایک طلاق بائن واقع ہوگی۔ (کیوں کہ غیر مدخولہ بیوی ایک طلاق سے بائنہ ہو کر نکاح سے باہر ہو جاتی ہے، اور اُس پر عدت بھی واجب نہیں ہوتی؛ لہذا اب مزید طلاق ملتی نہیں ہوگی)

ولو قال لغير الموطوءة: أنت طالق واحدة واحدة بالعطف أو قبل واحدة أو بعدها واحدة يقع واحدة بائنة، ولا تلحقها الثانية لعدم العدة. (الدر

المختار، کتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ۵۱۴-۵۱۵ زکریا، الهداية ۳۸۸/۲ المكتبة

النعیمیة دیوبند، المحیط البرهاني ۳۹۳/۴)

انگلیوں کے اشارہ سے طلاق دینا

ایک شخص نے انگلیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اپنی بیوی سے کہا کہ ”تجھے اتنی طلاق ہے“، تو اُس کی بیوی پر اتنی طلاق واقع ہو جائیں گی جتنی انگلیوں سے اُس نے اشارہ کیا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۱۰/۹)

أنت طالق هكذا مشيراً بالأصابع المنشورة، وقع بعده، بخلاف مثل

هذا فإنه إن نوى ثلاثاً وقعن وإلا فواحدة. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب

الصريح ۴۹۵/۴ زکریا، الفتاوى التاتارخانية ۴۳۸/۴ رقم: ۶۶۱۷ زکریا)

لو قال: أنت طالق هكذا، وأشار بإصبع واحدة، إن أشار بشتين فشتان، وإن أشار بثلاث فهي ثلاث؛ لأن الإشارة بالأصابع بمنزلة التصريح. (المحيط البرهاني / كتاب الطلاق ۴/۱۳۲ رقم: ۴۷۰۹ المجلس العلمي)

ومن قال لامرأته أنت طالق، هكذا يشير بالإبهام والسبابة والوسطى فهي ثلاث؛ لأن الإشارة بالأصابع تفيد العلم بالعدد. (الهداية، كتاب الطلاق / باب إيقاع الطلاق، فصل في تشبيه الطلاق ووصفه ۲/۳۸۶ المكتبة النعمية ديوبند)

بیوی تین طلاق کا دعویٰ کرے اور شوہر ایک طلاق کا اقرار کرے؟

اگر بیوی تین طلاق کا دعویٰ کرے، اور اُس کے پاس اپنے دعویٰ پر دو شرعی گواہ نہ ہوں، اور شوہر قسم کھا کر صرف ایک طلاق کا اقرار کرے، تو اس صورت میں صرف ایک طلاق کے وقوع کا حکم لگایا جائے گا؛ البتہ اگر بیوی نے تین طلاق کو اپنے کانوں سے سنا ہے تو اُسے چاہئے کہ شوہر کو اپنے اوپر قدرت نہ دے، اور کسی بھی طرح اُس سے چھٹکارا حاصل کر لے، اور اگر چھٹکارے کی کوئی صورت نہ ہو تو عورت مجبور ہوگی اور سارا گناہ شوہر پر ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۲۳۵)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدل لا يحل لها تمكينه. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ۴/۶۳۱ زكريا، ۲۰۱/۳ کراچی، الفتاویٰ الہندیہ / كتاب الطلاق ۱/۳۵۴/۱ قدیم زکریا، ۴۲۲/۱ جدید، البحر الرائق ۳/۲۵۷)

وفي البزازية عن الأوزجندی: أنها ترفع الأمر للقاضي، فإن حلف ولا بينة لها فالإثم عليه. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ۴/۶۳۱ زكريا)

کہا کہ ”میں نے طلاق دے دی، میرا تم سے کوئی تعلق نہیں“

اگر بیوی کو صریح لفظ سے طلاق دی، اُس کے بعد مزید طلاق کی نیت سے کہا کہ ”میرا تم سے کوئی تعلق نہیں“۔ تو ایسی صورت میں بیوی پر دو طلاق بائن واقع ہو جائیں گی؛ اس لئے کہ

ضابطہ یہ ہے کہ صریح جب بائن کے ساتھ مل جائے تو صریح بھی بائن ہو جاتی ہے، اور اگر اس جملہ ”میرا تم سے کوئی تعلق نہیں ہے“ سے مزید کسی طلاق کا ارادہ نہیں کیا؛ بلکہ پہلے جملہ کی تاکید یا خبر مراد لی ہے، تو صرف ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۰۷۹)

إذا لحق الصریح البائن كان بائناً؛ لأن البینونة السابقة علیه تمنع الرجعة، وإذا لحق الصریح البائن كان بائناً. (شامی، کتاب الطلاق / باب الکنایات ۵۴۰/۴ زکریا، ۳۰۶/۳ کراچی، البحر الرائق ۳۰۶/۳، مجمع الأنهر ۴۰/۲ بیروت)

والصریح یلحق الصریح، والبائن یلحق الصریح. (مجمع الأنهر / کتاب الطلاق ۴۰/۲، البحر الرائق ۳۰۶/۳)

کہا: ”تجھے سخت طلاق“

طلاق صریح کو اگر کسی صفت کے ساتھ متصف کر کے بیوی کو طلاق دے، مثلاً یوں کہے کہ ”تجھے سخت طلاق“، تو صریح لفظ کے باوجود اس کی بیوی پر طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔
فإن الصریح قد یقع به البائن کتطلیقہ شدیة ونحوہ. (شامی، کتاب الطلاق / باب الکنایات ۵۳۱/۴ زکریا)

أنت طالق بائنٌ أو البتة أو أفحش الطلاق إلى تطلیقہ شدیة أو طویلة أو عریضة فهي واحدة بائنة إن لم ینو ثلاثاً. (تبیین الحقائق، کتاب الطلاق / فصل فی إضافة الطلاق إلى الزمان ۶۸/۳ زکریا، ۲۱۱/۲ المكتبة الإمدادیة ملتان)
وإذا وصف الطلاق بضرب من الزیادة والشدة كان بائناً. (الهدایة، کتاب الطلاق / فصل فی تشبیہ الطلاق ۳۸۶/۲)

کہا ”چلی جا تجھ پر طلاق“

ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”تو یہاں سے چلی جا تجھ پر طلاق“، تو یہ دیکھا جائے گا کہ اُس نے ”چلی جا“ کے لفظ سے طلاق کی نیت کی ہے یا نہیں؟ اگر اس لفظ سے طلاق کی نیت

نہیں کی، تو اگلے لفظ ”تجھ پر طلاق“ سے ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اور اگر ”چلی جا“ سے طلاق کی نیت کی ہے، تو یہ لفظ اور ”تجھ پر طلاق“ کو ملا کر اُس کی بیوی پر دو طلاق بائنہ واقع ہو جائیں گی، اب بغیر نکاح کے رجعت کرنا جائز نہیں ہوگا۔

فبحو: اخرجي واذهبي وقومي يحتمل ردًا الخ. وفي الغضب: توقف الأولان إن نوى وقع وإلا لا. وفي مذاكرة الطلاق يتوقف الأول فقط. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكنايات ۵۲۹/۴-۵۳۳ زکریا)

الصريح يلحق الصريح ويلحق البائن بشرط العدة، والباين يلحق الصريح، والصريح ما لا يحتاج إلى نية بائناً كان الواقع به أو رجعيًا. (الدر المختار مع الشامسي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ۵۴۰/۴ زکریا، ۳۰۶/۳ کراچی، البحر الرائق / كتاب الطلاق ۳۰۶/۳ کوئٹہ، مجمع الأنهر ۴۰/۲ بیروت)

”فارغ خطی“ کے لفظ سے طلاق

”فارغ خطی“ (فارغ خطی) کا لفظ ہمارے (مغربی یوپی کے) عرف میں صرف طلاق کے لئے ہی مستعمل ہے، اس لئے اس لفظ سے بلا نیت طلاق رجعی واقع ہو جائے گی۔

بخلاف فارسية قوله سرحتك وهو ”رہا کر دم“ لأنه صار صريح في العرف على ما هو صرح به النجم الزاهدي. (شامسي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ۵۳۰/۴ زکریا، ۲۹۹/۳ کراچی، الفتاوى الهندية / كتاب الطلاق ۳۷۹/۱ زکریا، ۴۴۷ جدید، مجمع الأنهر ۳۷/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، البحر الرائق ۳۰۱/۳ کوئٹہ)

ولو قال ”رہا کر دم“ مضافاً إلى المرأة، فهو صريح يوجب الرجعة، ولا يصدق أنه لم ينو به الطلاق. (الفتاوى التاتارخانية ۴۶۵/۴ رقم: ۶۶۸۱ زکریا)



رجعت کے مسائل

رجعت کی تعریف

رجعت کے معنی ”واپسی“ کے آتے ہیں، اور اصطلاح فقہ میں رجعت کا مطلب یہ ہے کہ ایک یا دو طلاق دینے کے بعد عدت گزرنے سے پہلے پہلے شوہر کا بیوی کو اپنے نکاح میں برقرار رکھنا، خواہ الفاظ رجعت کے ذریعہ سے ہو یا کسی ایسے فعل کے ذریعہ ہو جو میاں بیوی کے درمیان جائز ہو، اور جس سے حرمت مصاہرت ثابت ہوتی ہو۔ (مثلاً: بوسہ لینا، شہوت کے ساتھ چھونا یا دیکھنا وغیرہ)

هي استدامة الملك القائم بلا عوض ما دامت في العدة أي عدة الدخول حقيقة أي الوطء، إذ لا رجعة في عدة الخلو، وبالفعل مع الكراهة بكل ما يوجب حرمة المصاهرة، كمس ولو منها الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۳/۵-۲۵ زكريا، الفتاوى التاتارخانية ۱۳۸/۵ رقم: ۷۴۷۸ زكريا)

في المضمورات: الرجعة استدامة النكاح عندنا وليست بعقد جديد وفي الظهيرية: والرجعة بالقول أن يقول: رجعتك أو راجعتك أو رددتك أو أمسكتك وفي الزاد: وأما الرجعة بالفعل فعندنا يصح، وفي الخلاصة الخانية: وكل ما تثبت به حرمة المصاهرة تثبت به الرجعة. (الفتاوى التاتارخانية / الفصل الثاني والعشرون في مسائل الرجعة ۱۳۹/۵ رقم: ۷۴۷۸-۷۴۸۱ زكريا، الهداية / باب الرجعة ۴۰۵/۲)

الرجعة إبقاء النكاح على ما كان ما دامت في العدة كذا في التبيين، وهي على ضربين: سني وبدعي، والرجعة صحيحة وإن راجعها بالفعل، مثل أن يبطأها أو يقبلها بشهوة أو ينظر إلى فرجها بشهوة؛ فإنه يصير مراجعاً عندنا إلا أنه يكره له ذلك، ويستحب أن يراجعها بعد ذلك بالاشهاد. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۶۸/۱ قديم زكريا)

رجعت کے حکم کی حکمت و مصلحت

طلاق رجعی کے بعد رجعت کا حکم بڑی مصلحت پر مبنی ہے، وہ یہ ہے کہ اکثر آدمی غصہ میں طلاق تو دے دیتا ہے؛ لیکن بعد میں بڑی ندامت ہوتی ہے، اس لئے رجعت کا اختیار دیا گیا؛ تاکہ ندامت کی تلافی ہو سکے، اور رجعت میں دو طلاق کی تحدید کی مصلحت یہ ہے کہ اگر یہ تحدید نہ ہو تو بے چاری عورت مسلسل قیدی بنی رہے گی کہ نہ تو شوہر اُس کے ساتھ انصاف کرے گا اور نہ آزاد ہو کر دوسری جگہ باعزت زندگی گزارنے کا موقع ہوگا، جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دیتے تھے، پھر عدت کے اندر رجعت کر لیتے تھے، اور اس سلسلہ کی کوئی حد نہ تھی، جتنی بار چاہتے طلاق دیتے، اور پھر بار بار رجعت کرتے رہتے تھے۔ پس اللہ تبارک و تعالیٰ نے اس ظالمانہ رواج کو ختم فرماتے ہوئے یہ ہدایت دی کہ اسلام میں طلاق رجعی کی حد صرف دو بار ہے، یعنی پہلی اور دوسری طلاق کے بعد شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے، اور تیسری طلاق کے بعد بلا حلالہ رجعت کا اختیار ختم ہو جاتا ہے۔

چنانچہ اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی بیوی کو جتنی چاہتے طلاق دیتے، پھر اگر وہ عدت میں رجعت کر لیتے تو وہ اُسی کی بیوی رہتی تھی، اگرچہ سو یا اُس سے زیادہ مرتبہ اُسے طلاق دی ہو، تو ایک شخص نے اپنی بیوی سے قسم کھا کر یہ کہا کہ: ”نہ تو میں تجھے طلاق دے کر اپنے سے الگ کروں گا اور نہ تجھے کبھی اپنے ساتھ رکھوں گا۔“ تو اُس کی بیوی نے پوچھا کہ: ”یہ کیسے ہوگا؟“ تو اُس نے جواب دیا کہ: ”میں تجھے طلاق دوں گا، پھر جب تیری عدت پوری ہونے کو ہوگی تو میں تجھ سے رجعت کر لوں گا۔“ چنانچہ وہ عورت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اور آپ کو پوری بات بتلائی، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خاموش رہیں؛ تا آنکہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے، تو آپ کو اس واقعہ کی خبر دی، پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی خاموش رہے، حتیٰ کہ قرآن کی آیت: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ، فَاَمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ اَوْ تَسْرِيْحٍ بِاِحْسَانٍ﴾ [البقرہ، جزء آیت: ۲۲۹] (یعنی طلاق رجعی دو بار تک ہے، اُس کے بعد یا تو دستور کے موافق رو کے رکھے یعنی رجعت کر لے، یا خوش اسلوبی کے ساتھ چھوڑ دے) نازل ہوئی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ: ”اس آیت کے بعد سے لوگ طلاق دینے میں محتاط ہو گئے۔“ (ترمذی شریف ۲۲۶۱، رحمۃ اللہ الواسعہ ۱۳۶/۵)

نیز حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں آدمی تین طلاق کے باوجود رجعت کا حق رکھتا تھا، پھر آیت: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ﴾ نے اس رواج پر بند لگا دیا۔ (ابوداؤد شریف ۲۹۷۱)

خلاصہ یہ ہے کہ رجعت کے بارے میں اسلامی احکام فطری تقاضوں کے عین موافق ہیں، اسلام یہ چاہتا ہے کہ ضرورت کی تکمیل بھی ہو اور کسی فریق کو نقصان بھی نہ ہو، اگر زوجین ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو بخوشی ساتھ رہیں اور اگر الگ ہونے ہی میں مصلحت ہے تو ناچاقی کے بغیر الگ ہو جائیں، اور ہر طرف کے حقوق کی ادائیگی میں کوئی خلل نہ ہو، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: ﴿وَبَعُولَتُهُنَّ أَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِي ذَلِكَ إِنْ أَرَادُوا إِصْلَاحًا﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۲۸] (اور ان کے شوہر عدت کے اندر اندر انہیں لوٹانے کے زیادہ حق دار ہیں، اگر وہ اچھی طرح رہنے کا ارادہ کریں) اور سورہ طلاق میں ارشاد فرمایا گیا: ﴿فَإِذَا بَلَغْنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمْسِكُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ أَوْ فَارِقُوهُنَّ بِمَعْرُوفٍ وَأَشْهِدُوا ذَوَى عَدْلٍ مِنْكُمْ وَأَقِيمُوا الشَّهَادَةَ لِلَّهِ﴾ [الطلاق، جزء آیت: ۲] (پھر جب وہ عورتیں اپنی عدت کے قریب پہنچیں تو یا تو ان کو دستور کے موافق رکھ لو، یا دستور کے موافق چھوڑ دو، اور اپنے میں سے دو معتبر گواہ کر لو، اور اللہ کے واسطے سیدھی گواہی ادا کرو) ذیل میں رجعت سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جا رہے ہیں:

رجعت کا مستحب طریقہ

رجعت کرنے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ زبان سے الفاظ رجعت کہہ کر بیوی کو خبر دے اور اس پر گواہ بنالے؛ تاکہ بعد میں نزاع نہ ہو۔ (اور بیوی لاعلمی کی بنا پر اپنے حساب سے عدت کے بعد دوسرا نکاح نہ کر سکے)

وندب إعلامها بها لثلاث تنكح غيره بعد العدة (الدر المختار) فالسني أن يراجعها بالقول ويشهد على رجعتها ويعلمها، ولو راجعها بالقول ولم يشهد أو أشهد ولم يعلمها كان مخالفاً للسنة، كما في شرح الطحاوي. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۸/۵ زكريا، الفتاوى التاتارخانية ۱۳۸/۵ رقم: ۷۴۷۸ زكريا)

إذا أراد الرجل أن يرجع امرأته، فالأحسن أن يراجعها بالقول لا بالفعل، ولكن استحباب الإعلام كيلا يقع في المعصية. (المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل

رجعت کے لئے کی رضا مندی شرط نہیں

رجعت کے لئے بیوی کا راضی ہونا شرط نہیں؛ بلکہ بیوی کی ناگواری کے باوجود بھی شوہر اُس سے رجعت کر سکتا ہے۔ اسی طرح اگر شوہر کو رجعت کرنے پر مجبور کیا گیا اور بالجبر اُس سے رجعت کرائی گئی تو بھی رجعت درست ہو جائے گی اور بیوی اُس کے نکاح سے نہیں نکلے گی۔

وفي الصيرفية بأن الرضا ليس بشرط، ولهذا لو أكره على الرجعة بالفعل يصح. (شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۶/۵ زكريا، الفتاوى الهندية ۴۷۰/۱ زكريا) وإذا طلق الرجل امرأته تطليقة أو تطليقتين رجعيةً فله أن يراجعها في عدتها رضيت بذلك أو لم ترض، كذا في الهداية. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۰/۱ زكريا، الفتاوى التاتارخانية

۱۳۸/۵ رقم: ۷۴۷۸ زكريا، تبين الحقائق ۱۴۹/۳ زكريا)

رجعت کی پانچ شرطیں

صرف طلاقِ رجعی میں عدت کے دوران رجعت کرنا جائز ہے، اور طلاقِ رجعی اُسی وقت کہلائے گی جب کہ اُس میں درج ذیل پانچ باتیں ملحوظ ہوں:

(۱) آزاد عورت میں ایک یا دو صریح طلاق ہوں، تین نہ ہوں۔

(۲) مال کے بدلے طلاق نہ دی ہو۔

(۳) طلاق کو کسی صفت سے متصف نہ کیا ہو۔

(۴) طلاق کو کسی چیز سے تشبیہ نہ دی ہو۔

(۵) طلاق کنائی نہ ہو۔

ان پانچ شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی مفقود ہوگی، تو طلاقِ رجعی نہیں رہے گی؛ بلکہ بائن یا مغلطہ ہو جائے گی، اور حسبِ شرائط تجدید نکاح کے بغیر آپس میں رشتہ نکاح قائم نہ ہوگا۔

ولها شروط خمس تعلم بالتأمل، قلت: هي أن لا يكون الطلاق ثلاثاً في الحرة أو ثنتين في الأمة، ولا واحدة مقترنة بعوض مالي، ولا بصفة تنبئ عن البينونة كطويلة أو شديدة، ولا مشبهة كطلقة مثل الجبل، ولا كناية يقع بها بائن، ولا يخفى أن الشرط واحد هو كون الطلاق رجعيًا، وهذه شروط كونه رجعيًا متى فقد منها شرط كان بائنًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۶/۵ زكريا، فتح القدير / كتاب الطلاق ۱۴۱/۳ زكريا)

رجعت کا اختیار کب تک ہے؟

طلاق رجعی میں رجعت کا اختیار صرف عدت (تین ماہواری یا وضع حمل) تک ہے، عدت گزرنے سے پہلے پہلے رجعت نہ کی، تو بیوی نکاح سے نکل جائے گی۔
وإذا طلق الرجل امرأته تطليقةً رجعيةً أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها، رضيت بذلك أو لم ترض، كذا في الهداية. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۰/۱ زكريا، الهداية ۳۹۴/۲ دار الكتاب)

رجعت کی نفی کرنے کے بعد بھی رجعت کا اختیار رہتا ہے

اگر شوہر نے بیوی کو طلاق دے کر کہا کہ: ”میں تجھ سے رجعت نہیں کروں گا“ یا ”میں نے رجعت کا حق باطل کر دیا“ پھر بھی عدت کے اندر اس سے رجعت کا حق ختم نہ ہوگا؛ بلکہ اگر وہ رجعت کرنا چاہے تو کر سکتا ہے۔

ولو قال: أبطلت رجعتي أو لا رجعة لي عليك كان له رجعة، كذا في النهر الفائق. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۰/۱ زكريا)

لأنه حكم أثبتته الشارع غير مقيد برضاها، ولا يسقط بالإسقاط

کالمیراث۔ (شامی، کتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۷/۵ زکریا، النهر الفائق / باب الرجعة ۴۱۴/۲ زکریا، البحر الرائق / باب الرجعة ۸۵/۴ زکریا)

رجعت کے الفاظ

اگر کوئی شخص بیوی کو طلاق رجعی دینے کے بعد دورانِ عدت درج ذیل یا ان کے ہم معنی الفاظ میں سے کوئی لفظ کہہ دے، تو بیوی دوبارہ اُس کے نکاح میں آجائے گی، مثلاً کہے:

- (۱) میں نے تجھ سے رجعت کی۔
 - (۲) میں نے تجھے واپس لے لیا۔
 - (۳) میں نے تجھے اپنے نکاح میں روک لیا۔
 - (۴) میں نے اپنی بیوی سے رجعت کی، وغیرہ۔
- ان الفاظِ صریحہ سے بلا نیت بھی رجعت ہو جاتی ہے۔

بنحو راجعتك ورددتك وأمسكتك بلا نية؛ لأنه صريح (الدر المختار) ومثله: راجعت امرأتي في حال غيبتها وحضورها أيضاً، ومنه ارتفعتك ورجعتك. (شامی،

کتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۴/۵ زکریا، الفتاویٰ التاتاریخانیة ۱۳۸/۵ رقم: ۷۴۷۸ زکریا)

والرجعة أن يقول: راجعتك أو راجعت امرأتي. (الهداية، کتاب الطلاق / باب

الرجعة ۳۹۵/۲ دار الكتاب دیوبند، الفتاویٰ التاتاریخانیة ۱۳۸/۵ رقم: ۷۴۷۸ زکریا)

زبردستی رجعت کے الفاظ کہلوانا

اگر کسی شخص نے بیوی کو طلاق رجعی دی، پھر اُس کو زبردستی ڈرا دھمکا کر رجعت پر آمادہ کیا گیا اور اُس نے خوف سے رجعت کے الفاظ زبان سے ادا کر دئے، تو رجعت درست ہو جائے گی۔

تصح الرجعة مع الإكراه والهزل واللعب والخطاء كالنكاح. (الفتاویٰ

الہندیہ، کتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۰/۱ زکریا، الدر المختار مع الشامی ۲۴/۵ زکریا، بدائع الصنائع ۳۹۴/۳ زکریا، البحر الرائق ۸۳/۴ زکریا)

مذاق میں رجعت کے الفاظ کہنا

مذاق میں رجعت کے الفاظ کہنے سے یا کوئی فعل کرنے سے بھی رجعت درست ہو جاتی ہے۔

تصح الرجعة مع الإكراه والهزل واللعب والخطأ. (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب

الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۰/۱ زکریا، الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۴/۵ زکریا)

سبقت لسانی میں رجعت کے الفاظ نکل گئے

اگر سبقت لسانی میں یعنی آدمی کہنا کچھ اور چاہتا تھا، مگر رجعت کے الفاظ نکل گئے، تو ان الفاظ سے بھی رجعت درست ہو جائے گی۔

وتصح مع خطأ (الدر المختار) كأن أراد أن يقول: اسقني الماء،

فقال: رجعت زوجتي. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۴/۵ زکریا، البحر الرائق ۵۰/۴ کوئٹہ، بدائع الصنائع / کتاب الطلاق ۲۹۴/۳ زکریا)

لفظ نکاح اور تزویج سے رجعت کرنا

اگر کوئی شخص لفظ نکاح اور تزویج سے رجعت کرنا چاہے، مثلاً یہ کہے کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا، یا میں نے تجھ سے شادی کی، تو اس سے بھی رجعت صحیح ہو جائے گی۔

وإن راجعها بلفظ التزويج جاز عند محمد رحمه الله تعالى وعليه

الفتوى، وكذا إذا تزوجها صار مراجعاً لها وهو المختار، كذا في الجوهرة

النيرة. ولو قال لها: نكحتك كان رجعة في ظاهر الرواية، كذا في البدائع.

(الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به

۴۶۸/۱-۴۶۹ زکریا، شامی، کتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۴/۵ زکریا، البحر الرائق ۵۰/۴ کوئٹہ، بدائع الصنائع / کتاب الطلاق ۲۸۹/۳ زکریا

عدت کے دوران رجعت کے لئے باقاعدہ نکاح کرنا

اگر کوئی شخص اپنی مطلقہ رجعیہ سے عدت کے دوران باقاعدہ نکاح کرے، تو نکاح سے اُس کی رجعت درست ہو جائے گی، اور پہلے کی طرح بیوی اُس کی منکوحہ بن جائے گی۔

وتصح يتزوجها في العدة، به يفتي (الدر المختار) قال في البحر: وهو ظاهر الرواية، كذا في البدائع، وهو المختار، كذا في الولوالجية وعليه الفتوى، كذا في الينابيع. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۶/۵ زکریا، البحر الرائق ۵۰/۵ کوئٹہ، فتح القدير ۱۴۲/۴ المكتبة الأشرفية ديوبند، تبیین الحقائق ۱۵۰/۳ زکریا)

رجعت کنائی کا حکم

اگر کوئی شخص رجعت میں صریح الفاظ کے بجائے کنائی الفاظ استعمال کرے، مثلاً یہ کہے کہ ”تو میرے پاس اُسی طرح ہے جس طرح پہلے تھی“، یا ”تو میری بیوی ہے“، تو اگر رجعت کی نیت سے یہ الفاظ کہے گا تو اُس سے رجعت درست ہو جائے گی۔

وكنایة: مثل أنت عندي كما كنت، وأنت امرأتی فلا يصير مراجعاً إلا بالنية، أفاده في البحر والنهر. (شامی، کتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۴/۵ زکریا، الفتاویٰ

الهندية ۴۶۸/۱ زکریا، الفتاویٰ التاتاریخانیة ۱۴۳/۵ رقم: ۷۴۹۴ زکریا، البحر الرائق ۵۰/۴ کوئٹہ)

ألفاظ الرجعة صریح وكنایة.....، والكنایات أنت عندي كما كنت وأنت امرأتی، فلا يصير مراجعاً إلا بالنية. (فتح القدير، کتاب الطلاق / باب الرجعة ۱۴۲/۴ الأشرفية)

فضولی کی رجعت کا حکم

اگر کوئی شخص دوسرے کی مطلقہ رجعیہ سے کہے کہ میں اُس کی طرف سے تجھ سے رجعت

کرتا ہوں، اور وہ (شوہر) اُسے قبول کر لے، تو اس سے رجعت متحقق ہو جائے گی۔

وفي القنية: إن أجاز مراجعة الفضولي صح، كذا في البحر الرائق.

(الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۰/۱

قديم زكريا، البحر الرائق ۵۱/۴ كوئٹہ)

رجعتِ فعلی

رجعت جس طرح زبان سے الفاظ سے درست ہو جاتی ہے، اسی طرح زبان سے کچھ کہے بغیر ایسا فعل کرنے سے بھی صحیح ہو جاتی ہے جو صرف میاں بیوی کے درمیان جائز ہو، مثلاً: صحبت کرنا، شہوت کے ساتھ بوسہ لینا، عورت کی شرم گاہ کو دیکھنا، یا بدن کو ہاتھ لگانا وغیرہ؛ البتہ اس طریقہ پر رجعت کے بعد گواہوں کے سامنے دوبارہ رجعت کرنا مستحب ہے؛ تاکہ بعد میں کوئی شبہ نہ رہے۔

وإن راجعها بالفعل مثل: أن يطأها أو يقبلها بشهوة، أو ينظر إلى فرجها بشهوة؛ فإنه يصير مراجعاً عندنا، إلا أنه يكره له ذلك، ويستحب أن يراجعها بعد ذلك بالإشهاد، كذا في الجوهرة النيرة. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۶۸/۱ قديم زكريا، شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۵۰/۵ زكريا، البحر الرائق ۵۰/۴ كوئٹہ، بدائع الصنائع ۲۸۷/۳ زكريا، الفتاوى التاتارخانية ۱۳۵-۱۳۴/۵ رقم: ۷۴۸۰-۷۴۸۱ زكريا)

سوتے ہوئے شوہر سے بیوی نے جماع کر لیا

شوہر سو رہا تھا اسی حالت میں اُس کی مطلقہ معتدہ رجعیہ نے اُس سے جماع کر لیا اور دخول کی نوبت آگئی، تو یہ عمل بالاتفاق رجعت سمجھا جائے گا (اور اس میں مصلحت یہ ہے کہ استقرارِ حمل کی صورت میں بچہ کا نسب مشتبہ نہ ہو)

إذا أدخلت فرجه في فرجها وهو نائم، كان رجعة اتفاقاً، كذا في

فتح القدیر . (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۶۹/۱ قديم زكريا، الفتاویٰ التاتارخانية ۱۴۱/۴ رقم: ۷۴۸۳ زكريا، فتح القدیر ۱۴۲/۴ زكريا، تبیین الحقائق ۱۵۰/۳ زكريا، بدائع الصنائع ۲۸۷/۳ زكريا)

پیچھے کے راستہ میں صحبت کرنے سے رجعت کا حکم
اگر کسی شخص نے طلاقِ رجعی دے کر بیوی کے پیچھے کے راستہ میں صحبت کی تو رجعت درست ہو جائے گی؛ کیوں کہ اس میں بشہوت مس کرنا ضرور پایا جائے گا؛ البتہ ایسا کرنے والا شخص سخت گنہگار اور ملعون ہوگا۔

ووطئها في الدبر على المعتمد؛ لأنه لا يخلو عن مس بشهوة. (الدر المختار) قوله: على المعتمد: لأن عليه الفتوى كما في الفتح والبحر، والمعتبر هنا المس بالشهوة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۶/۵ زكريا، الفتاویٰ الهندیة ۴۷۰/۱ زكريا، فتح القدیر ۱۴۳/۴ زكريا، البحر الرائق ۱۵۰/۴ كوثنه، تبیین الحقائق ۱۵۰/۳ زكريا، مجمع الأنهر ۸۱/۲)

طلاقِ رجعی کے بعد بیوی سے ہم بستر ہونا حرام نہیں ہے
طلاقِ رجعی میں بیوی شوہر کے نکاح سے نہیں نکلتی؛ بلکہ عدت گزرنے سے پہلے تک بدستور اُس کے نکاح میں رہتی ہے؛ لہذا اگر کوئی شخص اپنی مطلقہ رجعیہ سے ہم بستری کرنا چاہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں اور یہ ہم بستری رجعت فعلی قرار پائے گی اور طلاق کا اثر ختم ہو جائے گا۔
والطلاق الرجعي لا يحرم الوطء، رملي. ويؤيده قوله في الفتح عند الكلام على قول الشافعي بحرمة الوطء: إنه عندنا يحل لقيام ملك النكاح من كل وجه، إنما يزول عند انقضاء العدة فيكون الحل قائماً قبل انقضاءها.
(شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۵/۵ زكريا، الهداية ۴۰۹/۲، الفتاویٰ الهندیة ۴۷ زكريا، البحر الرائق ۵۶/۴ كوثنه، كذا في التبيين ۱۶۱/۳ زكريا، مجمع الأنهر ۸۷/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

خلوت بلا جماع کے بعد طلاق کی عدت میں بلا تجدید نکاح رجعت جائز نہیں

اگر کسی شخص نے بیوی سے خلوت میں بوس و کنار کر کے یا شہوت دیکھنے کے بعد طلاق دے دی اور جماع کی نوبت نہیں آئی، تو اس عدت کے دوران شوہر کے لئے اُس سے بلا نکاح رجعت کرنا جائز نہیں؛ اس لئے کہ عدت کی مشروعیت کا مقصد یہ ہے کہ نسب میں اشتباہ نہ ہو اور جب جماع ہی نہیں ہوا تو نسب میں اشتباہ کا سوال ہی نہیں، اور بغیر ہم بستری کے طلاق دینے پر عدت کا حکم صرف احتیاط کی بنیاد پر ہے، جب کہ رجعت کے مسئلہ میں احتیاط اس میں ہے کہ بلا تجدید نکاح ازدواجی تعلق قائم نہ کیا جائے۔

إذ لا رجعة في عدة الخلو (الدر المختار) أي ولو كان معها لمس أو نظر بشهوة ولو إلى الفرج الداخل، ووجهه أن الأصل في مشروعية العدة بعد الوطء تعرف براءة الرحم تحفظاً عن اختلاط الأنساب ووجبت بعد الخلو بلا ووطء احتياطاً، وليس من الاحتياط تصحيح الرجعة فيها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۴/۵ زكريا، الفتاوى الهندية ۴۷۲/۱ زكريا، الهداية ۴۰۸/۲،

الفتاوى التاتارخانية ۱۴۰/۵-۱۴۱ رقم: ۷۴۸۴ زكريا، تبين الحقائق ۱۵۸/۲ زكريا)

بلا شہوت چھونے اور دیکھنے سے رجعت ثابت نہ ہوگی

چھونے اور دیکھنے سے رجعت کے متحقق ہونے کے لئے مطلقہ کو شہوت چھونا یا دیکھنا یا شہوت کا قرینہ پایا جانا ضروری ہے؛ لہذا شہوت یا اُس کے قرینہ کے بغیر محض ہاتھ لگانے یا دیکھ لینے سے رجعت ثابت نہ ہوگی۔

إذا كان اللمس والنظر من غير شهوة لم يكن رجعة بالإجماع، كذا في

السراج الوهاج. (الفتاوى الهندية ۴۶۹/۱ زكريا)

والجماع في العدة رجعة، وكذلك المس بشهوة، والتقبيل بشهوة

الخ. (الفتاویٰ التاتاریخانیة، کتاب الطلاق / الفصل الثانی والعشرون فی مسائل الرجعة ۱۳۹/۵ رقم: ۷۴۸۱ زکریا، شامی ۲۶/۵ زکریا، فتح القدیر ۱۴۲/۴ زکریا، الفتاویٰ الہندیة ۴۶۹/۱ زکریا، الہدایة ۴۰۵/۲ دار الکتاب دیوبند، المحيط البرہانی ۱۷۹/۵ رقم: ۵۵۲۵ المجلس العلمي، بدائع الصنائع ۲۸۱/۳ زکریا)

معتدہ کے ساتھ محض تنہائی رجعت نہیں ہے

معتدہ رجعیہ کے ساتھ محض تنہائی میں رہنا رجعت کے لئے کافی نہیں، بلکہ قولاً یا فعلاً رجعت کا تحقق ضروری ہے۔

الخلوة بالمعتدة ليست برجعة؛ لأنها لا تختص بالملك، وكل فعل لا يختص بالملك، إذا فعل الزوج بالمعتدة لا يكون رجعة، كذا في المحيط. (الفتاویٰ الہندیة، کتاب الطلاق / الباب السادس فی الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۶۹/۱ قدیم زکریا، الفتاویٰ التاتاریخانیة / کتاب الطلاق ۱۴۱/۵ رقم: ۷۴۸۵-۷۴۸۶ زکریا، المحيط البرہانی ۱۸۱/۵ رقم: ۵۵۳۰ المجلس العلمي)

رجعت کے ارادہ کے بغیر مطلقہ کے ساتھ تنہائی میں رہنا؟

مطلقہ رجعیہ سے اگر رجعت کا ارادہ ہو تو اُس کے ساتھ تنہائی میں رہنے میں کوئی حرج نہیں ہے؛ لیکن اگر اُس سے رجعت کا بالکل ارادہ نہ ہو، تو اُس سے تنہائی اختیار کرنا مکروہ تنزیہی ہے؛ اس لئے کہ خلوت میں بادل نا خواستہ اگر بیوی کو شہوت کے ساتھ چھو دیا، تو نہ چاہتے ہوئے بھی خود بخود رجعت ہو جائے گی، اب اگر شوہر دوبارہ اسے طلاق دے گا تو بیوی کو از سر نو عدت گزارنی پڑے گی، اور اُس کی عدت لمبی ہو جائے گی، یہ بیوی کے لئے مزید مشقت کا سبب ہوگا۔

لكن تكره الخلوة بها تنزيهاً إن لم يكن من قصده الرجعة وإلا لا تكره. (الدر المختار) لأن الخلوة ربما أدت إلى المس بشهوة فيصير مراجعاً، وهو لا يريد لها فيطلقها فتطول العدة عليها. (الدر المختار مع الشامي / كتاب الطلاق ۳۹/۵ زکریا، بدائع الصنائع ۲۸۴/۳ زکریا، البحر الرائق ۱۵۱/۴ کوئٹہ، المحيط البرہانی ۱۷۹/۵ رقم: ۵۲۲۶)

المجلس العلمي بیروت، الفتاویٰ الهندیة / کتاب الطلاق ۴۷۲/۱ زکریا، البحر الرائق ۵۶/۴ کوئٹہ،
الهدایة ۴۰۸/۲، الفتاویٰ التاتاریخانیة ۱۳۹/۴

مطلقہ رجعیہ کا اپنے شوہر کے لئے زینت کرنا

طلاق رجعی کے بعد بیوی شوہر کے نکاح سے نہیں نکلتی؛ بلکہ بدستور شوہر کے نکاح میں رہتی ہے؛ لہذا مطلقہ بیوی اگر اپنے شوہر کے لئے زینت اختیار کرے تو اُس کی گنجائش ہے؛ بلکہ مستحب ہے؛ تاکہ شوہر کا طبعی میلان اُس کی طرف ہو جائے اور وہ رجعت کر لے اور نکاح برقرار رہے۔

والمطلقة الرجعية تنزين لزوجها الحاضر لا الغائب لفقد العلة، وهي الحمل على المراجعة إذا كانت الرجعة مرجوة وإلا فلا تفعل. وفي الشامية: لأنها حلال للزوج لقيام نكاحها، والرجعة مستحبة والتزين حامل عليها فيكون مشروعاً. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۳۸/۵ زکریا، ۳۰۹/۳ کراچی، الفتاویٰ التاتاریخانیة ۱۴۱/۵ رقم: ۷۴۸۸ زکریا، فتح القدير ۱۵۵/۴ زکریا، الهدایة ۲۰۸/۲، الفتاویٰ الهندیة ۴۷۲/۱ زکریا، البحر الرائق ۵۵/۴ کوئٹہ، تبیین الحقائق ۱۶۱/۳ زکریا، المحيط البرهاني ۱۸۱/۵ رقم: ۵۵۳۱ المجلس العلمي، بدائع الصنائع ۲۸۴/۳ زکریا)

پاگل شوہر اپنی بیوی سے کیسے رجعت کرے؟

اگر کسی شخص نے ہوش و حواس اور صحت کی حالت میں بیوی کو طلاق رجعی دی، پھر وہ مطلقہ کی عدت کے اندر اندر مجنون ہو گیا اور اُس کے ہوش و حواس بالکل تھل ہو گئے، تو اب اگر وہ الفاظ کے ذریعہ رجعت کرے تو اُس کا اعتبار نہ ہوگا؛ لیکن اگر اُس نے عدت کے اندر اندر مطلقہ بیوی سے صحبت کر لی یا شہوت کے ساتھ چھولیا وغیرہ، تو اُس کی رجعت فعلی درست ہو جائے گی، اور اُس کا رشتہ زوجیت برقرار رہے گا۔

ورجعة المجنون بالفعل (الدر المختار) أي إذا طلقها رجعيًا ثم جن، قال في الفتح: ورجعة المجنون بالفعل ولا تصح بالقول. وقيل: بالعكس،

وقیل: بهما، وظاهره: ترجیح الأول، واقتصر علیه البزازی. قال فی البحر: ولعله الراجح مما عرف أنه مؤخذ بأفعاله دون أقواله. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۶/۵ زکریا)

إذا أدخلت فرجه في فرجها وهو مجنون كان رجعة اتفاقاً، كذا في فتح القدير. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۶۹/۱ زکریا، فتح القدير ۱۴۳/۴ زکریا، تبیین الحقائق ۱۵۰/۳ زکریا)

عدت کے اندر شوہر نے کہا کہ ”میں نے تجھ سے کل رجعت کر لی تھی“
دورانِ عدت رجعت کرنے کے ایک دن بعد شوہر نے کہا کہ میں نے تجھ سے کل رجعت کر لی تھی، تو رجعت صحیح ہو جائے گی، اور شوہر کی تصدیق کی جائے گی، اگرچہ بیوی منکر ہو؛ اس لئے کہ شوہر جیسے فی الحال رجعت کرنے پر قادر ہے، اسی طرح رجعت کے بارے میں اُس کا اقرار بھی معتبر ہے۔

كما لو قال فيها أي العدة كنت راجعتك أمس فإنها تصح، وإن كذبت لمملكه الإنشاء في الحال. (الدر المختار) أي ومن ملك الإنشاء ملك الإخبار كالوصي والمولى والوكيل بالبيع ومن له الخيار. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۹/۵-۳۰ زکریا، فتح القدير ۱۴۶/۴ زکریا، الفتاوى التاتارخانية ۱۴۲/۵ رقم: ۸۴۹۱ زکریا، المحيط البرهاني ۱۸۱/۵ رقم: ۵۵۳۳، مجمع الأنهر ۸۳/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

عدت گزرنے کے بعد شوہر نے رجعت پر گواہ پیش کر دئے
اگر شوہر نے عدت گزر جانے کے بعد عدت کے دورانِ رجعت پر بینہ (شرعی گواہوں کو) پیش کر دیا، تو شوہر کا دعویٰ قبول کیا جائے گا اور بیوی کو اس کے نکاح سے خارج نہیں قرار دیا جائے گا۔
وكذا لو أقام بينة بعد العدة أنه قال في عدتها: قد راجعتها أو أنه قال: قد

جامعتها كان رجعة؛ لأن الثابت بالبيننة كالثابت بالمعاينة. (الدر المختار على تنوير الأبصار، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۹/۵ زكريا، الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۰/۱ زكريا، البحر الرائق ۵۱/۴ كوثه، مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ۸۳/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

عدت گزرنے کے بعد شوہر نے رجعت کا دعویٰ کیا

مطلقہ رجعیہ کی عدت گزر جانے کے بعد شوہر نے دعویٰ کیا کہ میں نے تجھ سے عدت کے اندر اندر رجعت کر لی تھی؛ لیکن شوہر کے پاس اس دعویٰ پر کوئی گواہ نہیں ہے، تو اگر بیوی اس دعویٰ کی تصدیق کر دے تو رجعت صحیح ہو جائے گی؛ لیکن بیوی کی تصدیق کے بغیر شوہر کی بات بالا جماع قبول نہیں کی جائے گی، اور بیوی اُس کے نکاح سے خارج مانی جائے گی۔

ادعاهَا بَعْدَ الْعِدَّةِ فِيهَا بَأْنُ قَالَ: كُنْتَ رَاجِعْتَنِي فِي عِدَّتِكَ فَصَدَّقْتَهُ صَحَّحَ بِالمَصَادِقَةِ وَإِلَّا لَا يَصَحُّ إِجْمَاعًا. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب الرجعة ۲۹/۵ زکریا) وَإِذَا انْقَضَتِ الْعِدَّةُ، فَقَالَ: قَدْ كُنْتَ رَاجِعْتَهَا فِي الْعِدَّةِ فَصَدَّقْتَهُ فَهِيَ رَجْعَةٌ، وَإِنْ كَذَبْتَهُ فَالْقَوْلُ قَوْلُهَا؛ لِأَنَّهُ أَخْبَرَ عَمَّا لَا يَمْلِكُ إِنْشَاءً فِي الْحَالِ، فَكَانَ مِنْهُمَا إِلَّا أَنْ بِالتَّصْدِيقِ تَرْتَفِعُ التَّهْمَةُ. (فتح القدير، کتاب الطلاق / باب الرجعة ۱۴۵/۴ زکریا، الفتاوى الهندية ۴۷۰/۱ زکریا، الهداية ۴۰۶/۲ دار الكتاب ديوبند، الفتاوى التاتارخانية ۱۴۲/۵ رقم: ۷۴۹۱ زکریا، البحر الرائق ۵۱/۴ كوثه، تبیین الحقائق ۱۵۲/۳ زکریا)

رجعت کے بعد شوہر کے لئے کتنی طلاق کا اختیار رہتا ہے

آزاد عورت کے لئے شریعت نے تین طلاق کو ثابت کیا ہے؛ لہذا اگر کسی نے ایک یا دو طلاق رجعی کے بعد دورانِ عدت رجعت کر لی تو وہ صرف باقیہ طلاق کا مالک ہوگا، تین کا مالک نہیں رہے گا۔ بریں بنا رجعت کے بعد اگر اُس نے باقیہ ایک یا دو طلاقیں دے دیں، تو بیوی

مغلظہ بائنے ہو کر اُس کے اوپر حرام ہو جائے گی، اور بغیر حلالہ کے اُن کے درمیان رشتہ نکاح قائم ہونے کی گنجائش نہ ہوگی۔

ولو تزوجها قبل إصابة الزوج الثاني، كانت عنده بما بقي من الطلاق.
(كشف الأسرار شرح المنار ۳۴۱/۱ قديم، مستفاد: تعليقات فتاوى محموديه / باب الرجعة ۳۷۰/۱۳ ذابيل)
وإن قال لامرأته كلما ولدت فأنت طالق فولدت ثلاثة أولاد في بطن
مختلفة بين كل ولدين ستة أشهر فصاعداً فالثاني والثالث رجعة؛ لأنها لما
ولدت الأول وقع الطلاق وهو رجعي وصارت معتدة فلما ولدت الثاني من
بطن آخر علم أنه صار مراجعاً بوطء حادث في العدة، فبولادة الثاني وقع
الطلاق الثاني؛ لأن اليمين معقودة "بكلمة" كلما والشرط وجد في الملك؛
لأنه ثبت رجعيته ثم لما ولدت الثالث من بطن آخر علم أنه كان من علوق
حادث بعد وقوع الطلاق الثاني فصار مراجعاً به، وتتم الطلقات الثلاث بولادة
الولد الثالث فتحتاج إلى زوج آخر. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة
۸۶/۲-۸۷ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

طلاق کے بعد تجدید نکاح سے شوہر کو آئندہ کتنی طلاق دینے کا اختیار رہے گا؟

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دے کر اُس کو اپنے نکاح سے الگ کر دیا، تو
اب مسئلہ کی تین صورتیں ہیں:

(۱) زوج اول خود ہی اُس سے نکاح کر لے، تو اس صورت میں وہ شوہر بالاتفاق آئندہ
تین طلاق کا مالک نہ ہوگا؛ بلکہ صرف مابقیہ طلاقوں کا ہی مالک ہوگا۔

(۲) عدت گزرنے کے بعد دوسرے شخص نے اُس سے نکاح کیا، پھر اُس نے جماع

سے قبل طلاق دے دی، پھر پہلے شوہر نے دوبارہ نکاح کیا، تو بھی بالاتفاق پہلا شوہر صرف مابقیہ طلاق ہی کا مالک ہوگا۔

(۳) اور اگر شوہر ثانی نے دخول کے بعد طلاق دی ہے، پھر شوہر اول نے عدت کے بعد نکاح کیا ہے، تو اس میں حضرات شیخین (حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام ابو یوسفؒ) کے نزدیک وہ دوبارہ تین طلاق کا مالک ہو جائے گا؛ اس لئے کہ زوج ثانی کا دخول ماقبل کی طلاقوں کو کالعدم کر دیتا ہے؛ لیکن حضرت امام محمدؒ کے نزدیک وہ صرف مابقیہ طلاقوں ہی کا مالک رہے گا۔

ولو تزوجها قبل إصاۃ الزوج الثاني كانت عنده بما بقي من الطلاق.

(كشف الأسرار شرح المنار ۳/۴۱)

وإذا تزوجت المطلقة واحدة أو ثنتين بزواج آخر، قال أبو حنيفة وأبو يوسف رحمهما الله: يهدم تطليقتين وتعود إلى الزوج الأول بثلاث تطليقاتٍ خلافاً لمحمد. (الفتاوى التاتارخانية / كتاب الطلاق ۱۵۳/۵ رقم: ۷۵۱۹ زكريا)

وقال محمد: لا يهدم ما دون الثلاث. (الهداية، كتاب الطلاق / باب الرجعة

۴۰۱/۲ دار الكتاب ديوبند)

والخلاف مقيّد بما إذا دخل بها وإن لم يدخل لا يهدم اتفاقاً. (سبک

الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۹۲/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

والزوج الثاني يهدم بالدخول، فلو لم يدخل لم يهدم اتفاقاً ما دون الثلاث أيضاً أي كما يهدم الثلاث إجماعاً؛ لأنه إذا هدم الثلاث فما دونها أولى. (الدر المختار مع الشامی / مطلب: مسألة الهدم ۵۲/۵ زكريا)

رجعت کو شرط پر معلق کرنا

رجعت کو شرط پر معلق کرنا معتبر نہیں، مثلاً اگر کوئی شخص بیوی سے یہ شرط لگائے کہ اگر تو گھر میں داخل ہوئی، یا تو نے فلاں کام کیا، تو میں نے تجھ سے رجعت کی، تو اس طرح کہنے سے

رجعت ثابت نہیں ہوگی۔

وتعليق الرجعة بالشرط باطل، وفي الظهيرية كما إذا قال: ”إذا جاء غد فقد راجعتك“ وفي الخلاصة الخانية، وكذا لو قال: ”إن كان غداً فقد راجعتك“ لم يكن رجعة، كما قال: ”تزوجتك غدا“ لا يصح. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الثاني والعشرون في مسائل الرجعة ۱۴۱۵ رقم: ۷۴۸۴ زكريا، شامي ۹۴۱۵ زكريا، الفتاوى الهندية ۴۷۰۱ زكريا، البحر الرائق ۸۳/۳، مجمع الأنهر ۲۷/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

روپیہ دے کر رجعت کرنا؟

مال کے بدلے رجعت کرنا جائز ہے، مثلاً اگر کوئی شخص بیوی کو ایک ہزار روپیہ دے اور کہے کہ میں نے اُس کے بدلہ تجھ کو اپنی بیوی بنا لیا اور بیوی اُس کو قبول کر لے، تو یہ تجدید نکاح اور مہر کی زیادتی کے درجہ میں ہو کر رجعت صحیح ہو جائے گی؛ لیکن اگر بیوی اس پیش کش کو قبول نہ کرے تو یہ رجعت درست نہ ہوگی۔

ولو قال: راجعتك بمهر ألف درهم إن قبلت المرأة ذلك صح وإلا فلا؛ لأنه هذه زيادة في المهر فيشترط قبولها، وهذا بمنزلة ما لو جدد النكاح، كذا في المحيط. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۶۹/۱ زكريا، الفتاوى التاتارخانية ۱۴۳/۵ رقم: ۷۴۹۴ زكريا، فتح القدير ۱۴۲/۴ زكريا، البحر الرائق ۸۳/۳)



الفاظ کنایہ سے طلاق کے مسائل

طلاق کنائی

صریح (وہ الفاظ جو صراحۃً طلاق پر دال ہوں) کے بالمقابل ”کنایہ“ کے الفاظ آتے ہیں، کنایہ کے معنی لغت میں پوشیدگی یا غیر واضح ہونے کے ہیں، اور اصطلاحاً طلاق کنائی کا مطلب یہ ہے کہ ایسے الفاظ سے طلاق دی جائے جو طلاق کے لئے موضوع یا معروف نہ ہوں؛ بلکہ اُن سے طلاق بھی مراد لی جاسکتی ہو، اور طلاق کے علاوہ دوسرے معنی بھی مراد لئے جاسکتے ہوں۔

جیسے کوئی شخص بیوی سے کہے کہ ”تو مجھ سے دور ہو جا“، تو اس سے طلاق بھی مراد ہو سکتی ہے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ اب تو مجھ سے الگ تھلگ رہ، میں تیری کوئی خیر خبر نہ لوں گا، تو ایسی صورت میں شوہر کی نیت یا قرآن کو دیکھ کر طلاق یا عدم طلاق کا فیصلہ کیا جائے گا۔

کنایۃ عند الفقهاء ما لم یوضع لہ ائی الطلاق، واحتملہ وغیرہ۔ (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب الکنایات ۵۲۶/۴ زکریا)

الکنایات ما خفی المراد منه، لتوارد الاحتمالات، لا تطلق بها إلا بنية، أو دلالة الحال۔ (حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق ۷۵/۳ بیروت، الہدایۃ ۳۷۳/۲، شامی، کتاب الطلاق / باب الکنایات ۵۲۶/۴ زکریا، الدر المختار ۵۲۶/۵، تبیین الحقائق ۷۵/۳)

الفاظ کنایہ سے وقوع طلاق کے بارے میں بنیادی اصول

حضرات فقہاء نے لکھا ہے کہ کنایہ کے طور پر جن الفاظ سے طلاق دی جاتی ہے وہ تین قسموں پر مشتمل ہیں:

(۱) وہ الفاظ جن میں طلاق کے معنی کا بھی احتمال ہے، اور طلاق کے مطالبہ کو مسترد کرنے کا بھی احتمال ہے، مثلاً: بیوی سے کہا کہ: ”تو گھر سے نکل جا، تو یہاں سے چلی جا، تو اُٹھ کھڑی ہو، تو میرے سامنے سے ہٹ جا، تو پردہ کر لے“ وغیرہ۔ تو ان الفاظ میں اگر شوہر طلاق کی نیت کرے تو وہ

بھی مراد ہو سکتی ہے، اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ شوہر محض دفع الوقت کے لئے اُس کو اپنے سامنے سے ہٹانے کا حکم دے رہا ہے۔

(۲) وہ الفاظ جن میں طلاق کے ساتھ ساتھ طعن و تشنیع کے معنی مراد لئے جاسکتے ہیں، مثلاً بیوی سے کہا کہ: ”تو بالکل کھوکھلی ہے، یا تو الگ تھلگ ہے، یا تو کسی کام کی نہیں“ وغیرہ۔ تو ان الفاظ میں طلاق بھی مراد ہو سکتی ہے، اور بیوی کی توہین و تحقیر بھی مراد لی جاسکتی ہے۔

(۳) ایسے الفاظ جن میں نہ تو تردید مراد ہو، اور نہ ہی طعن و تشنیع مراد ہو؛ بلکہ زیادہ تر وہ الفاظ طلاق کے مطالبہ کے جواب میں استعمال کئے جاتے ہوں، اگرچہ وہ طلاق کے لئے موضوع نہ ہوں، مثلاً کہا کہ: ”میں نے تجھ کو جدا کر دیا“ وغیرہ۔ (اس قسم کی مثال میں فقہاء نے ”تو آزاد ہے، تو عدت گذار لے“ جیسے الفاظ بھی لکھے ہیں، مگر اب وہ عرف میں صرف طلاق کے لئے استعمال ہونے لگے ہیں، اس لئے ان الفاظ سے بہر حال بلا نیت طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا)

والکنايات ثلاث: ما يحتمل الرد أو ما يصلح للسب أو لا ولا. فتحو: أخرجي، وأذهبي، وقومي، تقنعي تخمري استتري انطلقني، أغربي، أعزبي من الغربية أو من العزوبة، يحتمل ردًا، ونحو خلية، برية، حرام، بائن، ومرادفها: كتبة وبتلة يصلح سبًا، ونحو: اعتدي، واستبرئي رحمك، أنت واحدة، أنت حرة، اختاري، أمرك بيدك، سرحتك، فارقتك، لا يحتمل السب والرد. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكنايات ۵۲۸/۴-۵۳۲ زكريا، الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ۳۷۴/۱ قديم زكريا، بدائع الصنائع ۱۶۸/۳ زكريا)

الكنايات ثلاثة أقسام (ما يصلح جوابًا لا غير) أمرك بيدك، اختاري، اعتدي (وما يصلح جوابًا و ردًا لا غير) اخرجي، اذهبي، قومي استتري تخمري (وما يصلح جوابًا و شتمًا) خامية، برية، بنة بتلة، بائن، حرام. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ۳۷۴/۱ قديم زكريا، بدائع الصنائع ۱۷۰/۳-۱۷۱)

طلاق دینے والے کی تین حالتیں اور ان کا حکم

مذکورہ بالا تین طرح کے الفاظ کا موازنہ طلاق دینے والے شخص کی تین حالتوں سے کیا جائے گا:
الف:- اعتدال اور بشارت کی حالت:- یعنی نہ تو آدمی غصہ میں ہو اور نہ ہی بیوی یا کسی اور شخص کی طرف سے اُس سے طلاق کا مطالبہ کیا جا رہا ہو، تو ایسی صورت میں مذکورہ بالا تینوں طرح کے

الفاظ میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہوگا، اگر وہ کہے کہ میں نے طلاق کی نیت سے ان میں سے کوئی لفظ کہا ہے تو طلاق واقع ہوگی، اور اگر قسم کھا کر یہ کہے کہ میری مراد طلاق دینے کی نہیں تھی، تو اُس کی بات مانی جائے گی اور طلاق واقع نہ ہوگی۔

ففي حالة الرضا أي غير الغضب والمذاكرة تتوقف الأقسام الثلاثة تائيراً على نية للاحتمال، والقول له بيمينه في عدم النية، ويكفي تحليفها في منزله. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكنايات ۵۳۲/۴-۵۳۳ زكريا)

والأحوال ثلاثة: حالة الرضا وحالة مذاكرة الطلاق بأن تسأل هي طلاقها أو غيرها سأل طلاقها حالة الغضب ففي حالة الرضا لا يقع الطلاق في الألفاظ كلها إلا بالنية وفي حالة مذاكرة الطلاق يقع الطلاق في سائر الأقسام وفي حالة الغضب يصدق في جميع ذلك لاحتمال الرد والسب. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ۳۷۵/۱ قديم زكريا، مجمع الأنهر ۳۸/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

ب:- غیظ و غضب کی حالت:- اگر مذکورہ الفاظ ادا کرتے وقت شوہر غصہ میں ہو، تو تیسری قسم کے الفاظ (جیسے: میں نے تجھ کو جدا کر دیا، عدت گزار لے وغیرہ) میں بلا نیت طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا، اور پہلی اور دوسری قسم کے الفاظ میں شوہر کی نیت پر حکم کا مدار ہوگا، اگر وہ طلاق کی نیت کا اقرار کرے، تو طلاق واقع ہوگی ورنہ نہیں۔

وفي الغضب توقف الأولان إن نوى وقع وإلا لا. (الدر المختار ۵۳۳/۴ زكريا)

ج:- مذاکرہ طلاق کی حالت:- اور اگر شوہر نے طلاق کے مذاکرہ کے دوران (یعنی وہ پہلے سے طلاق کی دھمکی دے رہا ہو، یا بیوی اُس سے طلاق کا مطالبہ کر رہی ہو، یا مجلس میں موجود کوئی دوسرا شخص اُس کو طلاق دینے پر اصرار کر رہا ہو) کنایہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں تو دوسری اور تیسری قسم کے الفاظ میں بلا نیت طلاق واقع ہو جائے گی؛ البتہ پہلی قسم کے الفاظ میں شوہر کی نیت معلوم کی جائے گی، اگر وہ طلاق کی نیت کا اقرار کرے تو طلاق واقع ہوگی، اور اگر انکار کرے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

وفي مذاكرة الطلاق يتوقف الأول فقط، ويقع بأخيرين وإن لم ينو. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكنايات ۵۳۳ زكريا)

ایک نقشہ کے ذریعہ وضاحت

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب صورتوں کو درج ذیل نقشہ کے ذریعہ واضح فرمایا ہے:

| | | | |
|---------------------------|--|---|--|
| طلاق دینے والے کی حالتیں: | وہ الفاظ جو طلاق کے جواب اور تردید کا احتمال رکھیں: جیسے: خلیۃ (تو خالی ہے)، بریۃ (تو الگ تھلگ ہے) (نکل جا) (چلی جا) | وہ الفاظ جو جواب اور طعن و تشنیع کا احتمال رکھیں: جیسے: اعتدی (تو عدت کر لے)، استبرئی (اپنے رحم کو صاف کر لے) | وہ الفاظ جو صرف جواب پر مشتمل ہوں: جیسے: اعتدی (تو عدت کر لے)، استبرئی (اپنے رحم کو صاف کر لے) |
| حالت اعتدال | نیت لازم | نیت لازم | نیت لازم |
| حالت غیظ و غضب | نیت لازم | نیت لازم | بغیر نیت طلاق واقع |
| حالت مذاکرہ طلاق | نیت لازم | بغیر نیت طلاق واقع | بغیر نیت طلاق واقع |

(شامی ۵۳۴/۴ زکریا)

تنبیہ: - واضح ہو کہ جو الفاظ کنایہ میں شمار کئے گئے ہیں، اگر کوئی قرینہ اُن کے ساتھ ایسا ملحق ہو جائے جس سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہو کہ اُس سے طلاق مراد ہے یا نہیں؟ تو پھر وہ الفاظ کنایہ میں شامل نہیں رہتے؛ بلکہ صریح کے درجہ میں آ جاتے ہیں، مثلاً بیوی سے یہ کہا کہ: ”تو میرے نکاح سے آزاد ہے“ تو بلا نیت بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔ اس کے برخلاف اگر یہ کہا کہ: ”تو میری طرف سے گھر میں ہر طرح تصرف کرنے میں آزاد ہے“ تو اس سے نیت کے باوجود بھی طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۵۱۹)

فیذا قال: ”رہا کردم“ أي سرحتك يقع به الرجعي، مع أنه أصله كناية أيضاً، وما ذاك إلا لأنه غلب في عرف الفرس استعماله في الطلاق، وقد مر أن الصريح ما لم يستعمل إلا في الطلاق من أي لغة كانت. (شامی ۲۹۹/۳ کراچی، ۵۰۳/۲ کوئٹہ)

ولو قال الرجل لامرأته: ”ترا چنگ باز داشتم آو بہشتم آویله کردم ترا“ ویانے کشادہ کردم ترا“ فہذا کله طلقته عرفاً..... وکان الشیخ الإمام ظہیر الدین المرغینانی یفتی فی قوله ”بہشتم“ بالوقوع بلا نية. (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الطلاق / الفصل السابع فی الطلاق بالالفاظ الفارسیۃ ۳۷۹/۱ قدیم زکریا، فتاویٰ قاضی خان ۴۶۹/۱ زکریا)

نیز بعض کنائی الفاظ اگر معاشرہ میں طلاق ہی کے لئے عموماً استعمال ہونے لگیں، تو وہ بھی صریح الفاظ طلاق کے درجہ میں آ جاتے ہیں، مثلاً بیوی سے یہ کہنا کہ: ”تو مجھ پر حرام ہے، یا تو آزاد ہے“، یہ عرفاً طلاق ہی کے لئے مستعمل ہے، تو ان الفاظ سے بلا نیت طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا۔ اسی

طرح بعض علاقوں مثلاً بہار وغیرہ میں بیوی کو جواب دینے کا لفظ طلاق کے لئے عام مستعمل ہے، وہاں بھی لفظ جواب سے بلا نیت طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا۔

وإن الحرام في الأصل كناية يقع بها البائن؛ لأنه لما غلب استعماله في الطلاق لم يبق كناية، ولذا لم يتوقف على النية أو دلالة الحال. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ۵۳۰/۴ زکریا)

(أنت علي حرام) والفتوى على أنه يقع الطلاق البائن وإن لم ينو لغلبة استعمال هذه اللفظة في هذه البلاد. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في الكنايات ۴۴۸/۴ رقم: ۶۶۳۷ زکریا)

كل حل علي حرام أو أنت علي حرام أو حلال الله علي حرام، حيث قال المتأخرون: إنه بائن بلا نية لغلبة الاستعمال بالعرف. (المحيط البرهاني ۳۷۱/۳ رشيدية، حاشية الطحطاوي على الدر المختار ۱۱۴/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، البحر الرائق ۳۰۰/۳ کوئٹہ) درج بالا اصولی گفتگو کے بعد چند ضروری جزئیات کو ذیل میں درج کیا جا رہا ہے:

بیوی سے کہا: ”عدت کر لے“

عام طور پر کنایہ کے الفاظ سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے؛ لیکن اگر ایسا لفظ بولا جس سے دلالت طلاق مراد لینا متعین ہو یا وہ طلاق کے لوازم میں سے ہو، مثلاً کہا کہ: ”تو عدت گزار لے“ تو اس سے طلاق رجعی واقع ہوتی ہے (اس لئے کہ یہاں طلاق دینے کا لفظ محذوف ہے، گویا کہ اُس نے یہ کہا ہے کہ: ”میں طلاق دے چکا، اب تو عدت گزار لے“، پس اس ضمنی صراحت کی وجہ سے طلاق رجعی ہوگی)

والواقع بالكنايات بائن عندنا إلا الواقع بثلاثة اعتدي واستبرئي رحك
أنت واحدة يقع بها واحدة رجعية. (فتاوى قاضي خان ۴۶۹/۱ زکریا، ۲۸۵/۱ مكتبة
الإتحاد ديوبند، الفتاوى الهندية ۳۷۵/۱، شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ۵۳۴/۴ زکریا، مجمع
الأنهر ۳۵/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب الكنايات ۵۱۸/۳ زکریا)

ولو قال اعتدي واستبرئي رحمك وأنت واحدة فهذه الألفاظ في حكم الصريح على معنى أن الواقع بها رجعي. (الفتاوى الولوالجية، كتاب الطلاق / الفصل الأول ۱۱/۲ دار الإيمان سہارنپور، الفقہ الاسلامی وأدلته / الرجعة ۱۵/۷، ۴، الهدی انٹرنیشنل دیوبند)

کہا: ”دوسرا شوہر تلاش کر لے“

اگر کسی شخص نے طلاق دینے کی نیت سے اپنی بیوی سے کہا کہ: ”تو دوسرا شوہر تلاش کر لے“، تو اُس کی بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی، حتیٰ کہ اگر اس لفظ سے دو یا تین طلاق کی نیت کی ہو، تو بیوی پر دو یا تین طلاق واقع ہوں گی۔

وبابتغي الأزواج تقع واحدة بائنة إن نواها أو اثنتين أو ثلاث إن نواها، كذا في شرح الوقاية. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات ۳۷۵/۱ قدیم زکریا)

وما سواها يقع بها واحدة بائنة إلا أن ينوي ثلاثاً فيقعن، ولا تصح نية الثنتين، وهي إلى أن قال: ابتغي الأزواج. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / فصل في الكنايات ۳۶/۲ مكتبة فقيه الأمة دیوبند، البحر الرائق ۵۲۱/۳ زکریا، وكذا في النهر الفائق ۳۵۸/۲-۳۶۰ زکریا، الهداية ۳۸۹/۲ المكتبة النعمية دیوبند، الفقہ الاسلامی وأدلته ۱۵/۷، ۴، ۱۶، الهدی انٹرنیشنل دیوبند)

کہا: ”میں تیرا شوہر نہیں ہوں“

اگر شوہر طلاق کی نیت سے اپنی بیوی سے کہے کہ: ”میں تیرا شوہر نہیں ہوں“، تو بیوی پر ایک طلاق واقع ہو جائے گی، ہاں اگر شوہر یہ دعویٰ کرے کہ میں نے جھوٹ بولا ہے تو پھر اس کی تصدیق کی جائے گی اور طلاق واقع نہیں ہوگی۔

أو قال لها: ما أنا بزواجك، فإن قال: أردت به الكذب يصدق في الرضا والغضب جميعاً ولا يقع الطلاق، وإن قال: نويت الطلاق يقع الطلاق في قول أبي حنيفة. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق، الفصل

الخامس في الكنايات ۳۷۵/۱ قديم زكريا، بدائع الصنائع ۱۷۱/۲ زكريا، الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ۴۶۷/۴ رقم: ۶۶۸۷ زكريا، مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ۴۰/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، تبين الحقائق ۸۳/۲ زكريا، المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / نوع آخر في قوله: لست لي بامرأة، وما يتصل به ۳۸۲/۳ كوئنه، ۴۳۴/۴ رقم: ۴۷۷۴ - ۴۷۷۱ بیروت

بیوی نے کہا: ”تو میرا شوہر نہیں ہے“

اگر بیوی نے شوہر سے کہا کہ: ”تو میرا شوہر نہیں ہے“ اور شوہر بھی طلاق کی نیت سے اُس کی تصدیق کر دے، تو دونوں کے درمیان نکاح ختم ہو جائے گا۔

ولو قالت المرأة لزوجها: لست لي بزوجة، فقال الزوج: صدقت ونوى به الطلاق، يقع في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى، كذا في فتاوى قاضي خان. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات ۳۷۵/۱ قديم زكريا، فتاوى قاضي خان ۴۶۷/۱ زكريا، فتح القدير ۶۰/۴ زكريا، الفتاوى الولوالجية ۱۶/۲ مكتبة دار الإيمان سهارنفور، الدر المختار مع الشامي ۵۰۷/۴ زكريا، البحر الرائق ۵۳۰/۳ زكريا، حاشية جلیبی علی تبیین الحقائق ۸۳/۲ زكريا)

کہا: ”میں اس کو اپنی بیوی نہیں سمجھتا“

بیوی کے بارے میں کہا کہ: ”میں اس کو اپنی بیوی نہیں سمجھتا“ تو اگر طلاق کی نیت یا اس کا قرینہ پایا جائے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۶۱/۹)

لست لك بزوجة أو لست لي بامرأة، أو قالت له: لست لي بزوجة، فقال: صدقت، طلاق إن نواه. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ۵۰۷/۴ زكريا، ۲۸۳-۲۸۲/۳ کراچی، صحیح البخاری ۷۹۴/۲)

عن شيبة قال: سألت الحكم وحماداً عن الرجل يقول: لست لي بامرأة،

فقال الحكم: إن نوى طلاقاً فهي واحدة بائة. وقال حماد: إن نوى طلاقاً فهي واحدة وهو أحق بها. (المصنف لعبد الرزاق ۳۶۸/۶ رقم: ۱۱۲۲۴ المجلس العلمي، بدائع الصنائع ۱۷۱/۲ زكريا، الفتاوى البزازية ۱۹۶/۴ زكريا، خلاصة الفتاوى ۹۷/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاوى الولوالجية ۱۶/۲ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

کہا: ”تو میری بیوی نہیں ہے“

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے طلاق کی نیت سے یہ کہے کہ: ”تو میری بیوی نہیں ہے“ تو ایک طلاق واقع ہو جائے گی؛ لیکن اگر شوہر یہ کہے کہ میں تو جھوٹ موٹ کہہ رہا تھا، میرا مقصد طلاق دینے کا نہ تھا تو بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۸۹/۹)

ولو قال لامرأته لست لي بامرأة، فإن قال: أردت به الكذب يصدق في الرضا والغضب جميعاً ولا يقع الطلاق. (الدر المختار مع الشامی ۶۲۳/۲ کراچی)

وإن قال: نويت الطلاق يقع الطلاق في قول أبي حنيفة. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق، الفصل الخامس في الكنايات ۳۷۵/۱ قدیم زکریا)

قال الزهري: إن قال: ما أنت بامرأتي نيته، وإن نوى طلاقاً فهو ما نوى. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق / باب الطلاق في الإغلاق والكره والسكران والمجنون ۷۹۴/۲، المصنف لعبد الرزاق، كتاب الطلاق / باب لست لي بامرأة ۳۶۸/۶ رقم: ۱۱۲۲۴، بدائع الصنائع ۱۷۱/۲ زكريا، الفتاوى التاتارخانية ۴۶۷/۴ رقم: ۶۶۸۷ زكريا، الفتاوى البزازية ۱۹۶/۴ زكريا، خلاصة الفتاوى ۹۷/۲، الفتاوى الولوالجية ۱۶/۲ دار الإيمان)

کہا: ”میں نے نکاح ختم کر دیا“

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”میں نے تجھ سے اپنا نکاح ختم کر دیا“ تو طلاق واقع ہو جائے گی، اب اگر اُس نے ایک طلاق کی نیت کی ہے، تو اُس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہوگی، اور اگر تین طلاق کی نیت سے کہا تو پھر تینوں طلاق واقع ہو جائیں گی۔

ولو قال: فسخت النكاح ونوى الطلاق يقع، وعن أبي حنيفة إن نوى ثلاثاً فثلاث، كذا في معراج الدراية. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الخامس في الكنايات ۳۷۵/۱ زكريا، بدائع الصنائع ۱۷۲/۲ زكريا، فتاوى قاضي خان ۴۶۸/۱ زكريا، الفتاوى البزازية ۱۹۶/۴ زكريا، النهر الفائق ۳۶۰/۲ زكريا، الفتاوى التاتارخانية ۴۶۲/۴ رقم: ۶۶۷۴ زكريا، سكب الأنهر في شرح ملتقى الأبحر ۴۰/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الباب الخامس في الكنايات ۴۳۵/۴ رقم: ۴۷۷۵)

کہا: ”تیرے میرے درمیان نکاح باقی نہیں ہے“
اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ ”تیرے اور میرے درمیان نکاح باقی نہیں رہا ختم ہو گیا“، تو اگر اُس نے طلاق کی نیت کر لی اُس کی بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہو جائے گی۔
ولو قال لها لا نكاح بيني وبينك، أو قال: لم يبق بيني وبينك نكاح، يقع الطلاق إذا نوى. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الخامس في الكنايات ۳۷۵/۱ زكريا، خانية ۴۶۸/۱ زكريا، الفتاوى البزازية ۱۹۶/۴ زكريا، خلاصة الفتاوى ۹۷/۲، الفتاوى التاتارخانية ۴۶۰/۴ رقم: ۶۶۸۸ زكريا، الفتاوى الولوالحية ۱۵۲/۲ مكتبة دار الإيمان سہارنپور)
لا نكاح بيني وبينك وما شاكلها إذا نوى الطلاق بهذه الألفاظ يقع بائناً. (الفتاوى التاتارخانية ۴۶۰/۴ رقم: ۶۶۶۹ زكريا)

کہا: ”اپنی زوجیت سے علیحدہ کرتا ہوں“
بیوی سے کہا کہ ”میں تجھے اپنی زوجیت سے علیحدہ کرتا ہوں“ تو اس لفظ سے ایک طلاق بلا نیت واقع ہو جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۸۸/۹)

ويقع بابرأتك عن الزوجية بلا نية (الدر المختار) قوله بلا نية: في حال الغضب وغيره (الفتاوى التاتارخانية) ومقتضاه أنه طلاق صريح، وفيه نظر، وفي كنايات الجوهرى أنا بريء من نكاحك يقع إن نوى. (الدر المختار مع الشامي،

کتاب الطلاق / باب الصریح، مطلب فی قولہم: الیوم متی قُرْن بفعل ممتد ۴۹۳/۴-۴۹۵ زکریا، الفتاوی التاتاریخانیة ۴۶۹/۴ رقم: ۶۶۹۲ زکریا، خلاصة الفتاوی / کتاب الطلاق ۹۸/۲ المکتبة الأشرفیة دیوبند، الفتاوی الہندیة، کتاب الطلاق / الباب الخامس فی الکنايات ۳۷۶/۱ دار إحياء التراث العربی بیروت، المحيط البرہانی ۴۳۵/۴ رقم: ۴۷۷۷

بیوی سے کہا: ”جا، شادی کر لے“

طلاق کی نیت سے بیوی سے کہا کہ: ”جا، شادی کر لے“ تو ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔
عن إبراهیم قال لامرأته: اذهبی فانکحي لیس بشيء إلا أن یکون نوى طلاقاً فهي واحدة وهو أحق بها. (المصنف لعبد الرزاق، کتاب الطلاق / باب اذهبی فانکحي ۳۶۶/۶ رقم: ۱۱۲۱۴)

ويؤيده ما في الذخيرة: اذهبی وتزوجي لا يقع إلا بالنية، وإن نوى فهي واحدة بآئنة. (شامي، کتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ۵۵۱/۴ زکریا، ۳۱۴/۳ کراچی، الفتاوی التاتاریخانیة ۴۶۱/۴ رقم: ۶۶۷۲ زکریا، منحة الخالق علی البحر الرائق ۵۲۵/۳)

بیوی سے کہا کہ: ”میں تجھے نہیں چاہتا ہوں“

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ: ”مجھے تم سے محبت نہیں ہے اور میں تمہیں نہیں چاہتا“ تو اس کہنے سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، اگرچہ شوہر نے طلاق کی نیت کی ہو۔
إذا قال: لا أريدك أو لا أحبك أو لا أشتهيك أو لا رغبة لي فيك فإنه لا يقع، وإن نوى في قول أبي حنيفة، كذا في البحر الرائق. (الفتاوی الہندیة ۳۷۵/۱، شامي ۵۲۶/۴ زکریا، البحر الرائق ۵۲۸/۳ دار الکتاب دیوبند، خانية علی الہندیة ۴۶۸/۱، الفتاوی الولوالحية ۱۷/۲)

کہا: ”مجھ سے دور ہو جا“

طلاق کی نیت سے بیوی سے کہا کہ: ”مجھ سے دور ہو جا“ تو اس سے ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی، اور اگر طلاق کی نیت نہ ہو تو کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

ولو قال أبعدني عني ونوى الطلاق يقع، كذا في فتاوى قاضي خان.
(الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الخامس في الكنايات ۳۷۶/۱ زكريا، خانية على الهندية
۴۶۸/۱، الفتاوى التاتارخانية ۴۶۲/۴ رقم: ۶۶۷۴ زكريا، الفتاوى الولوالجية ۱۷/۲)

کہا: ”اپنی سہیلیوں کے پاس چلی جا“

اگر کسی شخص نے بیوی سے کہا کہ: ”تو اپنی سہیلیوں کے پاس جا کر رہ“، اور اُس کا مقصد طلاق دینا ہو تو بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔

وفي الحقي برفقتك يقع إذا نوى، كذا في البحر الرائق. (الفتاوى الهندية،

كتاب الطلاق / الباب الخامس في الكنايات ۳۷۵/۱ زكريا، البحر الرائق ۵۲۴/۳)

کہا: ”میرے یہاں سے نکل جا“

بیوی سے کہا کہ: ”میرے یہاں سے نکل جا“ تو اگر طلاق کی نیت کی یا نہ کرے طلاق میں یہ جملہ بولا تو طلاق پڑے گی ورنہ نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۹۳/۹)

قال في الدر المختار: فبحو اخرجي واذهي وقومي، يحتمل ردًا
وفي الغضب توقف الأولان أي ما يصلح ردًا وجوابًا. (الدر المختار مع الشامي،
كتاب الطلاق / باب الكنايات ۵۲۹/۴-۵۳۳ زكريا، ۲۹۸/۳-۳۰۱ کراچی)

”تجھ کو نہیں رکھوں گا، تجھ کو چھوڑ دیا“

”تجھ کو نہیں رکھوں گا“، یہ مستقبل کا صیغہ ہے، اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ لیکن ”تجھ کو چھوڑ دیا“ کہنے سے ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۶۷۹/۶)

ثم فرق بينه وبين سرحتك، فإن سرحتك كناية، فإذا قال: ”رہا کردم“ أي سرحتك، يقع به الرجعي، مع أن أصله كناية أيضًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب

بخلاف قوله ”کنم“ لأنه استقبال فلم يكن تحقيقاً للشك. وفي المحيط: قال بالعربية أطلق لا يكون طلاقاً. (خلاصة الفتاوى / كتاب الطلاق ۸۱/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند، الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السابع في الطلاق بألفاظ الفارسية ۳۸۴/۱ زکریا)

قيد بالاختیار؛ لأنه لو قال: طلقني نفسك، فقالت: أنا أطلق لا يقع. (البحر الرائق / باب تفويض الطلاق ۳۱۴/۳ کوئٹہ)

بیوی سے کہا: ”کبھی میرے پاس نہ آنا“

”کبھی میرے پاس نہ آنا“ کہنے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم

دیوبند ۹/۲۲)

کہا: ”اللہ نے تیری طلاق کا فیصلہ کر دیا“

بیوی سے کہا کہ: ”اللہ نے تیری طلاق کا فیصلہ کر دیا“ تو اس سے بلا نیت کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ البتہ اگر طلاق کی نیت سے یہ جملہ ادا کرے گا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

رجل قال لامرأته قضی اللہ طلاقک لم یکن طلاقاً إلا أن ینوی.

(الفتاویٰ الهندية ۳۵۹/۱، خلاصة الفتاوى / كتاب الطلاق ۸۲/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)



تحریری طلاق کے مسائل

بلا شرط تحریری طلاق

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کے نام خط میں صاف الفاظ میں لکھا، ”اے فلاں بنت فلاں تجھے طلاق“ یا ”میں نے فلاں بنت فلاں کو طلاق دی“ تو اس تحریر کے لکھتے ہی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی، بیوی تک طلاق نامہ پہنچنا اور بیوی کا اُس کو وصول کرنا طلاق واقع ہونے کے لئے شرط نہیں۔

ثم إن كتب على وجه المرسوم ولم يعلقه بشرط، بأن كتب: أما بعد! يا فلانة فأنت طالق، وقع الطلاق عقيب كتابة لفظ ”الطلاق“ بلا فصل، لما ذكرنا أن كتابة قوله: ”أنت طالق“ على طريق المخاطبة بمنزلة التلطف بها. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ زكريا)

الكتابة على نوعين: إن كانت مرسومة يقع الطلاق نوى أو لم ينو. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ زكريا، كذا في فتاوى قاضي خان ۴۷۱/۱، بدائع الصنائع ۱۷۳/۳-۱۷۴، شامي ۴۵۶/۴ زكريا، خلاصة الفتاوى ۹۱/۲، المحيط البرهاني ۴۸۴/۴ رقم: ۴۹۲۰ المجلس العلمي)

طلاق نامہ ملنے کی شرط پر تحریری طلاق

اگر طلاق نامہ میں لکھا کہ ”جب تجھے میرا یہ خط پہنچے تو تجھے طلاق“ تو فوراً طلاق واقع نہ ہوگی بلکہ طلاق نامہ بیوی تک پہنچنے پر طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا؛ البتہ اس صورت میں طلاق

کتاب المسائل جلد: ۵ ۱۳۱ تحریری طلاق کے مسائل
واقع ہونے کے لئے بیوی کا طلاق نامہ پڑھنا شرط نہیں ہے؛ بلکہ صرف طلاق نامہ پہنچنا کافی
ہے۔ (مستفاد: ہشتی زیور ۱۳/۵۱۳ کراچی)

وإن علق طلاقها بمجيء الكتاب بأن كتب: إذا جاءك كتابي فأنت
طالق، فجاءها الكتاب فقرأته أو لم تقرأ يقع الطلاق، كذا في الخلاصة. (شامي،
كتاب الطلاق / مطلب في الطلاق بالكتابة ۴/۵۶ زکریا، وهكذا في الفتاوى التاتارخانية ۴/۵۲۸ رقم:
۶۸۳۶-۶۸۳۷ زکریا، الفتاوى الولوجية ۲/۸۰-۷۹، خلاصة الفتاوى ۲/۹۱)
وإن علقه بشرط الوصول إليها بأن كتب: إذا وصل كتابي إليك فأنت
طالق، لا يقع الطلاق حتى يصل إليها. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكتابة
۳/۱۷۴ زکریا، المحيط البرهاني ۴/۴۸۶ رقم: ۴۹۲۸)

طلاق کا مضمون پڑھ کر دستخط کرنا

اگر کسی دوسرے شخص نے طلاق نامہ لکھ کر دیا اور شوہر نے پڑھ کر بلا جبر واکراہ اُس پر
دستخط کر دئے، تو اُس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی۔
رجل استكتب من رجل آخر إلى امرأته كتاباً بطلاقها، وقرأه على الزوج،
فأخذته وطواه وختم وكتب في عنوانه وبعث به إلى امرأته، فأتاها الكتاب، وأقرَّ
الزوج أنه كتابه، فإن الطلاق يقع عليها. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس
في الطلاق بالكتابة ۱۱/۳۷۹ زکریا، شامي ۴/۵۶ زکریا، الفتاوى التاتارخانية ۴/۵۳۱ رقم: ۶۸۴۳
زکریا، المحيط البرهاني ۴/۴۸۶ رقم: ۴۹۲۸، خلاصة الفتاوى ۲/۹۲)

طلاق نامہ پر دھوکہ سے شوہر کے دستخط کرانا

اگر کسی دوسرے نے طلاق نامہ لکھ کر شوہر سے دھوکہ سے دستخط کرائے اور شوہر نے
مضمون پڑھے بغیر دستخط کر دئے، بعد میں اُس کو معلوم ہوا کہ اُس کی بیوی کے نام وہ طلاق نامہ
تھا، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

و كذلك كل كتاب لم يكتبه بخطه، ولم يمله بنفسه، لا يقع به الطلاق إذا لم يقر أنه كتابه، كذا في المحيط. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۹/۱ زكريا، شامي / كتاب الطلاق ۴۵۶/۴ زكريا، الفتاوى التاتارخانية ۵۳۱/۴-۵۳۲ رقم: ۶۸۴۳ زكريا، ۳۸۰/۳ كراچی)

و كذلك كل كتاب لم يكتبه بخطه ولم يمله بنفسه، لا يقع به الطلاق، إذا لم يعلم أنه كتابه. (المحيط البرهاني ۴۸۶/۴ رقم: ۴۹۲۹، شامي ۴۵۶/۴ زكريا)

سادہ کاغذ پر انگوٹھا لگانے سے طلاق نہیں ہوتی

سادہ کاغذ پر الفاظ طلاق لکھے بغیر محض انگوٹھا لگانے سے کوئی طلاق واقع نہیں ہوتی، تندرست (بولنے پر قادر) آدمی کے لئے طلاق دینے کے لئے الفاظ طلاق کا تلفظ یا بیوی کی عدم موجودگی میں اُن کو کاغذ پر لکھنا ضروری ہے، اس کے بغیر طلاق واقع نہیں ہوگی۔

كل كتاب لم يكتبه بخطه، ولم يمله بنفسه، لا يقع به الطلاق إذا لم يقر أنه كتابه، كذا في المحيط. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۹/۱ زكريا، شامي / كتاب الطلاق ۴۵۶/۴ زكريا، الفتاوى التاتارخانية ۵۳۱/۴-۵۳۲ رقم: ۶۸۴۳ زكريا، ۳۸۰/۳ كراچی)

بیوی کے سامنے تحریر لکھ کر طلاق دینا

اگر کسی ایسے شخص نے جو خود بولنے پر قادر تھا، بیوی کے سامنے کاغذ وغیرہ پر لکھ کر طلاق دی اور زبان سے کچھ نہیں کہا، تو اس سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ جو شخص بیوی کے سامنے بولنے پر قادر ہو تو اُس کی تحریر زبانی طلاق دینے کے قائم مقام نہیں ہو سکتی، عام کتب فتاویٰ میں یہی تحریر ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ۲۱۲/۱۸، منتخبات نظام الفتاویٰ ۱۶۲۲-۱۶۲۶)

إسماء الأخرس و كتابته كالبيان (الدر المختار) بأن الأخرس الخلقي لا

يعرف الكتابة، ولا يمكن تعريفه إياها، لكن في الدر المنتقى عن الأشباه: أنه في حق الآخرس يشترط أن يكون معنوئاً وإن لم يكن لغائب، وظاهره أن المعنون من الناطق الحاضر غير معتبر. (شامي، كتاب الخنثى / مسائل شتى ٤٦١/١٠ زكريا، ٧٣٧/٦ كراچی)

نوٹ :- لیکن اس مسئلہ میں دوسرا نقطہ نظریہ ہے کہ اگر اکراہ کی صورت نہ پائی جائے، اور شوہر باقاعدہ طلاق نامہ بیوی کے نام مرتب کر کے دستخط کے ساتھ خود اُس کے ہاتھ میں دے، اور زبان سے کچھ نہ کہے، تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔ (فتاویٰ دارالعلوم زکریا ۱۵۹/۳-۱۶۰ زمزم پبلشرز کراچی) اس نقطہ نظر کا استدلال درج ذیل جزئیہ سے ہے:

ثم الكتابة على ثلاثة أوجه: مستبين مرسوم أي معنون وهو يجري مجرى النطق في الحاضر والغائب على ما قالوا، ومستبين غير مرسوم كالكتابة على الجدار وأوراق الأشجار، وهو ليس بحجة إلا بالبينة والبيان، وغير مستبين كالكتابة على الهواء والماء وهو بمنزلة كلام غير مسموع، فلا يثبت به الحكم. (الفتاوى الهندية، كتاب الخنثى / مسائل شتى ٤٤٢/٦ قديم زكريا)

بریں بنا اگر کسی جگہ ضروری ہو تو اس پر بھی فتویٰ دیا جاسکتا ہے۔

کاتب کو طلاق لکھنے کا حکم دیا لیکن اُس نے نہیں لکھا

کسی کاتب سے کہا کہ میری بیوی کی طلاق لکھ دے؛ لیکن کاتب نے طلاق نامہ نہیں لکھا، پھر بھی اُس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی؛ اس لئے کہ کاتب کو طلاق لکھنے کا حکم دینا بجائے خود طلاق کا اقرار ہے، اور اقرار سے طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱۶۰/۹) ولو قال للكاتب أكتب طلاق امرأتي كان إقراراً بالطلاق وإن لم يكتب.

(شامي ٤٥٦/٤ زكريا، ٢٣٦/٣ كراچی، الفتاوى التاتارخانية ٥٣١/٤ رقم: ٦٨٤٢ زكريا، الفتاوى

البزازية على هامش الهندية ١٧٨/٤، البحر الرائق ٤٢٨/٣ زكريا)

وکیل سے ایک طلاق لکھنے کو کہا تھا اُس نے تین لکھ دی

وکیل سے کہا کہ میری بیوی کو ایک طلاق لکھ دو، اُس نے تین لکھ دی، تو ایک طلاق تو فوراً واقع ہو جائے گی، اور باقی دو طلاقیں شوہر کی نیت و ارادہ پر موقوف ہوں گی؛ لہذا اگر شوہر نے اُن تینوں کو بھی نافذ کر دیا تو تینوں واقع ہو جائیں گی اور دو کو نافذ کیا تو دو واقع ہوں گی، اور اگر مابقیہ دونوں کی تردید کر دی تو صرف پہلی والی ایک طلاق واقع ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۱۸۳)

المستفاد: وإذا قال لغيره: "طلق امرأتي واحدة رجعية" فطلقها واحدة بائنة. أو قال له: "طلقها واحدة بائنة" فطلقها واحدة رجعية تقع تطليقة واحدة على حسب ما أمره الزوج. ذكره في الأصل. وفي اللؤلؤ الجية: رجل وكل وكيلاً أن يطلق امرأته، فطلق الوكيل ثلاثاً؛ فإن نوى الزوج ثلاثاً صح، وإن لم ينو لا يصح عند أبي حنيفة رحمه الله تعالى. (الفتاوى النظارية ۴/۹۷۱ رقم: ۶۷۵۶ زكريا)

ولو قال: طلقي نفسك واحدة فطلقت نفسها ثلاثاً لم يقع شيء في قول أبي حنيفة، وقال أبو يوسف ومحمد: يقع واحدة. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل وأما قوله طلقي نفسك ۳/۱۹۶ زكريا، المحيط البرهاني ۳/۳۸۹، تبين الحقائق ۳/۹۷۱)

سادہ کاغذ پر صرف لفظ ”طلاق“ لکھ کر بیوی کو بھیجنا

اگر بیوی کے پاس سادہ کاغذ پر طلاق کی نیت سے صرف لفظ ”طلاق“ لکھ کر بھیج دیا تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۵۸۳، تبیل، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۹۷۱)

كتب الطلاق إن مستتبناً على نحو لوح وقع إن نوى. (الدر المختار) هذا في المکتوب على غير وجه الرسم والرسالة. (طحطاوي على الدر ۲/۱۱۱ بیروت، شامي ۴/۵۶۷ زكريا، ومثله في الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۱/۳۷۸ زكريا)

پرچے پر تین طلاق لکھ کر پھاڑ دیا

اگر کسی شخص نے پرچے پر اپنی بیوی کے نام یہ لکھا کہ ”تجھے تین طلاق“ پھر پرچے کو پھاڑ دیا تو اُس کی بیوی پر تین طلاق لکھتے ہی واقع ہو جائے گی؛ اس لئے کہ لکھ کر پرچہ پھاڑنے سے لکھی ہوئی طلاق کا عدم نہیں ہوتی؟

ثم المرسومة لا تخلوا إما أن أرسل الطلاق بأن كتب: أما بعد! فأنت طالق، فكما كتب هذا، يقع الطلاق، وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ قديم زكريا، شامي ۴۵۶/۴ زكريا، الفتاوى الولوالجية ۷۹/۲، وكذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في إيقاع الطلاق بالكتاب ۵۲۸/۴ رقم: ۶۸۳۵ زكريا)

ثم إن كتب على وجه المرسوم ولم يعلقه بالشرط بأن كتب أما بعد! يا فلانة فأنت طالق، وقع الطلاق عقيب كتابة لفظ ”الطلاق“ بلا فصل. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱، وهكذا في الفتاوى التاتارخانية ۵۲۸/۴ رقم: ۶۸۳۶ زكريا، الفتاوى الولوالجية ۷۹/۲، شامي ۴۵۶/۴ زكريا)

بیوی نے طلاق نامہ پھاڑ دیا یا جلادیا

اگر بیوی نے مرسومہ طلاق نامہ پڑھے بغیر اسے پھاڑ دیا یا جلادیا تو اس سے لکھی ہوئی طلاق پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، طلاق بہر صورت واقع ہو جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۲۳ ڈبھیل)

ثم المرسومة لا تخلوا إما أن أرسل الطلاق بأن كتب: أما بعد! فأنت طالق، فكما كتب هذا، يقع الطلاق، وتلزمها العدة من وقت الكتابة. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ قديم زكريا، شامي ۴۵۶/۴ زكريا، الفتاوى الولوالجية ۷۹/۲، وكذا في الفتاوى التاتارخانية ۵۲۸/۴ رقم: ۶۸۳۵ زكريا)

زبردستی طلاق لکھنے یا دستخط کرنے پر مجبور کرنا

اگر کسی شخص کو ڈرا دھمکا کر طلاق لکھنے یا طلاق نامہ پر دستخط کرنے پر مجبور کیا گیا اور اُس نے مار پیٹ کے خوف سے الفاظ طلاق تحریر کر دئے یا دستخط کر دئے اور زبان سے کچھ نہ کہا تو اس سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

رجل أكره بالضرب والحبس على أن يكتب طلاق امرأته فلانة بنت فلان بن فلان، فكتب: امرأته فلانة بنت فلان بن فلان طالق، لا تطلق امرأته؛ لأن الكتابة أقيمت مقام العبارة باعتبار الحاجة ولا حاجة ههنا. (فتاوى قاضي خان، كتاب الطلاق / فصل في الطلاق بالكتابة ۴۷۲/۱ زكريا، الفتاوى الهندية ۳۷۹/۱، وهكذا في الفتاوى التاتارخانية ۵۳۲/۴ رقم: ۶۸۴۳ زكريا، الفتاوى الولوالجية ۹۹/۲)

رجل أكره بالضرب والحبس على أن يكتب طلاق امرأته فكتب فلانة بنت فلان امرأته طالق. وفي الحاوي: ولم يعبر بلسانه لا تطلق. (الفتاوى التاتارخانية ۵۳۲/۴ رقم: ۶۸۴۳ زكريا، المحيط البرهاني ۴۲۹/۶ كوثنه، الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ قديم زكريا)

”ای میل“ کے ذریعہ طلاق

”ای میل“ کے ذریعہ جو طلاق نامہ بھیجا جائے، اُس سے بھی طلاق واقع ہو جائے گی، جب کہ یہ یقین ہو کہ یہ میل شوہر ہی نے بھیجا ہے۔

ثم إن كتب على وجه المرسوم ولم يعلقه بشرط بأن كتب: أما بعد! يا فلانة فأنت طالق، وقع الطلاق عقيب كتابة لفظ ”الطلاق“ بلا فصل، لما ذكرنا أن كتابة قوله: ”أنت طالق“ على طريق المخاطبة بمنزلة التللف بها. (بدائع الصنائع ۲۴۰/۴ بيروت، وهكذا في الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ قديم زكريا، شامي، كتاب الطلاق / مطلب في الطلاق بالكتابة ۴۵۶/۴ زكريا، الفتاوى

الولوالحیة ۷۹/۲، ومنله فی الفتاوی التاتارخانیة، کتاب الطلاق / الفصل السادس فی إیقاع الطلاق
بالکتاب ۵۲۸/۴ رقم: ۶۸۳۵ زکریا

موبائل پر میسج کے ذریعہ طلاق

اگر شوہر نے بیوی کے موبائل پر طلاق کا میسج لکھ کر بھیجا، اور بعد میں وہ اس کا اقرار بھی کرتا ہے کہ میں نے ہی میسج بھیجا ہے، تو میسج میں جتنی طلاق لکھی ہوں گی اتنی ہی طلاق بیوی پر واقع ہو جائے گی۔

لما ذکرنا أن كتابة قوله: "أنت طالق" على طريق المخاطبة بمنزلة التلفظ بها. (بدائع الصنائع ۲۴۰/۴)

رجل استكتب من رجل آخر إلى امرأته كتاب بطلاقها وقرأه على الزوج فأخذه الزوج وطواه وختم وكتب في عنوانه وبعث به إلى امرأته فأتاها الكتاب وأقر الزوج أنه كتابه فإن الطلاق يقع عليها. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في إيقاع الطلاق بالكتاب ۵۳۱/۴ رقم: ۶۸۴۳ زکریا، المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل السادس في إيقاع الطلاق بالكتابة ۴۲۹/۳ رقم: ۹۲۹ کوئٹہ، الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۹/۱)

”وائس آپ“ پر ”وائس میسج“ کے ذریعہ طلاق

اگر ”وائس آپ“ میں ”وائس میسج“ (ٹیپ شدہ آواز) کے ذریعہ طلاق دی اور شوہر کے اقرار یا دیگر قرائن سے یہ یقین ہو جائے کہ یہ شوہر ہی کی آواز ہے، تو اس وائس میسج کے ذریعہ بھی طلاق واقع ہو جائے گی۔

ولو أقر بالطلاق كاذباً أو هازلاً وقع. (شامي / مطلب في المسائل التي تصح مع

الإكراه ۲۳۸/۳ کراچی، البحر الرائق ۴۳۸/۳ زکریا، الفتاوى البزازية على هامش الهندية ۱۷۸/۴)



تین طلاق کے مسائل

ایک مجلس کی تین طلاقیں

”تین طلاق“ چاہے ایک مجلس میں دی جائیں یا متعدد اوقات میں، وہ تین ہی واقع ہوتی ہیں، جمہور فقہاء اور ائمہ اربعہ امام ابوحنیفہؒ، امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کا مسلک یہی ہے۔ اس کے برخلاف روافض، بعض متقدمین اہل ظاہر اور آخری دور کے علماء میں علامہ ابن تیمیہؒ وغیرہ کا مسلک یہ ہے کہ تین طلاقیں جو ایک ساتھ دی جائیں وہ صرف ایک طلاقِ رجعی کے حکم میں ہوتی ہیں۔

ذهب طاؤس ومحمد ابن اسحق والحجاج والظاهرية إلى أن الرجل إذا طلق امرأته ثلاثاً معاً فقد وقعت عليها واحدة، واحتجوا بحديث أبي الصهباء. ومذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم منهم: النخعي، والثوري، وأبو حنيفة وأصحاب مالک وأصحابه والشافعي وأصحابه وأحمد وأصحابه وإسحق وأبو ثور وآخرون كثيرون على أن من طلق امرأته ثلاثاً وقع، ولكنه يأثم. وقالوا: من خالف فيه فهو شاذ مخالف لأهل السنة، وإنما تعلق به من أهل البدع ومن لا يلتفت إليه لشذوذه عن الجماعة. (عمدة القاري شرح صحيح البخاري، كتاب الطلاق / باب من أجاز طلاق الثلاث ۲۳۳/۲۰ بيروت)

وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث. (فتح القدير، كتاب الطلاق / باب طلاق السنة ۵۱۳/۳ زكريا، ۴۶۹/۳ مصر) وقد اختلف العلماء فيمن قال لامرأته: أنت طالق ثلاثاً، فقال الشافعي ومالك وأبو حنيفة وأحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف يقع الثلاث. وقال طاؤس وبعض أهل الظاهر: لا يقع بذلك إلا واحدة. (شرح المسلم للنووي / كتاب الطلاق ۴۷۸/۱ مكتبة ياسر نديم ديوبند)

وقال حسن: لولا أني سمعت أبي يحدث عن جدي النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: من طلق امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره لراجعته. (السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الطلاق / باب المتعة ٤١٩/٧ رقم: ١٤٤٩٢ دار الكتب العلمية بيروت)

عن واقع بن سحبان قال: سئل عمران بن حصين رضي الله عنه عن رجل طلق امرأته ثلاثاً في مجلس، قال: أثم بربه وحرمت عليه امرأته. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الطلاق / باب من كره أن يطلق الرجل الخ ٥١٩/٩ رقم: ١٨٠٨٧ المجلس العلمي)

وإن طلقها ثلاثاً في طهر واحد بكلمة واحدة مثل أن يقول: أنت طالق ثلاثاً فهذا للعلماء من السلف والخلف، فيه ثلاثة أقوال: - إلى قوله - الثاني: أنه طلاق محرم لازم وهو قول مالك وأبي حنيفة وأحمد في الرواية المتأخرة عنه، اختارها أكثر أصحابه، وهذا القول منقول عن كثير من السلف من الصحابة والتابعين الثالث: أنه محرم ولا يلزمه منه إلا طلاق واحدة، وهذا القول منقول عن طائفة من السلف والخلف من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، مثل: الزبير بن العوام الخ، وهو قول بعض أصحاب أبي حنيفة ومالك وأحمد بن حنبل - إلى قوله - والقول الثالث هو الذي يدل عليه الكتاب والسنة. (مجموعة الفتاوى ٧/٣٣-٨)

دورِ حاضر کے غیر مقلدین نے اس مسئلہ میں جمہور علمائے سلف کی رائے چھوڑ کر علامہ ابن تیمیہؒ کے مسلک کی شدت سے تقلید کر رکھی ہے، اور اس مسئلہ کو اپنی خاص پہچان بنالیا ہے۔ موقع بموقع عورتوں کی حالتِ زار کی دہائی دے کر اخبارات میں یہ مسئلہ اُچھالا جاتا ہے۔ نادم اور شرمسار طلاق دینے والوں کی اُشک شوقی کی جاتی ہے اور انہیں اس پر آمادہ کیا جاتا ہے کہ وہ غیر مقلدین کے فتوے پر عمل کر کے اپنی ازدواجی زندگی دوبارہ استوار کر لیں۔ حالاں کہ یہ مسئلہ بڑا نازک ہے، اس کا تعلق نہ صرف یہ کہ براہِ راست حلت و حرمت سے ہے؛ بلکہ اس مسئلہ میں بے احتیاطی کے اثرات نسلوں تک پڑنے کا اندیشہ رہتا ہے؛ اس لئے کہ جب ایسی عورت سے رجعت کو حلال کہا جائے گا، جس کی حرمت پر تمام ائمہ عظام کا اتفاق ہے، اور جس کو بلا حلالہ شرعیہ گھر میں رکھنا حرام کاری ہے، تو پھر اُس سے جو اولادیں پیدا ہوں گی اُن میں صلاح و فلاح کا تصور کیسے ہو سکتا ہے۔

طلاق کے بارے میں اسلامی قانون

زمانہ جاہلیت میں بہت سے لوگ اپنی بیویوں کو طلاق دیتے تھے، پھر عدت کے اندر رجعت

کر لیتے تھے، اور اس سلسلہ کی کوئی حد نہ تھی، جتنی بار چاہتے طلاق دیتے اور پھر بار بار رجعت کرتے رہتے تھے، جس کی وجہ سے بے چاری بیوی گویا کہ قید کی زندگی گزارتی تھی، نہ تو آزادی ہو پاتی تھی کہ دوسری جگہ باعزت زندگی گزارے اور نہ شوہر اُس کے ساتھ انصاف کرتا تھا کہ یہاں اُسے سکون نصیب ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی درج ذیل آیت میں اس ظالمانہ طریقہ کو ختم فرماتے ہوئے یہ ہدایت دی کہ اسلام میں طلاق رجعی کی آخری حد صرف دو بار ہے، یعنی پہلی اور دوسری طلاق کے بعد (عدت کے اندر بلا نکاح اور عدت کے بعد باہمی رضامندی سے نکاح کے ذریعہ) شوہر کو رجعت کا حق حاصل ہے۔ جیسا کہ ارشادِ خداوندی ہے:

الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ، فَاِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ
اَوْ تَسْرِيْحٍ بِاِحْسَانٍ. (البقرة: جزء
آیت: ۲۲۹)

لیکن تیسری طلاق کے بعد یہ حق باقی نہیں رہتا، جیسا کہ درج ذیل آیت میں ارشاد فرمایا گیا:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ حَتّٰى تَنْكِحَ
زَوْجًا غَيْرَهٗ، فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْهِمَا اَنْ يَّتَرَاجَعَا اِنْ ظَنَّا اَنْ
يُقِيمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ، وَتِلْكَ حُدُوْدُ
اللّٰهِ يَبِيْنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُوْنَ. (البقرة: ۲۳۰)

یہ گمان غالب ہو کہ وہ اللہ کی حدود کو قائم رکھ سکیں گے، اور یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ واقف کار لوگوں کے واسطے بیان فرماتے ہیں۔

قرآن کریم کی اس آیت سے واضح ہوا کہ تیسری طلاق (خواہ ایک ساتھ دی گئی ہو یا الگ الگ) کے بعد مرد کو بیوی سے رجعت کا عام اختیار ختم ہو جاتا ہے، اور بیوی اُس کے اوپر قطعی حرام ہو جاتی ہے، اور اب اس حرمت کو ہٹانے کی صرف اور صرف ایک ہی تدبیر ہے کہ حلالہ کی صورت پیش آئے، یعنی وہ عورت عدت کے بعد کسی اور شخص سے نکاح کرے (پھر اُن دونوں میں زن و شوئی کا تعلق قائم ہو، یہ شرط حدیث مشہور سے ثابت ہے، جسے حدیثِ عسیلہ کہا جاتا ہے) پھر وہ دوسرا شوہر اُسے کسی وجہ سے طلاق دیدے، یا اُن میں تفریق شرعی ہو کر عدت گزر جائے، تو اب اس عورت کے

پہلے شوہر کے لئے اس عورت کو نیا نکاح کر کے ساتھ رکھنے کی اجازت ہوگی، اسی کو حدیث وفقہ کی اصطلاح میں ”حلالہ“ کہا جاتا ہے۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن الرجل يطلق امرأته ثلاثاً، فيتزوجها لرجل فيغلق الباب، ويرخي الستر، ثم يطلقها قبل أن يدخل بها، قال: لا تحل للأول حتى يجامعها الآخر. (سنن النسائي، كتاب الطلاق / باب إحلال المطلقة ۸۴/۲ رقم: ۳۴۴۴ دار السلام رياض)

فسئل النبي صلى الله عليه وسلم عن ذلك، فقال: لا حتى يذوق الآخر من عسيلتها ما ذاق الأول. (صحيح مسلم، كتاب الطلاق / باب لا تحل المطلقة ثلاثاً لمطلقها ۴۶۳/۱ رقم: ۱۴۳۳)

مفسر قرآن حضرت ابن عباسؓ کی تفسیر

طلاق کی مذکورہ قانونی تفصیل کے بارے میں بھرپور رہنمائی ہمیں ایک روایت سے ملتی ہے، جسے حضرت امام ابو داؤد و ترمذی (المتوفی ۲۷۵ھ) نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے حوالے سے اپنی ”سنن“ میں ذکر کیا ہے۔

”عکرمہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے آیت: ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ﴾ کے تحت ارشاد فرمایا کہ ”ابتدائیں اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو اگرچہ تین طلاق دے دیتا پھر بھی اسے رجعت کا حق رہتا تھا، تا آن کہ یہ حکم منسوخ ہو گیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ﴿الطَّلَاقُ مَوْتٌ﴾ الخ آیت تلاوت کی۔“

عن عكرمة عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: ﴿وَالْمُطَلَّقَاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ، وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ أَنْ يَكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللَّهُ فِي أَرْحَامِهِنَّ﴾ وذلك أن الرجل كان إذا طلق امرأته فهو أحق برجعته وإن طلقها ثلاثاً، فنسخ ذلك فقال: ﴿الطَّلَاقُ مَوْتٌ﴾ (سنن أبي داؤد / باب في فسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث ۲۹۷/۱)

مالك أنه بلغه أن رجلاً قال لابن عباس: إني طلق امرأتني مائة تطليقة، فماذا ترى علي؟ فقال له ابن عباس: طلق منك ثلاث وسبع وتسعون اتخذت بها آيات الله هزواً. (الموطأ للإمام مالك ۱۹۹ رقم: ۱۱۲۱)

عن عامر الشعبي قال: قلت لفاطمة بنت قيس: حدثيني عن طلاقك، قالت:

طلقني زوجي ثلاثاً، وهو خارج إلى اليمن، فأجاز ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم. (سنن ابن ماجه، كتاب الطلاق / من طلق ثلاثاً في مجلس واحد ١٤٥ رقم: ٢٠٢٤)

معلوم ہوا کہ اب اسلام کا یہ قانون بنا دیا گیا کہ وہ طلاق جس کے بعد رجعت کا حق ہے وہ صرف دو ہے، اس کے بعد اگر ایک بھی طلاق دی جائے گی۔ (چاہے یہ سب ایک ساتھ ہوں یا الگ الگ؛ اس لئے کہ آیات قرآنیہ میں کہیں اس تفریق کی دلیل نہیں ہے) تو وہ عورت اپنے شوہر کے لئے حلال نہ رہے گی۔ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں اس موضوع پر لمبی بحث کے بعد اخیر میں نقل فرماتے ہیں:

وحجة الجمهور في اللزوم من حيث النظر ظاهرة جداً، وهو أن المطلقة ثلاثاً لا تحل للمطلق حتى تنكح زوجاً غيره، ولا فرق بين مجموعها ومفرقها لغة وشرعاً الخ. (فتح الباري، كتاب الطلاق / باب من جوز الطلاق الثلاث ٣٦٥/٩ رقم: ٥٢٦١ دار الفكر بيروت)

اور جمہور کی دلیل تین طلاق کے واقع ہونے کے بارے میں غور و فکر کے اعتبار سے بالکل ظاہر ہے، اور وہ یہ ہے کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی جائیں وہ حلالہ کے بغیر اُس کے لئے حلال نہیں ہو سکتی، اور یہ طلاقیں چاہے اکٹھی دی جائیں یا الگ الگ، لغتاً اور شرعاً اُن میں کوئی فرق نہیں ہے۔

وأجمعوا على أن من طلق امرأته طليقة أو طليقتين، فله مراجعتها؛ فإن طلقها الثالثة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (تفسير القرآن الكريم للقرطبي [البقرة: ٢٢٩] ١٢٧/٢ دار إحياء التراث العربي بيروت، ١١٩/٢ المكتبة التجارية أحمد باز)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مذکورہ قول کے مطابق جس پس منظر میں اس قانون کی تشکیل ہوئی ہے وہ صاف طور پر اس کا متقاضی ہے کہ تین کے وقوع کے بعد شوہر کو رجعت کا حق حاصل نہ ہو، کیوں کہ تین کے بعد بھی اگر ہم رجعت کا حق باقی رکھیں گے، تو نسخ سے پہلے اور بعد کے حکم میں کوئی فرق نہ رہے گا، جو صراحتاً آیت قرآنی کے منشاء کے خلاف ہے۔

حلالہ حکم شرعی ہے

واضح ہو کہ مطلقہ ثلاثہ کو حلالہ کا حکم دے کر قرآن کریم نے شوہر کو سبق سکھایا ہے کہ چوں کہ اُس نے طلاق دینے کے بارے میں شرعی ہدایات اور رخصتوں کا خیال نہیں رکھا اور اپنی بیوی کی بھی ناقدری

کی، اور طلاق کی آخری حد سے بھی گزر گیا، تو اب اُس کی بیوی دوسرے شوہر کا منہ دیکھے بغیر اُس کے نکاح میں واپس نہیں آسکتی۔

غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ حلالہ کے حکم میں سزا عورت کو نہیں؛ بلکہ شوہر کو دی گئی ہے؛ کیوں کہ عورت کا حلال طریقہ پر بیوی بن کر کسی بھی شخص کے ساتھ رہنا کوئی عیب نہیں؛ البتہ شوہر کے لئے ضروریہ بات خفت کی ہوگی کہ اُس کی بیوی دوسرے کے پاس چلی جائے۔

بہر حال ”حلالہ“ ایک حکم شرعی ہے، اس کے نہ تو انکار کی گنجائش ہے اور نہ اس کا مذاق اڑانے کی اجازت ہے (جیسا کہ بعض پر جوش غیر مقلدین کی زبانی سنا جاتا ہے)؛ البتہ پلاننگ کے ساتھ شرط لگا کر حلالہ کا عمل کرنا شریعت میں پسندیدہ نہیں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مشروط طور پر حلالہ کرنے اور حلالہ کرانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (مشکوٰۃ شریف ۲۸۴/۲)

عن عبد اللہ بن مسعود رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم المحلل والمحلل له. (مشكاة المصابيح ۲۸۴ النسخة الهندية)

تاہم اگر حلالہ کا شرعی طور پر تحقق ہو جائے، خواہ شرط لگا کر یا بلا شرط لگائے، تو یہ عورت شوہر اول کے لئے حسبِ ضابطہ قرآنی حلال ہو جاتی ہے، تین طلاق کے بعد حلالہ شرعیہ کے بغیر شوہر اول کے لئے حلت کی کوئی صورت شریعت میں متصور نہیں ہے۔

دورِ نبوت میں بیک وقت تین طلاق کا نفاذ

دورِ نبوت میں ایسی کئی مثالیں ملتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے علی الاطلاق تین طلاقیں کو نافذ فرمایا ہے۔ امیر المؤمنین فی الحدیث امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری (التوفی ۲۵۶ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ”الجامع الصحیح“ میں ایک باب قائم فرمایا ہے ”تین طلاق کو نافذ کرنے کا بیان“ اور اس کے تحت مشہور صحابی حضرت عویر عجلانی رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ جب اپنی بیوی کے ساتھ لعان کر کے فارغ ہوئے تو انہوں نے کہا۔

”میں اگر اب بھی اس عورت کو ساتھ رکھوں تو جھوٹا کہلاؤں گا“، پھر انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم فرمانے سے قبل ہی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں۔

فتلاعننا وإنا مع الناس عند رسول الله صلى الله عليه وسلم، فلما فرغا من تلاعنهما، قال عويمر: كذبتُ عليها يا رسول الله! إن أمسكتها فطلقها ثلاثاً قبل أن يأمره رسول الله صلى الله عليه وسلم. الحديث (صحيح البخاري / باب اللعان ومن طلق بعد اللعان ۸۰۰/۲ رقم: ۵۱۰۷، صحيح مسلم ۴۸۹/۱، سنن أبي داؤد ۳۰۵/۱)

ابوداؤد شریف میں اس روایت کی مزید وضاحت اس طرح کی گئی ہے:
 ”پس انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تین طلاقیں دے دیں، جنہیں آپ نے نافذ فرمایا اور جو کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا جائے، وہ سنت ہوتا ہے۔
 قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله فانفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكان ما صنع عند النبي صلى الله تعالى عليه وسلم سنة. الحديث. (سنن أبي داود / كتاب الطلاق ۳۰۶۱)

اس روایت سے پتہ چلا کہ:

الف:- حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم زمانہ نبوی میں تین طلاقیں دیتے تھے۔
ب:- اور خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کو نافذ فرمایا، جب کہ واقعہ بیک وقت تین طلاق دینے کا تھا۔

یہاں یہ واضح رہے کہ اگرچہ ائمہ اربعہ کا مذہب یہی ہے کہ لعان میں طلاق کے ذریعے تفریق کی ضرورت نہیں رہتی؛ بلکہ خود لعان ہی سے تفریق ہو جاتی ہے؛ لیکن یہاں اُن صحابی کے اکٹھے تین طلاق کے الفاظ استعمال کرنے پر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا کثیر نہ فرمانا اس بات پر دلیل ہے کہ تین طلاقیں کا وقوع صحابہ میں مشہور و معروف تھا۔ (فتح الباری ۹/۳۶۷)

اُم المؤمنین حضرت عائشہؓ کی روایت

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی باب میں ایک دوسرے واقعہ سے بھی استدلال فرمایا ہے، وہ یہ ہے کہ:

”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، عورت نے دوسرا نکاح کر لیا، دوسرے شوہر نے (جماع سے قبل) طلاق دے دی، اُس نے پوچھا کہ وہ عورت کیا پہلے شوہر کے لئے حلال ہو گئی؟ آپ نے جواب دیا نہیں۔“

عن عائشة رضي الله عنها أن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً، فتزوّجت، فطلق، فسئلت النبي صلى الله عليه وسلم أتحل للأول؟ قال: لا. (صحيح البخاري، كتاب الطلاق / باب من أجاز طلاق الثلاث ۷۹۱/۲ رقم: ۵۰۶۲)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: سئل رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجل طلق امرأته، فتزوّجت زوجاً غيره، فدخل بها، ثم طلقها قبل أن يواقعها أتحل

لأول؟ فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا، حتى يذوق الآخر عسيلتها وتذوق عسيلته. (سنن النسائي / كتاب الطلاق ۸۳/۲)

وأجمعوا على أن من طلق امرأته طليقة أو طليقتين فله مراجعتها، فإن طلقها الثالثة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره ۵. (الجامع لأحكام القرآن الكريم ۱۲۷/۳-۱۲۸ إحياء التراث) عن ابن عباس وأبي هريرة وعبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهم سئلوا عن البكر يطلقها زوجها ثلاثاً، فكلهم قال: لا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره.

(سنن أبي داود، كتاب الطلاق / باب بقية نسخ المراجعة بعد التطليقات الثلاث ۲۹۹/۱) یہ حدیث بھی تین طلاق کو تین ماننے پر صریح ہے؛ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین کے بعد بلا حلالہ رجعت سے منع فرمایا ہے، خواہ تین طلاقیں اکٹھی دی جائیں یا الگ الگ۔

حضرت عبادہ بن صامتؓ کی روایت

مصنف عبد الرزاق میں حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اُن کے والد نے اپنی اہلیہ کو ہزار طلاقیں دے دیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا، تو آپ نے تین کو نافذ فرمایا اور بقیہ نو سو ستانوے کو لغو اور ظلم قرار دیا۔

عن عباد بن الصامت رضي الله تعالى عنه قال: طلق جدي امرأته له ألف تطليقة، فانطلق أبي إلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فذكر ذلك له، فقال النبي صلى الله تعالى عليه وسلم: أما اتقني الله جذك، أما ثلاث فله، وأما تسع مائة وسبعة وتسعون فعدوان وظلم، إن شاء الله تعالى عذبه وإن شاء غفر له. (المصنف لعبد الرزاق ۳۹۳/۶ رقم: ۱۱۳۳۹ المجلس العلمي)

عن أنس رضي الله عنه قال: سمعت معاذ بن جبل رضي الله عنه يقول: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: يا معاذ! من طلق لبدعة واحدة أو اثنتين أو ثلاثاً ألزمناه بدعة. (سنن الدارقطني ۳۰/۴ رقم: ۳۹۷۵ مكتبة دار الإيمان سهارنفور) لو قال: أنت طالق مراراً، أو ألوقاً تحته فيقع به الثلاث ويلغو الزائد. (الدر المختار مع الشامی، كتاب الطلاق / باب الصريح ۵۰۴/۴ زکریا، ۲۸۰/۳ کراچی)

حضرت محمود بن لبیدؓ کی روایت

امام نسائی نے اپنی کتاب میں ایک باب قائم کیا ہے، جس میں بیک وقت تین طلاق دینے پر

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنبیہ اور ناگواری کا ذکر ہے، اس کے تحت حضرت محمود بن لبیدؓ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کسی شخص کے بارے میں یہ معلوم ہوا کہ اُس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دے دی ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں کھڑے ہو گئے اور پھر ارشاد فرمایا کہ: ”میری موجودگی میں اللہ کی کتاب کے ساتھ کھلواڑ کیا جا رہا ہے۔“ (حضرت کے اس غصہ کو دیکھ کر) مجلس میں ایک شخص کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا میں اسے قتل نہ کر دوں؟

أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم رجل طلق امرأته ثلاث تطليقاتٍ جميعاً، فقام غضبناً، ثم قال: أيلعب بكتاب الله وأنا بين أظهركم، حتى قام رجل، وقال: يا رسول الله! ألا أقتله. (سنن النسائي / باب الطلاق لغير العدة ۸۲/۲ مكتبة سعد ديوبند)

حضرت ابن عمرؓ کا واقعہ

”امام دارقطنی“ نے اپنی ”سنن“ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیتا، تو کیا مجھے رجوع کا حق رہتا؟ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: نہیں، اس وقت تمہاری بیوی بائنہ ہو جاتی اور یہ گناہ کا کام ہوتا۔

فقلت: يا رسول الله! رأيت لوأنتي طلقته ثلاثاً كان يحل لي أن أراجعها؟ قال: لا كانت تبين منك وتكون معصية، الخ. (سنن الدارقطني / كتاب الطلاق ۲۰/۴ - ۲۱ رقم: ۳۹۹۲ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

سیدنا حضرت حسنؓ کا مقولہ

اسی طرح امام حسن رضی اللہ عنہ کا واقعہ ذکر کیا گیا ہے کہ ”انہوں نے اپنی ایک بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں۔ بعد میں ایسے احوال پیش آئے کہ عورت نے رجعت کی خواہش کی، تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے افسوس کے ساتھ فرمایا کہ اگر مجھے اپنے نانا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ حدیث نہ پہنچی ہوتی کہ تین طلاق کے بعد بیوی نہیں رہتی، تو میں اس سے رجوع کر لیتا۔“ (ملخصاً)

وقال: لولا أنني أبنتُ الطلاق لها لراجعته، ولكني سمعت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يقول: أيما رجل طلق امرأته ثلاثاً عند كل طهر تطليقةً أو عند رأس كل شهر تطليقةً أو طلقها ثلاثاً جميعاً لم تحل حتى تنكح زوجاً غيره، الخ.

(سنن الدار قطنی / کتاب الطلاق ۲۰/۴ رقم: ۳۹۲۸ مکتبۃ دار الإیمان سہارنپور)

وقال حسن: لولا أني سمعت أبي يحدث عن جدي النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: من طلق امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره لراجعته. (السنن الكبرى للبيهقي ۴۱۹/۷ رقم: ۱۴۴۹۲ دار الكتب العلمية بيروت، سنن الدار قطنی ۲۰/۴ رقم: ۳۹۲۷) عن سويد بن غفلة - في حديث طويل - ثم قال أي الحسن: لولا أني سمعت جدي أو حدثني أبي أنه سمع جدي يقول: أيما رجل طلق امرأته ثلاثاً عند الأقراء أو ثلاثاً مبهمه لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره لراجعته. (روح المعاني ۲۰۸/۲ زكريا) حاصل یہ ہے کہ تین طلاق کے واقعات خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش آئے اور آپ نے انہیں تین ہی قرار دیا، اور آپ کے بعد اکابر صحابہ و تابعین یہی فتویٰ دیتے رہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ وغیرہ کا فتویٰ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جن کی رائے پہلے اس بارے میں مختلف تھی، بعد میں شدت کے ساتھ تین طلاق کو تین ماننے کا فتویٰ دیتے تھے۔

عن ابن عباس وأبي هريرة وعبد الله بن عمرو بن العاص رضي الله عنهم سئلوا عن البكر يطلقها زوجها ثلاثاً، فكلهم قال: لا تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (سنن أبي داود، کتاب الطلاق / باب بقية نسخ المراجعة بعد التطلق الثلاث ۲۹۹/۱)

حضرت رکانہ ابن ابی رکانہؓ کی روایت کی حقیقت

جو حضرات ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک قرار دینے پر مصر ہیں، ان کی سب سے اہم دلیل حضرت رکانہ ابن عبد یزید رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، جس میں یہ ذکر ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاقیں دے دیں اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں صرف ایک طلاق رجعی قرار دیا۔ غیر مقلد حضرات بڑے زور و شور سے اس روایت کو اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں، حالانکہ اس روایت کے الفاظ میں اختلاف ہے۔ بعض روایات میں ”تین مرتبہ طلاق“ کا ذکر ہے اور بعض میں لفظ ”البتہ“ سے طلاق کا تذکرہ ہے۔ اور امام ابو داؤد نے ”البتہ“ والی روایت ہی کی تصحیح فرمائی ہے۔ ابو داؤد کی روایت یہ ہے:

”رکانہ کے پڑپوتے عبداللہ بن علی بن یزید بن رکانہ اپنے والد سے وہ اپنے دادا سے روایت

کرتے ہیں کہ رکانہ رضی اللہ عنہ نے اپنی زوجہ کو ”البتہ“ کے لفظ سے طلاق دی تھی (جس میں ایک اور تین دونوں مراد لینے کا احتمال تھا) پھر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ ”تمہاری مراد اس سے کیا تھی؟“ رکانہ نے جواب دیا ”ایک“ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکانہ کو قسم دلائی اور جب انہوں نے قسم کھالی، تو آپ نے فرمایا ”وہی مراد ہے جو تم نے ارادہ کیا۔“

اس روایت پر امام ابو داؤد نے درج ذیل محدثانہ تبصرہ کیا ہے:

”یہ روایت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ کی اس روایت کے مقابلے میں اصح ہے، جس میں ابو رکانہ کے تین طلاق دینے کا ذکر ہے؛ کیوں کہ اس روایت کے نقل کرنے والے رکانہ کے اہل خانہ ہیں، جو حقیقت حال کو زیادہ جاننے والے ہیں۔“

عن عبد اللہ بن علی بن یزید ابن رکانہ عن أبيه عن جده أنه طلق امرأته البتة فأتى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم، فقال: ما أردت؟ قال: واحدة، قال: واللّٰه! قال: واللّٰه! قال: هو علي ما أردت. قال أبو داؤد: هذا أصح من حديث ابن جريج أن ركانة طلق امرأته ثلاثاً؛ لأنهم أهل بيته وهم أعلم به، الخ. (سنن أبي داؤد، كتاب الطلاق / باب في البتة ۳۰۰۸-۳۰۰۹)

عن نافع بن عجير بن عبد یزید بن رکانہ أن ركانة بن عبد یزید طلق امرأته سهيمة البتة فأخبر النبي صلى الله عليه وسلم بذلك، وقال: واللّٰه ما أردت إلا واحدة، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: واللّٰه ما أردت إلا واحدة، فقال ركانة: واللّٰه ما أردت إلا واحدة، فردّها إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم، فطلقها الثانية في زمان عمر رضي الله عنه، والثالثة في زمان عثمان رضي الله عنه. (سنن أبي داؤد / باب في البتة ۳۰۰۸)

عن عبد اللّٰه بن یزید بن رکانہ عن أبيه عن جده رضي الله عنه قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم، فقلت: يا رسول الله! إني طلقْتُ امرأتِي البتة، فقال: ما أردت بها، قلت: واحدة، قال: واللّٰه، قلت: واللّٰه، قال: فهو ما أردت. (سنن الترمذي، أبواب الطلاق واللعان / باب ما جاء في الرجل طلق امرأته البتة ۲۲۲۸)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ اصل واقعہ ”البتہ“ سے طلاق دینے کا ہے۔ بعض راویوں نے غلطی سے تین طلاق نقل کر دی ہے، اسی بنا پر حافظ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں لکھا ہے:

اس نکتہ سے سیدنا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث (رکانہ) سے استدلال کا موقع ختم ہو جاتا ہے۔

فہذہ النکتۃ یقف الاستدلال بحدیث ابن عباس، الخ. (فتح الباری ۳۶۳/۹)

رقم: ۵۲۶۱ دار الفکر بیروت)

اور صحیح اور رائج روایت کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رکانہ کو قسم دلانا اس پر شاہد ہے کہ اگر رکانہ کی مراد تین کی ہوتی تو تین ہی واقع کی جاتیں، اور اس اعتبار سے یہ حدیث تین کو ایک ماننے کی نہیں؛ بلکہ بیک وقت تین طلاق کے وقوع کی کھلی دلیل ہے۔

تین طلاق کے بارے میں فیصلہ فاروقی کی شرعی حیثیت

تین طلاق کو ایک ماننے والوں کی دوسری اہم دلیل حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی وہ روایت ہے جس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ دو رنبوت، دو رصدیقی اور شروع دور فاروقی میں تین طلاقوں کو ایک ہی مانا جاتا تھا؛ تا آں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ لوگوں نے اس معاملہ میں جلد بازی شروع کر دی، جس میں انہیں مہلت دی گئی تھی، تو کیا بہتر ہو کہ ہم ان پر سب طلاقین نافذ کر دیں، چنانچہ آپ نے سب طلاقوں کو نافذ فرمانے کا حکم دے دیا۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: کان الطلاق علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وأبی بکر وسنتین من خلافة عمر طلاق الثلاث واحدة، فقال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ: إن الناس قد استعجلوا فی أمر کانت لہم فیہ اناة، فلو أمضیناہ علیہم فأمضاہ علیہم. (صحیح مسلم ۴۷۷/۱-۴۷۸)

من حدیث طاؤس أن أبا الصہباء قال لابن عباس: أتعلم أنما کانت الثلاث تجعل واحدة علی عہد النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وأبی بکر وثلاثاً من أمارۃ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فقال ابن عباس رضی اللہ عنہ: نعم..... ومذهب جماہیر العلماء من التابعین ومن بعدهم، منهم الأوزاعی والنخعی والثوری وأبو حنیفۃ وأصحابہ - إلی قولہ - وآخرون کثیرون علی من طلق امرأۃ ثلاثاً وقعن؛ ولكنہ یأثم. (عمدة القاری ۲۳۳/۲۰ بیروت)

اس روایت کے بارے میں غیر مقلدین حضرات یہ کہتے ہیں کہ خلیفہ دوم امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا تین طلاقوں کو تین قرار دینے کا فیصلہ محض وقتی استثناء اور انتظامی حکم

(ایڈمنسٹریٹو آرڈر) تھا، اسی حیثیت سے حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس سے اتفاق کیا تھا۔ اس کی حیثیت شرعی حکم کی نہ تھی کہ اُسے بہر حال مانا جائے۔

حالاں کہ اس اہم مسئلہ میں (جو اپنے اندر حلت و حرمت کے معنی رکھتا ہے) سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے فیصلہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کو محض انتظامی اور سیاسی تدبیر و تعذیر قرار دینا بہت بڑی جسارت اور نئے زمانہ کے جدت پسندوں کی دماغی ایجاد ہے، جس کا کوئی سر پیر نہیں؛ کیوں کہ:

الف:- علماء سلف میں سے کسی نے اس فیصلہ کو وقتی استثناء کے درجہ میں نہیں رکھا۔

ب:- حلت و حرمت کے مسئلہ میں صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو اپنی طرف سے رائے قائم کرنے کی ہرگز اجازت نہیں ہے، خواہ وہ وقتی استثناء ہو یا انتظامی حکم۔

ج:- جو واقعات خود دور نبوی میں پیش آچکے ہوں اور اُن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین طلاق کے نفاذ کا حکم دیا ہو، اُنہی جیسے واقعات میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تین قرار دینے کا فیصلہ حکم شرعی سے کیسے خارج ہو سکتا ہے؟

حرمتِ متعہ اور جماع بلا انزال کے بارے میں فاروقی فیصلے

فیصلہ فاروقی کے انتظامی ہونے پر یہ دلیل دی جاتی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ تین طلاق دینے والے کو کوڑے سے سزا دیتے تھے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ استدلال ناواقفیت پر مبنی ہے۔

احقر کے علم میں کم از کم دو اور واقعات حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے دور حکومت میں اس طرح کے پیش آئے ہیں کہ آپ نے تحقیق کر کے کوئی اعلان کیا ہے، اور اُس پر صحابہ کا اجماع ہو گیا ہے، پھر آپ نے فرمان جاری کیا ہے کہ جو اس کے خلاف کرے گا، وہ سزا یاب ہوگا۔

الف:- اُن میں ایک واقعہ متعہ کی حرمت کا ہے۔ امام مسلم نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کی ہے کہ دور نبوی، دور صدیقی اور ابتدائی دور فاروقی میں متعہ کیا جاتا رہا، پھر ہمیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے روک دیا، پس ہم رُک گئے۔

عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ یقول: کنا نستمتع علیٰ عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وأبی بکر حتی نہی عنہ عمر. وفي رواية عنه: ثم نهانا عنهما عمر فلم نعد لهما، الحديث الخ. (صحیح مسلم ۴۵۱/۱)

یہ یعنی اسی طرح کے الفاظ ہیں جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تین طلاق کو ایک ماننے

کے متعلق نقل کئے جاتے ہیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا متعہ کی حرمت کے متعلق فیصلہ سبھی اہل سنت کے نزدیک مسلم ہے، کسی نے اسے وقتی استثناء یا انتظامی حکم قرار نہیں دیا؛ کیوں کہ سب کو معلوم ہے کہ سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کوئی ایسا حکم نہیں دے سکتے، جو نصوص (قرآن و حدیث) کے خلاف ہو۔ دراصل یہ متعہ کی منسوخی کے حکم کا اظہار تھا، جو دو ربوی میں ہی طے ہو چکا تھا، مگر بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کی منسوخی کا علم نہ تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سب کو باخبر کر دیا۔

ب:- اسی سے ملتا جلتا دوسرا مسئلہ جماع بلا انزال (التقاء ختانین) سے غسل واجب ہونے کا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اس بارے میں مختلف تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحقیق حال کے بعد یہ حکم جاری کیا کہ:

”اگر آئندہ مجھے پتہ چلا کہ کسی نے جماع (بلا انزال) کے بعد غسل نہیں کیا، تو میں اُسے سخت ترین سزا دوں گا۔“

فَقَالَتْ عَائِشَةُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا إِذَا جَاوَزَ الْخَتَانُ الْخَتَانَ فَقَدْ وَجِبَ الْغَسْلُ، فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ: عِنْدَ ذَلِكَ لَا أَسْمَعُ أَحَدًا يَقُولُ: الْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ إِلَّا جَعَلْتَهُ نِكَالًا لَخ. (شرح معاني الآثار، كتاب الطهارة / باب الذي يجامع ولا ينزل ۴۸۱)

قال: المعاني الموجبة للغسل إنزال المنى على وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم واليقظة.....، والتقاء الختانين من غير إنزال، لقوله عليه السلام: إذا التقى الختانان وغابت الحشفة وجب الغسل أنزل أو لم ينزل؛ ولأنه سبب للإنزال، ونفسه يتغيب عن بصره، وقد يخفى عليه لقلته فيقام مقامه. (الهداية، كتاب الطهارة / فصل في الغسل وفرض الغسل ۳۱۱ مكتبة بلال ديوبند)

امیر المؤمنین سیدنا حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے اس حکم کو سب صحابہؓ نے حکم شرعی کے بطور قبول کر لیا، کسی نے اسے وقتی استثناء نہیں قرار دیا؛ اس لئے کہ یہ حکم فاروقی نہ تھا؛ بلکہ حکم سابق (عدم وجوب غسل) کی منسوخی کا اظہار تھا۔

پس تقریباً یہی نوعیت تین طلاق کے مسئلہ میں بھی پیش آئی، بایں طور تین طلاق کے بعد رجعت کا حکم منسوخ ہو چکا تھا، جیسا کہ سنن ابی داؤد میں مذکور حدیث ابن عباسؓ سے معلوم ہوتا ہے؛ لیکن بعض صحابہ کو اس کی منسوخی کا علم نہ تھا؛ تا آن کہ حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اس حکم کا باقاعدہ اعلان فرمایا، اُن کا یہ اعلان اپنی طرف سے وقتی مصلحت یا استثناء کے بطور نہیں تھا؛ بلکہ قرآن و حدیث سے ماخوذ تھا، اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے اسی حیثیت سے اس سے اتفاق کیا تھا۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جو

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ”مہر“ کی زیادتی پر پابندی کے ارادہ پر سختی سے ٹوکنے کی جرأت رکھتے تھے، اُن کے ساتھ یہ بڑی نا انصافی ہے کہ انہیں نعوذ باللہ خصوصی انتظام کی آڑ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایک غیر شرعی فیصلہ کی موافقت کا ملزم گردانا جائے۔

قوله تعالى: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ﴾ ثبت أن أهل الجاهلية لم يكن عندهم للطلاق عدد، وكانت عندهم العدة معلومة مقدرة، وكان هذا في أول الإسلام برهة، يطلق الرجل امرأته ما شاء من الطلاق، فإذا كادت تحل من طلاقه راجعها ما شاء، فقال رجل لامرأته على عهد النبي صلى الله عليه وسلم: لا آويك ولا أدعك تحلين؛ قالت: وكيف؟ فقال: اطلقك، فإذا دنا مضى عدتك راجعتك، فشكت المرأة ذلك إلى عائشة، فذكرت ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم، فأَنزَلَ الله تعالى هذه الآية بياناً لعدد الطلاق. (الجامع لأحكام القرآن ۱۲۶/۳ دار إحياء التراث العربي بيروت لبنان)

خود مشہور اہل حدیث عالم مولانا محمد ابراہیم میرسیا لکھنؤی (متوفی ۱۳۷۵ھ) نے فیصلہ فاروقی کو سیاسی ماننے کی سختی سے تردید کی ہے۔ (اخبار اہل حدیث ۱۵ نومبر ۱۹۲۹ء بحوالہ عمدۃ الاثبات ۹۷)

فیصلہ فاروقی غیر مدخولہ کے بارے میں تھا

فاروقی فیصلہ کے حکم شرعی ہونے کی تائید ابوداؤد کی ایک روایت سے بھی ہوتی ہے، جس میں صراحت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ غیر مدخولہ کے بارے میں تھا، جو متعدد الفاظ سے طلاق کے وقت پہلے ہی لفظ سے بابتہ ہو جاتی ہے۔

إذا طلق امرأته ثلاثاً قبل أن يدخل بها جعلوها واحدة على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وصدرًا من أمانة عمر رضي الله عنه، فلما رأى الناس قد تابعوا فيها، قال: أجزوهم وعليهم، الخ. (سنن أبي داود / كتاب الطلاق ۲۹۹/۱) ایسی صورت میں مدخولہ و غیر مدخولہ کے درمیان حکم کی تفریق بلاشبہ شرعی حکم کے اعتبار سے ہوگی، کیوں کہ انتظامی حیثیت سے مدخولہ و غیر مدخولہ کے معاملات یکساں ہیں۔

فیصلہ فاروقی کا ایک مناسب محمل

مصنف عبدالرزاق کی ایک روایت سے بھی اس فیصلہ کے خالص شرعی ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ ابوالصہباء نے اُس شخص کے بارے میں سوال کیا جو اپنی بیوی کو تین طلاق دے دے، تو

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے جواب دیا کہ لوگ انہیں ایک کہتے تھے، عہد نبوی، عہد صدیقی اور ابتدائی عہد فاروقی میں حتیٰ کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا کہ اے لوگو! تم نے طلاق پر بہت کثرت کر دی، اب آئندہ جو شخص جیسا لفظ بولے گا ویسا ہی سمجھا جائے گا۔

فسأله أبو الصهباء عن الرجل يطلق امرأته ثلاثاً جميعها، فقال ابن عباس رضي الله عنهما: كانوا يجعلونها واحدة على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وولاية عمر إلا أقلها حتى خطب عمر الناس فقال: قد أكثرتم في هذا الطلاق، فمن قال شيئاً فهو على ما تكلم به. (المصنف لعبد الرزاق ۳۹۲/۶-۳۹۳ رقم: ۱۱۳۳۸ المجلس العلمي)

اس روایت نے دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر دیا کہ واقعہ یہ تھا کہ پہلے لوگ طلاق کا لفظ کئی مرتبہ بول کر تاکید ایک ہی مراد لیتے تھے، اور چوں کہ صدق و صلاح کا زمانہ تھا، اس لئے نیت تاکید کی بنا پر طلاق بھی ایک ہی شمار ہوتی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں لوگ اس کا بکثرت استعمال کرنے لگے اور پوچھنے پر کہہ دیتے کہ ہماری مراد تو تاکید کی تھی، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صاف اعلان کر دیا کہ دلی مراد چوں کہ معلوم نہیں، اور صدق و صلاح کا پہلا سامعیار باقی نہیں رہا؛ لہذا اب آئندہ محض ظاہری الفاظ کا اعتبار ہوگا، نیت کا اعتبار نہ ہوگا۔ یہ حکم قضاء کے اصول شرعیہ کے مطابق تھا؛ کیوں کہ قضاء میں ظاہر پر فیصلہ کیا جاتا ہے، حنفیہ کا بھی یہی مذہب ہے کہ متعدد الفاظ طلاق استعمال کرتے وقت قضاءً تاکید کی نیت معتبر نہیں ہوتی، دیانت کا معاملہ دوسرا ہے۔

قال في الدر المختار: كَوَّرَ لَفْظُ الطَّلَاقِ وَقَعَ الْكُلُّ، وَإِنْ نَوَى التَّكْيِيدَ دِينَ، الخ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ۵۲۱/۴ زكريا، ۲۹۳/۳ کراچی) حضرت امام نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ سیدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلہ کی توجیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس کے صحیح ترین معنی یہ ہیں کہ شروع زمانہ میں جب کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہتا کہ تجھے طلاق ہے، تجھے طلاق ہے، اور نہ تو تاکید کا ارادہ کرتا تھا اور نہ از سر نو طلاق دینے کا، تو ایک طلاق کے وقوع کا حکم دیا جاتا تھا؛ کیوں کہ اُس دور میں بہت کم لوگ تین طلاق کا ارادہ کیا کرتے تھے، پس غالب عمل پر محمول کرتے ہوئے متعدد الفاظ کو تاکید پر محمول کیا جاتا تھا، پھر جب دور فاروقی میں لوگ یہ الفاظ متعدد طلاق کے لئے عام طور پر استعمال کرنے لگے، تو اب اس زمانہ میں لوگوں کے عمومی ارادے کا خیال کرتے ہوئے تین طلاق کے الفاظ کو تین ہی پر محمول کیا جانے لگا؛ کیوں کہ اب یہ الفاظ بولنے پر ذہن تین ہی کی طرف جاتا ہے۔

فالأصح أن معناه أنه كان في أول الأمر إذا قال لها: أنت طالق أنت طالق أنت طالق، ولم ينو تأكيداً ولا استينافاً، فيحكم بوقوع طلاق لقلّة إرادتهم، الاستيناف بذلك، فحمل على الغالب الذي هو إرادة التأكيد، فلما كان في زمن عمر رضي الله عنه، وكثر استعمال الناس بهذه الصيغة وغلب منهم إرادة الاستيناف بها حملت عند الإطلاق على الثلاث عملاً بالغالب السابق إلى الفهم منها في ذلك العصر. (نوي على مسلم، كتاب الطلاق / باب طلاق الثلاث ۴۷۸/۱)

تین طلاق اور مسئلہ ظہار میں مشابہت

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب شریعت میں تین طلاق بیک وقت دینا منع ہے، تو وہ نافذ کیسے ہو سکتی ہے؟ حالاں کہ یہ بات کم فہمی پر مبنی ہے؛ کیوں کہ ممنوع ہونا الگ ہے اور واقع ہونا الگ ہے، دونوں ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم نہیں ہیں، یعنی ضروری نہیں ہے کہ جو چیز واقعہً ممنوع ہو اس کا اثر بھی ظاہر نہ ہو۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ شریعت میں ظہار (اپنی بیوی کو ماں سے تشبیہ دینا) کو حرام اور جھوٹا اور منکر قول قرار دیا گیا ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُمْ مَنْ نَسَاهُمْ مَا هُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ، إِنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ، وَأَنَّهُمْ لَيَقُولُونَ مُنْكَرًا مِنَ الْقَوْلِ وَزُورًا، وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ. (المجادلة: ۲)

لیکن اس برائی کے باوجود ظہار کر لینے سے حکم ظہار یعنی کفارہ کی ادائیگی تک بیوی کے حلال نہ رہنے کا حکم مرتب ہوتا ہے۔

وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْ نِسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا، ذَلِكَ تَوْعَظُونَ بِهِ، وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ. فَمَنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا، فَمَنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَاطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا. (المجادلة: ۳-۴)

یعنی یہی صورتِ حال مسئلہ طلاق میں ہے کہ ممانعت کے باوجود طلاق دینے پر اس کا حکم جاری ہوتا ہے۔

اسی طرح حالتِ حیض میں طلاق دینا اگر چہ منع ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص اس حالت میں بیوی کو طلاق دے دے تو وہ واقع ہو جاتی ہے۔ جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے کہ سیدنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حالتِ حیض میں طلاق دے دی تھی، تو جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا تو آپ نے رجعت کرنے کا حکم دیا، اگر طلاق واقع نہ ہوتی تو رجعت کا حکم دینا کیسے صحیح ہوتا۔ حضرت امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی وضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

كان كذلك الطلاق الممنهى عنه هو منكر من القول وزور والحرمة به واجبة، وقد رأينا رسول الله صلى الله عليه وسلم لما سأله عمر بن الخطاب عن طلاق عبد الله امرأته وهي حائض أمره بمراجعتها وتواترت عنه بذلك الآثار، وقد ذكرت في الباب الأول ولا يجوز أن يؤمر بالمراجعة من لم يقع طلاقه، فلما كان النبي صلى الله عليه وسلم قد ألزمه الطلاق في الحيض، وهو وقت لا يحل إيقاع الطلاق فيه كان كذلك، ومن طلق امرأته ثلاثاً فأوقع كلا في وقت الطلاق لزمه من ذلك ما ألزم نفسه، وإن كان قد فعله على خلاف ما أمر به. (شرح معاني الآثار، كتاب الطلاق / باب الرجل يطلق امرأته ثلاثاً معاً ۳۲/۲)

کیا حضرت علیؓ اجماع کے خلاف تھے؟

بعض حضرات امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف اجماع فاروقی سے اختلاف کرنے کی نسبت کرتے ہیں، حالاں کہ یہ بات حقیقت کے بالکل خلاف ہے۔ سلیمان اعش کے نقل کردہ ایک واقعہ سے اس کی قلعی کھل جاتی ہے جسے حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ”شرح مشکل الاحادیث الواردة“ میں لکھا ہے:

”اعمش کہتے ہیں کہ کوفہ میں ایک بوڑھا شخص حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے سماعاً یہ روایت نقل کرتا تھا کہ اگر کوئی شخص ایک مجلس میں تین طلاق دے دے، تو وہ ایک ہی شمار ہوگی، اور لوگوں کا تانتا اُس کے پاس بندھا ہوا تھا، لوگ آتے تھے اور یہ حدیث اس سے بغور سنتے تھے۔ (اعمش کہتے ہیں) میں بھی اُس کے پاس گیا اور پوچھا کہ کیا آپ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے حدیث سنی ہے؟ اُس نے مجھے بھی مذکورہ بالا حدیث سنادی، تو میں نے دریافت کیا کہ کہاں سنی؟ تو اُس نے کہاں کہ میں آپ کو اپنی کاپی دکھاتا ہوں۔ چنانچہ وہ کاپی نکال کر لایا، کاپی میں نے دیکھی تو اس میں یہ لکھا تھا: میں نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص ایک مجلس میں اپنی بیوی کو تین طلاق دے، تو وہ اُس سے باندھ ہو جائے گی، اور دوسرے شوہر سے نکاح کئے بغیر اُس کے لئے حلال نہ ہوگی، اس پر میں نے سوال کیا کہ تعجب ہے، یہ روایت تو تمہاری زبانی روایت کے خلاف ہے، اُس نے کہا صحیح یہی (کاپی کی بات) ہے؛ لیکن لوگ مجھ سے وہی کہلوانا چاہتے ہیں۔ (بحوالہ: النجاة الکاملہ ۱۱/۱-۱۲)

اس واقعہ سے صاف معلوم ہو گیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا موقف بھی اس مسئلہ میں جمہور اُمت کے موافق تھا، اور اُن کی طرف اختلاف کی نسبت صحیح نہیں ہے۔

قابل ذکر شہادت

آخر میں ہم اس بحث سے متعلق مشہور غیر مقلد عالم مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی کی منصفانہ شہادت نقل کرتے ہیں، جس سے مسئلہ کی حقیقت پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ ملاحظہ کریں:

”یہ (تین طلاق کو ایک ماننے کا) مسلک صحابہ، تابعین و تبع تابعین وغیرہ ائمہ محدثین و متقدمین کا نہیں ہے، یہ مسلک سات سو سال بعد کے محدثین کا ہے، جو شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کے فتاویٰ کے پابند اور ان کے معتقد ہیں۔ یہ فتویٰ شیخ الاسلام نے ساتویں صدی کے آخر یا اوائل آٹھویں میں دیا تھا، تو اس وقت کے علماء نے اُن کی سخت مخالفت کی تھی۔ نواب صدیق حسن خاں صاحب نے ”اتحاف النبلاء“ میں جہاں شیخ الاسلام ابن تیمیہ کے تفردات لکھے ہیں۔ اس فہرست میں طلاق ثلاث کا مسئلہ بھی لکھا ہے کہ جب شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے تین طلاق کے ایک مجلس میں ایک طلاق ہونے کا فتویٰ دیا، تو بہت شور ہوا۔ شیخ الاسلام اور اُن کے شاگرد ابن قیمؒ پر مصائب برپا ہوئے، اُن کو اونٹ پر سوار کر کے درے مار مار کر شہر میں پھرا کر توہین کی گئی، قید کئے گئے، اس لئے کہ اُس وقت یہ مسئلہ علامت روافض کی تھی۔ (اتحاف ۳۱۸، بحوالہ عمدۃ الاثبات ۱۰۳)

سعودی عرب کے اکابر علماء کا فیصلہ

یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ سعودی عرب کی اعلیٰ ترین فقہی مجلس ”بیت کبار العلماء“ نے ۱۳۹۳ھ میں پوری بحث و تحقیق کے بعد بالاتفاق یہ فیصلہ کیا ہے کہ ایک وقت میں دی گئی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوں گی۔ یہ پوری بحث اور مفصل تجویز ”مجلة الحجۃ الاسلامیہ“ ۱۳۹۷ھ میں ۱۵۰ صفحات میں شائع ہوئی ہے، جو اس موضوع پر ایک وسیع علمی دستاویز کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس فیصلہ میں سعودی عرب کے جواکابر علماء شریک رہے، اُن کے اسماء گرامی ذیل میں درج ہیں: (۱) شیخ عبدالعزیز بن بازؒ (۲) شیخ عبداللہ بن حمیدؒ (۳) شیخ محمد امین الشنقیطیؒ (۴) شیخ سلیمان بن عبیدؒ (۵) شیخ عبداللہ خیاطؒ (۶) شیخ محمد حرکانؒ (۷) شیخ ابراہیم بن محمد آل الشیخؒ (۸) شیخ عبدالرزاق عقیفیؒ (۹) شیخ عبدالعزیز بن صالحؒ (۱۰) شیخ صالح بن عضونؒ (۱۱) شیخ محمد بن جبیرؒ (۱۲) شیخ عبداللہ بن جبرینؒ (۱۳) شیخ راشد بن حنینؒ (۱۴) شیخ صالح بن لحدانؒ (۱۵) شیخ محضار عقیلؒ (۱۶) شیخ عبداللہ ابن عزیانؒ (۱۷) شیخ عبداللہ ابن منج۔ (یہ تفصیل رسالہ احسن الفتاویٰ ۵/۴۲۳-۴۷۲ میں شائع شدہ ہے)

تعب ہے کہ غیر مقلد حضرات جو ہر معاملہ میں حرمین کے علماء کا حوالہ دیتے ہیں، اس مسئلہ میں علماء سعودی عرب کی رائے اور موقف کو بالکل نظر انداز کر دیتے ہیں، حالاں کہ علامہ ابن تیمیہؒ سے

حد درجہ متاثر ہونے کے باوجود علماء سعودی عرب کا اس مسئلہ میں ابن تیمیہؒ کے موقف سے عدول کرنا خود اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ابن تیمیہؒ کے مسلک میں کوئی قوت نہیں ہے، ورنہ سعودی علماء اس سے ہرگز صرف نظر نہ کرتے۔

فائدہ کیا ہے؟

یہاں ایک غلط فہمی کا ازالہ بھی ضروری ہے، وہ یہ کہ تین طلاق کو ایک قرار دینے کے نظریہ کو اہم اصلاحی عمل کی حیثیت سے متعارف کرایا جاتا ہے، جب کہ یہ نری خام خیالی ہے، غور کیا جائے تو یہ نظریہ عورتوں کے ساتھ نا انصافی کا سبب ہے کیوں کہ:

الف:- اس کا سارا فائدہ اُس مرد کو پہنچتا ہے جو انجام کا لحاظ کئے بغیر تین طلاقیں دے دے اور بعد میں پشیمان ہو۔

ب:- یہ نظریہ عورت کو مجبور کرتا ہے کہ وہ پھر اُسی ناقدرے کے ساتھ کڑوی زندگی گزارے۔

ج:- اس نظریہ کی وجہ سے مرد طلاق دینے پر جری ہو جاتے ہیں۔

د:- جو عورتیں شوہر کی زیادتیوں سے تنگ رہتی ہیں، اُن کی گلو خلاصی مشکل تر ہو جاتی ہے۔

ه:- تین طلاق کے بعد رجعت کرنے والا شخص جمہور کے نزدیک گنہگار قرار پاتا ہے۔

و:- اجماع اُمت کو چھوڑنے کے رجحان سے غیروں اور دشمنوں کو دیگر دینی مسائل میں دخل اندازی کا موقع مہیا ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

اس کے برخلاف تین طلاق کو تین ماننے سے مذکورہ کوئی خرابی لازم نہیں آتی، زیادہ سے زیادہ دو باتیں کہی جاسکتی ہیں:

اول یہ کہ مطلقہ عورت کی کفالت کا نظم کیسے ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ مشکل صرف تین کو تین ماننے کے ساتھ ہی خاص نہیں؛ بلکہ تین کو ایک ماننے کی صورت میں بھی پیش آسکتی ہے جب کہ رجعت نہ ہو، یا تین طہروں میں الگ الگ طلاق ہو۔ اصل میں یہ ایک معاشرتی مسئلہ ہے، اس کا حل صرف یہ ہے کہ عورت کا دوسرا نکاح ہو یا اہل خاندان اُس کی کفالت کریں۔

دوسری مشکل یہ بتائی جاتی ہے کہ تین کو تین ماننے سے حلالہ کا حکم دینا لازم آتا ہے (جو بقول معترض بڑی بے شرمی کی بات ہے) تو یہ اعتراض حلالہ کی شرعی کیفیت اور صورت سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ شریعت اسلامی میں حلالہ کوئی منصوبہ بند عمل نہیں؛ بلکہ منصوبہ کے ساتھ حلالہ کرنے اور کرانے والے پر لعنت وارد ہوتی ہے۔

عن الحارث وعن عليّ قالاً: إنّ رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن الله المُحْلَلَّ والمُحْلَلَّ لَهُ. (سنن الترمذی، أبواب النکاح / باب ما جاء في المحلّ والمحلل له ۲۱۳/۱) فإذا طلقها ثلاثاً كانت البینونة کبریٰ ولم یحل له العود إليها حتی تنقضی عدتها، وتزوج من غیره ویدخل بها، ثم تبین منه بینونة أو فرقة، وتنقضی عدتها، فإن حصل ذلك حل له العود إليها بعقد جدید. (الموسوعة الفقهیة، کتاب الطلاق / ثانیاً الرجعی والبائن ۲۹/۲۹ الکویت)

اور حلالہ کا مطلب صرف یہ ہے کہ مطلقہ اُس وقت تک دوبارہ طلاق دینے والے کے نکاح میں نہ آئے جب تک کہ وہ دوسرے مرد سے نکاح نہ کر لے، پھر (اتفاقاً) اس سے جدائی ہو جائے، یہ حکم تین طلاق دینے والے کے لئے بڑی اہم نفسیاتی سزا ہے۔ حلالہ عورت کے لئے باعث عیب نہیں؛ کیوں کہ وہ اُس کا دوسرا شرعی نکاح ہے، اور بہت ممکن ہے کہ اُس کا دوسرا رفیق حیات پہلے سے اچھا ہو؛ البتہ باغیرت مرد کے لئے یہ شرم کی بات ہے کہ اُس کی بیوی دوسرے کے نکاح میں جائے، جو شخص اس حکم کو ذہن میں رکھے گا، وہ کبھی بھی تین طلاق کی جرأت نہ کرے گا۔

تاہم اس وقت مسلم معاشرہ میں اس بات کو رواج دینے کی ضرورت ہے کہ اولاً تو طلاق کی نوبت ہی نہ آئے، اور اگر طلاق دینا ناگزیر ہو، تو بیک وقت تین طلاقیں ہرگز نہ دی جائیں؛ بلکہ صحیح طریقہ کے مطابق ایک طہر میں ایک ہی طلاق دے کر چھوڑ دیا جائے؛ تاکہ بعد میں تلافی کا راستہ باقی رہے۔ اس تمہیدی گفتگو کے بعد تین طلاق سے متعلق بعض اہم مسائل ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں:

طلاق مغلطہ کی تعریف اور اس کا حکم

اگر بیوی کو بیک وقت یا الگ الگ وقتوں میں تین طلاقیں دی جائیں، تو اُسے ”طلاق مغلطہ“ کہا جاتا ہے۔ اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کی وجہ سے بیوی بالکلیہ نکاح سے نکل جاتی ہے، اور حلالہ شرعیہ کے بغیر زوجین میں ازدواجی تعلق کسی طرح حلال نہیں رہتا۔

فالطلاق البائن نوعان: أحدهما: الطلقات الثلاثة. والثاني: الطلقة

الواحدة البائنة، والشتان البائنات. (بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / فصل في الطلاق البائن

لأن البينونة نوعان: غليظة وخفيفة فالغليظة ما لا تحل له إلا بنكاح جديد بعد التزوج بزواج آخر. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في النوع الثاني الخ ۱۷۳/۳ زکریا، ۱۰۸/۳ کراچی)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة، لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً ويدخل بها، ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة ۴۷۳/۱ زکریا، البحر الرائق ۴۷۲/۱ کوئٹہ، مجمع الأنهر ۸۷/۲-۸۸ دار الكتب العلمية بيروت)

ایک مجلس میں تین طلاق

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تاکید کی نیت کے بغیر تین طلاق دے دیں، تو بلاشبہ تین طلاق واقع ہو جائیں گی، خواہ تینوں طلاق ایک ساتھ ایک جملہ میں دی ہوں یا الگ الگ تین جملوں میں، اور اس کے خلاف کسی عالم یا مفتی کا فتویٰ قابل عمل نہیں ہے۔

قال الله تعالى: ﴿الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ..... فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدِ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۲۹-۲۳۰]

عن سهل بن سعد في هذا الخبر قال: فطلقها ثلاث تطليقات عند رسول الله صلى الله عليه وسلم فأنفذه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (سنن أبي داود، كتاب الطلاق / باب اللعان ۳۰۶/۱)

أخبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عن رجل طلق امرأته ثلاث تطليقات جميعاً، فقام غضباً، ثم قال: أيلعب بكتاب الله وأنا بين أظهركم. (سنن النسائي، كتاب الطلاق / الثلاث المجموعة وما فيه من التغليظ ۸۲/۲ مکتبہ سعد دیوبند)

وقال حسن: لولا أنني سمعت أبي يحدث عن جدي عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: من طلق امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره

لراجمعتها. (السنن الكبرى للبيهقي ۴/۷۴۴ رقم: ۱۴۴۹۲ دار الحديث القاهرة، سنن الدار قطني ۲۰/۴ رقم: ۳۹۲۷ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

مذهب جماهير العلماء من التابعين ومن بعدهم - ذكر أسماءهم - على أن من طلق امرأته ثلاثاً وقعن، ولكنه يأثم. (عمدة القاري ۲۳۳/۲۰ بيروت) من قال: لا يقع الطلاق إذا أوقعها مجموعة للنهي عنه، هو قول الشيعة وبعض أهل الظاهر. (بذل المجهود، كتاب الطلاق / باب في فسخ المراجعة الخ ۱۵۵/۸ رقم: ۲۱۸۷) وأما جواب حديث ركانة: أنه مذهب شاذ فلا يعمل به. (فتح الباري ۳۶۳/۹ رقم: ۵۲۶۱ دار الكتب العلمية بيروت)

وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث. (فتح القدير، كتاب الطلاق / باب طلاق السنة ۴۵۱/۳ زكريا) إذا قال لامرأته: أنت طالق، وطالق، وطالق، ولم يعلقه بالشرط، إن كانت مدخولة طلقت ثلاثاً. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۵/۱ قديم زكريا، ۴۲۳/۱ جديد زكريا، الدر المختار مع الشامى، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ۵۰۹/۴-۵۱۲ زكريا، ۲۸۴/۳-۲۸۶ كراچى) فالكتاب والسنة وإجماع الأمة توجب إيقاع الثلاث معاً، وإن كانت مبهمه. (أحكام القرآن / ذكر الحجاج لإيقاع الطلاق الثلاث معاً ۴۶۹/۱ زكريا، ۳۸۸/۱ قديم)

غصہ میں تین طلاق

غصہ میں دی جانے والی تین طلاقیں بھی نافذ اور واقع ہو جاتی ہیں۔

ويقع طلاق من غضب خلافاً لابن القيم، وهذا هو الموافق عندنا. (الدر المختار مع الشامى، كتاب الطلاق / مطلب في طلاق المدهوش ۴۵۲/۴ زكريا، ۲۴۴/۳ كراچى، الفتاوى الهندية / كتاب الطلاق ۳۵۳/۱ قديم زكريا)

وفي الذخيرة: إذا قال لها في حالة الغضب أي ”هزار طلاق برو“ يقع ثلاث

تطليقات. (الفتاوى التاتارخانية، ۴/۳۰۳-۴۰۴ رقم: ۶۵۳۲ زكريا)

لفظ طلاق بار بار کہنے سے تاکید کی نیت کرنا

اگر کسی شخص نے بیوی کے سامنے تین بار طلاق کا لفظ دہرایا اور پہلی مرتبہ سے طلاق مراد لے کر دوسری اور تیسری مرتبہ دہرانے سے تاکید کی نیت کی، تو اُس کی نیت کا دیاٹہ اعتبار کیا جائے گا؛ لیکن اگر معاملہ شرعی عدالت تک پہنچ گیا تو نیت پر نہیں؛ بلکہ الفاظ پر فیصلہ ہوگا۔

کرّر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوى التاكيد دين أي وقع الكل قضاءً، وكذا إذا أطلق أي بأن لم ينو استينافاً ولا تأكيداً؛ لأن الأصل عدم التاكيد. (الدر المختار مع الشامى، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ۵۲۱/۴ زكريا، ۲۹۳/۳ كراچى،

الفتاوى الهندية ۳۵۶/۱، الفتاوى التاتارخانية ۴/۲۷۴ رقم: ۶۵۹۰ زكريا)

متى كرّر لفظ الطلاق بحرف الواو أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق، وإن عنى بالثاني الأول لم يصدق في القضاء. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۶/۱ زكريا، ۴/۲۳۱ جديد، الفتاوى التاتارخانية ۴/۲۷۴ رقم: ۶۵۹۰ زكريا)

ایک لفظ سے تین طلاق دینا

ایک لفظ سے تین طلاق دینے سے تینوں واقع ہو جاتی ہیں، مثلاً یوں کہے کہ: ”تجھے تین طلاق“، لیکن یہ طریقہ سنت کے خلاف اور بدعت ہے، اس لئے اس طرح طلاق دینے والا گنہگار ہوگا۔

قال لزوجه غير المدخول بها أنت طالق ثلاثاً وقعن. (الدر المختار) ونص محمد: وإذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً جميعاً، فقد خالف السنة وأثم وإن دخل بها أو لم يدخل سواء. (الدر المختار مع الشامى، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ۵۰۹-۵۱۱ زكريا، ۳/۲۸۴-۲۸۵ كراچى، البحر الرائق ۵۰۷/۳ زكريا، تبين الحقائق

في طلاق غير المدخول بها (طلق غير المدخول بها) بأن قال: أنت طالق ثلاثاً وقعن. (مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ٣١١/٢)

قال رحمه الله: طلق غير الموطوءة ثلاثاً وقعن. (تبين الحقائق، كتاب الطلاق / فصل في الطلاق قبل الدخول ٧١٣، البحر الرائق ٥٠٧١٣)

بیوی سے کہا: ”ایک، دو، تین“

ایک، دو، تین کا لفظ اصالۃً طلاق کے لئے نہیں؛ بلکہ گنتی کے لئے موضوع ہے، جس سے طلاق کی گنتی بھی مراد لی جاسکتی ہے اور غیر طلاق کی بھی، پس اگر شوہر نے ایک دو تین سے ایک دو تین طلاق مراد لی ہے، یا طلاق کی گفتگو کے دوران یہ الفاظ ادا کئے ہیں، تو بیوی پر طلاق مغلطہ واقع ہو جائے گی۔ اور اگر اس سے طلاق مراد لینے کا کوئی قریہ نہ نہیں ہے، اور شوہر اس سے طلاق مراد لینے کا انکار کرتا ہے، تو اس کی بات معتبر ہوگی اور طلاق واقع نہ ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۳۶۳ تا ۱۲/۳۶۷)

لو قال لامرأته: أنت مني بثلاث، قال ابن الفضيل: إذا نوى يقع، ولو قال: أنت مني ثلاثاً، طلقت إن نوى، أو كان في مذاكرة الطلاق، قوله: بثلاث، دل على عدد مقدر نواه المتكلم. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح، مطلب في قول الإمام: إسماني كإيمان جبرئيل ٤/٩٧ زكريا، ٣/٢٧٥ كراچی، الفتاوى الهندية ١/٣٧٥، الفتاوى التاتارخانية /

کتاب الطلاق ۴۱۸/۴ رقم: ۶۵۷۴ زکریا، ۲۷۵/۳ کراچی، منحة الخالق ۴۴۱/۳

إذا قال لها أنت مني ثلاثاً إن نوى الطلاق طلقت، وإن قال: لم أنو
الطلاق لا يصدق إذا كان الحال مذاكرة الطلاق. (منحة الخالق، كتاب الطلاق / باب

الطلاق ٤٤١/٣ زكريا، الفتاوى التاتارخانية ٤١٨/٤ رقم: ٦٥٧٥ (زكريا)

كل لفظ لا يحتمل الطلاق لا يقع به الطلاق. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق /

الفصل الخامس في الكنايات ٣٧٥/١-٣٧٦ قديم زكريا)

کہا: ”تجھے مجھ سے تین ہیں“

اگر کوئی شخص بیوی کو طلاق دینے کی نیت سے پایدا کرہ طلاق کے دوران یہ کہے کہ ”تجھے

مجھ سے تین ہیں، تو بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

ولو قال لامرأته أنت مني ثلاثاً، إن نوى الطلاق طلقت. وإن قال: لم أنو الطلاق لم يصدق إن كان في حال مذاكرة الطلاق. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۷/۱، منحة الخالق ۴۱۳/۴ زكريا، الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق الفصل الرابع في إيقاع الطلاق بطريق الإضمار ۴۱۸/۴ رقم: ۶۵۷۵ زكريا)

کہا: ”تجھے تین ہیں“

اگر کوئی شخص تین طلاق دینے کی نیت سے یا مذاکرہ طلاق کے دوران بیوی سے کہے: ”تجھے تین ہیں“ تو بیوی پر تین طلاق پڑ جائیں گی؛ لیکن اگر مذاکرہ طلاق نہ ہو، اور شوہر یہ دعویٰ کرے کہ اس لفظ سے میں نے طلاق کی نیت نہیں کی تھی، تو اس کا قول معتبر ہوگا۔

ولو قال: أنت بثلاث وقعت ثلاث إن نوى، ولو قال: لم أنو لا يصدق إذا كان في حال مذاكرة الطلاق، وإلا صدق. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۷/۱، منحة الخالق ۴۱۳/۴ زكريا، الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في إيقاع الطلاق بطريق الإضمار ۴۱۸/۴ رقم: ۶۵۷۵ زكريا)

”ایک طلاق دی، ایک طلاق دی، ایک طلاق دی“ کا حکم؟

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے تین مرتبہ یہ جملہ کہے: ”میں نے تجھے ایک طلاق دی، ایک طلاق دی، ایک طلاق دی“، تو اگر شوہر یہ دعویٰ کرے کہ میں نے پہلے لفظ سے ہی طلاق دی ہے، اور دوسرا اور تیسرا لفظ بطور تاکید اور تفہیم کے ذکر کیا ہے، تو دیاٹہ اس کی نیت معتبر ہوگی، اور صرف ایک طلاق واقع ہوگی۔

رجل قال لامرأته: أنت طالق، أنت طالق، أنت طالق، فقال: عنيت بالأولى الطلاق، وبالثانية والثالثة إفهامها صدق ديانة. وفي القضاء طلقت ثلاثاً كذا في فتاوى قاضي خان. متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو أو بغير حرف الواو

یتعدد الطلاق. وإن عني بالثاني الأول، لم يصدق في القضاء. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني، الفصل الأول ۳۵۵/۱-۳۵۶ زکریا، الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في تكرار الطلاق وإيقاع العدد ۴۲۷/۴ رقم: ۶۵۹۰ زکریا)

کہا: ”تجھے طلاق ہے، اور طلاق ہے، اور طلاق ہے“

اگر کسی شخص نے اپنی مدخولہ بیوی سے کہا کہ ”تجھے طلاق ہے اور طلاق ہے اور طلاق ہے“، یا ”تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے“، تو قضاءً بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی، اب بغیر حلالہ کے اُس سے نکاح جائز نہ ہوگا۔

وإذا قال لامرأته: أنت طالق وطالق وطالق ولم يعلقه بالشرط إن كانت مدخولةً طلقت ثلاثاً، وإن كانت غير مدخولة طلقت واحدة. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۵/۱ قديم زکریا)

حتی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو أو بغير حرف الواو يتعدد الطلاق.

(الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۶/۱ قديم زکریا)

کرر لفظ الطلاق وقع الكل، وإن نوى التاكيد دين. (الدر المختار مع الشامي،

كتاب الطلاق / باب الطلاق غير المدخول بها ۵۲۱/۴ زکریا، ۲۹۳/۳ کراچی، الفتاوى الهندية، كتاب

الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق ۳۵۶/۱ قديم زکریا، الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل

الرابع في تكرار الطلاق وإيقاع العدد ۴۲۷/۴ رقم: ۶۵۹۰ زکریا)

”طلاق دے دی، دے دی، دے دی“ کا کیا حکم ہے؟

اگر مذاکرہ طلاق کے دوران بیوی سے کہا کہ ”طلاق دے دی، دے دی، دے دی“، تو اگر تاکید کی نیت ہو تو صرف ایک طلاق واقع ہوگی اور اگر نئی طلاق دینے کی نیت ہو یا بلا نیت یہ الفاظ ادا کئے ہوں، تو تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۴۵۸/۱۲، ۴۵۸/۱۳، امداد الفتاویٰ

ولو قالت: مرا طلاق کن، مرا طلاق کن، مرا طلاق کن، فقال: کردم، کردم، کردم، تطلق ثلاثاً، وهو الأصح. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الفصل السابع فی الطلاق بالانفاظ

الفارسیة ۳۸۳/۱-۴۸۴ قدیم زکریا، ۴۵۱/۱ جدید زکریا)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (سنن الدارقطني / كتاب الطلاق ۲۱/۴ رقم: ۳۹۳۲ بیروت)

کہا: ”تجھے طلاق ہے، پھر طلاق ہے، پھر طلاق ہے“

اگر کوئی شخص اپنی مدخولہ بیوی کو طلاق دیتے وقت اس طرح کہے کہ: ”تجھے طلاق ہے، پھر طلاق ہے، پھر طلاق ہے“، تو اس کی مدخولہ بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی، اور بیوی حرمت مغلطہ کے طور پر شوہر پر حرام ہو جائے گی۔

وكذا إذا قال: أنت طالق، ثم طالق، ثم طالق..... إن كانت مدخولة طلقت ثلاثاً، وإن كانت غير مدخولة طلقت واحدة. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب الثاني فی إيقاع الطلاق ۳۵۵/۱ زکریا، الفتاویٰ التاتاریخانیة، کتاب الطلاق / الفصل الرابع فیما یرجع إلى صریح الطلاق ۴۲۹/۴ رقم: ۶۵۹۵ زکریا)

”ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق“ کا حکم

اگر کوئی شخص مذاکرہ طلاق کے دوران یا غصہ میں اپنی بیوی سے کہے کہ ”ایک طلاق، دو طلاق، تین طلاق“، تو اس کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی، بغیر حلالہ کے نکاح کرنا جائز نہیں۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۹۱/۹)

کرر لفظ الطلاق وقع الكل (الدر المختار) بأن قال للمدخولة: أنت طالق، أنت طالق، أو قد طلقتك، قد طلقتك، أو أنت طالق قد طلقتك، أو أنت

طالق، وأنت طالق وإن نوى التأكيد دين، أي وقع الكل قضاءً. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ۵۲۱/۴ زكريا، كذا في الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني، الفصل الأول ۳۵۵/۱ زكريا)

متى كرر لفظ الطلاق بحرف الواو يتعدد الطلاق، وإن عني بالثاني الأول، لم يصدق في القضاء. (الفتاوى الساترخانية، كتاب الطلاق / تكرار الطلاق وإيقاع العدد ۴۲۷/۴ رقم: ۶۵۹۰ زكريا)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره. (سنن الدارقطني / كتاب الطلاق ۲۱/۴ رقم: ۳۹۳۲ بيروت)

ایک طلاق دے کر بار بار لوگوں سے اسے نقل کرنا

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو صرف ایک بار طلاق دی، پھر بعد میں متعدد لوگوں کے دریافت کرنے پر اُسے دوہراتا رہے، اور اُس کا مقصد اُسی سابقہ ایک طلاق کی خبر دینا تھا، تو اُس کی بیوی پر صرف ایک طلاق واقع ہوگی، دوسروں کو خبر دینے سے مزید کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۳۹/۹)

وإذا قال: أنت طالق، ثم قيل له: ما قلت؟ فقال: قد طلقته، أو قلت: هي طالق فهي طالق واحدة؛ لأنه جواب. (شامي / طلاق غير المدخول بها ۵۲۱/۴ زكريا) يقع بها أي بهذه الألفاظ وما بمعناها من الصريح واحدة رجعية. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ۴۵۸/۴ زكريا)

”تجھ پر طلاقِ مغلطہ ہے“ کا حکم

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”تجھ پر طلاقِ مغلطہ ہے“ تو اُس کی بیوی پر تین

طلاق واقع ہو جائیں گی، اور وہ شوہر پر حرام ہو جائے گی، اب بغیر حلالہ کے اس سے دوبارہ نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۳۴/۹)

فإن نوى ثلاثاً فثلاث؛ لأنه فرد حكمي. (الدر المختار مع رد المحتار، کتاب

الطلاق / باب الصريح ۴۶۳/۴ زکریا، ۲۵۲/۳ کراچی)

وقد عللوا صحة نية الثلاث في جميع ما مر، بأنه وصف الطلاق بالبينونة، وهي نوعان: خفيفة وغليلة، فإذا نوى الثانية صح، فيقال إن تاء الوحدة لا تنافي إرادة البينونة الغليظة، وهي ما لا تحل له المرأة معها إلا بزواج آخر. (شامي، کتاب الطلاق / باب الصريح ۵۰۰/۴ زکریا، سكب الأنهر، کتاب الطلاق / فصل في طلاق غير المدخول بها ۳۱/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

فإن نوى به الثلاث كان ثلاثاً؛ لأن البينونة نوعان: مغلظة: وهي الثلاث، ومخففة: وهي الواحدة، فإيهما نوى وقعت لاحتمال اللفظ. (الفقه الإسلامي وأدلته / انحلال الزوج وآثاره ۴۱۶/۷، البحر الرائق، کتاب الطلاق / باب الكنايات في الطلاق ۵۲۲-۵۲۱/۳ زکریا)

حالت حیض میں تین طلاق دینا

حالت حیض میں طلاق دینا ناپسندیدہ اور بدعت ہے؛ لیکن اگر کوئی شخص اس حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دیدے، تو طلاق واقع ہو جائے گی، حتیٰ کہ اگر حیض کی حالت میں کسی نے تین طلاق دے دی، تو بیوی نکاح سے بالکلیہ نکل کر شوہر پر حرام ہو جائے گی، اور حلالہ کے بغیر دوبارہ نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا۔

والبدعي من حيث الوقت أن يطلق المدخول بها، وهي من ذوات الأقراء في حالة الحيض أو في طهر جامعها فيه وكان الطلاق واقعاً. (الفتاوى الهندية، کتاب الطلاق / الباب الأول ۳۴۹/۱ قدیم زکریا)

إذا طلق الرجل امرأته في حالة الحيض وقع الطلاق. (الهداية، کتاب الطلاق /

باب طلاق السنة ۳۵۷/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاوى الهندية،

كتاب الطلاق / الباب السادس ۴۷۳/۱ قديم زكريا)

کہا: ”تجھے طلاق ہے“ کسی نے پوچھا کتنی؟ کہا: ”تین“
ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”تجھے طلاق ہے“، بعد میں کسی نے پوچھا کہ ”کتنی؟“
شوہر نے کہا: ”تین“۔ تو تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

ولو قال: أنت طالق، فقليل له بعد ما سكت: كم؟ قال: ثلاثاً، يقع
الثلاث، كذا في الخلاصة. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني في إيقاع الطلاق

۳۵۹/۱ زكريا، خلاصة الفتاوى / كتاب الطلاق ۸۶/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

ایک سے زائد بیویوں سے کہا کہ ”تم سب کو تین طلاق“
اگر کسی شخص کے ایک سے زائد بیویاں ہوں اور وہ اُن کو مخاطب کر کے کہے کہ: ”تم سب
کو تین طلاق“ تو ہر ایک پر تین تین طلاقیں پڑ جائیں گی، اب اُن میں کسی سے بھی بغیر حلالہ کے
دوبارہ نکاح نہیں کر سکتا۔

ولو قال لثلاث نسوة: له أنتن طوالق ثلاثاً أو طلقتن ثلاثاً يقع على كل
واحدة ثلاث. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني ۳۶۱/۱ قديم زكريا)

قال لثلاث نسوة: أنت طالق، وهذه وهذه ثلاثاً، فلكل واحدة ثلاث.

(الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / إيقاع الطلاق بعدد ماله ۴۱/۴ رقم: ۶۶۲۳ زكريا)

بیوی کا نام لئے بغیر ”طلاق طلاق طلاق“ کہنا
طلاق دینے کے لئے بیوی کا نام لینا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ لفظ بول کر بیوی کی محض نیت

کر لینے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے؛ لہذا اگر کوئی شخص بیوی کا نام لئے بغیر کہے: ”طلاق، طلاق، طلاق“، اور پوچھنے پر بتائے کہ بیوی کو طلاق دینا مراد تھا، یا بیوی سے گفتگو کے دوران یہ الفاظ استعمال کرے، تو اس کی بیوی پر تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

ولا يلزم كون الإضافة صريحة في كلام لما في البحر: لو قال: طالق، فقليل له: من عنيت؟ فقال: امرأتي، طلقت امرأته لأن العادة أن من له امرأة إنما يحلف بطلاقها، لا بطلاق غيرها. (شامي، كتاب الطلاق / باب الصريح، مطلب (سن

بوش) يقع به الرجعي ۲۴۸/۳ کراچی، البحر الرائق / کتاب الطلاق ۴۴۲/۳ زکریا

خلوت سے قبل تین طلاق

اگر رخصتی سے قبل بیوی سے یکبارگی کہا کہ ”تجھے تین طلاق“، تو اس پر تین طلاق واقع ہو جائیں گی، اور اگر الگ الگ الفاظ استعمال کئے، مثلاً کہا کہ ”تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے“، تو اس غیر مدخولہ بیوی پر صرف ایک طلاق بائن واقع ہوگی، اور وہ فوراً (بلاعدت) نکاح سے باہر ہو جائے گی اور اس پر دوسری اور تیسری طلاق واقع نہ ہوگی۔ (کیونکہ عدت باقی نہیں رہی) إذا طلق الرجل امرأته ثلاثاً قبل الدخول بها وقعن، فإن فرق الطلاق بانة بالأولى ولم تقع الثانية والثالثة، وذلك مثل أن يقول: أنت طالق، طالق، طالق. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في الطلاق قبل الدخول ۳۷۳/۱ قدیم زکریا،

شامي، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ۲۸۴/۳ کراچی)

طلق غير الموطوءة ثلاثاً وقعن، وإن فرق بانة بواحدة. (تبين الحقائق /

فصل في الطلاق قبل الدخول ۷۱/۲ زکریا، الفتاوى التاتارخانية / كتاب الطلاق ۴۲۸/۴-۴۲۹ رقم:

۶۵۹۵ زکریا، البحر الرائق ۵۰۷/۳)

طلق غير المدخول بها ثلاثاً وقعن، وإن فرق بانة بواحدة. (البحر الرائق،

كتاب الطلاق / فصل في الطلاق قبل الدخول ۵۰۷/۳ زکریا)

طلاق بائن دے کر دورانِ عدت تین صریح طلاق دینا

اگر کسی نے اپنی مدخولہ بیوی کو طلاق بائن دی، پھر دورانِ عدت اُس کو مزید تین طلاقیں دے دیں، تو طلاق بائن کے ساتھ دو طلاق صریح مل کر بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔
(مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۲۹۳)

الصریح يلحق الصریح، ويلحق البائن بشرط العدة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات، مطلب الصریح يلحق الصریح ۵۴۰/۴ زکریا، ۳۰۶/۳ کراچی)
وفي الشامية: فإذا أبان امرأته ثم طلقها ثلاثاً في العدة وقع. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات، مطلب: الصریح يلحق الصریح ۵۴۱/۴ زکریا، ۳۰۷/۳ کراچی، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب الكنايات في الطلاق ۵۳۱/۳ زکریا)

والصریح يلحق البائن قال للمبانة: أنت طالق بائن يقع أخرى.
(الفتاویٰ البزازية / كتاب الطلاق ۱۱۳/۱ جدید زکریا، الفتاویٰ التاتاریخانیة، كتاب الطلاق / إيقاع الطلاق على المبانة ۵۲۳/۴ رقم: ۶۸۲۲ زکریا)

”تو مجھ پر حرام ہے، تجھے تین طلاق“ کا حکم

”تو مجھ پر حرام ہے“ یہ ایک کنائی لفظ ہے، جو عرف میں طلاق بائن کے لئے مستعمل ہے، اور ”تجھے تین طلاق ہے“ یہ طلاق کے لئے صریح لفظ ہے، اور قاعدہ ہے کہ عدت کے اندر اندر صریح الفاظ سے دی گئی طلاق، طلاق بائن کے ساتھ ملحق ہو جاتی ہے۔

بریں بنا اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا ”تو مجھ پر حرام ہے میں نے تجھے تین طلاق دی“ تو بیوی پر تین طلاقیں مغلظہ واقع ہو جائیں گی، اور بیوی شوہر پر حرام ہو جائے گی، اب بغیر حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنا جائز نہ ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۹/۳۲۱)

والصریح يلحق الصریح والبائن وكذا لو قال لها: أنت بائن أو خالعتها على مال، ثم قال لها: أنت طالق أو هذه طالق كما في البزازية، يقع

عندنا لحديث الخدري مسندا المختلعة يلحقها صريح الطلاق ما دامت في العدة. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب الكنايات في الطلاق ۵۳۱/۳ زكريا، شامي / باب الكنايات ۵۴۰/۴ زكريا، الفتاوى التاتارخانية / كتاب الطلاق ۵۲۳/۴ رقم: ۶۸۲۲ زكريا)

تین سے زائد طلاق دینا

آزاد عورت صرف تین ہی طلاق کا محل ہوتی ہے، اس سے زیادہ کا نہیں؛ لہذا تین سے زیادہ طلاق دینے پر بیوی پر تین ہی طلاق واقع ہوں گی، اور زائد طلاقات لغو اور بیکار ہو جائیں گی۔
عن داؤد بن عباد بن الصامت رضي الله عنه قال: طلق جدي امرأة له ألف تطليقة فانطلق أبي إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر ذلك له، فقال النبي صلى الله عليه وسلم: أما أتقى الله جدك؟ أما ثلاث فله، وأما تسع مائة وسبعة وتسعون فعدوان وظلم، إن شاء الله تعالى عذبه وإن شاء غفر له.
(المصنف لعبد الرزاق، كتاب الطلاق / باب المطلق ثلاثاً ۳۹۳/۶ رقم: ۱۱۳۳۹ المجلس العلمي بيروت)
رجل قال لامرأته: هزاري طلاق تو بکی کردم“ قالوا: يقع الثلاث، كأنه قال: طلقك ثلاثاً بدفعه واحدة. (فتاوى قاضي خان، كتاب الطلاق / الفصل الأول في صريح الطلاق وما يقع به واحدة أو أكثر ۴۵۴/۱ قديم زكريا، الفتاوى الهندية / كتاب الطلاق ۳۸۰/۱ قديم زكريا، الفتاوى التاتارخانية / كتاب الطلاق ۴۰۳/۴ رقم: ۶۵۳۲ زكريا، ۲۷۵/۳ کراچی)

غیر مقلد شوہر نے حنفی بیوی کو تین طلاق دے دی، تو کیا حکم ہے؟
ائمہ اربعہ (حضرت امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ) اور جمہور علماء و فقہاء و محدثین کے مسلک کے مطابق تین طلاق سے بیوی مغالطہ یافتہ ہو کر شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، اور شوہر کے غیر مقلد ہونے سے مسئلہ پر کوئی فرق نہیں پڑتا؛ لہذا اگر غیر مقلد شوہر نے حنفی المذہب بیوی کو تین طلاق دے دیں، تو بغیر حلالہ کے دوبارہ اُس سے

نکاح کرنا جائز نہیں ہوگا، بیوی کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے مسلک کے مطابق عمل کرے اور شوہر کو اپنے اوپر ہرگز قدرت نہ دے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۳۶/۹)

قال لزوجته غير المدخول بها: أنت طالق ثلاثاً وقعن، لما تقرر أنه متى ذكر العدد كان الوقوع به، وإن فرق بانت بالأولى ولم تقع الثانية، بخلاف الموطوءة حيث يقع الكل. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب الطلاق غیر المدخول بها ۵۰۹/۴-۵۲۱ ذکر یا)

وقد اختلف العلماء في من قال لامرأته: أنت طالق ثلاثاً، فقال الشافعي ومالك وأبو حنيفة وأحمد وجماهير العلماء من السلف والخلف: يقع الثلاث. (شرح النووي على صحيح مسلم ۴۷۸/۱)

والبدعي ثلاث متفرقة، وفي الشامي: وكذا بكلمة واحدة بالأولى.....، وذهب جمهور الصحابة والتابعين ومن بعدهم من أئمة المسلمين إلى أنه يقع ثلاث. (شامي، کتاب الطلاق / مطلب: طلاق الدور ۴۳۴/۴ ذکر یا)



حلالہ کے متعلق مسائل

قرآن کریم میں حلالہ کا حکم

اسلام میں انسانی فطرت اور جذباتیت کا خیال رکھتے ہوئے طلاق کے معاملہ میں تدریج اور تخفیف کا لحاظ رکھا گیا ہے، چنانچہ پہلی اور دوسری رجعی طلاق کے بعد رجوع کرنے کی گنجائش ہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

الطَّلَاقُ مَرَّتَيْنِ فَاِمْسَاكَ بِمَعْرُوفٍ
اَوْ تَسْرِيحٍ بِاِحْسَانٍ. (البقرة: ۲۲۹)

طلاق رجعی دوبار تک ہے، اس کے بعد دستور کے موافق بیوی کو رکھ لینا (رجوع کر لینا) ہے، یا مناسب انداز میں چھوڑ دینا ہے۔

لیکن اگر کوئی آدمی اس تخفیف سے فائدہ نہ اٹھائے اور بیک وقت یا الگ الگ اوقات میں اپنی منکوحہ بیوی کو تیسری طلاق بھی دیدے، تو اب حکم یہ ہے کہ اُن دونوں کے درمیان اُس وقت تک ازدواجی تعلق قائم نہیں ہو سکتا، جب تک کہ مطلقہ بیوی عدت کے بعد کسی دوسرے مرد سے نکاح نہ کرے اور اس سے طلاق یا تفریق واقع ہونے کے بعد اس کی عدت نہ گزر جائے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد خداوندی ہے:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْ بَعْدُ
حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ فَاِنْ طَلَّقَهَا
فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا اَنْ يَتَرَاجَعَا اِنْ
ظَنَّا اَنْ يُقِيمَا حُدُودَ اللّٰهِ وَتِلْكَ
حُدُودُ اللّٰهِ يَبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَعْلَمُونَ. (البقرة: ۲۳۰)

پھر اگر اُس عورت کو (تیسری) طلاق دے دی، تو وہ اُس کے لئے اب حلال نہیں؛ تا آن کہ اُس کے علاوہ کسی اور شوہر سے نکاح کرے، پھر اگر وہ (دوسرا شوہر) طلاق دیدے، تو اُن دونوں (پہلے شوہر اور مطلقہ بیوی) پر کچھ گناہ نہیں کہ وہ باہم مل جائیں، اگر اللہ کے حکم کو قائم رکھنے کا خیال کریں، اور یہ اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں، جن کو وہ جانکار لوگوں کو بیان کرتا ہے۔

اس آیت سے صاف معلوم ہو گیا کہ حلالہ شرعیہ کے بغیر مطلقہ ثلاثہ کو نکاح میں لانے کی کوئی صورت شریعت میں جائز نہیں ہے۔

حلالہ میں ہم بستری کی قید حدیث مشہور سے ثابت ہے

جمہور علماء اور فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ حلالہ کی صحت کے لئے دوسرے شوہر کا اُس عورت سے ہم بستری کرنا شرط ہے، اور اُن کی دلیل وہ مشہور حدیث ہے، جسے ”حدیث عسیلہ“ کہا جاتا ہے۔ جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضرت رفاعہ قرظی رضی اللہ عنہ نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دی تھی، اُن کی اہلیہ نے عدت گزارنے کے بعد ایک دوسرے شخص سے نکاح کیا، مگر بیوی کے بقول اُن میں جماع کی صلاحیت نہ تھی، تو اُنہوں نے یہ چاہا کہ دوسرے شوہر اُنہیں طلاق دے دیں، اور وہ دوبارہ پہلے شوہر حضرت رفاعہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کر لیں، جب یہ معاملہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے آیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی اہلیہ کو حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ:

لَا، حَتَّى تَذُوْقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوْقَ عُسَيْلَتِكَ. (صحیح مسلم، کتاب النکاح / باب لا تحل المطلقۃ ثلاثاً الخ ۴۶۳/۱ النسخۃ الہندیۃ)

نہیں! پہلے شوہر سے اُس وقت تک رجوع نہیں ہو سکتا، جب تک کہ تم اس دوسرے شوہر کا ذائقہ نہ چکھ لو، اور وہ تمہارا ذائقہ نہ چکھ لے۔ (جماع کی طرف اشارہ ہے)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لعلک تریدین أن ترجعی إلی رفاعۃ، لا حتی یدزو ق عسلیتک وتذو قی عسلیتہ. (صحیح البخاری، کتاب الطلاق / باب من أجاز طلاق الثلاث ۷۹۱/۲ رقم: ۵۰۶۱ ف: ۵۲۶۰)

عن عائشۃ رضی اللہ عنہا إن رجلاً طلق امرأته ثلاثاً فتروجت، فطلق فسئل النبی صلی اللہ علیہ وسلم أتحل للأول، قال: لا حتی یدزو ق عسلیتہا کما ذاق الأول. (صحیح البخاری، کتاب الطلاق / باب من أجاز طلاق الثلاث ۷۹۱/۲ رقم: ۵۰۶۲ ف: ۵۲۶۱، سنن الترمذی، أبواب النکاح / باب ما جاء فی من یطلق امرأته ثلاثاً الخ ۲۱۳/۱)

اور اُم المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی تھیں، پھر عدت کے بعد اُس عورت نے دوسرے مرد سے شادی کی تھی؛ لیکن اس دوسرے مرد نے رخصتی سے پہلے طلاق دے دی، تو پہلے شوہر نے اُس عورت سے دوبارہ نکاح کا ارادہ

کیا، تو جب اس بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسئلہ پوچھا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”پہلے شوہر کے لئے اس سے نکاح حلال نہیں ہے؛ تا آن کہ دوسرا شوہر اس بیوی سے لذت حاصل نہ کرے، جیسا کہ پہلے شوہر نے لذت حاصل کی ہے“۔ (مسلم شریف ۴۶۳۱)

اس طرح کی صحیح اور مشہور احادیث کی بنا پر جمہور علماء و فقہاء کا متفقہ فیصلہ ہے کہ پہلے شوہر کے لئے مطلقہ ثلاثہ اُسی وقت حلال ہو سکتی ہے جب کہ دوسرے شوہر سے جماع کے بعد ہی طلاق یا تفریق کی نوبت آئی ہو، اور اس بارے میں بعض تابعین کے اختلاف کا کوئی اعتبار نہیں ہے، اور غالب یہی ہے کہ ان حضرات تک یہ صریح حدیث نہ پہنچی ہوگی۔

حلالہ کی حکمت کیا ہے؟

عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حلالہ کا حکم عورت کے لئے فضیحت کا سبب ہے، حالانکہ غور کرنے سے پتہ چلے گا کہ حلالہ کا حکم دراصل شوہر اول کے لئے سزا ہے کہ اُس نے عورت کی ناقدری کی کہ اُسے تین طلاقیں دے دیں، اب یہ اُس کے پاس اُس وقت تک نہیں لوٹ سکتی، جب تک کہ دوسرے مرد کا منہ نہ دیکھ لے، اس میں عورت کے لئے کوئی سزا نہیں؛ کیوں کہ وہ تو پہلے بھی منکوحہ تھی اور اب بھی منکوحہ ہے، اصل سزا شوہر کو ہے کہ اُس کی منکوحہ دوسرے کے پاس ہو کر آ رہی ہے۔ علامہ فخر الدین رازی تفسیر کبیر میں لکھتے ہیں:

فلأن المقصود من توقيف حصول
الحل على هذا الشرط زجر
الزوج عن الطلاق؛ لأن الغالب
أن الزوج يستنكر أن يفتش
زوجته رجل آخر، ومعلوم أن
الزجر إنما يحصل بتوقيف الحل
على الدخول فأما مجرد العقد
فليس فيه زيادة نفرة فلا يصح
جعله مانعاً وزجراً. (التفسير الكبير
للإمام الرازي [البقرة: ۲۳۰] ۱۱۴/۳
دار الفكر بيروت، ۹۱/۶ المكتبة الأشرفية)

اور اس لئے کہ اس دوسرے شوہر سے نکاح پر شوہر
اول کے لئے حلت کی شرط دراصل شوہر کو طلاق
دینے سے روکنے کے مقصد سے لگائی گئی ہے؛
کیوں کہ غالب یہی ہے کہ شوہر اس بات کو ناپسند
کرتا ہے کہ اُس کی بیوی دوسرے مرد کی فراش
بنے اور یہ بات عیاں ہے کہ یہ تنبیہ اُسی وقت مؤثر
ہوگی جب کہ نکاح کے ساتھ ہم بستری کی شرط بھی
لگائی جائے؛ کیوں کہ محض عقد نکاح میں کوئی زیادہ
ناگواری نہیں پائی جاتی، پس اس کو اس عمل سے
مانع اور موجب تنبیہ قرار دینا صحیح نہ ہوگا۔

حلالہ کے حکم کا مذاق اڑانا جائز نہیں

درج بالا آیت قرآنی اور احادیث شریفہ سے یہ بات واضح ہو چکی کہ مطلقہ ثلاثہ کے لئے شوہر اول سے نکاح کے واسطے حلالہ کا حکم فقہاء کا خانہ ساز نہیں ہے؛ بلکہ یہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے، جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں، اس لئے اس حکم شرعی پر طنز وتعریض یا استہزاء اور تضحیک کسی مسلمان کے لئے ہرگز درست نہیں ہے۔

اگر مطلقہ ثلاثہ دوسرا نکاح ہی نہ کرے، یا نکاح تو کرے؛ لیکن دوسرے شوہر ہی کے ساتھ رہنے لگے، یا دوسرا شوہر طلاق دیدے، پھر بھی شوہر اول اس کو اپنے نکاح میں نہ لے، ان سب باتوں کا بے شک شریعت میں اختیار ہے؛ لیکن جو شرط شوہر اول سے دوبارہ ازدواجی تعلق قائم کرنے کے لئے شریعت نے لگائی ہے، اس کو نظر انداز کرنا یا اس پر طعن وتشنیع کرنا کسی طرح روا نہیں۔

آج کل بہت سے پر جوش غیر مقلدین طلاق ثلاثہ کو زبردستی ایک ثابت کرنے کے زعم میں حلالہ کے حکم کا بے دریغ مذاق اڑاتے ہیں، اور مختلف انداز سے فقہ میں موجود حلالہ کے مسائل کی تضحیک کرتے ہیں، یہ طریقہ انتہائی قابل مذمت ہے؛ اس لئے کہ جو حکم قرآن واحادیث سے ثابت ہو، اُس پر کسی شخص کو چوں چرا کا حق حاصل نہیں ہے۔

ومن استخف بسنة أو حديث من أحاديثه عليه الصلاة والسلام أو رد حديثاً متواتراً أو قال سمعناه كثيراً بطريق الاستخفاف كفر . (مجمع الأنهر، كتاب السير والجهاد / باب المرتد، ثم إن ألفاظ الكفر أنواع ۵۰۶/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

لا يحل لمسلم رآه أن ينقله فضلاً عن أن يعتبره؛ لأن في نقله إشاعته، وعند ذلك ينفتح باب للشيطان في تخفيف الأمر فيه ولا يخفى أن مثله مما لا يسوغ الاجتهاد فيه لفوت شرطه من عدم مخالفة الكتاب والإجماع والأمر فيه من ضروريات الدين لا يبعد أكفار مخالفة. (فتح القدير، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة ۱۵۸/۴ زكريا)

مشروط حلالہ قابل لعنت ہے

دوسری طرف یہاں یہ بھی پیش نظر رہنا چاہئے کہ اسلام کی نظر میں باقاعدہ پلاننگ اور منصوبہ بندی کے ساتھ حلالہ کا عمل پسندیدہ نہیں ہے، اور ایسے عمل پر احادیث شریفہ میں فریقین پر لعنت کی گئی ہے۔ سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہ کی روایت ہے

کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حلالہ کرانے والے اور جس کے لئے حلالہ کرایا جا رہا ہے، دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ترمذی شریف ۲۱۳۱، السنن الکبریٰ للبیہقی ۳۹۹/۷)

اس سے معلوم ہوا کہ صرف شوہر اول کے لئے عورت کو حلال کرانے کے مقصد سے نکاح کرنا عقد نکاح کی روح کے خلاف ہے؛ کیوں کہ یہ رشتہ وقتی طور پر قائم نہیں کیا جاتا؛ بلکہ اس میں پختگی اور پائیداری شریعت میں مطلوب ہے، اور حلالہ کی غرض سے مشروط نکاح میں یہ مطلوب حاصل نہیں ہوتا۔ اور قرآنی آیت میں جو حلالہ کا ذکر ہے، اس میں ایک مطلق اصول بیان کیا گیا ہے کہ کسی دوسرے شوہر سے نکاح کے بغیر یہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی، اب اس اصول کی رو سے دوسرے شوہر کا نکاح مشروط ہو یا غیر مشروط اس سے شوہر اول کے لئے حلیت تو ثابت ہو جائے گی؛ لیکن نکاح کے دیگر تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے مشروط حلالہ کی حوصلہ افزائی نہیں کی جائے گی، اسی لئے مذکورہ حدیث میں مشروط طریقہ پر حلالہ کرنے اور کرانے والوں پر لعنت کی گئی ہے۔

فقال مالك: المحلل لا يقيم على نكاحه حتى يستقبل نكاحاً جديداً؛ فإن أصابها فلها مهر مثلها، ولا تحلها إصابته لزوجها الأول ولا يقر على نكاحه ويفسخ. (تفسير القرطبي [البقرة: ۲۳۰] ۲/ الجزء الثالث ۱۴۹ دار إحياء التراث العربي بيروت)

جاء عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه في هذا الباب تغليظ شديد، وهو قوله: لا أوتي بمحلل ولا محلل له إلا رجمتهما. وقال ابن عمر: التحليل سفاح لا يزالان زانيين ولو أقاما عشرين سنة. (تفسير القرطبي [البقرة: ۲۳۰] ۲/ الجزء الثالث ۱۵۲)

حلالہ کے بارے میں ایک ضروری تنبیہ

اگر غیر مشروط طریقہ پر دوسرے شوہر نے نکاح کیا، پھر وہ اپنی ذاتی مصالح دیکھ کر اس عورت کو طلاق دینا چاہے، تو اسے بھی طلاق کے من جملہ آداب کا خیال رکھنا ضروری ہے، اور طلاق کا ایک اہم آداب یہ ہے کہ ایسے پاکی کے زمانہ میں طلاق دی جائے جس میں بیوی سے ہم بستری نہ کی ہو۔ (سورہ طلاق: ۱، بخاری شریف حدیث: ۳۹۰۸)

آج کل حلالہ کے معاملہ میں اس حکم پر عمل کرنے میں سخت کوتاہی ہوتی ہے، اور عام طور پر دوسرا شوہر ہم بستری کے بعد اگلے ہی دن طلاق دے دیتا ہے، تو اس طرح طلاق دینے سے گوکہ طلاق واقع ہو جاتی ہے، اور وہ عورت عدت کے بعد شوہر اول کے لئے حلال بھی ہو جاتی ہے؛ لیکن جماع کے بعد اسی طہر میں طلاق دینے سے گناہ لازم آتا ہے، اس لئے فوری طور پر طلاق دینے کے بجائے انتظار

کرنا چاہئے، اور ناپاکی کے بعد جب اگلا پاکی کا زمانہ آئے، تو اُس میں جماع کے بغیر ایک طلاق بائن دے کر نکاح سے الگ کر دینا چاہئے؛ تاکہ کوئی کراہت لازم نہ آئے۔

إذا تزوج المرأة ليحلها ثم بدا له أن يمسكها فلا يحل له أن يمسكها حتى يتزوجها بنكاح جديد. (تفسير القرطبي [البقرة: ۲۳۰] ۲/ الجزء الثالث ۱۴۹ دار إحياء التراث العربي بيروت)
عن علي رضي الله عنه قال: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن المحلل والمحلل له. (سنن الترمذي، أبواب النكاح / باب ما جاء في المحل والمحلل له ۲۱۳/۱)
أجمع أهل العلم على أن الحر إذا طلق زوجته ثلاثاً ثم انقضت عدتها ونكحت زوجاً آخر ودخل بها ثم فارقها وانقضت عدتها ثم نكحت زوجها الأول أنها تكون عنده على ثلاث تطليقات. (تفسير القرطبي [البقرة: ۲۳۰] ۲/ الجزء الثالث ۱۵۲ دار إحياء التراث العربي بيروت)

اس تمہید کے بعد حلالہ سے متعلق چند اہم مسائل ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں:

تین طلاق کے بعد توبہ یا معافی مانگنے سے حلالہ کا حکم ساقط نہیں ہوتا

بہت سے لوگ غصہ میں تین طلاق دے کر بعد میں بیوی سے معافی مانگتے ہیں اور توبہ واستغفار کرتے ہیں، یاد رکھیں کہ توبہ واستغفار سے گناہ تو معاف ہو سکتا ہے؛ لیکن مطلقہ ثلاثہ بغیر حلالہ کے شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہو سکتی۔

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاوى الهندية ۴۷۳/۱)

عن سماك قال سمعت عكرمة يقول: الطلاق مرتان فإمساك بمعروف أو تسريح بإحسان، قال: إذا طلق الرجل امرأته واحدة فإن شاء نكحها، وإذا طلقها ثنتين فإن شاء نكحها، فإذا طلقها ثلاثاً فلا تحل له حتى تنكح زوجاً غيراً. (المصنف لابن أبي شيبة / ما قالوا في الطلاق مرتان ۱۹۷/۱۰ رقم: ۱۹۵۶۴، الهداية، كتاب

الطلاق / باب الرجعة ۳۹۹/۲، الفتاوى التاتارخانية ۱۴۷/۵ رقم: ۷۵۰۳ زكريا)

حلالہ کے مسئلہ میں صغیرہ و کبیرہ مدخولہ و غیر مدخولہ کا حکم یکساں ہے
 تین طلاق سے بیوی حرمتِ مغلظہ کے طور پر شوہر پر حرام ہو جاتی ہے، اب بغیر حلالہ کے شوہر اول سے نکاح نہیں ہو سکتا، اور اس حکم میں سب عورتیں برابر ہیں، خواہ بالغہ ہوں یا نابالغہ، مدخولہ ہوں یا غیر مدخولہ، کسی بھی مطلقہ ثلاثہ کا شوہر اول سے بغیر حلالہ کے نکاح جائز نہیں۔
 (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۸۷۷، ۱۳/۳۱۳، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۱۳/۹)

لا ینکح مبانته بالبینونة الغلیظة، أطلقه فشمّل ما إذا كان قبل الدخول أو بعده كما صرح به في الأصل، وشمّل ما إذا طلقها أزواج، كل زوج ثلاثاً قبل الدخول، فتزوجت بآخر فدخل بها، تحل للكل، وأشار بالوطء إلى أن المرأة لا بد أن يوطأ مثلها. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة ۹۴/۴)
 زکریاء الدر المختار مع رد المختار ۴۱۳/۳ کراچی، کذا فی البدائع الصنائع ۴۱۱/۴ بیروت
 ولا تحل بعد المطلقات الثلاث لقوله: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ﴾ [البقرة: ۲۳۰]
 من الآية إلا بعد و طء زوج آخر بنکاح صحیح ومضی
 عدته أي عدة النکاح الصحیح بعد زواله بالطلاق في الزوج الثاني. (مجمع الأنهر، کتاب الطلاق / باب الرجعة ۸۸/۲ مکتبة فقیه الأمة دیوبند)

غیر مدخولہ بیوی کو تین طلاق کے بعد حلالہ کا حکم ہے یا نہیں؟
 غیر مدخولہ (جس عورت سے خلوت نہ ہوئی ہو) کو اگر ایک ساتھ ایک جملہ میں تین طلاقیں دیں مثلاً کہا: ”تھے تین طلاق“ تو یہ تینوں طلاق اس پر واقع ہو جائیں گی، اب غیر مدخولہ ہونے کی وجہ سے کوئی عدت واجب نہیں ہے لیکن اگر یہ شوہر اس عورت سے دوبارہ ازدواجی رشتہ قائم کرنا چاہتا ہو تو حلالہ کرنا ضروری ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۲/۸۷۷، ۱۳/۳۱۳)

وقد بالغ المحقق ابن الهمام في رده قال في آخر باب الرجعة: لا فرق

فی ذلك: أي اشتراط المحلل بين كون المطلقة مدخولاً بها أولاً، لصريح إطلاق النص، وقد وقع في بعض الكتب أن غير المدخول بها تحل بلا زوج وهو زلة عظيمة مصادمة للنص والإجماع لا يحل لمسلم راه أن ينقله فضلاً عن أن يعتبره؛ لأن في نقله إشاعته، وعند ذلك يفتح باب الشيطان في تخفيف الأمر فيه. (شامي، كتاب الطلاق / باب طلاق غير المدخول بها ۵۱۱/۴ زكريا، ۲۸۵/۳ كراچی، الفتاوى الهندية / كتاب الطلاق ۴۷۳/۱ قديم زكريا)

ولا فرق في ذلك بين كون المطلقة مدخولاً بها أو غير مدخول بها لصريح إطلاق النص، وما في المشكلات من أن غير المدخولة تحل بمجرد النكاح، وأما قوله تعالى: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ مِنْ بَعْدُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ﴾ [البقرة: ۲۳۰]

ففي حق المدخولة ليس بشيء؛ لأنه لم يوجد في التفاسير والخلافات، وفي الفتح: وهو زلة عظيمة مصادمة للنص والإجماع. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۸۹/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

حلالہ میں بغیر گواہوں کے نکاح کر دیا

حلالہ کے نکاح میں اگر گواہوں کی موجودگی کے بغیر میاں بیوی نے ایجاب و قبول کر لیا، پھر صحبت کے بعد طلاق دی تو یہ حلالہ درست نہ ہوگا، اور اس کی وجہ سے وہ عورت پہلے شوہر کے لئے حلال نہ ہوگی؛ اس لئے کہ حلالہ کے لئے نکاح صحیح کی شرط ہے جو یہاں نہیں پائی گئی۔

ولا ينكح مطلقة بها أي بالثلاث حتى يطأها غيره، ولو مراهما بنكاح

نافذ خرج الفاسد. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۴۰/۵-۴۲ زكريا)

نكاح فاسد وهو الذي فقد شرطاً من شرائط الصحة كشهود. (الدر

المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب المهر، مطلب في النكاح الفاسد ۲۷۴/۴ زكريا)

وإن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۳/۱ زكريا)

ولا تحل بعد المطلقات الثلاث لقوله: ﴿فَإِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهُ﴾ [البقرة: ۲۳۰]

من الآية إلا بعد وطء زوج آخر بنكاح صحيح ومضى عدته أي عدة النكاح الصحيح بعد زواله بالطلاق في الزوج الثاني. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۸۸/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

ارتداد سے حلالہ ساقط نہیں ہوتا

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دے دیں، پھر زوجین میں سے کوئی ایک (نعوذ باللہ) مرتد ہو گیا تو اس ارتداد کی وجہ سے بیوی سے حلالہ کا حکم ساقط نہیں ہوگا لہذا نہ تو بیوی تجدید اسلام کے بعد عدت گزارے بغیر دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے اور نہ ہی شوہر تجدید اسلام کے بعد بغیر حلالہ کے دوبارہ اس سے نکاح کر سکتا ہے، بلکہ اگر وہ دوبارہ ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو تجدید اسلام کے بعد اولاً حلالہ ہوگا، اُس کے بعد ہی پہلے شوہر سے نکاح کرنا جائز ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۵۰۱/۱۳)

لو كانت تحته حرة، فطلقها ثلاثاً، ثم ارتدت ولحققت بدار الحرب، ثم استرقها، لم تحل حتى تتزوج بزواج آخر. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة ۹۵/۴ زكريا، تبين الحقائق ۱۶۵/۳ بيروت، الفتاوى الهندية ۴۷۳/۱ قديم زكريا)

ولا يحل له أي لزوج طلقها ثلاثاً لو حرة أو الحرة بعد طلاقها ثلاثاً ولحقها بدار الحرب مرتدة ثم استرقت لا يحل له الوطء. (سكب الأنهر / كتاب الطلاق ۹۰/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

مجنون سے حلالہ کرانا

اگر مطلقہ مغفلہ نے کسی مجنون (پاگل) سے نکاح کیا اور اُس نے ہم بستری کر لی، تو حلالہ

تو درست ہو جائے گا؛ لیکن مجنوں کی طرف سے طلاق واقع نہ ہوگی، اس کے لئے محکمہ شرعیہ سے رجوع ہو کر اس کے فیصلہ پر عمل کرنا ہوگا۔

ولو كان الزوج الثاني مجنوناً حلت للأول، كذا في الخلاصة. (الفتاوى

الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۷۳/۱ قديم زكريا)

ولا تحل الحرة بعد الطلقات الثلاث لمطلقها ولا الأمة بعد الشنتين

..... إلا بعد وطئ زوج آخر، سواء كان حراً أو عبداً عاقلاً أو مجنوناً إذا

كان يجمع مثله مسلماً حتى يحلها لزوجها المسلم. (مجمع الأنهر، كتاب

الطلاق / باب الرجعة ۸۸/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

وقال أبو حنيفة والشافعي والأوزاعي يحل الوطء المرأة، سواء

كان الواطي بالغاً عاقلاً أم صبيّاً مراهقاً أم مجنوناً. (الفقه الإسلامي وأدلته، ملحق ببحث

الطلاق / الرجعة وزواج التحليل ۵۳/۷ الهدى انفرنیشنل ديوبند)

قريب البلوغ مراهق سے حلالہ کرانا

مراهق (یعنی ایسا بچہ جو قریب البلوغ ہو، جس کا اندازہ فقہاء نے کم از کم دس سال سے لگایا ہے) اگر عورت سے مجامعت کر سکتا ہو اور اُس کے اندر حرکت اور شہوت ہو جائے تو ایسے مراهق بچہ سے حلالہ کرانا جائز ہے؛ البتہ مکمل بالغ ہونے سے پہلے اس کی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ مراهق کی طلاق کو فقہاء نے غیر معتبر قرار دیا ہے۔

ولا ينكح مطلقة بها أي بالثلاث حتى يطأها غيره ولو مراهقاً يجمع

مثله وقدره شيخ الإسلام بعشر سنين. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الرجعة، مطلب

في العقد على المبانة ۴۱/۵-۴۲ زكريا)

وفي الأنفع: الصبي المراهق في التحليل كالبالغ إذا جامعها قبل البلوغ

وطلقها بعد البلوغ؛ لأن الطلاق منه قبل البلوغ غير واقع، كذا في

التاتارخانیة. فسر المراهق في الجامع الصغير: فقال غلام: لم يبلغ، ومثله
یجامع جامع امرأته وجب الغسل علیها وأحلها للزوج الأول، ومعنی هذا الكلام
أن تتحرك آلتة ويشتهي، كذا في الهداية. (الفتاوى الهندية / كتاب الطلاق ۴۷۳/۱، سكب
الأنهر / كتاب الطلاق ۹۰/۲، الفقه الإسلامي وأدلته ۴۵۳/۷ الهدى انترنیشنل دیوبند)

ويحلها وطء المراهق. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب الرجعة ۸۹/۲ فقيه الأمة)
ولا يقع طلاق الصبي ولو مراهقاً. (الدر المختار / كتاب الطلاق ۴۵۰/۴ -
۴۵۱ مكتبة زكريا ديوبند)

والصبي المراهق في التحليل كالبالغ يعني إذا جامعها قبل البلوغ
وطلقها بعد البلوغ. (الفتاوى التاتارخانية ۱۴۹/۵ رقم: ۷۵۰۷ زكريا)

غیر مراهق بچے سے حلالہ کرانا

چھوٹے بچے (غیر مراهق) سے حلالہ کرانا معتبر نہیں۔

وبشرط أن يكون الزوج الثاني ممن يمكن جماعه لا طفلاً لا يتأتى منه
الجماع. (الفقه الإسلامي وأدلته / الرجعة - وزواج التحليل ۴۵۳/۷ الهدى انترنیشنل دیوبند)

جو شخص جماع پر قادر نہ ہو اس سے حلالہ کرانا

جو شخص اتنا کمزور یا بوڑھا ہو کہ اپنی قدرت سے وہ جماع پر قادر نہ ہو اور وہ اپنی شرم گاہ
اپنے ہاتھ سے عورت کی شرم گاہ میں داخل کرے تو ایسے شخص سے حلالہ کرانا معتبر نہیں، اس حلالہ
کے بعد بیوی شوہر اول کے لئے حلال نہیں ہوگی، ہاں اگر کمزور یا بوڑھے شخص میں مجامعت کے
وقت جوش اور حرکت پیدا ہو جائے اور عام انسانی طریقے پر وہ صحبت کر لے تو اس کا کیا ہوا حلالہ
جائز اور معتبر ہوگا۔

ولو أولج الشيخ الكبير الذي لا يقدر على الجماع بقوته؛ بل بمساعدة اليد لا

تحل للأول، إلا أن تنتشر آلتہ وتعمل، كذا في البحر الرائق. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق

/ فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۳/۱ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي ۴۶۱/۴ زكريا)

ولو أولج الشيخ الفاني ذكره بمساعدة يده أو يدها لا يحلها. (سكب

الأنهر / كتاب الطلاق ۹۰/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

وذلك بشرط الانتشار؛ لأن الحكم يتعلق بذوق العسيلة ولا تحصل من

غير الانتشار. (الفقه الإسلامي وأدلته / الرجعة - وزواج التحليل ۵۳/۷ الهدى انفرنیشنل ديوبند)

حلالہ میں شوہر ثانی کا انزال کرنا شرط نہیں

حلالہ میں شوہر ثانی کا بیوی سے جماعت کرنا اس طور پر کہ مرد کی شرم گاہ عورت کی شرم گاہ میں داخل ہو جائے؛ ضروری ہے، اس کے بغیر حلالہ معتبر نہیں ہوگا؛ البتہ شوہر کے لئے انزال شرط نہیں؛ لہذا خواہ انزال ہو یا نہ ہو، بہر صورت جماعت صحت حلالہ کے لئے کافی ہے۔

أما الإنزال فليس بشرط للإحلال. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما

تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۳/۱ قديم زكريا)

(مانع حمل غلاف) نرودھ وغیرہ لگا کر حلالہ میں صحبت کرنا

حلالہ میں مانع حمل غلاف مثلاً نرودھ وغیرہ لگا کر یا کپڑا وغیرہ ذکر پر لپیٹ کر جماعت کرنے میں اگر جسم کی حرارت اور جماع کی لذت محسوس ہو جائے، تو یہ بھی حلالہ کے لئے کافی ہے۔

وفي الفتاوى الصغرى: إذا لف ذكره بخرقه وأدخله فرجها، فإن وجد

الحرارة تحل، وإلا فلا. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به

۴۷۳/۱ قديم زكريا، تبیین الحقائق ۱۶۵/۳ زكريا)

أن الشرط للإيلاج بشرط كونه عن قوة نفسه وإن كان ملفوفاً بخرقه

إذا كان يجد لذة حرارة المحل. (البحر الرائق ۹۴/۴ زكريا، الفتاوى الولوالجية ۱۰۰/۲

حلالہ میں شوہر ثانی کا حالت حیض و نفاس میں صحبت کرنا

حلالہ میں اگر زوج ثانی نے حیض یا نفاس کی حالت میں بیوی سے ہم بستری کر کے طلاق دے دی، تو عدت کے بعد شوہر اول سے نکاح کرنا جائز ہے؛ لیکن ناپاکی کے ایام میں بیوی سے صحبت کرنا حرام ہے، ایسا شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب قرار پائے گا، گوکہ حلالہ درست ہو جائے گا۔

ولو وطئها الزوج الثاني في حيض أو نفاس أو إحرام أو صوم حلت للأول، كذا في محيط السرخسي. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۳/۱ قدیم زکریا، الدر المختار مع الشامی / کتاب الطلاق ۴۶/۵ زکریا، تبیین الحقائق ۱۶۴/۳ زکریا)

یحل الوطاء المرأة وإن وقع في وقت غير مباح كحيض أو نفاس، حلت للأول. (موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ۴۵۳/۸، الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۳/۱ قدیم زکریا)

اگر شوہر ثانی ہم بستری سے انکار کرے اور عورت دعویٰ کرے تو کیا حکم ہے؟

حلالہ میں اگر شوہر ثانی مجامعت اور ہم بستری سے انکار کرے اور بیوی دعویٰ کرے تو بیوی کا قول معتبر ہوگا اور عدت گزر جانے کے بعد شوہر اول سے نکاح کرنا جائز ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۶۰/۹)

وعبارة البزازية: ادعت أن الثاني جامعها وأنكر الجماع حلت للأول. (شامي، كتاب الطلاق / باب الرجعة / مطلب: حيلة إسقاط التحليل بحكم شافعي بفساد النكاح الأول ۵۱/۵ زکریا، ۴۱۷/۳ کراچی)

ولو قالت: دخل بي الثاني والثاني منكر فالمتعبر قولها. (شامي، كتاب

الطلاق / باب الرجعة / مطلب: حيلة إسقاط التحليل بحكم شافعي بفساد النكاح الأول ۵۱۵ زکریا،

۴۱۸/۳ کراچی، الفتاویٰ البزازیة ۲۰۲/۴

حلالہ کی غرض سے نکاح کرنا

مطلقہ ثلاثہ سے بغرضِ حلالہ اس شرط پر نکاح کرنا کہ جماعت کے بعد فوراً طلاق دیدے گا، یہ قابلِ مذمت عمل ہے؛ کیوں کہ حدیث میں حلالہ کرنے والے اور جس کے لئے حلالہ کرایا گیا ہے، دونوں پر لعنت آئی ہے؛ البتہ بلا کسی شرط کے نکاح ہو پھر شوہر ثانی اپنی مرضی سے از خود طلاق دیدے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور شوہر ثانی کو طلاق دینے پر مجبور کرنا اور جبر و اکراہ و ظلم و زیادتی کر کے اُس سے طلاق دلوانا ہرگز جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۵۹/۹)

لعن اللہ المحلل والمحلل له. (سنن ابن ماجہ، کتاب النکاح / باب المحلل

والمحلل له ۱۳۹/۱ رقم ۱۹۳۶)

وکرہ التزوج للشانی تحریمًا لحديث: لعن الله المحلل والمحلل له بشرط التحليل، وإن حلت للأول، كنز وجتك على أن أحللک، وإن حلت للأول لصحة النكاح وبطلان الشرط فلا يجبر على الطلاق كما حققه الکمال. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب الرجعة ۴۷/۵ زکریا، ۴۱۴/۳ کراچی، النهر

الفائق ۴۲۳/۲، البحر الرائق / کتاب الطلاق ۹۷/۴ زکریا)

وکرہ بشرط التحليل للأول (کنز) أي کرہ التزوج للثانی بشرط أن يحلها للأول بأن قال تزوجتك على أن أحللک له، أو قالت المرأة ذلك، والسمراء بالکراهة کراهة التحريم. (البحر الرائق ۹۷/۴ زکریا، فتح القدیر ۱۶۱/۴ زکریا،

موسوعة الفقه الإسلامي ۴۵۴/۸)



تعليق طلاق کے مسائل

کسی امر محال پر طلاق کو معلق کرنا

اگر کسی امر محال پر طلاق کو معلق کیا، مثلاً کہا کہ اگر اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو، تو تجھے طلاق، تو یہ طلاق باطل ہے، اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

ولو قال: إن دخل الجمل في سم الخياط فأنت طالق لا يقع الطلاق؛ لأن غرضه منه تحقيق النفي حيث علقه بأمر محال. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا وغيرهما ۴۲۱/۱ زكريا، الدر المختار مع الشامي ۳۴۲/۳ كراچی، ۵۹۱/۴ زكريا، بدائع الصنائع / فصل وأما الذي يرجع إلى المرأة ۲۰۹/۴ زكريا، النهر الفائق، كتاب الطلاق / باب أحكام التعليق ۳۸۶/۲ زكريا، سكب الأنهر على مجمع الأنهر ۵۷۲، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب التعليق ۴/۴ زكريا)

کسی امر متحقق پر طلاق کو معلق کرنا

اگر کسی واقعی اور پہلے سے متحقق امر پر طلاق کو معلق کیا، مثلاً بیوی سے کہا کہ ”اگر آسمان ہمارے اوپر موجود ہو تو تجھے طلاق“، تو اس سے فوراً طلاق واقع ہو جائے گی۔

ولو قال لامرأته ”أنت طالق إن كانت السماء فوقنا يقع الطلاق للحال؛ لأن هذا تحقيق وليس بتعليق بشرط إذا الشرط ما يكون معدوماً على خطر الوجود ولهذا موجود. (بدائع الصنائع / فصل وأما الذي يرجع إلى المرأة ۲۰۹/۳ زكريا، الدر المختار مع الشامي ۵۹۱/۴ زكريا، البحر الرائق / باب التعليق ۲/۴ كراچی، الفتاوى الهندية ۴۲۱/۱)

زکریا، البحر الرائق / باب التعليق ۴/۴ زکریا، النهر الفائق / باب أحكام التعليق ۳۸۶/۲ زکریا، سکب

الأنهر علی مجمع الأنهر / باب التعليق ۵۷/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند

کسی امر محتمل پر طلاق کو معلق کرنا

اگر کسی ایسے معاملہ پر طلاق کو معلق کیا جس کے واقع ہونے یا نہ ہونے دونوں کا احتمال ہے، تو یہ تعلیق منعقد ہوگی، مثلاً بیوی سے کہا کہ ”اگر تو نے فلاں سے بات کی تو تجھے طلاق“، تو اگر شرط پائی جائے گی تو طلاق واقع ہوگی ورنہ واقع نہ ہوگی۔

وبقي من الشروط أن يكون الشرط على خطر الوجود. (الدر المختار مع

الشامی ۵۹۱/۴ زکریا، البحر الرائق / باب التعليق ۲/۴ کراچی، الفتاویٰ الہندیہ ۴۲۱/۱ زکریا، النهر

الفائق / باب أحكام التعليق ۳۸۶/۲ زکریا، الموسوعة الفقهية ۳۱۰/۱۲

کہا: ”اگر تو فلاں کے گھر گئی تو تجھے طلاق“، پھر فلاں کا انتقال ہو گیا

بیوی سے کہا کہ ”اگر تو فلاں کے گھر گئی تو تجھے طلاق“، پھر اُس گھر والے کا انتقال ہو گیا تو اُس کے انتقال کے بعد اُس گھر میں داخل ہونے سے طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ اب وہ گھر فلاں کی ملک نہیں رہا؛ بلکہ میراث بن کر وارثین کی ملکیت میں آ گیا (لہذا شرط متحقق نہیں ہوئی) رجل قال لامرأته: إن دخلت دار فلان فأنت طالق، فمات فلان فصار

الدار ميراثاً فدخلت لا يحنث وعليه الفتوى. (الفتاویٰ الہندیہ، الطلاق بالشرط / الفصل

الثالث في تعليق الطلاق ۴۳۴/۱ زکریا، الفتاویٰ الولوالجیة / الفصل الثاني فيما يصح تعليقه وفيما لا يصح

۲۷/۲ مكتبة دار الإيمان سهارنפור، الفتاویٰ التاتارخانیة / باب الإيمان بالطلاق ۸۲/۵ رقم: ۷۲۷۷ زکریا،

خانية علی الہندیة / باب التعليق ۴۸۳/۱-۴۸۴ زکریا

بیوی سے کہا کہ ”اگر تیرے ساتھ رہتے ہوئے میں نے تجھ سے صحبت کی تو تجھے تین طلاق“؟

بیوی سے کہا کہ ”اگر تیرے ساتھ رہتے ہوئے میں نے تجھ سے صحبت کی تو تجھے تین

طلاق“، تو صحبت پائے جاتے ہی حسب شرط طلاق واقع ہو جائے گی؛ لیکن تین طلاق سے بچنے کی یہ تدبیر ممکن ہے کہ اس بیوی کو ایک طلاق بائن دے کر دوبارہ اُس سے نکاح کر لے، اُس کے بعد ہم بستر ی کرنے سے کوئی طلاق نہیں پڑے گی؛ (اس لئے کہ طلاق بائن کے وقوع کی وجہ سے تیرے ساتھ رہتے ہوئے کی شرط متحقق نہیں ہوئی)

رجل قال لامرأته: إن وطئتك ما دمت معي فأنت طالق ثلاثاً، ثم أراد الحيلة، قال محمد: يطلقها بائنة ثم يتزوجها من ساعته فيطؤها لا يحنث، كذا في فتاوى قاضي خان. (الفتاوى الهندية / الباب الرابع الطلاق بالشرط، الفصل الثالث تعليق الطلاق ۴۳۱/۱ زكريا، فتاوى قاضي خان، كتاب الطلاق / باب التعليق ۴۷۷/۱)

کہا کہ: ”اگر تو نے نماز چھوڑ دی تو تجھے طلاق“ پھر قضاء پڑھ لی؟ کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”اگر تو نے نماز چھوڑی، تو تجھے طلاق“، پھر اُس نے نماز چھوڑ دی؛ لیکن بعد میں اُسے قضا کر لیا، تو اُس کی بیوی پر طلاق ہوگی یا نہیں؟ اس بارے میں مشائخ کا اختلاف ہے۔ بعض نے فرمایا کہ اس سے طلاق واقع نہیں ہوگی؛ لیکن راجح قول یہ ہے کہ اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی؛ اس لئے کہ نماز چھوڑنے کا مطلب وقت پر نہ پڑھنا ہے، جس کا تحقق ہو چکا، بعد میں قضا کرنے سے شرط کی نفی نہ ہوگی۔

قال لامرأته: إن تركت صلاة فأنت طالق، أو قال: إن تركت صلاة فامرأتی طالق، فترك صلاة وقضتها، أو ترك صلاة وقضاها، هل يقع الطلاق؟ اختلف المشايخ رحمهم الله تعالى فيه، بعضهم قالوا: لا يقع الطلاق، وبه كان يفتي الشيخ الإمام سيف الدين عبد الرحيم الكرميني؛ لأن ترك الصلاة أن يتركها ولا يقضيها. وبعضهم قالوا: يقع الطلاق، وبه كان يفتي القاضي الإمام ركن الإسلام علي السعدي رحمه الله تعالى، وهو الأشبه والأظهر؛ لأن ترك الصلاة أن يتركها عن وقتها. ألا ترى إلى ما ذكر محمد رحمه الله تعالى إذا

قضى الممتروكة! وقال أيضاً: من ترك صلاة يوم وليلة، وقضاها من الغد.

(المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل السابع عشر: الأيمان بالطلاق ۱۱۰/۵ رقم: ۵۳۲۰ المجلس

العلمي، الفتاوى التاتارخانية / باب الأيمان بالطلاق ۶۷/۵ رقم: ۷۲۵۹ زكريا)

کہا: ”اگر تو نے میرے کپڑے دھوئے تو تجھے طلاق“

بیوی سے کہا کہ ”اگر تو نے میرے کپڑے دھوئے تو تجھے طلاق“، پھر اُس نے کپڑے کی آستین یا صرف دامن دھو دیا تو اُس سے طلاق نہیں پڑے گی؛ اس لئے کہ کپڑے کا اطلاق کم از کم ایک کپڑے مثلاً کرتے، یا پاجامے پر ہوتا ہے اُس کے کسی ایک جزء کو دھونے سے طلاق واقع نہیں ہوگی۔

قال لها: إن غسلت ثيابي فأنت طالق فعسلت كمه أو ذيله لا تطلق، كذا في التجنيس . (الفتاوى الهندية، الباب الرابع في الطلاق بالشرط / الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا ۴۳۱/۱ زكريا، الفتاوى الولوالحية / باب فيما يصح تعليقه وفيما لا يصح ۳۴/۲ مكتبة دار الإیمان سہارنפור، حانية على الهندية / باب التعليق ۴۸۵/۱ زكريا)

کہا: ”اگر میں تیرے اوپر کسی اور سے نکاح کروں تو اُسے طلاق“

بیوی سے کہا کہ ”اگر میں تیرے اوپر کسی اور عورت سے نکاح کروں تو اُسے طلاق“، پھر زوجہ اول کو طلاق بائن دے کر اُس کی عدت میں دوسری عورت سے نکاح کر لیا، تو اُس دوسری پر کوئی طلاق نہیں پڑے گی؛ کیوں کہ طلاق بائن کی وجہ سے پہلی بیوی سے رشتہ ختم ہو چکا ہے۔

ولو قال: إن تزوجت عليك فإلتي أتزوج طالق، فطلق امرأته طلاقاً بائناً، ثم تزوج امرأة أخرى في عدتها لا تطلق. (الفتاوى الهندية، الباب الرابع في الطلاق بالشرط / الفصل الثالث في تعليق الطلاق بكلمة إن وإذا ۴۳۶/۱ زكريا، البحر الرائق / باب التعليق ۵۹/۴ زكريا، النهر الفائق / باب التعليق ۴۰۰/۲ زكريا، تبیین الحقائق / باب التعليق ۱۲۹/۳ زكريا)

کہا: ”جب جب میں کوئی اچھی بات کہوں تو تجھے طلاق“

شوہر نے کہا کہ ”جب جب میں کوئی اچھی بات زبان سے بولوں تو تجھے طلاق“، تو جتنی مرتبہ اچھی بات زبان سے نکالے گا اتنی ہی مرتبہ طلاق واقع ہوگی۔ مثلاً: ”سبحان اللہ، لا إله إلا اللہ، اللہ اکبر“ اُس نے کہا، اور بیچ میں حرف عطف استعمال نہیں کیا، تو چون کہ یہ چار کلمے الگ الگ ہیں، اور ہر کلمہ مستقل ایک اچھا کلام ہے؛ لہذا اس صورت میں اُس کی بیوی پر تین طلاق واقع ہو جائیں گی، اور وہ مغلط ہو جائے گی؛ البتہ اگر حرف عطف ”و“ کے ساتھ ”سبحان اللہ والحمد للہ ولا إله إلا اللہ واللہ اکبر“ کہا، تو صرف ایک طلاق واقع ہوگی، اس لئے کہ حرف عطف کی وجہ سے یہ پورا ایک ہی کلمہ کہلائے گا۔

رجل قال لامرأته: كلما تكلمت كلاماً حسناً فأنت طالق، ثم قال: سبحان الله والحمد لله ولا إله إلا الله واللہ اکبر طلقت واحدة. ولو قال: سبحان الله، الحمد لله، لا إله إلا الله، اللہ اکبر، طلقت ثلاثاً، كذا في الخلاصة. (الفتاوى الهندية / الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الثاني في تعليق الطلاق بكلمة كل وكلمة ٤١٦/١ زكريا، البحر الرائق / باب اليمين في الأكل أو الشرب ٢٣٥/٤ كوثنه، خلاصة الفتاوى ١٢٦/٢، النهر الفائق / باب اليمين في الأكل والشرب ٨٩/٣ زكريا، الهداية / باب الإيمان في الطلاق ٢٠٠/٢، بدائع الصنائع / فصل وأما الذي يرجع إلى المرأة ٢٠٠/٣ زكريا)

گھر میں داخل ہونے پر طلاق کو معلق کیا پھر اسے طلاق دیدی

بیوی سے کہا کہ ”اگر تو فلاں متعین گھر میں داخل ہوئی تو تجھے تین طلاق“، پھر داخل ہونے سے پہلے ہی اُسے ایک یا دو طلاق دے دی، تو اس طلاق دینے سے تعلیق کا حکم ختم نہ ہوگا؛ پس اگر وہ عدت کے دوران یا بعد میں بھی کبھی اس شوہر کے نکاح میں رہتے ہوئے گھر میں داخل ہوگی تو اُس پر حسب شرط طلاق واقع ہو جائے گی۔ مثلاً: طلاق کے بعد اُس عورت نے کسی اور مرد سے نکاح

کیا، پھر کچھ دن کے بعد اُس نے طلاق دے دی، پھر عدت گزرنے کے بعد اُس عورت کا اُس شوہر سے نکاح ہو گیا، جس نے پہلے اُس کی طلاق کو فلاں متعین گھر میں داخلہ پر معلق کیا تھا۔ تو اب نکاح کے بعد اگر وہ اُس گھر میں داخل ہو جائے تو حسب شرط طلاق واقع ہو جائے گی۔

ولو قال لامرأته: إن دخلت الدار فأنت طالق ثلاثاً، فطلقها واحدة أو ثنتين قبل دخول الدار، فتزوجت بزوجة أخرى ودخل بها، ثم عادت إلى الزوج الأول، فدخلت الدار طلقت ثلاثاً في قول أبي حنيفة وأبي يوسف رحمهما الله تعالى، كذا في البدائع. (الفتاوى الهندية / الباب الرابع في الطلاق بالشرط، الفصل الأول في ألفاظ الشرط ۴۱۶/۱ زكريا، الموسوعة الفقهية ۳۰۰/۱۲ الكويت)

اگر فلاں تاریخ تک بیوی کو نہ بھیجو گے تو طلاق ہو جائے گی

شوہر نے سسرال والوں سے کہا کہ ”اگر فلاں تاریخ تک میری بیوی کو میرے گھر نہیں بھیجا تو اُس پر طلاق پڑ جائے گی“ تو ایسی صورت میں اگر اُس کو متعین تاریخ میں شام تک شوہر کے پاس نہیں بھیجا، تو طلاق پڑ جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۵۵/۱)

وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط، مثل أن يقول لامرأته: أنت طالق إن دخلت الدار. (الهداية، كتاب الطلاق / باب الأيمان في الطلاق ۳۸۵/۲ دار الكتاب ديوبند، الدر المختار مع الشامی ۳۵۵/۳ کراچی، الفتاویٰ الهندیہ ۴۲۰/۱ زکریا)

إذا وجد الشرط انحلت اليمين وانتهت. (الفتاویٰ الهندیہ / الفصل الأول في ألفاظ الشرط ۴۱۵/۱ زکریا، مجمع الأنهر علی ملتقى الأبحر / باب التعليق ۶۲/۲ مکتبۃ فقیہ الأئمۃ دیوبند)

کہا: ”اگر میں تجھے اپنے گھر لاؤں تو تجھے طلاق“ پھر وہ خود آگئی

شوہر نے بیوی سے کہا کہ ”اگر میں تجھے اپنے گھر لاؤں تو تجھے طلاق“، پھر بیوی از خود شوہر کے لئے بغیر اُس کے گھر آگئی، تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۸۱/۱)

وتنحل اليمين بعد وجود الشرط مطلقاً. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب

التعليق ۶۰۹/۴ زکریا)

ونظيره ما في الدر المختار: إن لم تجيء بفلان أو إن لم تردي ثوبي الساعة فأنت طالق، فجاء فلان من جانب آخر بنفسه، وأخذ الثوب قبل دفعيتها لا يحنث. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب التعليق ۶۴۳/۴ زکریا)

اگر میں تیرے گھر نہ آیا تو تجھے طلاق

شوہر نے کہا کہ ”اگر میں تیرے گھر نہ آیا تو تجھے طلاق“، تو زندگی کے آخری لمحات تک اُس کی تعلیق باقی رہے گی؛ لہذا پوری زندگی میں اگر کبھی بھی بیوی کے گھر نہ آیا تو زندگی کے آخری جزو میں اُس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔

وفي والله ليأتين فلاناً، فلم يأتِه حتى مات حنث في آخر جزء من أجزاء حياته؛ لأن عدم الإتيان حينئذٍ يتحقق لا قبله. وفي الغاية: وأصل هذا أن الحالف في اليمين المطلقة لا يحنث ما دام الحالف والمحلوف عليه قائمين لتصور البر. (مجمع الأنهر ۵۵۴/۱ بيروت)

اگر تو میرے بھائی کے گھر گئی تو تجھے طلاق

بیوی سے کہا کہ ”اگر تو میرے بھائی کے گھر گئی تو تجھے طلاق“، پھر اُس کے بھائی نے دوسرے مکان میں رہنا شروع کر دیا اور پہلے والے گھر کو چھوڑ دیا، تو اب دیکھا جائے گا کہ اگر شوہر کا مقصد یہ تھا کہ جس گھر میں بھی بھائی کی رہائش ہو، وہاں داخل ہونے سے طلاق واقع ہو، تو اس صورت میں اس نے گھر میں داخل ہونے سے بھی طلاق واقع ہو جائے گی، اور اگر اُس خاص گھر کے بارے میں نیت تھی جس میں تعلیق کے وقت بھائی مقیم تھا، تو ایسی صورت میں دوسرے بدلے ہوئے گھر میں داخلہ سے طلاق واقع نہ ہوگی۔

رجلٌ قال لامرأته: إن دخلت دار أخي فأنت طالق، فسكن أخو الحالف

داراً آخر، ثم دخلت المرأة الدار الحديثة، فإن كانت يمينه لأجل الأخ حنث في يمينه، وإن لم تكن له نية حنث في قول أبي حنيفة ومحمد. (الفتاوى الهندية ۴۳۴/۱ زكريا، خانية على الهندية / باب التعليق ۴۸۳/۱-۴۸۴ زكريا، الفتاوى التاتارخانية / الأيمان بالطلاق ۷۹/۵ رقم: ۷۳۰۴ زكريا)

جب جب تجھے بچہ پیدا ہوگا تجھے طلاق

اگر بیوی سے کہا کہ ”جب جب تجھے بچہ پیدا ہوگا تو تجھے طلاق“، تو ہر بچہ کی پیدائش پر ایک طلاق واقع ہوتی رہے گی، جب کہ اُس نے ہر بچہ کی پیدائش کے بعد قولاً یا فعلاً رجعت کر لی ہو۔ وفي كلما ولدت فأنت طالق، فولدت ثلاثة بطون تقع الثلاث، والولد الثاني رجعة في الطلاق الأول وتطلق به ثانياً كالولد الثالث فإنه رجعة، في الثاني وطلق به ثلاثاً، عملاً بكلمة. (الدر المختار مع الشامی ۳۷/۵ زكريا، الفتاوى التاتارخانية / كتاب الطلاق ۱۴۷/۵ رقم: ۷۵۰۳ زكريا، كنز الدقائق مع البحر الرائق ۹۱/۴-۹۲، النهر الفائق / باب الرجعة ۴۱۹/۲ زكريا، ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر / باب الرجعة ۸۶/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الهداية / باب الرجعة ۳۹۸/۲)

اگر میری بیوی چاند سے زیادہ خوب صورت نہ ہو تو اسے طلاق

بیوی سے کہا کہ ”اگر تو چاند سے زیادہ خوب صورت نہ ہو“ تو تجھے طلاق، تو اُس کی بیوی پر کوئی طلاق نہیں پڑے گی؛ اس لئے کہ خود قرآن مقدس میں اللہ تعالیٰ نے تخلیق انسانی کو احسن تقویم سے تعبیر کیا ہے، یعنی انسان کو اللہ نے تمام مخلوقات میں سب سے خوب صورت بنایا ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۶۳/۱۳-۶۴/۱۳ بھیل)

عن يحيى بن أكثم القاضي أنه فسر التقويم لحسن الصورة، فإنه حكى أن ملك زمانه خلا بزوجه في ليلة، فقال: إن لم تكوني أحسن من القمر فأنك كذا، فأفتى الكل بالحنث إلا يحيى بن أكثم فإنه قال: لا يحنث، فقيل له: خالفت شيو خك،

فَقَالَ: الْفَتْوَىٰ بِالْعِلْمِ، وَلَقَدْ أَفْتَىٰ مِنْ هُوَ أَعْلَمُ مِنَّا وَهُوَ اللَّهُ تَعَالَىٰ، فَإِنَّهُ يَقُولُ: ﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ (مفاتيح الغیب ۴۵۹/۸، التفسیر الکبیر ۱۰/۳۲-۱۱)

وقد أخبرنا المبارك بن عبد الجبار الأزدي قال: أخبرنا القاضي أبو القاسم علي بن أبي علي عن أبيه قال: كان عيسى بن موسى الهاشمي يحب زوجته حباً شديداً، فقال لها يوماً: أنت طالق ثلاثاً إن لم تكن أحسن من القمر فنهضت واحتجبت عنه، وقالت طلقني! وبات ليلة عظيمة، فلما أصبح غداً إلى دار المنصور فأخبره الخبر، فاستحضر الفقهاء واستفتاهم، فقال جميع من حضروا: قد طلقته إلا رجلاً واحداً من أصحاب أبي حنيفة؛ فإنه كان ساكناً فقال له المنصور: ما لك لا تتكلم؟ فقال له الرجل: بسم الله الرحمن الرحيم ﴿وَالَّتَيْنِ وَالزَّيْتُونِ. وَطُورِ سَيْنِينَ. وَهَذَا الْبَلَدِ الْأَمِينِ. لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ يا أمير المؤمنين! فالإنسان أحسن الأشياء لا شيء أحسن منه. فقال المنصور لعيسى بن موسى: الأمر كما قال الرجل فأقبل على زوجته، وأرسل أبو جعفر المنصور إلى زوجة الرجل أن أطيعي زوجك ولا تعصيه فما طلقك.

(تفسير أحكام القرآن الكريم للقرطبي ۱۱۴/۲۰ دار إحياء التراث العربي، روح المعاني ۳۱۴/۱۶)

قسم کھائی کہ ”اگر میں تجھ سے بات کروں تو تجھے طلاق“ پھر

بیوی سے بذریعہ مسیح بات کر لی

قسم کھائی کہ ”اگر میں تجھ سے بات کروں تو تجھے طلاق“، پھر بیوی سے خط و کتابت کر لی، یا موبائل پر واٹس آپ وغیرہ کے ذریعہ لکھ کر مسیح بھیج کر بات کر لی، تو بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ کلام کا اطلاق زبان سے بولنے پر ہوتا ہے، اشارہ اور تحریر سے بات کرنے پر کلام کا تحقق نہیں ہوتا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۸۸/۱۳ ذی الحیل)

المستفاد: واعلم أن الكلام لا يكون إلا باللسان، فلا يكون بالإشارة ولا بالكتابة، لو حلف لا يحدثه، لا يحنث إلا أن يشافهه، وكذا لا يكلمه يقتصر على المشافهة. (البحر الرائق ۵۵۹/۴، الفتاوى البزازية على هامش الهندية ۲۸۷/۴، خلاصة الفتاوى ۱۴۳/۲، فتح القدير / باب اليمين في الكلام ۱۳۴/۵، النهر الفائق / كتاب الأيمان ۸۹/۳ زكريا، الدر المختار مع الشامي ۵۹۶/۵ زكريا)

شرط کے تحقق سے قبل معلقہ بیوی کو طلاق دے دی بعد ازاں شرط پائی گئی؟

بیوی سے کہا کہ ”اگر میری اجازت کے بغیر تو گھر سے نکلی تو تجھے طلاق“، پھر اُسے طلاق دے دی اور عدت کے بعد بیوی گھر سے باہر نکلی، بعد ازاں اُسی شوہر نے اُس سے دوبارہ نکاح کر لیا، تو اب شوہر کی اجازت کے بغیر اگر گھر سے باہر نکلے گی تو بھی طلاق واقع نہیں ہوگی۔
لو حلف لا تخرج امرأته إلا بإذنه، فخرجت بعد الطلاق وانقضاء العدة لم يحنث، وبطلت اليمين بالبينونة، حتى لو تزوجها ثانياً ثم خرجت بلا إذن، لم يحنث. (شامي / كتاب الطلاق ۳۵۴/۳ کراچی، فتح القدير / كتاب الطلاق ۱۲۵/۴، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب التعليق ۳۴۱/۷)

ایک بیوی کی طلاق کو دوسری بیوی کی طلاق پر معلق کرنا

اگر کسی شخص کے پاس دو بیویاں ہوں، پھر وہ دوسری بیوی کی طلاق کو پہلی بیوی کی طلاق پر معلق کر کے یوں کہے کہ: ”اگر تجھے طلاق دوں تو میری پہلی بیوی کو طلاق“، تو دونوں بیویوں پر طلاق پڑ جائے گی۔

وإذا أضافه إلى شرط وقع عقيب الشرط مثل أن يقول لامرأته: إن دخلت الدار فأنت طالق، وهذا بالاتفاق؛ لأن الملك قائم في الحال، والظاهر

بقاؤه إلى وقت وجود الشرط؛ لأن الأصل بقاء الشيء على ما كان، وهو استصحاب الحال. (الفتاوى الهندية / كتاب الطلاق ۴۰۱/۱، الهداية ۳۸۵/۲، تبیین الحقائق ۳۸۵/۲، فتح القدير ۱۰۳/۴ المكتبة الأشرفية ديوبند)

يكون التعليق بكل ما يدل على ربط حصول مضمون جملة بحصول مضمون جملة أخرى - إلى قوله - قول الزوج لزوجته: إن دخلت الدار فأنت طالق، فقد رتب وقوع الطلاق على دخولها الدار؛ فإن دخلت وقع الطلاق، وإلا فلا. (الموسوعة الفقهية ۳۰۰/۱۲ الكويت)

”اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق“ تین بار کہنے کا حکم

بیوی سے تین مرتبہ کہا کہ ”اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق“، تو پہلی مرتبہ گھر میں داخل ہوتے ہی تینوں طلاق واقع ہو جائیں گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۳۷۱/۳ ڈا بھیل)

وفي أيّمان الفتح: وقد عرف في الطلاق أنه لو قال: إن دخلت الدار فأنت طالق، إن دخلت الدار فأنت طالق، إن دخلت الدار فأنت طالق، وقع الثلاث يعني بدخول واحد كما تدل عليه عبارة أيّمان الفتح. (فتح القدير ۳۴۵/۴ بدائع الصنائع / فصل وأما الذي يرجع إلى المرأة ۲۲۱/۳ زكريا)

اگر مجھے فلاں عورت سے محبت ہو تو تجھے تین طلاق

کہا کہ ”اگر مجھے فلاں عورت سے محبت ہو تو تجھے تین طلاق“، تو یہ تعلیق اس عورت سے محبت کی خبر دینے پر محمول ہوگی، اگر شوہر نے جھوٹ بول کر بیوی سے کہہ دیا کہ میں اس عورت سے محبت نہیں کرتا تو اس سے بیوی پر طلاق نہیں ہوگی۔ (اگرچہ شوہر کا یہ دعویٰ جھوٹا ہی کیوں نہ ہو) ولو قال: أنت طالق ثلاثاً إن كنت أنا أحب ذلك، ثم قال: لست أحبه وهو كاذب فهي امرأته، ويسعه في ما بينه وبين الله تعالى أن يطأها، أن الحكم

یدار علی الظاهر وهو الإخبار. (شامی، کتاب الطلاق / باب التعليق ۶۱۴/۴ زکریا، البحر الرائق، کتاب الطلاق / باب التعليق ۴۴/۴، النهر الفائق ۳۹۵/۲، الفتاویٰ الہندیہ ۴۲۳/۱ زکریا، تبیین الحقائق ۱۲۲/۳ زکریا، فتح القدیر ۱۱۳/۴ المکتبۃ الأشرفیۃ دیوبند)

بیمین فور کا حکم

بیوی گھر سے نکلنا چاہتی تھی، شوہر نے کہا کہ ”اگر تو گھر سے نکلی تو تجھے طلاق“، تو یہ فوراً نکلنے پر مجبور ہوگا، پس اگر فوراً نکل گئی تو طلاق واقع ہو جائے گی اور اگر تھوڑی دیر بعد بیوی گھر سے نکلی تو طلاق نہیں ہوگی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۱/۷۱)

وشرط للحنث في قوله: إن خرجت فأنت طالق فعله فوراً؛ لأن قصده المنع عن ذلك الفعل عرفاً، ومدار الأيمان عليه، وهذه تسمى يممين الفور. (الدر المختار مع الشامی ۷۶۱/۳ کراچی، البحر الرائق ۵۲۹/۴، النهر الفائق ۷۲/۲)

مثال آخر لیمین الفور وهو: إذا أرادت امرأة إنسان أن تخرج من الدار، فقال لها زوجها: إن خرجت فأنت طالق، فقعدت تاركة الخروج ساعة، ثم خرجت بعدئذ لا يحنث استحساناً. (الفقه الإسلامي وأدلته ۳۹۱/۳، جامع صغير / کتاب الأیمان ۳۵۹، المبسوط للسرخسی / باب الأکل ۱۸۶/۸ بیروت)

”جب جب میں شادی کروں تو طلاق“ میں حلت کا حیلہ کیا ہے؟

اگر کسی نے قسم کھائی کہ ”جب جب میں کسی عورت سے شادی کروں تو اُسے طلاق“، تو اس قسم سے بچنے کا حیلہ یہ ہے کہ کوئی واقف کار آدمی بیچ میں پڑ کر بحیثیت فضولی کسی عورت سے دو گواہوں کے سامنے کہے کہ ”میں نے فلاں مرد سے تیرا نکاح اتنے مہر پر کیا اور عورت قبول کر لے“ پھر یہ فضولی قسم دینے والے سے کہے کہ ”میں نے اتنے مہر پر فلاں عورت سے تیرا نکاح کر دیا ہے، مہر ادا کرو“، پھر وہ زبان سے کچھ بولے بغیر مہر کی رقم نکال کر دیدے، تو اُس کا مہر ادا کرنا عملاً اجازت ہوا، اور نکاح درست ہو گیا، اور قسم بھی نہیں ٹوٹی اور اس عورت پر طلاق بھی نہیں ہوگی۔

فلو قال: كلما تزوجت امرأة فهي طالق، تطلق بكل تزوج ولو بعد زوج آخر، والحيلة فيه عقد الفضولي، وكيفية عقد الفضولي أن يزوجه فضولي فأجاز بالفعل بأن ساق المهر ونحوه لا بالقول فلا تطلق. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب التعليق ۶۰/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند، الفتاوى الهندية ۴۱۹/۱، الدر المختار مع الشامي ۵۹۴/۴ زكريا، ۳۴۵/۳ كراچی، بزازية على الهندية ۲۵۵/۴ زكريا، النهر الفائق / باب اليمين في الضرب والقتل ۱۲۱/۳ زكريا، البحر الرائق / اليمين في الضرب والقتل ۶۲۰/۴ زكريا، تبين الحقائق ۵۳۶/۳ زكريا)

کسی سے بات کرنے پر بیوی کی طلاق کو معلق کرنا

قسم کھائی کہ ”اگر میں فلاں سے بات کروں تو ہر وہ عورت جس سے میں شادی کروں اُسے طلاق“، بعد ازاں قسم کھانے والے نے ایک مجمع کو سلام کیا جس میں مخلوف علیہ بھی تھا، تو وہ اپنی قسم میں حاث ہو جائے گا اور نکاح کرتے ہی اُس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی۔

ولو مر الحالف على جماعة، فيهم المحلوف عليه، فسلم عليهم الحالف حنث، وإن لم يسمع المحلوف عليه. (الفتاوى الهندية، كتاب الأيمان / الباب السادس في اليمين ۹۷/۲ زكريا، الفتاوى البزازية ۲۸۸/۴، الهداية ۹۲/۲، البحر الرائق ۵۵۸/۴ زكريا، فتح القدير / باب اليمين في الكلام ۱۳۴/۵، خلاصة الفتاوى ۱۴۳/۲-۱۴۴)

وفي الأصل: لو حلف لا يتكلم فلاناً فمر على قوم وهو فيهم، فسلم عليهم يحنث، إلا أن ينوي غيره فيصدق ديانة لا قضاءً. (خلاصة الفتاوى ۱۴۳/۲، الفتاوى الهندية / باب في اليمين على الكلام ۹۷/۲ زكريا، خانية على الهندية / فصل في الكلام والقرأة ۱۰۲/۲ زكريا، الفتاوى التاتارخانية / فصل الأيمان بالطلاق ۹۳/۵ رقم: ۷۳۵۱ زكريا)

قسم کا مدار الفاظ پر ہوتا ہے نہ کہ اغراض پر

قسم کے احکام کا مدار زبان سے نکلے ہوئے الفاظ پر ہوتا ہے، کس نیت سے الفاظ ادا ہوئے ہیں، اُن پر حکم کا مدار نہیں ہوتا۔

الأیمان مبنیة على الألفاظ لا على الأغراض . (الدر المختار مع الشامی، کتاب الأیمان / باب الیمین فی الدخول الخ ۵۲۸/۵ زکریا، ۷۴۳/۳ کراچی، البحر الرائق ۵۰۱/۴، فتح القدیر ۹۶/۵، سبک الأنهر علی مجمع الأنهر ۲۷۷/۲، الأشباه والنظائر ۲۷۰/۱ کراچی، الفقہ الإسلامی وأدلته ۴۱۳/۳)

أن الأیمان مبنیة على الألفاظ لا على الأغراض أي إنها تبني على ما تلفظ به الحالف من الفعل المحلوف عليه المناقض للغرض، فإذا وجد الفعل المذكور ثبت الحنث المطلق وإلا فلا، ولا تبني على الغرض . (مجموعة رسائل ابن عابدين ۲۹۷/۱)

حلالہ کے لئے نکاحِ ثانی کرتے وقت طلاق کا اختیار لینا

مطلقہ ثلاثہ نے حلالہ کے لئے نکاح کرتے وقت اگر یہ شرط لگائی کہ میں نکاح کے بعد جب چاہوں گی طلاق لے کر آزاد ہو جاؤں گی، اور شوہر ثانی اُس کو منظور کر لے، تو شوہر ثانی کے صحبت کرنے کے بعد بیوی کو اختیار رہے گا کہ وہ اپنے آپ کو طلاق دے کر اُس کے نکاح سے آزاد ہو جائے۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۳۹/۱۰)

شهدوا أن فلاناً جعل أمر امرأته فلانة ببيدها على أن تطلق نفسها ما شاءت ومتى شاءت أبداً وأنها قبلت منه هذا الأمر . (الفتاوى الهندية، كتاب الشروط / الفصل الثالث في الطلاق ۲۶۰/۶ زکریا)

قال لها: طلقي نفسك، فلها أن تطلق في مجلس علمها به مشافهة أو إخباراً وإن طال يوماً أو أكثر ما لم يؤقته . (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ۵۵۲/۴ زکریا)

أن تقول المرأة للمحلل: زوجت نفسي منك على أن أمري بيدي أطلق نفسي كلما أريد، ثم يقبل الزوج فيصير الأمر ببيدها، تطلق نفسها كلما أرادت . (الفتاوى التاتارخانية / الحيلة في الطلاق ۳۲۷/۱۰ رقم: ۱۴۸۹۱ زکریا، المحيط البرهاني / كتاب الحيل ۹۱/۲۱ رقم: ۱۹۷۲۸)

الحيلة للمطلقة الثلاث: إذا خافت أن يمسكها الزوج الثاني أن تقول المرأة للمحلل زوجت نفسي منك على أن أمري بيدي أطلق نفسي كلما أريد، ثم يقبل الزوج فيصير الأمر بيدها تطلق نفسها كلما أرادت. (الفتاوى الهندية / كتاب الحيل ۳۹۶/۶ زكريا)

کہا ”بیوی کی اجازت کے بغیر نکاح کروں تو اُس پر طلاق“
پھر اُس بیوی کو طلاق دے کر بلا اجازت دوسرا نکاح کر لیا

اپنی بیوی سے کہا کہ ”اگر تیری اجازت کے بغیر نکاح کروں تو جس سے نکاح کروں اسے طلاق“، پھر موجودہ بیوی کو طلاق دے کر نکاح سے الگ کر دیا، اس کے بعد مطلقہ بیوی کی اجازت کے بغیر کسی دوسری عورت سے نکاح کیا تو نکاح کرتے ہی دوسری بیوی پر طلاق پڑ جائے گی؛ اس لئے کہ پہلی بیوی سے عدم اجازت کو اس کے منکوحہ ہونے کی حالت پر معلق نہیں کیا؛ بلکہ نفس اجازت پر معلق کیا تھا اور اس سے اجازت لئے بغیر نکاح کرنا پایا گیا؛ لہذا دوسری بیوی پر بلاشبہ طلاق پڑ جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۷۳/۱۰)

لو قال لامرأته كل امرأة أتزوجها بغیر إذنك فطلق، فطلق امرأته طلاقاً
بائناً أو ثلاثاً ثم تزوج بغیر إذنها فطلقت؛ لأنه لم يتقيد بيمينه ببقاء النكاح. (شامي / باب اليمين في الضرب ۶۷۱/۵ زكريا)

نکاح سے پہلے کی تعلیق لغو ہے

اگر کسی نے نکاح سے قبل کسی اجنبیہ عورت سے کہا کہ ”اگر تو نے فلاں کام کیا تو تجھے طلاق“ پھر اسی سے اس نے نکاح کر لیا، اس کے بعد منکوحہ نے وہ کام کیا تو اُس کام کو انجام دینے سے اُس منکوحہ عورت پر کوئی طلاق نہیں پڑے گی؛ کیوں کہ نکاح سے پہلے کی مذکورہ تعلیق لغو ہے۔

شرط الملك حقيقة - أي شرط لزومه - كقوله لمنكوحته أو معتدته
إن ذهبت فأنت طالق، أو الإضافة إليه أي الملك الحقيقي كان نكحتك فأنت
طالق، فلغا قوله لأجنبية: إن زرت زيداً فأنت طالق فنكحها فزارت. (الدر المختار
مع الشامی، کتاب الطلاق / باب التعليق ۵۹۳/۴-۵۹۵ زکریا)

کہا: ”اگر تم نے فلاں کام نہ کیا تو طلاق دے دوں گا“

بیوی سے کہا کہ ”اگر تم نے فلاں کام نہ کیا تو طلاق دے دوں گا“۔ پھر بیوی نے فلاں
کام نہیں کیا تو اُس پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی؛ اس لئے کہ شوہر نے طلاق دینے کی دھمکی دی
تھی اور محض دھمکی دینے سے طلاق واقع نہیں ہوتی۔

أنا أطلق نفسي لم يقع لأنها وعد. (الدر المختار مع الشامی / باب التفويض

۶۵۷/۲، مستفاد: فتاویٰ دار العلوم دیوبند ۵۱/۱۰)

کہا ”اگر تو نے نامحرم کو چہرہ دکھایا تو تجھے طلاق“

بیوی سے کہا کہ اگر تو نے نامحرم کو چہرہ دکھایا تو تجھے طلاق، پھر دھوکہ سے بیوی کے قصد
وارادہ کے بغیر کسی غیر محرم نے تانک جھانک کر بیوی کا چہرہ دیکھ لیا تو چوں کہ از خود بیوی کی طرف
سے دکھانا نہیں پایا گیا؛ لہذا طلاق واقع نہیں ہوگی۔

ولو قال لها: إن كشفت وجهك على غير محرم فأنت طالق، فراها غير
المحرم من غير قصد لها بأن سترت في الكن، فاطلع عليها رجل لا يحسن.
(الفتاویٰ التاتاریخانیة / کتاب الإیمان ۲۰۷/۶ رقم: ۹۲۰۵ زکریا، ۶۱۳/۴ کراچی، بزازیة علی هامش
الفتاویٰ الہندیة ۳۴۵/۴ قدیم زکریا)

کہا ”اگر میں بیوی کو ماروں تو اُسے طلاق“

کہا کہ ”اگر میں بیوی کو ماروں پیٹوں تو اُسے طلاق“، تو جب بھی مارنا پیٹنا پایا جائے گا

فوراً طلاق واقع ہو جائے گی۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ڈابھیل ۵۱/۱۳)

وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط. (الهداية، كتاب الطلاق / باب

الأيمان في الطلاق ۳۸۵/۲، الفتاویٰ الهندیة ۴۲۰/۱، تبیین الحقائق ۱۰۹/۳، البحر الرائق ۵/۴)

اگر میں نے آج اپنا قرض ادا نہ کیا تو میری بیوی کو طلاق

کسی شخص نے قسم کھائی کہ ”اگر میں نے آج اپنا قرض ادا نہ کیا تو میری بیوی کو طلاق“، پھر وہ قرضہ ادا کرنے سے عاجز ہو گیا یا قرض خواہ غائب ہو گیا اور پورے دن قرض ادا نہ کر سکا تو شرعاً اس کی بیوی پر طلاق واقع ہو جائے گی؛ اس لئے کہ طلاق کی شرط یعنی قرض ادا نہ کرنے کا تحقق ہو گیا۔

ومفاده الحنث فيمن حلف ليؤدّيّن اليوم دينه فعجز لفقره وفقد من يقرضه خلافاً لما بحثه في البحر (الدر المختار) وفي الشامي: أي لأن شرط الحنث فيه عديم وهو عدم الأداء والمحل وهو الحالف باقٍ. (الدر المختار مع

الشامي، كتاب الطلاق / باب التعليق ۶۴۷/۴-۶۴۸- زکریا، ۳۸۳/۳ کراچی)

”جب تک میں تجھ سے شادی نہ کروں تو جس سے بھی

نکاح کروں اُسے طلاق“

کسی شخص نے ایک عورت سے کہا کہ ”جب تک تجھ سے شادی نہ کروں تو جس سے بھی نکاح کروں اُسے طلاق“، پھر وہ متعینہ عورت بھاگ گئی یا مر گئی، تو اگر اس عورت کے مرنے کے بعد دوسری شادی کی تو نئی بیوی پر طلاق نہیں پڑے گی، اور اگر اس کی غیبت کی حالت میں شادی کی تو چوں کہ اس کا مل جانا اور اس سے نکاح کرنا ممکن ہے، اس لئے اس کی عدم موجودگی میں دوسری عورت سے نکاح کرتے ہی اس پر طلاق پڑ جائے گی۔

ولو قال كل امرأة أتزوجها ما لم أتزوج فاطمة فهي طالق، فماتت

فاطمۃ أو غابت فتزوج غيرها، طلقت في الغيبة، ولا تطلق في الموت. (الفتاوى

الهندية، كتاب الطلاق / الباب الرابع في الطلاق بالشرط ونحوه ۴۱۹/۱ زکریا)

کسی عورت سے کہا کہ ”اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق“
کسی اجنبی عورت سے کہا کہ ”اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھے طلاق“ تو اُس سے
نکاح کرتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی۔

أو الإضافة إليه أي الملك الحقيقي كان نکحت امرأة أو إن نکحتک
فأنت طالق، وكذا كل امرأة. (الدر المختار مع الشامی / باب التعليق ۵۹۳/۴-۵۹۴ زکریا)

طلاق معلق میں شرط کے متحقق ہوتے ہی طلاق واقع ہو جائے گی
طلاق معلق میں شرط کے پائے جاتے ہی فوراً طلاق واقع ہو جائے گی، مثلاً بیوی سے کہا
کہ ”اگر تو گھر میں داخل ہوئی تو تجھے طلاق“ تو گھر میں قدم رکھتے ہی فوراً طلاق واقع ہو جائے گی۔
وإذا أضافه إلى الشرط وقع عقيب الشرط اتفاقاً مثل أن يقول لامرأته:
إن دخلت الدار فأنت طالق. (الهداية ۳۸۵/۲، الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث
في تعليق الطلاق بكلمة: إن وإذا وغيرهما ۴۲۰/۱ زکریا، الدر المختار مع الشامی ۳۵۵/۳ کراچی)

حیض آنے پر طلاق کو معلق کرنا

اگر کسی نے بیوی سے کہا کہ ”اگر تجھے حیض آئے تو تجھے طلاق“، پھر اس نے خون دیکھا،
تو ابھی سے طلاق کا حکم نہیں لگے گا؛ بلکہ جب تین دن رات مکمل خون آتا رہے گا، تو اب طلاق کا
حکم لگے گا کہ جس دن پہلی مرتبہ خون دیکھا تھا اسی وقت طلاق پڑ گئی تھی، اور اگر یہ کہا کہ ”جب
تجھ کو ایک حیض آئے تو تجھے طلاق“، تو حیض کے ختم ہونے پر طلاق پڑے گی۔ (مسائل بہشتی زیور

کہا ”جس دن تجھ سے نکاح کروں تجھے طلاق“ پھر رات کو نکاح کر لیا کسی نے یہ کہا کہ ”جس دن تجھ سے نکاح کروں تجھ کو طلاق“، پھر رات کے وقت نکاح کیا تب بھی طلاق پڑ جائے گی؛ کیوں کہ بول چال میں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جس وقت بھی (دن رات میں) تجھ سے نکاح کروں تجھے طلاق؛ لہذا رات میں نکاح کرنے سے بھی طلاق ہو جائے گی۔ (مسائل بہشتی زیور ۱/۲۸۸ کراچی)

روزہ رکھنے پر طلاق کو معلق کرنا

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”اگر تو روزہ رکھے تو تجھے طلاق“، تو روزہ رکھتے ہی فوراً طلاق پڑ جائے گی؛ البتہ اگر یہ کہا کہ ”اگر تو ایک روزہ رکھے یا دن بھر کا روزہ رکھے تو تجھے طلاق“، تو روزہ کے ختم پر اُسے طلاق پڑے گی، اگر افطار سے پہلے پہلے روزہ توڑ دے تو طلاق نہیں پڑے گی۔ (مسائل بہشتی زیور ۱/۲۸۸ کراچی)



زمان و مکان کی طرف نسبت کر کے طلاق دینا

کل آئندہ کی طرف نسبت کر کے طلاق دینا

اگر کسی نے آئندہ کل کی طرف نسبت کر کے بیوی کو اس طرح طلاق دی کہ ”تجھے کل طلاق ہے“ تو اگلے دن صبح صادق ہوتے ہی بیوی پر طلاق پڑ جائے گی؛ اس لئے کہ صبح صادق ہوتے ہی دن شروع ہو جاتا ہے؛ لہذا جب آئندہ دن کا پہلا جزو شروع ہوگا تو اس پر معلق طلاق خود بخود واقع ہو جائے گی، ہاں اگر اُس نے یہ کہا کہ ”تجھے کل دن میں طلاق“ اور اس سے دن کے آخری یا درمیانی وقت کی نیت کی، تو اس کی نیت کا اعتبار کر کے اُسی وقت وقوع طلاق کا حکم لگایا جائے گا۔

أنت طالق غداً أو في غد يقع عند طلوع الصبح، وضح في الثانية نية العصر أي آخر النهار قضاءً وصدق فيهما ديانةً. (الدر المختار) عند طلوع الصبح أي الفجر الصادق لا الكاذب، ووجه الوقوع عند طلوعه أنه وصفها بالطلاق في جميع الغد فيتعين الجزء الأول لعدم المزاحم. (الدر المختار مع الشامى، كتاب الطلاق / باب الصريح، مطلب في إضافة الطلاق إلى الزمان ۴/ ۸۱۷ زكريا)

تجھے مکہ میں طلاق

اگر کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ ”تجھے مکہ میں طلاق“ یا ”فلاں گھر میں طلاق“، تو فوراً طلاق واقع ہو جائے گی، اور جگہ کے ذکر کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۱/ ۵۱۶ کراچی)

وأنت طالق بمكة أو في مكة أو في الدار يقع للحال (الدر المختار) لأن الطلاق الذي هو رفع القيد الشرعي معدوم في الحال، وقد جعل الشارع لمن

أرادہ أن يعلق وجوده بوجود أمر معدوم يوجد الطلاق عند وجوده، والأفعال والزمان هما الصالحان لذلك؛ لأن كلامهما معدوم في الحال ثم يوجد، بخلاف المكان الذي هو عين ثابتة فإنه لا يتصور الإناطة به. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ۴۷۷/۴-۴۷۸ زكريا)

وقت کی طرف طلاق منسوب کرنے میں ایک ضابطہ

اگر بیوی سے کہا کہ ”تجھے آج اور کل طلاق ہے“ تو ایک طلاق واقع ہوگی، اور اگر کہا کہ: ”تجھے کل اور آج طلاق ہے“ تو ایک طلاق فوراً اور ایک کل واقع ہوگی۔

والأصل أنه متى أضاف الطلاق لوقتین کائن ومستقبل بحرف عطف فإن بدأ بالكائن اتحد، أو بالمستقبل تعدد (الدر المختار) لأنها إذا طلقت اليوم تكون طالقاً في غد، فلا حاجة إلى التعدد. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الصريح ۴۸۲/۴-۴۸۳ زكريا)

کہا: ”تجھے طلاق ہے ان شاء اللہ“

اگر کسی نے بیوی سے کہا کہ ”تجھے طلاق ہے ان شاء اللہ“، یا ”اگر اللہ نے چاہا تو تجھے طلاق“، یا ان شاء اللہ کا لفظ طلاق سے پہلے متصل استعمال کیا، مثلاً کہا کہ: ”ان شاء اللہ تجھے طلاق“، یا ”اگر اللہ نے چاہا تو تجھے طلاق“۔ تو اس جملہ سے کوئی طلاق نہیں پڑے گی بشرطیکہ انشاء اللہ طلاق سے متصل کر کے کہے، اگر ان شاء اللہ اور طلاق میں فصل ہو گیا اور تھوڑی دیر بعد انشاء اللہ کہا، تو اب طلاق پڑ جائے گی، بعد میں ان شاء اللہ کہنے کا کوئی اعتبار نہ ہوگا۔

إذا قال لامرأته: أنت طالق إن شاء الله متصلاً به، لم يقع الطلاق، ولو قال إن شاء الله فأنت طالق، لا تطلق في قولهم جميعاً. (الفتاوى الهندية ۵۴۱/۱ زكريا)

کذا في الهداية وفيه: لقوله عليه السلام: من حلف بطلاق، وقال: إن شاء الله متصلاً به لا حنث عليه. (الهداية ۴۰۱/۲)

ان شاء اللہ کہنے سے پہلے شوہر کا انتقال ہو گیا

اگر طلاق کا لفظ کہنے کے بعد انشاء اللہ کہنے سے پہلے شوہر کا انتقال ہو گیا، گویا کہ وہ ان شاء اللہ کہنا چاہتا تھا؛ لیکن نہیں کہہ پایا، تو اُس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔
بخلاف ما إذا مات الزوج بعد قوله: أنت طالق قبل قوله: إن شاء الله، وهو يريد الاستثناء حيث يقع الطلاق. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في الاستثناء ۴۵۴/۱ قدیم زکریا)

وإنما يعلم ذلك إذا قال قبل الإيقاع إني أطلق امرأتي واستثنى، كذا في الكفاية. (الفتاوى الهندية ۴۵۴/۱ زکریا)

کہا ”تجھے طلاق ہے اگر اللہ نے نہ چاہا“

اگر بیوی سے یوں کہا کہ ”تجھے طلاق ہے اگر اللہ نے نہ چاہا“، تو اس سے بھی بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

ولو قال أنت طالق إن لم يشاء الله لم يقع. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في الاستثناء ۴۵۴/۱ قدیم زکریا)

طلاق لکھ کر زبان سے ان شاء اللہ کہا

ایک شخص نے کاغذ پر طلاق لکھ کر زبان سے فوراً ان شاء اللہ کہا یا زبان سے طلاق کا لفظ بول کر فوراً کاغذ پر ان شاء اللہ لکھا، تو اُس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں ہوگی۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۵۱۳/۱ کراچی)

وإذا كتب الطلاق واستثنى بلسانه، أو طلق بلسانه واستثنى بالكتابة هل يصح؟ لا رواية لهذه المسئلة، وينبغي أن يصح، كذا في الظهيرية. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في الطلاق بالكتابة ۳۷۸/۱ قدیم زکریا)



تفویض طلاق کے مسائل

تفویض طلاق کا مطلب

شریعت میں طلاق دینے کا اصل اور مستقل اختیار مرد کو حاصل ہے؛ لیکن اگر مرد چاہے تو اپنا یہ اختیار بیوی کو یا کسی دوسرے شخص کو منتقل کر سکتا ہے، اس کو فقہی اصطلاح میں ”تفویض طلاق“ کہا جاتا ہے۔

باب تفویض الطلاق أي تفويضه للزوجة أو غيرها صريحاً كان التفويض أو كنايةً. (شامي، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ۵۵۱/۴ زکریا)

وهو في باب الطلاق جعل أمر طلاق الزوجة بيدها. (الموسوعة الفقهية ۱۰۷/۱۳ الكويت)

والتفويض: جعل الأمر باليد أو تمليك الطلاق لزوجته بطلاق نفسها منه، أو تعليق الطلاق على مشيئة شخص أجنبي كأن يقول له: طلق زوجتي إن شئت. (الفقه الإسلامي وأدلته للزحيلي / المبحث الرابع: التوكيل في الطلاق وتفويضه ۶۹۳۶/۹)

المراد بالتفويض تمليك الطلاق. (رد المحتار / باب تفويض الطلاق ۵۵۲/۴ زکریا)

تفویض طلاق کا ثبوت

ضرورت یا مصلحت کے وقت بیوی کو طلاق کا اختیار دینے کا ثبوت اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کچھ ناگواری کی وجہ سے ایک مہینے تک ازواجِ مطہرات کے پاس نہ جانے کی قسم کھالی تھی، جس کے بعد یہ آیاتِ تنخیر نازل ہوئیں:

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ إِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا وَزَيَّنَّتْهُنَّ فَتَعَالَيْنَ أُمَتِّعْكُنَّ وَأُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا. وَإِن كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالْأَخِرَةَ فَإِنَّ

اے پیغمبر! آپ اپنی بیویوں سے فرما دیجئے کہ اگر تم دنیا کی زندگی اور یہاں کی رونق چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں کچھ دے دلا کر اچھی طرح سے رخصت کر دوں، اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کے گھر (میں کامیابی) کو چاہتی ہو تو بے شک اللہ تعالیٰ

اللّٰهُ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا
عَظِيمًا. [الأحزاب: ۲۸-۲۹]
نے تم میں سے نیکوکار عورتوں کے لئے بڑا اجر و ثواب
تیار کر رکھا ہے۔

اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مذکورہ آیات نازل ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے میرے پاس تشریف لائے، اور فرمایا کہ: ”میں ایک بات تمہارے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں، مگر تم اُس کے ردِ عمل میں جلدی مت کرنا؛ بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کے بعد ہی کوئی فیصلہ کرنا“، پھر آپ نے مذکورہ آیتیں پڑھ کر مجھے سنائیں، اور آپ کا مقصد یہ تھا کہ میرے والدین مجھے کبھی بھی پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جدا ہونے کا مشورہ نہیں دیں گے، پھر میں نے عرض کیا کہ: ”کیا میں اس معاملہ میں والدین سے مشورہ کروں گی؟ بلکہ میں اللہ اور اُس کے رسول اور آخرت کی کامیابی کو ہی اختیار کرتی ہوں۔“ (مسلم شریف، کتاب الطلاق/ باب فی الایلاء واعتزال النساء وخیبر ہن رقم: ۱۳۷۵ بیت الافکار الدولیہ)

ویجوز تفویض الطلاق للزوجة بالإجماع؛ لأنه صلى الله عليه وسلم خير نسائه بين المقام معه وبين مفارقتة، لما نزل قوله تعالى: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لَأُزْوَاجُكُمُ إِن كُنْتُنَّ﴾ (موسوعة الفقهي الإسلامي / المبحث الرابع: التوكيل في الطلاق وتفويضه ۳۹۷/۷)
وَأما الإجماع فإنه روى عن جماعة من الصحابة مثل عمر وعثمان
وعائشة (رضي الله عنهم) إن المخيرة إذا اختارت نفسها في مجلسها وقع الطلاق.
(بدائع الصنائع / فصل وأما قوله: اختاري ۱۸۸/۳ زکریا)
اس واقعہ میں جس طرح کی خیر کا ذکر ہے، اُسی سے تفویض طلاق کے مسائل کا استنباط کیا جاتا ہے۔ (الموسوعة الفقهية ۱۳/۸۰ کویت)

پیشگی تفویض طلاق

اگر لڑکی والے یہ اندیشہ کریں کہ نکاح کے بعد شوہر لڑکی کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی کر سکتا ہے، تو شریعت میں یہ گنجائش ہے کہ نکاح سے پہلے شوہر سے ایک اقرار نامہ (جس کو کاہن نامہ بھی کہا جاتا ہے) لکھوا لیا جائے، جس کا مضمون اس طرح کا ہو کہ میں فلاں ابن فلاں ساکن فلاں جس کا نکاح مسماۃ فلاں سے بعوض اتنے مہر طے پایا ہے، میں اقرار کرتا ہوں کہ نکاح کے بعد طے شدہ شرائط ذیل کا پابند رہوں گا، اور اگر میں مسماۃ مذکورہ سے نکاح کروں اور پھر ان شرائط میں سے کسی شرط کی خلاف ورزی کروں تو مسماۃ مذکورہ کو اختیار ہوگا کہ ایک طلاق بابتہ اپنے اوپر واقع کر کے اس نکاح سے الگ ہو جائے، اس طرح کا مضمون لکھوا کر شوہر کے دستخط لئے جائیں، اور اُس پر گواہ بھی بنائے جائیں، اور

آپسی رضا مندی سے طے شدہ شرطیں تحریر کر دی جائیں، تو ایسی صورت میں شرط کی خلاف ورزی کی بنا پر بیوی کو ایک طلاق بائن کا حق حاصل ہو جائے گا۔

تنبیہ:- اس پیشگی تفویض طلاق کے لئے نکاح کی طرف نسبت کی شرط ضروری ہے، یعنی یہ لکھنا یا کہنا ضروری ہے کہ ”اگر میں فلاں عورت سے نکاح کروں اور پھر شرط کی خلاف ورزی کروں..... الخ“، اگر یہ الفاظ نہ کہے گئے، تو یہ اقرار نامہ کالعدم ہو جائے گا۔ (مخص از: الحلیۃ الناجزہ ۳۳۶-۳۳۷ طبع جدید امارت شریعہ ہند)

المستفاد: هو ربط حصول مضمون جملة بحصول مضمون جملة أخرى الخ، و شرط صحته كون الشرط معدوماً على خطر الوجود الخ. شرط الملك الخ، كقوله لمنكوحته أو معتدته إن ذهبت فأنت طالق أو الإضافة إليه أي الملك الحقيقي عاماً أو خاصاً الخ، كإن نكحت امرأة أو إن نكحتك فأنت طالق الخ، فلغا قوله للأجنبية إن زرت زيداً فأنت طالق، فنكحها فرارت الخ، لعدم الملك والإضافة إليه. (الدر المختار مع الشامی، كتاب الطلاق / باب التعليق ۵۸۸/۴-۵۹۵ زکریا)

عقد نکاح کے وقت تفویض طلاق کی صورت

تفویض طلاق کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ عقد نکاح کی مجلس میں خود عورت (یا اُس کے وکیل یا ولی یا نکاح خواں قاضی) کی طرف سے ایجاب کرتے ہوئے یہ بات کہی جائے کہ میں نے اپنے آپ کو یا فلاں نہ بنت فلاں کو آپ کے نکاح میں اس شرط پر دیا کہ اگر فلاں فلاں کام کیا یا نہ کیا (یہاں سب شرطیں لکھی جائیں) تو اپنے معاملہ کا اختیار میرے یا فلاں کے ہاتھ میں ہو جائے گا، اب اگر مجلس عقد میں شوہر اس ایجاب مشروط کو قبول کر لے گا، تو ذکر کردہ شرائط میں سے کسی بھی شرط کی خلاف ورزی کی شکل میں عورت یا اُس کے وکیل کو ایک طلاق بائن واقع کرنے کا اختیار حاصل ہو جائے گا۔

تنبیہ:- واضح ہو کہ اگر ایجاب کے بجائے شوہر کی طرف سے قبول میں مذکورہ شرطیں لگائی جائیں گی، تو اُس کا شرعاً اعتبار نہیں۔ (مخص از: الحلیۃ الناجزہ ۳۳۶-۳۳۷ طبع جدید امارت شریعہ ہند)

نکحها على أن أمرها ببيدها صح الخ. (الدر المختار) وفي الشامي: قوله: ”صح“ مقيد بما إذا ابتدأت المرأة، فقالت: زوجت نفسي منك على أن أمري بيدي أطلق نفسي كلما أريد أو على إنني طالق، فقال الزوج: قبلت، أما لو بدأ الزوج لا تطلق ولا يصير الأمر ببيدها“. (شامي / باب الأمر باليد ۳۲۹/۳ کراچی، ۵۷۳/۴ زکریا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في الأمر باليد ۵۵۲/۳ زکریا)

وَبَيَّنَ الْفَقِيهَ أَبُو الْيَتِّ وَجْهَ الْفَرْقِ بَيْنَ الصُّوَرَتَيْنِ، فَقَالَ: لِأَنَّ الْبِدَاءَ إِذَا كَانَتْ مِنَ الزَّوْجِ كَانَ الطَّلَاقُ وَالتَّفْوِيزُ قَبْلَ النِّكَاحِ فَلَا يَصِحُّ، أَمَّا إِذَا كَانَتْ مِنَ الْمَرْأَةِ يَصِيرُ التَّفْوِيزُ بَعْدَ النِّكَاحِ؛ لِأَنَّ الزَّوْجَ لَمَّا قَالَ بَعْدَ كَلَامِ الْمَرْأَةِ: قَبِلْتُ، وَالْجَوَابُ يَتَضَمَّنُ إِعَادَةَ مَا فِي السُّوَالِ، صَارَ كَأَنَّهُ قَالَ: قَبِلْتُ عَلَى أَنْكَ طَالِقٌ، أَوْ عَلَى أَنْ يَكُونَ الْأَمْرُ بِيَدِكَ، فَيَصِيرُ مَفْوضًا بَعْدَ النِّكَاحِ. (شامي، كتاب الطلاق / قبيل مطلب في طلاق المدهوش / لا يقع طلاق المولى على امرأة عبده ٤٥٠/٤ زكريا، البحر الرائق ٥٥٦/٣)

نکاح کے بعد تفویض طلاق

اگر تفویض طلاق کی کارروائی پہلے سے نہ کی گئی ہو اور عقد نکاح مطلق بلا شرط ہوا ہو، تو بعد میں بھی شوہر زبانی یا تحریری طور پر تفویض طلاق کر سکتا ہے، اور کتب فقہ میں عام طور پر اسی قسم کی تفویض طلاق کے جزئیات مذکور ہیں۔

اتفق الفقهاء على جواز تفويض الطلاق للزوجة. (الموسوعة الفقهية / حكم التفويض في الطلاق ١١٠/١٣ الكويت)

ويسجوز تفويض الطلاق للزوجة بالإجماع. (موسوعة الفقه الإسلامي والقضايا المعاصرة ٣٩٧/٨)

فأما الواقع بهذه الألفاظ التي تصلح جواباً فطلاق واحد بائن عندنا. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل وأما قوله: اختاري ١٨٧/٣ زكريا)

ضروری تنبیہ:- مگر یہ بات ضرور پیش نظر رہے کہ بیوی یا اُس کے گھر والوں کو طلاق کی تفویض کے باوجود خود شوہر کا طلاق دینے کا اختیار ختم نہیں ہوتا؛ بلکہ وہ بہر حال از خود طلاق دینے کا اختیار رکھتا ہے۔

ایک اہم مشورہ

عورت کی فطری کمزوریوں اور معاشرتی حالات کی بنا پر یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ جب کبھی عورت کو تفویض طلاق کی ضرورت پیش آئے، تو صرف عورت ہی کو طلاق کا ذمہ دار نہ بنایا جائے؛ بلکہ اُس کے خاندان کے کچھ خیر خواہ اور معاملہ فہم حضرات کی تائید کی بھی شرط لگادی جائے؛ تاکہ اس تفویض طلاق کے بے جا استعمال سے محفوظ رہا جاسکے۔ (”الحلیۃ الناجزہ“، ص: ۳۷-۳۸ طبع جدید میں اس کی تفصیل موجود ہے، اس کو ملاحظہ کیا جائے)

مذکورہ تمہیدی گفتگو کے بعد چند مزید مسائل ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں:

تفویض طلاق میں عورت کا اختیار کب تک باقی رہتا ہے؟

تفویض طلاق کے بعد عورت کو اپنا اختیار استعمال کرنے کی مدت شوہر کے تفویض طلاق کے الفاظ کے اعتبار سے مختلف ہو سکتی ہے، مثلاً:

الف:- اگر شوہر نے بیوی سے مطلقاً یہ کہا کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، یا تجھے طلاق کا اختیار ہے، تو ایسی صورت میں یہ تفویض اسی مجلس تک محدود رہے گی، اور حقیقتہً یا حکماً مجلس کی تبدیلی سے اختیار ساقط ہو جائے گا۔

صيغة التفويض إما أن تكون مطلقة أو تكون مقيدة بزمن معين أو تكون بصيغة تميم جميع الأوقات، فإن كانت صيغة التفويض مطلقة، فقد ذهب جمهور الفقهاء إلى أن حق الطلاق للمرأة مقيد بمجلس علمها، وإن طال ما لم تبدل مجلسها حقيقة، كقيامها عنه، أو حكماً بأن تعمل ما يقطعه مما يدل على الاعراض عنه. (الموسوعة الفقهية / الفاظ التفويض في الطلاق ۱۱۲/۱۳ الكويت، الدر المختار / كتاب الطلاق ۴۴۳/۴-۵۵۴ زكريا)

فإن وقته بوقت خاص بأن قال: أمرك بيدك يوماً أو شهراً أو سنة لا يتقدر بالمجلس، ولها الأمر في الوقت كله. (بدائع الصنائع ۱۸۳/۳)

إذا قال لامرأته: اختاري ينوي بذلك الطلاق، أو قال لها: طلقي، فلها أن تطلق نفسها ما دامت في مجلسها ذلك. (الفتاوى الهندية ۳۸۷/۱ قديم زكريا)

رجلٌ خيّر امرأته وهي راكبة فنزلت أو على العكس يبطل خيارها؛ لأنه تبدل المجلس، وكذلك لو كانت جالسة فاضطجعت. (الفتاوى الولوالحية ۹۲/۲)

ب:- اگر شوہر نے بیوی کو طلاق کا اختیار دیتے وقت اُس کو کسی وقت کے ساتھ مقید کر دیا، مثلاً یہ کہا کہ ایک مہینے تک تجھے اپنے کو طلاق دینے کا اختیار ہے، تو اس طرح کی تفویض میں مجلس کے ختم ہونے کے باوجود اختیار وقتِ معینہ تک باقی رہے گا، اور وقتِ معینہ گزرنے کے بعد ہی اختیار ختم ہوگا۔

أما المؤقت بشهرٍ مثلاً، فلا يبطل بذلك ما دام الوقت باقياً. (شامي، كتاب

الطلاق / باب تفويض الطلاق ۵۵۴/۴ زكريا)

وإن كانت صيغة التفويض مقيدةً بزمانٍ معينٍ؛ فإنه يستمرُّ حقُّ تطليق نفسها إلى أن ينتهي هذا الزمان، ولا يبطل التفويض المؤقت بانتهاء المجلس ولا بالإعراض عنه. (الموسوعة الفقهية ۱۱۲/۱۳-۱۱۳ الكويت)

ج:- اگر تفویض طلاق میں ایسے الفاظ استعمال کئے جن سے غیر معینہ مدت تک طلاق کے اختیار کے معنی مفہوم ہوتے ہوں، مثلاً شوہر بیوی سے کہے کہ ”تم جب جب چاہو خود کو طلاق دے سکتی ہو“ تو ایسی صورت میں بیوی کو تین طلاق تک اپنے اوپر طلاقیں واقع کرنے کا اختیار رہے گا۔

وإن قال لها: طلقي نفسك متى شئت، فلها أن تطلق في المجلس وبعده، ولها المشية مرةً واحدةً. وكذا قوله: متى ما شئت، وإذا ما شئت، ولو قال: كلما شئت، كان ذلك لها أبداً حتى يقع ثلاث، كذا في السراج الوهاج. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / تفويض الطلاق / في المشية ۴۰۳/۱، زكريا، الحيلة الناجزة ۴۰ طبع جديد)

بیوی کو دیا ہوا اختیار طلاق کن چیزوں سے باطل ہو جاتا ہے؟

اگر شوہر نے بیوی کو طلاق کا مطلق اختیار دیا ہو، جو کسی مدت کے ساتھ محدود نہ ہو اور نہ ہی لامحدود ہونے کی صراحت ہو، تو ایسی صورت میں یہ اختیار مجلس کے اندر تک منحصر رہتا ہے؛ لہذا اگر اختیار استعمال کرنے سے پہلے حقیقتہً مجلس بدل جائے، مثلاً: عورت اٹھ کر چلی جائے، یا سواری پر سوار ہو جائے، یا سواری چل پڑے وغیرہ۔ یا حکماً تبدیلی پائی جائے، مثلاً: عورت اختیار ملنے کے بعد اچھی طرح کھانے پینے میں مشغول ہو جائے، یا باقاعدہ تکیہ لگا کر لیٹ کر سو جائے وغیرہ۔ تو ان صورتوں میں عورت کا اختیار باطل ہو جاتا ہے۔

(۱) إن اضطجعت فعن أبي يوسف روايتان: إحداهما يبطل خيارها، وبه

قال زفر. (۲) وإن كانت قائمة فركبت بطل خيارها. (۳) وكذا إذا كانت على دابة فركبت على دابة أخرى. (۴) ولو كانت راكبة فنزلت. (۵) أو على العكس بطل خيارها. (۶) وإن كانت تسير على دابة أو في محمل فوقف فبطل خيارها، وإن سارت بطل خيارها. (۷) ولو كانت على دابة واقفة فسارت بطل خيارها. (۸) أخذ الزوج بيدها فأقامها. (۹) أو جامعها طوعاً أو كرهاً خرج الأمر من يدها. (الفتاوى الهندية / الباب الثالث في تفويض الطلاق ۳۸۷/۱-۳۸۸ زكريا)

أما لو اضطجعت ففيل: لا يبطل، وقيل: إن هيأت الوسادة كما يفعل للنوم بطل الخ، والأصح اعتبار الإعراض. (شامي ۳۱۸/۳ كراچی)

ولو كانت راكبة فنزلت أو على العكس بطل خيارها، وكذا لو اشتغلت بعمل آخر يعلم أنه قطع لما كان قبله، كما إذا ادعت بطعام للأكل فأكلت أو اشتغلت بالنوم أو امتشطت أو اغتسلت. (خلاصة الفتاوى، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في المشية والخيار ۱۱۴/۲ المكتبة الأشرفية ديوبند)

لو كانا يتحدثان فأخذا في الأكل انقضى مجلس الحديث، وجاء مجلس الأكل، فلو انتقلا إلى المناظرة انقضى مجلس وجاء مجلس المناظرة، ولو خيرها فلبست ثوباً أو شربت لا يبطل خيارها؛ لأن العطش قد يكون شديداً يمنع التأمل، ولبس الثوب قد يكون لتدعو شهوذاً، بخلاف ما لو أكلت ما ليس قليلاً أو امتشطت أو أقامها الزوج قشراً؛ فإنه يخرج الأمر من يدها لظهور الإعراض به. (فتح القدير، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق، فصل في الاختيار ۷۰/۴ المكتبة الأشرفية ديوبند، النهر الفائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق، فصل في الأمر باليد ۳۷۵/۲ زكريا)

تفویض طلاق کے بعد بیوی سے جماع کر لینا؟

اگر بیوی کو طلاق کا اختیار دیا، اور ابھی اُس نے اپنے اوپر طلاق واقع نہیں کی تھی کہ شوہر

نے اُس سے جماع کر لیا (اگرچہ یہ جماع زبردستی ہی کیوں نہ ہو؟) تو بیوی کا اختیار باطل ہو جائے گا۔ (کیوں کہ جماع سے قبل اُسے اتنا وقت ملا کہ وہ طلاق اختیار کر سکتی تھی، پھر بھی اُس نے اقدام نہیں کیا، تو یہ اختیار سے اعراض کی دلیل ہے)

أو جامعها مكرهةً لتمكنها من الاختيار. (الدر المختار) وقال الشامي:

أي اختيارها نفسها، فعدم ذلك دليل الإعراض. (الدر المختار مع الشامي ۳۱۸/۳

کراچی، النهر الفائق، کتاب الطلاق / باب تفویض الطلاق، فصل في الأمر باليد ۳۷۵/۲ زکریا)

جعل أمرها بيدها، ثم أقامها عن المجلس أو جامعها طوعاً أو كرهاً، خرج

من يدها. (الفتاوى البزازية على هامش الهندية، كتاب الطلاق / في الأمر باليد ۲۳۲۴، الفتاوى الهندية،

کتاب الطلاق / الباب الثالث في تفویض الطلاق، الفصل الأول في الاختيار ۳۸۸/۱ زکریا، وكذا في البحر

الرائق، كتاب الطلاق / فصل في الأمر باليد ۵۶۲/۳ زکریا، خانية على هامش الهندية، كتاب الطلاق / فصل

في الطلاق الذي يكون من الوكيل ۵۲۱/۱، البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في المشيئة ۳۲۸/۳ کوئٹہ،

الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / تعليق الطلاق والتفويض بالمشيئة ۵۱۴/۴ رقم: ۶۸۰۱ زکریا)

طلاق کا اختیار ملنے کے بعد بیوی نماز میں مشغول ہوگئی

طلاق کا اختیار مل جانے کے بعد اگر عورت نے کسی طرح کی بھی نماز شروع کر دی، تو اُس

کا اختیار باطل ہو جائے گا؛ کیوں کہ نماز میں مشغول ہو جانا حکماً مجلس بدلنے کے درجہ میں ہے۔

وإن ابتدأت الصلاة بطل خيارها فرضاً كانت الصلاة أو واجبةً أو نفلاً.

(الفتاوى الهندية / كتاب الطلاق ۳۸۸/۱ زکریا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في الأمر باليد ۵۶۲/۳

زکریا، الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس في الكنايات ۴۹۶/۴ رقم: ۶۷۵۳ زکریا)

دوران نماز تفویض طلاق ہوئی تو اختیار کب تک رہے گا؟

اور اگر بیوی کو دوران نماز ہی شوہر نے طلاق کا اختیار دیا، تو نفل نماز میں دو رکعت پر سلام

پھیرنے تک اسے طلاق واقع کرنے کا اختیار رہے گا، اور اگر دو رکعت کے بعد مزید رکعات

پڑھنے لگے، تو اب اس کا اختیار باطل ہو جائے گا؛ البتہ اگر فرض یا واجب یا سنن مؤکدہ میں مشغول تھی تو پوری نماز (چار رکعت ہوں یا تین یا دو) پڑھنے تک اسے اختیار طلاق باقی رہے گا۔

فإن خیرها وهي في الصلاة فأتمتها، فإن كانت في صلاة الفرض أو الواجب كالوتر لا يبطل خيارها حتى تخرج من الصلاة، وإن كانت في صلاة التطوع فأسلمت على رأس الركعتين فهي على خيارها، وإن زادت على الركعتين بطل خيارها، ولو خیرت وهي في الأربع قبل الظهر فأتمت، ولم تسلم على رأس الركعتين، اختلف المشائخ فيه، قال بعضهم: يبطل خيارها كما في التطوع المطلق، وقال بعضهم: لا يبطل وهو الصحيح، كذا في البدائع. وإن سبحت أو قرأت شيئاً يسيراً لم يبطل خيارها وإن طال بطل، كذا في الجوهرة النيرة. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثالث في تفويض الطلاق ۳۸۸/۱ زکریا)

ولو كانت في الصلاة الفريضة لا يبطل خيارها بإتمام الصلاة، وإن كانت في تطوع لا يبطل خيارها إن سلمت على رأس الركعتين؛ لأنه لا يحل لها قطع ذلك، وإن قامت إلى الشفع الآخر حينئذ بطل خيارها، ثم إن محمد يفصل في الأصل بين فرض وتطوع. وروى ابن سماعة في نوادره عنه أنها إذا كانت في الأربع مثل الظهر في الشفع الأول، فقامت إلى الشفع الثاني لا يبطل خيارها، ولو كانت في الوتر في الشفع الأول فأتتمتها لا يبطل خيارها. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / تفويض الطلاق ۴۹۶/۴ رقم: ۶۷۵۳ زکریا، النهر الفائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق،

فصل في الأمر باليد ۳۷۴/۲ زکریا، تبیین الحقائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ۹۵/۳ زکریا)

تفویض طلاق سے رجوع کا حق نہیں

جب شوہر زبانی یا تحریری طور پر بیوی کو طلاق کا اختیار دیدے، تو اب وہ قانوناً اس سے رجوع نہیں کر سکتا، اور اس تفویض کی بنا پر عورت طلاق کی مالک ہو جاتی ہے، اب اگر وہ خود ہی

اپنے اوپر طلاق واقع نہ کرے تو بات الگ ہے؛ لیکن شوہر اُسے طلاق سے روک نہیں سکتا۔ (الحیة الناجزہ ۳۰ طبع جدید امارت شرعیہ ہند دہلی)

ولیس للزوج أن يرجع في ذلك، ولا ينهاها عما جعل إليها، ولا يفسخ كذا في الجوهرية النيرة. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثالث في تفويض الطلاق، الفصل الأول في الاختيار ۳۸۷/۱، زكريا، شامي، كتاب الطلاق / باب الأمر باليد ۵۷۶/۴ زكريا)

ذكر في طلاق الجامع: إذا قال لامرأته: ”طلقني نفسك بألف درهم“ فقبل أن تتكلم المرأة بشيء رجع الزوج عن هذه المقالة كان رجوعه باطلاً، حتى لو قبلت المرأة بعد ذلك، وهي في مجلسها صح ذلك منها وطلقت. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / نوع آخر في الرجوع عن التفويض، فصل في المشية ۵۲۱/۴ رقم: ۶۸۱۶ زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في المشية ۵۶۸/۳ زكريا، النهر الفائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق، فصل في المشية ۳۷۷/۲ زكريا)

توکیل بالطلاق کے بعد رجوع؟

البتہ اگر کسی شخص کو اپنی بیوی کو طلاق دینے کا وکیل بنایا، تو وکیل کے طلاق دینے سے پہلے یہ شخص رجوع کر کے وکیل کے اختیار کو فسخ کرنے کا مجاز ہے۔

أو قوله لأجنبي: طلق امرأتي يصح رجوعه منه ولم يقيد بالمجلس؛ لأنه توکیل محض (الدر المختار) أي بخلاف طلقي نفسك؛ لأنها عاملة لنفسها فكان تمليگًا لا توکیلاً. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ۵۵۵/۴ زكريا)

لو صرح بوكالتها فقال: وكتلك في طلاقك كان تمليگًا كقول: طلقي نفسك بناءً على أن الوکیل من يعمل لخيره، وهذه عاملة لنفسها، حتى لو فوض إليها طلاق ضررتها أو فوض أجنبي لها طلاق زوجته كان توکیلاً فملك الرجوع منه لكونها عاملة لغيرها ولا يقتصر على المجلس. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في المشية ۵۶۸/۳)

أو قال لرجل أجنبي: طلق امرأتي، أو قال: إن شئت، فليس له أن يرجع. وإن لم يقل: إن شئت فله أن يرجع، فالحاصل إن قوله للأجنبي طلق امرأتي، إن كان مقروناً بالمشيئة فهو تمليك، لأن المالك هو الذي ينصرف عن مشيئته، وهذا النوع من التمليك لا يقبل الرجوع، وإن لم يكن مقروناً بالمشيئة فهو توكيل محض، والتوكيل يقبل الرجوع. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / نوع آخر في الرجوع عن التفويض ۵۲۱/۴ رقم: ۶۸۱۷ زكريا)

تفویض تملیک اور تفویض توكيل میں فرق؟

عورت کو مطلق طلاق کا مالک بنادینے اور شوہر کی طرف سے اپنے اوپر طلاق واقع کرنے کا وکیل بنانے کے درمیان پانچ طور پر حکم میں فرق پایا جاتا ہے:

(۱) تملیک کی صورت میں رجوع کا حق نہیں ہے؛ مگر توكيل کی صورت میں ایقاع طلاق سے قبل شوہر کو رجوع کا حق ہے۔

(۲) تملیک کی صورت میں شوہر مفوض لہ کو معزول نہیں کر سکتا، جب کہ توكيل کی صورت میں معزول کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

(۳) اگر شوہر تفویض طلاق کے بعد مجنون ہو جائے، تو تفویض تملیک باطل نہیں ہوتی؛ لیکن اگر وکیل بنانے کے بعد شوہر مجنون ہو جائے، تو تفویض توكيل باطل ہو جاتی ہے۔

(۴) مطلق (غیر موقت) تفویض تملیک مجلس تک محدود رہتی ہے، جب کہ تفویض توكيل مجلس کے بعد بھی باقی رہتی ہے۔

(۵) تفویض تملیک کے لئے مفوض لہ کا عاقل ہونا شرط نہیں ہے، جب کہ تفویض توكيل کے لئے وکیل کا عاقل ہونا شرط ہے۔

والفرق بينهما في خمسة أحكام: ففي التمليك لا يرجع ولا يعزل ولا يبطل بجنون الزوج ويتقيد بمجلس لا بعقل. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب تفويض

مجنون اور بچے کو تفویض طلاق

اگر کوئی شوہر کسی پاگل شخص یا بے شعور بچے کو طلاق تفویض کرے، تو یہ تفویض دراصل تعلیق کے درجہ میں ہوگی؛ گویا کہ اُس نے بیوی کی طلاق کو پاگل یا بچہ کی طرف سے طلاق کے الفاظ ادا کرنے پر معلق کر دیا ہے، پس اگر مجلس کے اندر شرط پائی جائے، یعنی بچے یا پاگل کی طرف سے الفاظ طلاق صادر ہوں، تو حسب شرط طلاق واقع ہو جائے گی۔ (لیکن پاگل یا بچے کو کسی معاملہ میں وکیل نہیں بنایا جاسکتا؛ اس لئے کہ وہ غیر مکلف ہیں)

فیصح تفویضه لمجنون وصبي لا يعقل، بخلاف التوكيل (الدر المختار) وفي الشامي: وبيانه ما في البحر عن المحيط لو جعل أمرها بيد صبي لا يعقل، أو مجنون فذلك إليه ما دام في المجلس؛ لأن هذا تمليك في ضمنه تعلیق، فإن لم يصح باعتبار التمليك يصح باعتبار معنى التعلیق، فصَحَّحناه باعتبار التعلیق؛ فكأنه قال: إن قال لك المجنون: أنت طالق فأنت طالق. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب تفویض الطلاق ۵۵۶/۴ زکریا، الفتاوی التاتاریخانیة، کتاب الطلاق / باب تفویض الطلاق ۴۹۴/۴ رقم: ۶۷۴۹ زکریا، خلاصة الفتاوى، کتاب الطلاق / الفصل الرابع في الأمر باليد ۱۱۱/۲ المكتبة الأشرفية دیوبند، النهر الفائق، کتاب الطلاق / باب تفویض الطلاق، فصل في الأمر باليد ۳۷۱/۲)

صحت مند شخص کو تفویض طلاق کی، پھر وہ پاگل ہو گیا؟

اگر کسی آدمی نے کسی متعین شخص کو تفویض طلاق کرتے ہوئے اُسے مذکورہ آدمی کی بیوی پر طلاق واقع کرنے کا اختیار دیا، اور ابھی وہ شخص اُس کی بیوی پر طلاق واقع نہیں کر سکا تھا کہ اُس پر جنون کا غلبہ ہو گیا، تو اس جنون کی وجہ سے اُسے اب طلاق دینے کا حق نہ رہے گا

نعم لو جنَّ بعد التفویض لم يقع. (الدر المختار / کتاب الطلاق ۵۵۶/۴ زکریا)
ولو جعل أمرها بيد آخر فجن المجعول إليه فطلق، قال محمد: إن كان لا

يعقل ما يقول لا يقع طلاقه. (النهر الفائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق، فصل في الأمر

بالبی ۳۷۱/۲، الفتاوی التاتارخانیة، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ۴۹۴/۴ رقم: ۶۷۴۹ زکریا)

اپنی نابالغ بیوی کو طلاق کی تفویض کرنا معتبر ہے

اگر کسی شخص کی بیوی نابالغ ہو، اور وہ اُس سے طلاق کی نیت سے یہ کہے کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے، پھر وہ عورت اپنے اوپر طلاق واقع کر لے، تو عورت پر طلاق واقع ہو جائے گی (کیوں کہ یہ بھی دراصل تعلیق بالشرط کی ایک صورت ہے)

إذا قال لامرأته الصغيرة: أمرك ببدك، ينوي الطلاق، فطلقت نفسها صح؛ لأن تقدير كلامه إن طلقت نفسك فأنت طالق. (الدر المختار، كتاب الطلاق /

باب تفويض الطلاق ۵۵۶/۴ زکریا)

بیوی سے کہا کہ: ”اپنی طلاق لے لے“

اگر کسی شخص نے اپنے بیوی سے کہا کہ: ”تو اپنی طلاق لے لے“، اور بیوی نے جواب میں کہا کہ: ”میں نے لے لے لی“، تو اصح قول کے مطابق بغیر نیت کے بیوی پر ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔

رجل قال لامرأته خذي طلاقك، فقالت: أخذت يقع الطلاق، وفي العيون: شرط النية والأصح أنها ليست بشرط. (الفتاوی الهندیة، كتاب الطلاق /

الفصل: قال أنت طالق سكت ثم قال: ثلاثاً ۳۵۹/۱ قدیم زکریا)

ولو قال في حالة مذاكرة الطلاق فارقتك أو بايتك أو ابنتك أو ابنت منك أو لا سلطان لي عليك أو سرحتك أو وهبتك لنفسك أو تركت طلاقك أو خليت سبيل طلاقك فقالت: اخترت نفسي يقع الطلاق، وإن قال: لم أنو الطلاق لا

يصدق قضاء. (حاشية على الفتاوی الهندیة / فصل في الكنايات والمطلولات ۴۶۸/۱ کوئٹہ)

بیوی سے کہا ”طلاق کے بارے میں معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے“
اگر کوئی شخص بیوی سے کہے کہ ”طلاق کا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے“، پھر بیوی اپنے کو شوہر سے الگ کر لے، تو یہ ایک طلاق رجعی شمار ہوگی، عدت کے اندر اندر شوہر کو رجعت کا اختیار ہے۔
إذا قال أمرك بيدك في تطليقة فهي تطليقة رجعية. (الفتاوى الهندية، كتاب

الطلاق / فصل: الأمر باليد ۳۹۱/۱ قدیم زکریا، الفتاوی التاتاریخانیة ۴۷۹/۴ رقم: ۶۷۱۲ زکریا)

طلقت نفسي واحدة أو اخترت نفسي بتطليقة بانت بواحدة، لما تقرر
أن المعتبر تفويض الزوج لا إيقاعها. (شامي، كتاب الطلاق / باب الأمر باليد ۵۶۸/۴
زکریا، البحر الرائق ۵۴۸/۳، الفتاوی التاتاریخانیة ۴۷۹/۴ رقم: ۶۷۱۲ زکریا)

غصہ یا مذاکرۃ طلاق کے وقت بیوی سے کہا کہ ”تیرا معاملہ
تیرے ہاتھ میں ہے“

ایک شخص نے غصہ میں یا مذاکرۃ طلاق کے دوران طلاق کی نیت کے بغیر بیوی سے کہا
کہ ”تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے“، یعنی تو چاہے تو اپنے لئے طلاق کو اختیار کر لے یا نہ کرے،
تو بیوی کے طلاق کو اختیار کر لینے سے طلاق واقع ہو جائے گی۔

ولو لم يرد الزوج بالأمر باليد طلاقاً فليس الأمر بشيء إلا أن يكون في
حالة الغضب، أو في حال مذاكرة الطلاق، ولا يدين في الحكم أنه لم يرد به
الطلاق في حالتيه، وإن ادعت المرأة نية الطلاق أو أنه كان في غضب أو
مذاكرة الطلاق، فالقول قوله مع اليمين، وتقبل بينة المرأة في اثبات حالة
الغضب ومذاكرة الطلاق، ولا تقبل بينتها في نية الطلاق إلا أن تقيم البينة على
إقرار الزوج بذلك، كذا في الظهيرية. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل: الأمر باليد

۳۹۱/۱ زکریا، الفتاوی التاتاریخانیة ۴۷۶/۴ رقم: ۶۷۰۶ زکریا)

ولو لم يرد الزوج بالأمر باليد طلاقاً فليس بشيء إلا أن يكون في حالة الغضب أو في حالة مذاكرة الطلاق فلا يدين في الحكم، وهذا لأن قوله أمرك بيدك يحتمل وجوهاً شتى. (المحيط البرهاني ۴۳۹/۴ رقم: ۴۷۸۸ زكريا)

شوہر نے کہا کہ ”تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے“ اور تین طلاق کی نیت کی اگر کسی شخص نے تین طلاق کی نیت سے بیوی سے کہا کہ ”تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے“، اور بیوی جواب میں کہے کہ ”میں نے اپنے اوپر ایک طلاق کو نافذ کر لیا“ تو بیوی پر تین طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔

وإن قال لها: أمرك بيدك ينوي ثلاثاً، فقالت: قد اخترت نفسي بواحدة فهي ثلاث، كذا في الهداية. (الفتاوى الهندية / فصل في الأمر باليد ۳۹۰/۱ قديم زكريا)
قوله: أمرك بيدك ينوي ثلاثاً اخترت نفسي بواحدة وقعن أي وقع الثلاث؛ لأن الاختيار يصلح جواباً للأمر باليد على الأصح المختار. (البحر الرائق / فصل في الأمر باليد ۵۵۰/۳، شامي ۵۶۶/۴ زكريا، الفتاوى التاتارخانية ۴۷۷/۴ رقم: ۶۷۰۹ زكريا، كذا في البحر الرائق ۵۵۰/۳)

ثم إذا جعل أمرها بيدها فاختارت نفسها في مجلس علمها بانة بواحدة، فإن كان الزوج أراد ثلاثاً فثلاث، وإن نوى ثنتين أو واحدة أو لم يكن فيه نية في العدد فهي واحدة. (الفتاوى التاتارخانية ۴۷۷/۴ رقم: ۶۷۰۹ زكريا)

”کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اپنے کو طلاق دیدوں؟“ کے جواب میں شوہر کا ”ہاں“ کہنا؟

میاں بیوی میں کسی بات پر بات بڑھ گئی، بیوی نے پوچھا کیا آپ چاہتے ہیں کہ ”میں اپنے کو طلاق دے دوں؟“ اس پر شوہر نے کہا ”ہاں“! یہ سن کر بیوی نے کہا: ”میں نے اپنے

آپ کو طلاق دے دی۔“ تو اگر شوہر کا مقصد تفویض طلاق تھا، تو بیوی پر ایک طلاق واقع ہو جائے گی، اور اگر تفویض طلاق کی نیت نہ تھی؛ بلکہ مقصد یہ طرز تھا کہ تیرے بس میں ہو تو اپنے کو طلاق دے کر دیکھ تو پھر طلاق واقع نہ ہوگی۔

امراة قالت لزوجهها: تريد أن أطلق نفسي، فقال الزوج: نعم، فقالت المرأة: طلقت إن كان الزوج نوى تفويض الطلاق إليها تطلق واحدة، وإن عني بذلك طلق نفسك إن استطعت لا تطلق. (الفتاوى الهندية ۴۰۲/۱، الفتاوى التاتارخانية ۴۸۸/۴ رقم: ۶۷۳۶ زكريا، المحيط البرهاني ۴۴۱/۴ رقم: ۴۷۹۷)

بیوی سے تین بار کہا ”تجھے اختیار ہے“

اگر کوئی شخص تین بار بیوی سے یہ کہے کہ: ”تجھے اختیار ہے“ اور بیوی جواب میں یہ کہہ دے کہ ”میں نے اپنے کو اختیار کر لیا“، تو ایسی صورت میں بیوی پر شوہر کی نیت کے بغیر بھی تین طلاق واقع ہو جائیں گی؛ اس لئے کہ شوہر کا بار بار محض اختیار کے لفظ کا تکرار کرنا بہت سے فقہاء کے نزدیک بجائے خود طلاق کی نیت اور ارادہ کی دلیل ہے۔

وكررهما أي لفظة اختاري ثلاثاً، فقالت: اخترت أو اخترت اختيارة..... يقع بلا نية ثلاثاً من الزوج (الدر المختار) ووجهه ما قاله الشارح من دلالة التكرار على إرادة الطلاق. (الدر المختار مع الشامى / باب تفويض الطلاق ۵۶۱/۴ زكريا) ولو قال لها: اختاري اختاري، فقالت: اخترت الأولى أو الوسطى أو الأخيرة وقع الثلاث بلا نية. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ۵۴۰/۳ زكريا، كذا في الهندية ۳۸۹/۱ كوئنه)

ولو قال لها ”اختاري اختاري اختاري“ وهو ينوى الطلاق بذلك كله، فاخترت نفسها فهي طالق ثلاثاً. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس / نوع آخر في تفويض الطلاق إليها بقوله: ”اختاري“ ۵۰۵/۴ رقم: ۶۷۷۶ زكريا)

بیوی سے بغیر نیت کے کہا کہ ”تو اپنے آپ کو طلاق دیدے“

اگر کسی شخص نے بغیر نیت طلاق کے بیوی سے کہا کہ تو اپنے آپ کو طلاق دیدے یا شوہر ایک یا دو طلاق کی نیت کے ساتھ اختیار دے، تو بیوی کو صرف ایک صریح طلاق کا اختیار ہوگا۔ اور اگر بیوی نے تین طلاق کو اختیار کر لیا اور شوہر نے بھی نیت کر لی، تو اب تینوں طلاقیں واقع ہو جائیں گی۔
لو قال لها: طلقني نفسك ولم ينو أو نوى واحدة أو اثنتين في الحرة،

فطلقت وقعت رجعية، وإن طلقت ثلاثاً ونواه وقعن. (الدر المختار مع الشامی، کتاب

الطلاق / باب الأمر باليد ۵۷۵/۴ زکریا، البحر الرائق ۵۶۶/۳ زکریا)

ولو طلقت واحدة ولا نية للزوج أو نوى واحدة فهي رجعية. (الفتاویٰ

الهندية، کتاب الطلاق / الفصل الثالث في المشية ۴۰۳/۱ قدیم زکریا، کذا في البحر الرائق ۵۶۶/۳)

شوہر نے کہا کہ ”میری بیوی کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور

تیرے ہاتھ میں ہے“

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کی طلاق کو اللہ کے سپرد کر دے، تو اس سے بیوی پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی، اور اگر کسی آدمی کے ہاتھ میں طلاق کا معاملہ دیا تھا، پھر اس نے طلاق دے دی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

ولو قال: أمر امرأتي بيد الله ويدك، أو قال: جعلت أمرها بيد الله ويدك، يريد به الطلاق، فطلقها المخاطب يقع، كذا في الكافي. (الفتاویٰ الهندية،

کتاب الطلاق / فصل: الأمر باليد ۳۹۳/۱ قدیم زکریا)

وفي تلخيص الجامع: لو قال في البيع والطلاق أمرها بيد الله وبيدك أو بع بما شاء الله وشئت ينفرد المخاطب؛ لأن ذكر الله تعالى للتبرك أو للتبرك عرفاً. (البحر الرائق، کتاب الطلاق / فصل في الأمر باليد ۵۵۳/۳)

شوہر نے کہا کہ ”اگر تو چاہے تو تجھے طلاق“، بیوی نے کہا ”اگر تو چاہے تو میں بھی چاہتی ہوں“

شوہر نے بیوی سے کہا کہ ”اگر تو چاہے تو تجھے طلاق“، بیوی نے کہا کہ ”اگر تو مجھے طلاق دینا چاہتا ہے تو میں بھی طلاق چاہتی ہوں“، شوہر نے جواب میں طلاق دینے کی نیت سے کہا کہ ”میں تیری طلاق چاہتا ہوں“، اس سے بیوی پر ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی۔

لو قال لها: أنت طالق إن شئت، فقالت: شئت إن شئت، فقال: شئت ينوي الطلاق، بطل الأمر؛ لأنه ليس في كلام المرأة ذكر الطلاق ليصير الزوج شائياً طلاقها والنية لا تعمل في غير المذكور، حتى لو قال: شئت طلاقك يقع إذا نوى. (الهداية ۳۹۶، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الأمر باليد ۵۸۱/۴ زكريا، البحر الرائق / فصل في المشية ۵۸۳/۳، الفتاوى الهندية / الفصل الثالث في المشية ۴۰۴/۱ قديم زكريا)

بیوی سے کہا کہ ”اگر تو تین طلاق چاہے تو تجھے طلاق“

ایک شخص نے غصہ میں بیوی سے کہا کہ ”اگر تو چاہے تو تجھے تین طلاق“، تو جب تک بیوی صاف لفظوں میں یہ نہ کہے کہ مجھے تین طلاق منظور ہیں، اُس وقت تک اُس پر کوئی طلاق نہیں پڑے گی۔

قال لامرأته: أنت طالق ثلاثاً إن شئت، فقالت: أنا طالق لا يقع شيء، لكن عدم الوقوع لأنه علق الثلاث على مشيتها الثلاث، ولا يمكن إيقاع الثلاث بلفظ طالق، فلا يقع شيء؛ لأنه لم يوجد المعلق عليه، والذي قال في الذخيرة: لا يقع إلا أن تقول: أنا طالق ثلاثاً. (شامي / كتاب الطلاق ۵۵۹/۴ زكريا، الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس، نوع آخر في تعليق الطلاق بالمشية الخ ۵۱۳/۴ رقم: ۶۷۹۷ زكريا، الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث في المشية ۴۰۳/۱ زكريا)

ولو قال لها: طلقي نفسك ثلاثاً إن شئت، فطلقت نفسها واحدة أو ثنتين، لا يقع شيء في قولهم جميعاً؛ لأنه ملكها الثلاث بشرط مشيتها الثلاث فإذا شاءت ما دون الثلاث لم تملك الثلاث لوجود بعض شرط الملك والحكم المعلق بشرط لا يثبت عند وجود بعض الشرط. (بدائع الصنائع ۱۹۸/۳، الفتاوى التاتارخانية ۵۱۳/۴ رقم: ۶۷۹۷ زكريا)

بیوی سے کہا کہ ”جب تو چاہے تجھے طلاق“

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو جب چاہے تجھے طلاق، تو بیوی زندگی میں جب بھی طلاق لینا چاہے گی، فوراً اس پر طلاق واقع ہو جائے گی؛ لیکن ایک مرتبہ طلاق واقع کر لینے کے بعد دوسری مرتبہ طلاق واقع کرنے کا اختیار نہ ہوگا۔

قال لها: أنت طالق متى شئت أو إذا شئت أو متى ما شئت، وإذا ما شئت فردت الأمر بأن قالت: لا أشاء لا يرتد فلها بعد ذلك أن تشاء؛ لأنه لم ملكه في الحال شيئاً؛ بل أضافه إلى وقت مشيئتها ولا تطلق إلا واحدة؛ لأنها تعم الأزمان لا الأفعال، فتملك التطليق في كل زمان لا تطليق بعد تطليق. (الدر المختار مع الشامسي ۵۸۱/۴-۵۸۲ زكريا، الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث في المشية ۴۰۶/۱ زكريا، البحر الرائق / فصل في المشية ۵۸۷/۳، المحيط البرهاني ۴۵۵/۴)

تو جب جب چاہے اپنے کو طلاق دے سکتی ہے

اگر کسی نے بیوی سے کہا کہ ”تو جب جب چاہے اپنے کو طلاق دے سکتی ہے“، تو تین طلاق واقع ہونے تک زندگی بھر بیوی کو طلاق کا اختیار رہے گا۔ (ایک طلاق واقع کرنے کے بعد اختیار ختم نہ ہوگا)

ولو قال: كلما شئت كان ذلك لها أبداً حتى يقع ثلاث، كذا في

السراج الوهاج. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثالث في المشية ۴۰۳/۱ زكريا)

ولو قال لها: ”طلقني نفسك“ لا يملك الزوج الرجوع، وتقيد بمجلسها إلا إذا زاد متى شئت أو إذا شئت، فإن لها أن تطلق في المجلس وبعده؛ لأن هذه الألفاظ لعموم الأوقات، فصار كما إذا قال: في أي وقت شئت، وكلما كمتي مع إفادة التكرار إلى الثلاث. (النهر الفائق ۳۷۸/۲ زكريا، بدائع الصنائع ۱۸۵/۳)

بیوی سے کہا کہ ”تجھے طلاق ہے جہاں بھی چاہے“

اگر کوئی شخص بیوی سے کہے کہ ”تجھے طلاق ہے جہاں بھی تو چاہے“، تو یہ اختیار صرف مجلس گفتگو تک محدود رہے گا، اگر بیوی جہاں بیٹھی تھی، وہاں سے اٹھ گئی اور پھر طلاق کو نافذ کرنا چاہا تو اب اُس پر کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

أنت طالق حيث شئت أو أين شئت لا تطلق إلا إذا شاءت في المجلس، وإن قامت من مجلسها قبل مشيئتها لا. (الدر المختار مع الشامی ۵۷۴/۴ زكريا، بدائع الصنائع ۱۹۲/۳، الفتاویٰ الهندیة / فصل: الأمر بالید ۴۰۱/۱، النهر الفائق ۳۸۳/۲)

تو جس طرح چاہے اپنے کو طلاق دیدے

اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ ”تو جوئی طلاق چاہے اختیار کر سکتی ہے“، تو بیوی کے لئے جائز ہوگا کہ مجلس کے اندر اندر چاہے تو وہ طلاقِ رجعی کو اختیار کر لے، اور اگر چاہے تو بائن یا مغلظہ واقع کر لے۔

ولو قال: طلقي نفسك كيف شئت لها أن تطلق كما شاءت بائناً أو رجعيًا واحدةً أو ثنتين أو ثلاثاً ويختص بالمجلس، كذا في التهذيب. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / فصل في المشیة ۴۰۳/۱ قدیم زكريا)

قوله: (ما شئت تطلق) نفسها ما شاءت إلى الثلاث ولا يكون بدعيًا؛ لأنها مضطرة إليه. (النهر الفائق / فصل في المشیة ۳۸۴، بدائع الصنائع / کتاب الطلاق ۱۹۲/۳)

شوہر نے کہا کہ ”تو آج اپنے کو اختیار کر لے“

اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے کہ ”تو آج اپنے کو اختیار کر لے“، تو پورے دن بیوی کو طلاق کا اختیار رہے گا، خواہ مجلس بدل دے یا کسی اور عمل میں مشغول ہو جائے، اُس کا اختیار ختم نہیں ہوگا۔

وإذا قال: اختاري نفسك اليوم، فلها أن تختار نفسها ما دام الوقت باقياً، سواء أعرضت عن المجلس أو اشتغلت بعمل آخر. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثالث في تفويض الطلاق ۳۹۰/۱ زکریا)

فإن وقته بوقتٍ خاص، فإن قال: أمرك بيدك يوماً.....، أو قال: هذا اليوم.....، لا يتقيد بالمجلس، ولها الأمر في الوقت كله تختار نفسها فيما شاءت منه، لو قامت من مجلسها أو تشاغلت بغير الجواب لا يبطل خيارها ما بقي الوقت بلا خلاف. (بدائع الصنائع ۱۸۳/۳)

معاملہ بیوی کے سپرد کرنے کے بعد بیوی کا کہنا کہ ”تو مجھ پر حرام ہے“ ایک شخص نے بیوی سے کہا کہ ”تیرا معاملہ تیرے سپرد ہے“، اس کے بعد بیوی نے اُسی مجلس میں شوہر سے کہا کہ ”تو مجھ پر حرام ہے“ یا ”تو مجھ سے جدا ہے“، یا ”میں تجھ پر حرام ہوں“ یا ”میں تجھ سے جدا ہوں“۔ تو ان سب صورتوں میں بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی، اب بغیر نکاح جدید کے اُن دونوں میں ازدواجی رشتہ قائم نہیں ہو سکتا۔

رجل جعل أمر امرأته بيدها، فقالت للزوج: أنت علي حرام، أو أنت مني بائن، أو أنا عليك حرام، أو أنا منك بائن، فهذا كله طلاق..... ولو قالت: أنا حرام، ولم تقل عليك، أو قالت: أنا بائن، ولم تقل منك، فهذا كله طلاق، كذا في المحيط. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثاني: الأمر باليد ۳۹۱/۱ زکریا،

شوہر نے بیوی کو طلاق کا اختیار دیا پھر اُس کو خود ہی طلاق دے دی
ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق کا اختیار دیا، اور بیوی نے ابھی کوئی ردِ عمل ظاہر نہیں کیا
تھا کہ اُسی مجلس میں شوہر نے خود طلاق بائن دے دی، تو بیوی پر طلاق بائن واقع ہو جائے گی، اور
معاملہ بیوی کے ہاتھ سے نکل جائے گا، یعنی اب وہ مزید کوئی طلاق واقع کرنے کی مجاز نہ رہے
گی۔ اور اگر صرف شوہر نے ایک طلاق رجعی دی تھی، تو بیوی کو اختیار رہے گا کہ وہ اپنے آپ کو
مزید طلاق دے کر شوہر سے الگ کر لے۔

ولو جعل امرها بیدها ثم طلقها طلاقاً بائناً خرج بیدها في ذلك
المجلس، ذكره في المنتقى، كذا في المحيط. ولو طلقها واحدة رجعية بقي
الأمر على حاله. (الفتاوى الهندية ۴۰۱/۱، الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الخامس،
نوع آخر في تفويض الطلاق إلى المرأة أو إلى الأجنبي الخ ۴۸۶/۴ رقم: ۶۷۳۲ زكريا، بدائع الصنائع
۱۸۶/۳، ۴۸۰/۴ رقم: ۶۷۱۶ زكريا، شامي، كتاب الطلاق / باب الأمر باليد ۵۷۲/۴ زكريا)

”اپنے آپ کو طلاق دے لے“ کے جواب میں بیوی نے کہا
”میں طلاق دے لوں گی“

شوہر نے کسی بات پر بیوی سے کہا کہ ”تو خود ہی اپنے کو طلاق دے لے“، بیوی نے کہا
”ہاں میں طلاق دے لوں گی“، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ اس لئے کہ ”دے لوں گی“
یہ طلاق نہیں؛ بلکہ وعدہ طلاق ہے۔

بخلاف طلقي نفسك، فقالت: أنا طالق أو أنا أطلق نفسي لم يقع؛ لأنه
وعد. (الدر المختار) وفي الشامية: لم يقع قياساً واستحساناً. (الدر المختار مع
الشامي، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ۵۵۹/۴ زكريا، البحر الرائق / فصل في المشية ۵۷۱/۳
زكريا، عناية على هامش فتح القدير ۷۴/۴ زكريا، النهر الفائق ۳۷۷/۲ زكريا)

”تو اپنے آپ کو طلاق دیدے“ کے جواب میں بیوی نے کہا
کہ ”میں نے اپنے کو تم سے جدا کر لیا“

اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ ”تو اپنے آپ کو طلاق دیدے“ اور اس کے جواب میں بیوی یہ کہے کہ ”میں نے اپنے آپ کو تجھ سے جدا کر لیا“ تو اس سے طلاق رجعی واقع ہو جائے گی۔
وبقولها في جوابه: أبتت نفسي طلقت رجعية إن أجازة؛ لأنه كناية لا بإخترت نفسي وإن أجازة؛ لأن الاختيار ليس بصريح ولا كناية. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب الأمر بالید ۵۷۵/۴-۵۷۶ زکریا، النهر الفائق / فصل في المشیة ۳۷۷/۲ زکریا، البحر الرائق ۳۲۶/۳ کراچی، حاشیة الطحطاوی علی الدر المختار ۱۴۶/۲ المکتبة الأشرفیة دیوبند)

بیوی کا دو یا تین طلاق کا اختیار ملنے پر صرف ایک طلاق اختیار کرنا
اگر کسی شخص نے بیوی کو دو یا تین طلاق کا اختیار دیا، پھر بیوی نے صرف ایک طلاق کو
اپنے اوپر واقع کیا، تو اس پر ایک ہی طلاق واقع ہوگی۔

قال لها: طلقي نفسك ثلاثاً أو ثنتين، وطلقت واحدة وقعت؛ لأنها بعض ما فوضه، وكذا الوكيل (الدر المختار) فلو وكله أن يطلقها ثلاثاً فطلقها واحدة وقعت واحدة. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب الأمر بالید ۵۷۸/۴ زکریا، البناء شرح الهدایة ۳۹۵/۵ المکتبة النعمیة دیوبند، البحر الرائق ۵۷۸/۳ زکریا)

شوہر نے کہا ”طلاق لے لے“، بیوی نے کہا ”میں نے طلاق لے لی“
شوہر نے بیوی سے کہا کہ ”تو طلاق لے لے“، بیوی نے کہا کہ ”میں نے طلاق لے لی“، تو ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی۔

وإن كانت التفویض مقروناً بذكر الطلاق بأن قال لها: اختاري الطلاق، فقالت: اخترت الطلاق فهي واحدة رجعية. (الفتاویٰ الهندیة، کتاب الطلاق / الباب

الثالث في تفويض الطلاق ۳۸۸/۱، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب تفويض الطلاق ۵۴۱/۳ زکریا،

بدائع الصنائع / كتاب الطلاق ۱۹۰/۳ زکریا)

شوہر نے کہا ”تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے“ بیوی نے کہا ”مجھے منظور ہے“

اگر کوئی شخص بیوی سے یہ کہے کہ ”تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے“ اور بیوی جواب میں کہے کہ ”میں نے اپنے آپ کو قبول کر لیا (یعنی مجھے طلاق قبول ہے)“ تو ایک طلاق پڑ جائے گی۔

وإذا جعل أمرها بيدها، فقالت: قبلت نفسي طلق. (الفتاوى الهندية ۳۹۱/۱)
أما قوله: أمرك بيدك لأن جعل الأمر بيدها تمليك الطلاق منها؛ لأنه جعل أمرها في الطلاق بيدها تتصرف فيه برأيها وتديرها كيف شاءت بمشيئة الإيثار. (بدائع الصنائع / كتاب الطلاق ۱۸۱/۳ زکریا، الفتاوى الولوالجية ۹۱/۲ مكتبة دار الإيمان سهارنفور، البحر الرائق، كتاب الطلاق / فصل في الأمر باليد ۵۵۱/۳ زکریا، شامي ۵۶۶/۴ زکریا)

شوہر نے کہا کہ ”ہمیشہ کے لئے معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے“

اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ ”زندگی بھر کے لئے تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے“، تو اگر بیوی ساری زندگی میں کبھی بھی طلاق کو اختیار کر لے گی، تو اُس پر طلاق پڑ جائے گی؛ لیکن اگر اُس نے ایک مرتبہ بھی اس اختیار کو رد کر دیا، تو اس کا اختیار ختم ہو جائے گا۔

ولو قال: أمرك بيدك أبداً فردته مرة يبطل. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق /

الفصل الثاني في الأمر باليد ۳۹۲/۱ قدیم زکریا)

في أمرك بيدك اليوم وبعد غد، وإن ردت الأمر في يومها بطل الأمر في ذلك اليوم، وفي أمرك بيدك اليوم وغدا يدخل، وإن ردت في يومها لم يبق في الغد، وفي هامشه: فالمراد بالرد اختيار الزوج، وقولهم هنا وإذا ردت بطل. (البحر الرائق / كتاب الطلاق ۵۵۶/۳ زکریا)

شوہر نے بیوی کا معاملہ اُس کے باپ کے سپرد کر دیا

اگر کوئی شخص بیوی کی طلاق کا معاملہ اُس کے باپ کے سپرد کر دے اور لڑکی کا باپ اپنی بیٹی کی طلاق کو قبول کر لے، تو اُس کی بیوی پر ایک طلاق واقع ہو جائے گی۔

وفي المنتقى: رجل جعل أمر امرأته بيد أبيها، فقال أبوها: قد قبلتها

طلقت، كذا في المحيط. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الثاني في الأمر باليد ۳۹۳/۱

قديم زكريا، البحر الرائق ۵۵۱/۳ دار الكتاب، شامي / كتاب الطلاق ۵۶۶/۴ زكريا)

طلاق میں خیار نہیں ہے

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دے کر تین دن کا سوچنے کے لئے اختیار لے تو اس کا اختیار لینا باطل ہو جائے گا اور بیوی پر فوراً طلاق پڑ جائے گی۔

رجل قال لامرأته: أنت طالق وأنا بالخيار ثلاثة أيام يقع الطلاق، ويبطل

الخيار. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / مطلب: لو قال أنت طالق وسكت ثم قال ثلاثاً ۳۵۹/۱ زكريا)



خلع کے مسائل

خلع کی لغوی تعریف

خلع کے لغوی معنی علیحدہ اور جدا کرنے کے آتے ہیں۔

هو لغة: الإزالة، واستعمل في إزالة الزوجية بالضم، وفي غيرها بالفتح. (الدر

المختار / باب الخلع ۸۳/۵ زکریا، قواعد الفقہ ۲۸۱ المكتبة الأشرفية ديوبند)

الخلع لغة: النزع، وهو استعارة من خلع اللباس؛ لأن كل واحدٍ منهما لباسٌ

للاخر، فكأن كل واحدٍ نزع لباسه منه. (حاشية على رد المحتار / باب الخلع ۸۳/۵ زکریا)

الخلع (بالفتح) لغة: هو النزع والتجريد. والخلع (بالضم) اسم من الخلع.

(الموسوعة الفقهية ۲۳۴/۱۹ الكويت)

خلع کی اصطلاحی تعریف

حنفیہ کے نزدیک خلع کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ: ”شوہر کا کچھ مال لے کر لفظ خلع (یا اُس

کے ہم معنی الفاظ) کے ذریعہ ملکیت نکاح کو زائل کرنا“ (طلاق دینا)۔

وشرعاً: إزالة ملك النكاح المتوقفة قبولها بلفظ الخلع أو ما في معناه

كالإبارة. (قواعد الفقہ ۲۸۱ المكتبة الأشرفية ديوبند، تنوير الأبصار / باب الخلع ۸۳/۵ زکریا)

وعرفه الأحناف بأنه: عبارة عن أخذ المال بإزاء ملك النكاح بلفظ الخلع.

(دراسة الشيخ عادل وعلي محمد علي رد المحتار نقلاً عن تبیین الحقائق ۲۶۷/۲، شرح فتح القدیر

۱۸۹/۴ زکریا، حاشیہ: شامی ۸۳/۵ زکریا)

وفي السغناقي: هو عبارة عن أخذ مال من المرأة بإزاء ملك النكاح بلفظ الخلع.

(الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل السادس عشر في الخلع ۵/۵ رقم: ۷۰۷۱ زکریا)

خالعت المرأة زوجها مخالعةً إذا افتدت منه وطلّقها على الفدية. (حاشية على

رد المحتار / باب الخلع ۸۳/۵ زکریا)

ضرورت کے وقت خلع کا جواز

شریعت میں اصلاً طلاق کا اختیار صرف مرد کو دیا گیا ہے، اور بلا ضرورت طلاق بہر حال ناپسندیدہ عمل ہے، خواہ شوہر کی طرف سے اُس کی ابتداء ہو یا عورت کی طرف سے اُس کا مطالبہ ہو۔ اسی طرح شریعت کا یہ بھی حکم ہے کہ جو مال مہر کی صورت میں عورت کو دے دیا جائے، تو وہ اُس سے واپس نہ لیا جائے۔

لیکن اگر زوجین میں نبھاؤ کی کوئی شکل نہ رہے اور شوہر بلا عوض طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو، تو عورت کے لئے یہ راستہ تجویز کیا گیا ہے کہ وہ خلع کی پیش کش کر کے اپنے کو آزاد کرالے۔ اسی بات کو قرآن کریم کی اس آیت میں ارشاد فرمایا گیا:

وَلَا يَحِلُّ لَكُمُ أَنْ تَأْخُذُوا مِمَّا آتَيْتُمُوهُنَّ شَيْئًا إِلَّا أَنْ يَخَافَا أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ، فَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا يُقِيمَا حُدُودَ اللَّهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ، تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا، وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللَّهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ. (البقرة: ۲۲۹)

اور تم کو یہ روا نہیں ہے کہ عورتوں کو دیا ہوا کچھ بھی مال اُن سے واپس لو، مگر یہ کہ جب میاں بیوی اس بات سے ڈریں کہ اللہ کے احکام پر قائم نہ رہ سکیں گے۔ پس اگر تم لوگ اس بات سے ڈرو کہ وہ دونوں اللہ کی حدود پر قائم نہ رہیں گے تو اُن دونوں پر کچھ گناہ نہیں ہے اس میں کہ عورت بدلہ دے کر چھوٹ جائے، یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں، سو اُن سے آگے نہ بڑھو، اور جو کوئی اللہ کی حدود سے آگے بڑھے گا سو وہی لوگ ظالم ہیں۔

نیز متعدد روایات میں وارد ہے کہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی اہلیہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ میں ثابت کے اخلاق اور اُن کی دین داری کے بارے میں تو کوئی عیب نہیں لگاتی؛ لیکن مجھے اُن کی ناقدری کا خطرہ ہے (اس لئے میں اُن سے علیحدگی چاہتی ہوں) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”اُنہوں نے جو تمہیں باغ مہر میں دیا ہے وہ تم اُنہیں لوٹا دو گی؟“ تو اہلیہ نے اس پر رضا مندی ظاہر کی، تو پیغمبر علیہ السلام نے حضرت ثابت کو بلا کر فرمایا کہ: ”اپنا باغ واپس لے لو اور اُنہیں طلاق دے دو“۔ (ابوداؤد شریف/باب الخلع ۳۰۳، تفسیر ابن کثیر مکمل ۱۸۳-۱۸۵ ریاض)

لہذا معلوم ہوا کہ ضرورت کے وقت خلع کرنے کی گنجائش ہے۔

ولا بأس به عند الحاجة للشقاق بعدم الوفاق (الدر المختار) وفي القهستاني عن شرح الطحاوي: السنة إذا وقع بين الزوجين اختلاف أن يجتمع أهلها ليصلحوا بينهما، فإن لم يصطلحوا جاز الطلاق والخلع. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۸۷/۵ زكريا)

وفي الهداية: وإذا تشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله تعالى، فلا بأس بأن تفتدي نفسها منه بمال يخلعهما. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل السادس عشر في الخلع ۵/۵ رقم: ۷۰۷۱ زكريا، الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن في الخلع وما في حكمه ۴۸۸/۱ قديم زكريا)

الخلع جائز في الجملة سواء في حالة الوفاق والشقاق. (الموسوعة الفقهية ۲۴۰/۱۹ الكويت)

ذیل میں خلع سے متعلق چند اہم مسائل درج کئے جا رہے ہیں:

خلع کی حقیقت

شریعت کی نظر میں خلع کی حقیقت یہ ہے کہ یہ شوہر کی طرف سے مال کے قبول کرنے پر طلاق کی تعلیق ہے، گویا کہ ایک طرح کی قسم ہے؛ لہذا اگر شوہر کی طرف سے خلع کی پیش کش ہو، تو وہ پیش کش کے بعد جب تک عورت اُسے رد نہ کرے، اپنی بات واپس نہیں لے سکتا، اور نہ بیوی کو اُسے قبول کرنے سے منع کر سکتا ہے۔ اور اُس کا حکم پیش کش کی مجلس تک محدود بھی نہیں رہتا؛ بلکہ مجلس ختم ہونے کے بعد بھی اگر عورت اُس پیش کش کو قبول کر لے تو خلع درست اور نافذ ہو جائے گا۔

اور بیوی کی جانب سے خلع کا معاملہ طلاق کے بدلے مال دینے کا ہے، گویا کہ یہ عقد معاوضہ ہے، اور عقد معاوضہ میں چوں کہ ایجاب کے بعد قبول سے پہلے ایجاب کرنے والے کو اپنی بات واپس لینے کا حق ہوتا ہے؛ لہذا اگر خلع کی پیش کش بیوی کی طرف سے ہو، تو شوہر کے جواب دینے سے پہلے پہلے وہ اپنی پیش کش واپس لے سکتی ہے۔ نیز یہ پیش کش مجلس عقد تک محدود رہے گی، اگر مجلس کے اندر شوہر نے جواب نہ دیا، تو بعد میں جواب دینا اُس وقت تک معتبر نہ ہوگا جب تک کہ بیوی دوبارہ اُسے قبول نہ کر لے۔

هو يمين في جانبه؛ لأنه تعليق الطلاق بقبول المال، فلا يصح رجوعه عنه قبل قبولها، ولا يصح شرط الخيار له، ولا يقتصر على المجلس أي مجلسه الخ، وفي جانبها معاوضة بمال، فصح رجوعها قبل قبوله (الدر المختار) أي لأن المرأة لا تملك الطلاق؛ بل هو ملكه، وقد علقه بالشرط والطلاق يحتمله، ولا يحتمل الرجوع ولا شرط الخيار؛ بل يبطل الشرط دونه، ولا يتقيد بالمجلس. وأما في جانبها فإنه معاوضة المال؛ لأنه تمليك المال بعوض فيرعى فيه أحكام معاوضة المال كالبيع ونحوه كما في البدائع. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۸۸/۵-۸۹ زكريا)

خلع کا حکم

خلع سے طلاق بائن واقع ہوتی ہے، اور عورت پر مقررہ مال واجب ہوتا ہے۔

في الملخص والإيضاح: الخلع عقد يفتقر إلى الإيجاب والقبول يشبث الفرقه ويستحق عليها العوض وفي الهداية: وإذا تشاق الزوجان وخافا أن لا يقيما حدود الله تعالى، فلا بأس بأن تفتدي نفسها منه بمال يخلعهما، وفي الزاد: وإذا فعل ذلك وقع بالخلع تطليقةً بائنةً ولزمها المال. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل السادس عشر في الخلع ۵/۵ رقم: ۷۰۷۱ زكريا، الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن في الخلع وما في حكمه ۴۸۸/۱ قديم زكريا)

خلع کے لئے فریقین کی رضا مندی شرط ہے

محض ایک جانب سے خلع کی پیش کش کرنے سے خلع مکمل نہیں ہوتا؛ بلکہ اُس کے لئے شوہر اور بیوی دونوں کی رضا مندی ضروری ہے۔ یعنی اگر خلع کی پیش کش شوہر کی طرف سے ہو تو بیوی کا راضی ہونا ضروری ہے، اور اگر بیوی کی طرف سے ہو تو شوہر کا راضی ہونا ضروری ہے۔

إذا كان بعوض الإيجاب والقبول؛ لأنه عقد على الطلاق بعوض، فلا تقع الفرقة، ولا يستحق العوض بدون القبول. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۸۸/۵ زکریا، ۴۴۱/۳ کراچی)

لأنه أوقع الطلاق بعوض، فلا يقع إلا بوجود القبول. (المبسوط للسرخسي / باب الخلع ۱۹۴/۶ دار الكتب العلمية بيروت)

لو ادعت الخلع لا يقع بدعواها شيء؛ لأنها لا تملك الإيقاع. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۲/۵ زکریا)

خلع میں کس قدر مال لینے کی گنجائش ہے؟

اگر ظلم اور زیادتی شوہر کی طرف سے ہو تو اُس کے لئے خلع کے بدلہ میں عورت سے کچھ بھی مال لینا (یا مہر وغیرہ معاف کرانا) مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر بیوی کی طرف سے نافرمانی پائی جائے تو مہر کی مقدار کے عوض خلع کرنے میں کوئی کراہت نہیں؛ لیکن اگر زائد مال لے گا تو دیاۓ کراہت کا مرتکب ہوگا۔

عن علي بن أبي طالب رضي الله عنه أنه قال: لا تخلعها إلا بما أعطيتها فإنه لا خير في الفضل. (كتاب الآثار للإمام محمد ۷۷ بحوالہ: إعلاء السنن، كتاب الطلاق / باب كراهة أخذ الأكر من المهر في بدل الخلع ۲۵۵/۱۱ دار الكتب العلمية بيروت، ۲۳۳/۱۱ کراچی)

عن إبراهيم قال: إذا جاء الأمر من قبلها حل له ما أخذ منها، فإن جاء من قبله لم يحل له ما أخذ منها. (المصنف لعبد الرزاق، كتاب الطلاق / باب ما يحل من الفداء ۴۹۸/۶ رقم: ۱۱۸۲۵)

ثم الأصل في الخلع أن النشوز إذا كان من الزوج فلا يحل له أن يأخذ منها شيئاً بإزاء الطلاق لقوله تعالى: ﴿وَإِنْ أَرَدْتُمْ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ﴾ إلى أن قال: ﴿فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئاً﴾ [النساء: ۲۰] وإن كان النشوز من قبلها

فلہ أن يأخذ منها بالخلع مقدار ما ساق إليها من الصداق، لقوله تعالى: ﴿فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيمَا افْتَدَتْ بِهِ﴾ [البقرة: ۲۲۹] ولو أراد أن يأخذ منها زيادة على ما ساق إليها فذلك مكروه في رواية الطلاق. (المبسوط للسرخسي / باب الخلع ۱۵۱/۳ دار الفكر بيروت، ۱۸۳/۶ دار الكتب العلمية بيروت، ومثله في الموسوعة الفقهية ۲۴۳/۱۹ الكويت)

وكره تحريماً أخذ شيء ويلحق به الإبراء عما لها عليه إن نشز، وإن نشزت لا ولو منه نشوز أيضاً ولو بأكثر مما أعطاه على الأوجه. فتح. وصحح الشمني كراهة الزيادة، وتعبير الملتقى لا بأس به يفيد أنها تنزيهية وبه يحصل التوفيق. (الدر المختار) والحق أن الأخذ إذا كان النشوز منه حرام قطعاً لقوله تعالى: ﴿فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئاً﴾ الخ وفيه: نعم يكون أخذ الزيادة خلاف الأولى، والمنع محمول على الأولى. ومشى عليه في البحر أيضاً. (الدر المختار مع الرد المختار / باب الخلع ۴۴۵/۳-۴۴۶-۴ دار الفكر بيروت، ۹۳/۵-۹۵ زكريا)

وكذلك امرأة اختلعت من زوجها على أكثر من مهرها الذي تزوجها عليه، فإن كان النشوز من جهتها طاب الفضل للزوج، وإن كان النشوز من قبله كره له ذلك. وجاز في القضاء، خص الفضل للزوج بالكرهية، والصحيح أن النشوز إذا كان من قبله فالكل مكروه، وإن كان النشوز من قبلها طاب له قدر المهر باتفاق الروايات، وهل يكره الفضل؟ في رواية هذا الكتاب: لا يكره، وفي رواية الأصل: يكره. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / باب الخلع ۷/۵-۸ رقم: ۷۰۷۵ زكريا)

خلع کے لئے محکمہ شرعیہ کی ضرورت نہیں

خلع کا معاملہ زوجین آپس میں کر سکتے ہیں، اس کے لئے قاضی یا محکمہ شرعیہ کے سامنے معاملہ پیش کرنا ضروری نہیں ہے۔

ذهب جمهور الفقهاء إلى 'جواز الخلع بحاكم وبلا حاكم، وهو قول

عمر رضي الله عنه الخ. ولأن الطلاق من حيث النظر جائز بلا حاكم فكذا ذلك الخلع. (الموسوعة الفقهية ۲۴/۱۹ الكويت)

شوہر سے جبراً خلع کرانا

اگر بیوی نے خلع کی پیش کش کی اور شوہر اُس پر راضی نہ تھا، پھر اُسے ڈرا دھمکا کر زبانی خلع قبول کرا لیا گیا تو خلع صحیح ہو جائے گا، یعنی طلاقِ بائن واقع ہو جائے گی، اور عورت پر مقررہ مال دینا لازم ہوگا۔

ولو كان هو المكره على الخلع على ألف، وقد دخل بها، وهي غير مكرهة، وقع الخلع ولزمها الألف. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في المسائل التي تصح مع الإكراه ۴۴۱/۴ زكريا)

عورت کو زبردستی خلع پر مجبور کرنا

اگر عورت خلع پر راضی نہ تھی، مرد نے مار پیٹ کر یا ڈرا دھمکا کر اُس سے خلع کا اقرار کرا لیا، تو طلاق تو پڑ جائے گی؛ لیکن عورت پر کوئی مال واجب نہ ہوگا، اور مہر بھی معاف نہ ہوگا۔
وأما إيقاع الخلع بإكراهٍ فصحيح، كما يأتي. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۳/۵ زكريا)

طلاق على جعل أي قبول المرأة الطلاق على مال فيقع الطلاق، ولا شيء عليها من المال، ولو كان مكان التطليقة خلع بألف درهم كان الطلاق بائناً ولا شيء عليها. (شامي، كتاب الطلاق / مطلب في المسائل التي تصح مع الإكراه ۴۴۱/۴ زكريا)

شوہر خلع کا دعویٰ کرے اور عورت منکر ہو

اگر شوہر یہ کہے کہ میں نے اتنے مال کے بدلہ میں بیوی سے خلع کیا ہے، اور عورت اُس سے انکاری ہو، تو بیوی پر ایک طلاقِ بائن واقع ہو جائے گی، اور کوئی مال اُس پر لازم نہ ہوگا۔

ولو ادعى الخلع على مال وهي تنكر يقع الطلاق بإقراره، والدعوى في المال بحالها فيكون القول لها؛ لأنها تنكر. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۱/۵-۱۰۲ زکریا)

عورت خلع کا دعویٰ کرے اور شوہر منکر ہو

اور اگر عورت نے خلع کا دعویٰ کیا، جب کہ شوہر اس کا سرے سے انکار کرتا ہے، تو اس سے کوئی طلاق واقع نہ ہوگی۔

لو ادعت الخلع لا يقع بدعواها شيء؛ لأنها لا تملك الإيقاع. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۲/۵ زکریا)

خلع سے عدت کا نفقہ ساقط نہیں ہوتا

خلع کرنے سے سابقہ نفقہ (اگر ذمہ میں ہو) تو ساقط ہو جاتا ہے؛ لیکن عدت کا نفقہ اور رہائش کا خرچ صراحتاً ذکر کئے بغیر ساقط نہیں ہوتا۔

إلا نفقة العدة وسكنائها فلا يسقطان إلا إذا نص عليها فتسقط النفقة.

(الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۶/۵ زکریا، ۴۵۳/۳ کراچی، ومثله في الفتاوى التاتارخانية ۲۳/۵-۲۴ زکریا)

دو مرتبہ کہا کہ ”تجھے خلع دیا، تجھے خلع دیا“

خلع چوں کہ الفاظ کنائی میں سے ہے، اور اُس سے طلاقِ بائن واقع ہوتی ہے، اس لئے کئی مرتبہ ”تجھے خلع دیا“ کہنے سے صرف ایک طلاقِ بائن واقع ہوگی؛ کیوں کہ فقہ کا ضابطہ ہے کہ: ”طلاقِ بائن کے ساتھ دوسری طلاقِ بائن ملحق نہیں ہوتی“۔ (مستقفاؤی دارالعلوم ۱۹۱/۱۰-۱۹۲)

عن ابن عباس رضي الله عنهما أن النبي صلى الله عليه وسلم جعل

الخلع تطليقة بائنة. (سنن الدار قطنی ۳۱/۴ رقم: ۳۹۸۰ مكتبة دار الإيمان سهارنفور، السنن

الكبرى للبيهقي ۱۸۵/۱۱ رقم: ۱۵۲۳۶، ۵۶۰/۷ رقم: ۱۴۸۶۵ دار الحديث القاهرة)

ولو قال لها خلعتك ونوى الطلاق فهي واحدة. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق

/ الباب الثامن في الخلع وما في حكمه ۹۲/۱ زكريا)

لا يلحق البائن البائن. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكنايات ۵۴۲/۴ زكريا، ۳۰۸/۳

کراچی، البحر الرائق ۵۳۴/۳ کوئٹہ، الفتاوى الهندية ۳۷۷/۱ قديم زكريا)

لفظ ”خلع“ سے تین طلاقیں مراد لینا

اگر لفظ خلع مطلق بولا جائے تو اس سے ایک طلاق بائن واقع ہوتی ہے؛ لیکن اگر شوہر اس سے تین طلاقیں مراد لے تو اس سے تین طلاق کے وقوع کا حکم ہوگا۔

وإذا اختلعت المرأة من زوجها فالخلع جائز، والخلع تطليقة بائنة

عندنا. (المبسوط للسرخسي / باب الخلع ۱۷۱/۶ دار الكتب العلمية بيروت)

ويقع به تطليقة بائنة، إلا إن نوى ثلاثاً فتكون ثلاثاً، وإن نوى ثنتين

كانت واحدة بائنة، كما في الحاكم. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۹۲/۵ زكريا)

خلع کا بدل کیا کیا چیزیں بن سکتی ہیں؟

أُصول یہ ہے کہ جس چیز کا مہر میں متعین کرنا درست ہے، اُس کو خلع کا بدل بنانا بھی درست ہے۔ اور جو چیز مہر نہیں بن سکتی تو وہ بدل خلع بھی نہیں بن سکتی۔

ما جاز أن يكون مهرًا جاز أن يكون بدلًا في الخلع؛ كذا في الهداية. (الفتاوى

الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن، الفصل الثاني فيما جاز أن يكون بدلًا عن الخلع وما لا يجوز ۹۴/۱ زكريا)

بدل خلع سے متعلق چند ممکنہ صورتیں اور اُن کے احکام

جب شوہر کی جانب سے عورت سے خلع یا مال کے بدلہ میں طلاق دینے کا معاملہ پایا جائے تو حسب شرائط طلاق بائن واقع ہو جاتی ہے؛ البتہ اس معاملہ کے ضمن میں متعین مال (بدل خلع) کی مختلف امکانات کی صورتیں پائی جاسکتی ہیں۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن صورتوں

کی تلخیص کی ہے، جس کی کچھ وضاحت برائے افادہ ذیل میں درج کی جا رہی ہے:

(۱) خلع میں بدل کا ذکر ہی نہ کیا گیا ہو، اور مہر پر عورت قبضہ کر چکی ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آئے۔ تو اس صورت میں عورت نصف مہر کی مستحق ہوگی۔

(۲) خلع میں بدل کا ذکر ہی نہ کیا گیا ہو، اور مہر پر عورت قبضہ کر چکی ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آئے۔ تو اس صورت میں عورت پورے مہر کی مستحق ہوگی۔

(۳) خلع میں بدل کا ذکر ہی نہ کیا گیا ہو، اور مہر پر ابھی عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آئے۔ تو اس صورت میں مہر معاف ہو جائے گا، یعنی مرد سے نصف مہر کا مطالبہ نہ ہوگا؛ بلکہ ویسے ہی طلاقِ بائن واقع ہو جائے گی۔

(۴) خلع میں بدل کا ذکر ہی نہ کیا گیا ہو، اور مہر پر ابھی عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آئے۔ تو اس صورت میں بھی شوہر سے مہر کا مطالبہ نہ ہوگا۔

(۵) خلع میں یہ صراحت ہو کہ کسی بدل کا لین دین نہ ہوگا، اور مہر پر قبضہ کر لیا گیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ تو اس صورت میں بلا عوض طلاقِ بائن کے وقوع کا حکم ہوگا؛ لہذا عورت نے جتنے مہر پر قبضہ کر لیا ہے وہ اُس سے واپس نہیں لیا جائے گا۔

(۶) خلع میں یہ صراحت ہو کہ کسی بدل کا لین دین نہ ہوگا، اور مہر پر قبضہ کر لیا گیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آئے۔ تو اس صورت میں بھی عورت سے مہر واپس نہیں لیا جائے گا۔

(۷) خلع میں یہ صراحت ہو کہ کسی بدل کا لین دین نہ ہوگا، اور مہر پر قبضہ نہ کیا گیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ تو اس صورت میں شوہر سے کسی مہر کا مطالبہ نہ ہوگا۔

(۸) خلع میں یہ صراحت ہو کہ کسی بدل کا لین دین نہ ہوگا، اور مہر پر قبضہ نہ کیا گیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ تو اس صورت میں بھی شوہر سے مہر ساقط ہو جائے گا۔

(۹) اس شرط پر خلع کیا کہ مثلاً مہر کسی اجنبی شخص کو دیا جائے، اور مہر پر عورت نے قبضہ کر لیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے قبل پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں خلع تو جائز ہے؛ لیکن دوسرے کو مہر

دینے کی شرط فاسد ہے، پس طلاق بائن واقع ہو جائے گی؛ لیکن مہر شوہر کو واپس کیا جائے گا۔

(۱۰) اس شرط پر خلع کیا کہ مہر کسی اجنبی شخص کو دیا جائے، اور مہر پر عورت نے قبضہ کر لیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں بھی مہر شوہر کو واپس کیا جائے گا۔
(۱۱) اس شرط پر خلع کیا کہ مہر کسی اجنبی شخص کو دیا جائے، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ تو اس صورت میں خلع صحیح ہو جائے گا، اور شوہر سے مہر ساقط ہو جائے گا۔

(۱۲) اس شرط پر خلع کیا کہ مہر کسی اجنبی شخص کو دیا جائے، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ تو اس صورت میں خلع صحیح ہو جائے گا، اور شوہر سے مہر ساقط ہو جائے گا۔ (وإن خالعهما على أن يجعله لولدها أو لأجنبي جاز الخلع، والمهر للزوج) (شامی، کتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۵/۱ زکریا)

(۱۳) پورے مہر کے بدلے میں خلع کیا گیا ہو، اور مہر پر عورت نے قبضہ کر لیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو، تو شوہر اپنا دیا ہوا مہر واپس لینے کا حق دار ہوگا۔
(۱۴) پورے مہر کے بدلے میں خلع کیا گیا ہو، اور مہر پر عورت نے قبضہ کر لیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو، تو شوہر اپنا دیا ہوا مہر واپس لینے کا حق دار ہوگا۔
(۱۵) پورے مہر کے بدلے میں خلع کیا گیا ہو، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو، تو شوہر سے مہر ساقط ہو جائے گا۔

(۱۶) پورے مہر کے بدلے میں خلع کیا گیا ہو، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو، تو بھی شوہر سے مہر ساقط ہو جائے گا۔ (وإن كان بكل المهر فإن كان مقبوضاً رجع بجميعه، وإلا سقط عنه كله مطلقاً، أي قبل الدخول أو بعده) (شامی، کتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۵/۱ زکریا)

(۱۷) مہر کے کچھ حصہ کے بدلے میں خلع کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ کر لیا ہو، اور

یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ تو طلاق واقع ہو جائے گی، اور متعین شدہ حصہ مہر عورت سے واپس لیا جائے گا۔ مثلاً مہر کا دسواں حصہ بدل خلع میں طے ہوا تھا، اور پورا مہر ادا کر دیا گیا تھا، تو چوں کہ رخصتی سے قبل خلع ہوا ہے، اس لئے آدھا مہر تو ویسے ہی واپس ہوگا، اور پھر باقیہ آدھے میں سے دسواں حصہ شوہر کو واپس لینے کا حق ہوگا۔

(۱۸) مہر کے کچھ حصہ کے بدلے میں خلع کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ کر لیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں شوہر کو مقررہ حصہ مہر واپس لینے کا حق ہوگا۔

(۱۹) مہر کے کچھ حصہ کے بدلے میں خلع کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں کل مہر ساقط ہو جائے گا۔

(۲۰) مہر کے کچھ حصہ کے بدلے میں خلع کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں بھی پورا مہر ساقط ہو جائے گا۔ (وإن لم یکن مقبوضاً سقط الكل مطلقاً المسمى بحکم الشرط والباقي بحکم لفظ الخلع) (شامی، کتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۵/۵ زکریا)

(۲۱) بدل خلع میں مہر کے علاوہ کوئی اور مال متعین کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ کر لیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں جو مال متعین کیا گیا ہے، بس وہی شوہر کو دیا جائے گا، اور مہر واپس نہ ہوگا۔ (وإن كان بمال آخر غیر المهر فله المسمى، وبرئ کل منهما مطلقاً فی الأحوال کلها۔) (شامی، کتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۵/۵ زکریا)

(۲۲) بدل خلع میں مہر کے علاوہ کوئی اور مال متعین کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ کر لیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ تو ایسی صورت میں بھی جو مال متعین کیا گیا ہے، بس وہی شوہر کو دیا جائے گا، اور مہر واپس نہ ہوگا۔

(۲۳) بدل خلع میں مہر کے علاوہ کوئی اور مال متعین کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی سے پہلے پیش آیا ہو۔ اس صورت میں مہر تو ساقط ہو ہی جائے گا، اور ساتھ میں جو مال متعین ہوا ہے وہ بھی شوہر کو ملے گا۔

(۲۴) بدل خلع میں مہر کے علاوہ کوئی اور مال متعین کیا گیا، اور مہر پر عورت نے قبضہ نہ کیا ہو، اور یہ معاملہ رخصتی کے بعد پیش آیا ہو۔ اس صورت میں مہر تو ساقط ہو ہی جائے گا، اور ساتھ میں جو مال متعین ہوا ہے وہ بھی شوہر کو ملے گا۔

ثم اعلم أن حاصل وجوه المسئلة أن البذل إما أن يكون مسكوتاً عنه أو منفياً أو مثبتاً على الزوج أو عليها بمهرها كله أو بعضه أو مال آخر، وكل من الستة على وجهين: إما أن يكون المهر مقبوضاً أو لا، وكل من الإثني عشر إما أن يكون قبل الدخول بها أو بعده الخ. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۰۵/۱ زكريا) قال الزوج: خالعتك فقبلت المرأة ولم يذكر ما لا طُلقت لوجود الإيجاب والقبول، وبرئ من المهر المؤجل لو كان عليه، وإلا يكن عليه من المؤجل شيء، ردت عليه ما ساق إليها من المهر المعجل لما مرّ أنه معاوضة، فتعتبر بقدر الإمكان. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۱۵/۵ زكريا)

قال الشامي بحثاً: وفي شرح جامع الصغير لقاضي خان: خلعها ولم يذكر العوض عندهما لم يبرأ أحدهما عن صاحبه عن المال الواجب بالنكاح، وعن أبي حنيفة رحمه الله تعالى روايتان: الصحيح براءة كل منهما عن صاحبه. وفي متن المختار: والمبارأة كالخلع يسقطان كل حق لكل منهما على الآخر مما يتعلق بالنكاح، حتى لو كان قبل الدخول وقد قبضت المهر لا يرجع عليها بشيء. ولو لم تقبض شيئاً لا ترجع عليه بشيء، مثله في متن الملتقى. وفي شرح درر البحار وشرح المجمل: إن لم يسميا شيئاً برئ كل منهما من الآخر قبضت المهر أم لا، دخل بها أم لا. (شامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۱۱۶/۵ زكريا)

بدل خلع میں نامعلوم مال متعین کرنے کی بعض صورتیں

الف:- اگر خلع میں مثلاً یہ طے ہوا کہ عورت کی مٹھی میں یا اس کے گھر میں جو کچھ ہے وہ

سب شوہر کو دیا جائے، تو اس صورت میں مٹھی یا گھر میں جو مال ملے گا، وہ سب شوہر کا حق ہوگا۔ اور اگر کچھ مال نہ نکلے تو مفت میں طلاق واقع ہو جائے گی۔

ب:- عورت نے پیش کش کی کہ اس سال اُس کے باغ میں جو پھل آئے گا، یا بکری جو بچہ دے گی یا میری جو آمدنی ہوگی وہ بدل خلع بنے گی، اور شوہر نے اس شرط پر خلع کو منظور کر لیا، تو اس صورت میں عورت پر صرف مہر لوٹانا لازم ہوگا، بقیہ کچھ مال واجب نہ ہوگا۔

ج:- عورت نے کہا کہ اس وقت میرے باغ میں جو پھل موجود ہیں انہی کو میں بدل خلع بناتی ہوں تو یہ خلع درست ہوگا، اور پورا موجود پھل شوہر کو دیا جائے گا۔ اور اگر بالفرض باغ میں پھل موجود ہی نہ ہو تو عورت لیا ہوا مہر شوہر کو لوٹائے گی۔ اور اگر ابھی تک شوہر نے مہر ادا نہ کیا ہو تو وہ اُس کے ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔ (مستفاد تلخیص: شامی ۵/۹۷ زکریا)

حرام اشیاء پر خلع کیا تو کیا حکم ہے؟

اگر شراب، مردار وغیرہ حرام اشیاء کو خلع میں بدل مقرر کیا گیا اور فریقین نے اس پر رضامندی ظاہر کر دی، تو طلاق واقع ہو جائے گی؛ لیکن عورت پر کوئی بدل لازم نہ ہوگا؛ البتہ اگر شوہر نے ابھی تک مہر ادا نہ کیا ہو تو وہ ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔

وَإِذَا وَقَعَتِ الْمُخَالَعَةُ عَلَى خَمْرٍ أَوْ خَنْزِيرٍ أَوْ مَيْتَةٍ أَوْ دَمٍ، وَقَبْلَ الزَّوْجِ ذَلِكَ مِنْهَا ثَبَتَتِ الْفَرْقَةُ، وَلَا شَيْءَ عَلَى الْمَرْأَةِ مِنْ جَعْلٍ وَلَا تَرَدُّ مِنْ مَهْرٍ شَيْئًا. (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الطلاق / الباب الثامن، الفصل الثانی فیما جاز أن یکون بدلًا عن الخلع وما لا یجوز ۴۹۴/۱ زکریا)

خلعہا أو طلقہا بخمر أو خنزیر أو میتة ونحوها مما لیس بمال وقع طلاق بائن فی الخلع رجعی فی غیره وقوعًا مجانًا فیہما لبطلان البدل. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الخلع ۹۵/۵-۹۶ زکریا)

وفي الشامي: وأما لو كان المهر في ذمته فإنه يسقط لما مر من أن "خالعتك" مسقط للحقوق وإن لم يكن بعوض. (شامي / باب الخلع ۹۶/۵ زکریا)

سرکہ کی طرف اشارہ کر کے بدل خلع مقرر کیا مگر وہ شراب نکلی؟

عورت نے شوہر سے کہا کہ اس بوتل میں رکھے ہوئے ”سرکہ“ کے بدلہ میں مجھے خلع دیدے، حالانکہ بوتل میں سرکہ نہیں؛ بلکہ شراب بھری ہوئی تھی، پھر شوہر نے اُس کی پیش کش قبول کر لی، تو اب دو صورتیں ہیں:

الف:- شوہر کو پہلے سے پتہ تھا کہ اس بوتل میں شراب ہے تو اُس کے قبول کرتے ہی مفت میں طلاق واقع ہو جائے گی، اور عورت پر کوئی چیز واجب نہ ہوگی۔

ب:- اور اگر شوہر کو پہلے سے بوتل میں سرکہ کے بجائے شراب ہونے کا علم نہ تھا، تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہونے کے بعد شوہر کو اپنی دی ہوئی مہر عورت سے واپس لینے کا حق ہوگا۔

ولو سَمَّتْ حَلَالًا كَهَذَا الْخَلِّ إِذَا هُوَ خَمْرٌ رَجَعَ بِالْمَهْرِ إِنْ لَمْ يَعْلَمْ،

وَالْإِلَّا لَا شَيْءَ لَهُ. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الخلع ۹۶/۵ زکریا)



کتاب الفسخ والتفریق

”الحیلة الناجزة“ کی دل نشیں تلخیص

مع اضافات مفیدہ

نوٹ:- الحمد للہ! یہ حصہ ”اسباب فسخ وتفریق“ کے نام سے ”امارت شرعیہ ہند“ کی طرف سے شائع کر دیا گیا ہے؛ تاکہ دارالقضاء اور محاکم شرعیہ کے لئے رہنمائی آسان ہو۔
(مرتب)



فسخ وتفریق کے لئے قضاء قاضی شرط ہے

اگر عورت کسی معقول عذر کی وجہ سے شوہر سے تفریق کا مطالبہ کرے، اور شوہر طلاق دینے پر راضی نہ ہو، یا مثلاً جنون کی وجہ سے اُس کی طلاق معتبر نہ ہو، یا مفقود ہونے کی بنا پر اُس سے رابطہ نہ ہو سکے، وغیرہ۔ تو ان صورتوں میں عورت نہ تو اپنے طور پر شوہر سے الگ ہو سکتی ہے اور نہ ہی سرکاری عدالت مروجہ کے ذریعہ نکاح فسخ کر سکتی ہے؛ البتہ اگر وہ چاہے تو شرعی عدالت (دارالقضاء یا محکمہ شرعیہ) سے رجوع کر کے فسخ نکاح کا مطالبہ کرے، پھر شریعت کی روشنی میں جو فیصلہ سامنے آئے، اُس پر عمل کرے۔

خلاصہ یہ کہ فسخ وتفریق کے اکثر معاملات میں قضاء قاضی شرط ہے، اب جس ملک میں باقاعدہ نظام قضاء موجود ہے، وہاں دارالقضاء سے رجوع کیا جائے گا، اور جہاں نظام قضاء موجود نہ ہو، تو وہاں فقہ مالکیہ کی روشنی میں جماعت مسلمین (شرعی پنچایت یا محکمہ شرعیہ) کا فیصلہ قاضی کے فیصلہ کے قائم مقام ہوگا۔ اس کمیٹی کے کم سے کم تین ارکان ہونے چاہئیں، جو سب کے سب ثقہ اور عادل ہوں، اور فسخ وتفریق کا فیصلہ اتفاق رائے سے کریں، اور از اول تا آخر پوری کارروائی میں شریک رہیں، اس کے بغیر اس کمیٹی کا فیصلہ فقہ مالکی کے اعتبار سے نافذ نہ ہوگا، اس لئے ایسے بھی معاملات میں ان شرائط کا لحاظ ضروری ہے۔ (دیکھئے: الحلیۃ الناجزۃ ۳۵-۶۲، ۱۶۶-۱۶۸ طبع جدید امارت شرعیہ دہلی)

كما في مختصر الخليل حيث قال ونبذ حكم جائر وجاهل لم يشاور، وإلا تعقب، ومضى غير الجور، وقال شارحه العلامة الدردير تحت قوله: "لم يشاور" (أي) العلماء، ولو وافق الحق - إلى أن قال - وإن تعقب مع المشاورة؛ لأنه وإن عرف الحكم فقد لا يعرف إيقاعه؛ لأنه يحتاج لزيادة نظر في البينة وغيرها من أحوال المتداعين إذ القضاء صناعة دقيقة لا يهتدي إليه كل الناس. (منح الخليل شرح

قلنا: ونظيره على قول بعض من صلى بغير التحري فإن صلاته لاتصح وإن أصاب القبلة؛ لأنه ترك فرض التحري، فكذا إذا ترك الجاهل فرض المشاورة مع العلماء لا يصح حكمه، وإن وافق الحق، وأما التعقب على حكمه بعد المشاورة مع العلماء فهو فريضة القاضي، وكفيينا صحة الحكم. وقال في باب القضاء: وأما الجاهل والكافر فلا يجوز تحكيمهما (ثم قال): فإن حكما خصماً أو كافراً أو جاهلاً لم ينفذ حكمه. (شرح الدردير ۲/۲۸۶)

ونظيره ما في كتبنا: من أن الحكمين إذا اختلفا لا ينفذ حكم أحد منهما، قال صاحب الهداية: لو حكما رجلين لا بد من اجتماعهما؛ لأنه أمر يحتاج فيه إلى الرأي. وفي شرحها ”النهاية“: حتى لو حكم أحدهما دون الآخر، لا يجوز لأنهما رضيا برأيهما، ورأى الواحد لا يكون كراي الإثنين. (الهداية، كتاب أدب القاضي / باب التحكم ۱۴۵/۳ طبع ياسر نديم ديوبند)

قلنا: فكما أن تفويض الخصمين للحكمين يقتضي اجتماع رأيهما على حكم واحد فكذلك تفويض الشرع الحكم إلى الجماعة يقتضي اجتماع آراهم على حكم واحد. وبمثله صرح الإمام مالك في المدونة، باب ماجاء في الحكمين في أبواب الأنكحة والطلاق. (ص: ۲۵۷، ج: ۲) حيث قال:

(قلت): فلو أنهما اختلفا فطلق أحدهما ولم يطلق الآخر (قال) إذن لا يكون هناك فراق؛ لأن إلى كل واحد منهما ما إلى صاحبه باجتماعهما عليه. انتهى.

وأصرح منه ما قال الباجي المالكي في المنتقى:

”مسئله: ولو حكم المتخاصمان رجلين، فحكم أحدهما ولم يحكم الآخر، فإن ذلك لايجوز له، قاله سحنون في كتاب ابنه، ولو حكم جماعة فاتفقوا على حكم انفذوه وقضوا به جاز، قاله ابن كنانة في المجموعة، ووجه ذلك أنهم إذا رضيا بحكم رجلين أو رجال فلا يلزمهما حكم بعضهم دون بعض الخ“. (منتقى

ص: ۲۲۷، ج: ۵، بحواله: الحيلة الناجزة ۶۰-۶۱ طبع جديد)

اب ذیل میں نمبر واروجوہ واسباب فخ اور ان سے متعلق ضروری جزئیات درج کی جا رہی ہیں:



(۱) شوہر کا عنین (نامرد) ہونا

اگر شوہر عنین ہو، یعنی بیوی کا حق زوجیت ادا کرنے سے قاصر ہو، تو بیوی اُس سے تفریق کے لئے شرعی عدالت میں مقدمہ دائر کر سکتی ہے۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۶۴)

وإذا وجدت المرأة زوجها عنيماً فلها الخيار، إن شاءت أقامت معه كذلك، وإن شاءت خاصمته عند القاضي وطلبت الفرقة. (المحيط البرهاني، كتاب النكاح / الفصل الثالث والعشرون: العنين ۲۳۸/۴ المجلس العلمي)

وَأما حكم الخيار فهو تخيير المرأة بين الفرقة وبين النكاح، فإن شاءت اختارت الفرقة وإن شاءت اختارت الزوج. (بدائع الصنائع/ مباحث: خلو الزوج من عيب الحب النخ، فصل في حكم الخيار ۶۳۷/۲ زکریا)

عورت کا حق تاخیر کی وجہ سے باطل نہ ہوگا

نکاح کے بعد بیوی کو جب شوہر کے نامرد ہونے کا علم ہو، اور بیوی نے اُس پر رضامندی ظاہر نہ کی ہو، تو فوری طور پر تفریق کا مطالبہ کرنا ضروری نہ ہوگا؛ بلکہ بیوی جب چاہے مطالبہ کر سکتی ہے، تاخیر کی وجہ سے اُس کا حق باطل نہ ہوگا۔

وإن لم تعلم به وقته (أي وقت النكاح) وعلمت بعده كان لها الخصومة، وإن طال الزمان. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ۱۲۴/۴ کوئٹہ)

وهو أي هذا الخيار على التراخي، فلو وجدته عنيماً أو مجبوراً ولم تخصم زماناً لم يبطل حقها. (الدر المختار مع الشامی، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره

بیماری کی وجہ سے نامردی

اگر شوہر کی بیماری کی وجہ سے نامرد ہو گیا ہو، تو وہ بھی پیدائشی عنین کے حکم میں ہے۔

(مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۶۳)

وأما عند الفقهاء فهو من لا يصل إلى النساء مع قيام الآلة لمرض به.

(البحر الرائق، کتاب الطلاق / باب العنین ۲۰۶/۴ زکریا، ۱۲۲/۴ کوئٹہ)

بڑھاپے کی وجہ سے نامردی

اگر کوئی شخص اتنا ضعیف العمر ہو کہ بیوی سے ہمبستری پر قدرت نہ رکھے، وہ بھی عنین

کے درجہ میں ہے۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۶۴)

هو من لا يقدر على جماع فرج زوجته يعني لمانع منه ككبر سن أو

سحر . (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب العنین ۱۶۶/۵ زکریا، ۹۴/۳ کراچی)

جادو کی وجہ سے نامردی

اگر کسی شخص پر اس طرح کا جادو کر دیا گیا ہو کہ وہ عورت کے پاس نہ جاسکے، تو وہ بھی

عنین کے حکم میں ہوگا، اور بیوی کو اس سے حق تفریق حاصل ہوگا۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۶۴)

لآفة أصلية أو لمرض أو ضعف أو كبر سن أو سحر . (النهر الفائق، کتاب

الطلاق / باب العنین ۴۷۰/۲)

نکاح سے قبل بیوی کو نامرد ہونے کا علم تھا

اگر نکاح سے قبل عورت کو اس شوہر کے نامرد ہونے کا علم تھا، اس کے باوجود اس نے نکاح

قبول کر لیا، تو اب عورت کو نکاح کے بعد تفریق کے مطالبہ کا حق نہ ہوگا۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۶۹)

إن علمت المرأة وقت النكاح أنه عنین، لا يصل إلى النساء، لا يكون لها

حق الخصومة . (الفتاویٰ الہندیۃ، کتاب الطلاق / الباب الثانی عشر فی العنین ۵۲۴/۱ قدیم زکریا)

تزوج عالمة بحاله، لا خيار لها على المذهب المفتي به. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين ۱۷۵/۵ زكريا، ۵۰۰/۳ كراچی، بدائع الصنائع ۶۳۶/۲ زكريا)

نكاح کے بعد ایک مرتبہ ہمبستری پر قادر ہو جانا

اگر نکاح کے بعد شوہر نے ایک مرتبہ بھی ہمبستری کر لی ہو، پھر بعد میں کسی وجہ سے نامرد ہو گیا ہو، تو اب عورت نامردی کی بنیاد پر تفریق کے مطالبہ کا حق نہ رکھے گی (البتہ تفریق کی کوئی اور وجہ پائی جائے تو بات الگ ہے) (مستفاد: الحلیۃ النازہ ۶۹)

فلو جُبَّ بعد وصوله إليها مرة أو صار عنيّنا بعده، أي الوصول لا يفرق لحصول حقها بالوطي مرة، قال الشامي: قوله: ”مرة“ وما زاد عليها فهو مستحق ديانة لا قضاء. (شامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ۱۶۷/۵-۱۶۸ زكريا)

أما شرائط الخيار فمنها: عدم الوصول إلى هذه المرأة أصلاً ورأساً في هذا النكاح، حتى لو وصل إليها مرة واحدة فلا خيار لها. (بدائع الصنائع، مباحث خلو الزوج من عيب الحب الخ / فصل في شرائط الخيار ۶۳۶/۲ زكريا)

بیوی کو ایسا مرض لاحق ہو جو جماع سے مانع ہو

اگر نامرد کی بیوی ایسے مرض میں مبتلا ہو جو جماع سے مانع ہو، مثلاً رتقاء ہو (یعنی ایسی عورت جس کی شرم گاہ ملی ہوئی ہو) یا قرناء ہو (یعنی ایسی عورت جس کی شرم گاہ میں ہڈی ہو جو دخول سے مانع ہو) تو ایسی عورت کو نامرد شوہر سے تفریق کا حق حاصل نہ ہوگا۔

إن كان الزوج عنيّناً والمرأة رتقاء لم يكن لها حق الفرقة لوجود المانع من قبلها. (مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ۱۳۸/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

غير رتقاء وقرناء، أما هما فلا خيار لهما لتحقيق المانع منهما. (الدر

المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين ۱۶۷/۵ زكريا)

شوہر کے خصی ہونے کی بنا پر فسخ کا اختیار ہے یا نہیں؟

اگر شوہر ایسا خصی (جس کے خصیتین نکال دئے گئے ہوں) کہ عضو تناسل میں انتشار پیدا نہ ہوتا ہو، تو ایسے شوہر کی بیوی کو بھی قاضی یا محکمہ شرعیہ سے رجوع کے بعد حسب شرائط تفریق کا حق حاصل ہوگا؛ لیکن اگر خصی ہونے کے باوجود اُس کے عضو تناسل میں انتشار ہوتا ہے، تو حق تفریق حاصل نہ ہوگا۔

ولو وجدته خصیاً لا ینتشر ذکرہ، فإن انتشر لم تخیر الخ، أجل سنة (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب العنین وغیرہ ۱۶۸/۵-۱۷۱ زکریا)
وَأَجَلَ سَنَةً لَوْ عَنِینًا أَوْ خَصِیًّا، فَإِنْ وَطِئَ وَإِلَّا بَانَتْ بِالتَّفْرِیقِ إِنْ طَلَبَتْ.
(البحر الرائق، کتاب الطلاق / باب العنین وغیرہ ۲۰۸/۴ زکریا، ۱۲۴/۴ کوئٹہ)

نسبندی کرانے والے شوہر سے فسخ کا اختیار نہیں

اگر شوہر نسبندی کرالے، تو چونکہ اُس کی وجہ سے جماع کی قوت ختم نہیں ہوتی؛ بلکہ صرف مادہ تولید آنے میں رکاوٹ ہوتی ہے، اس لئے نسبندی کی بنیاد پر عورت کو حق تفریق حاصل نہ ہوگا۔

أَوْ خَصِیًّا لَا ینتشر ذکرہ، فإن انتشر لم تخیر. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب العنین وغیرہ ۱۶۹/۵ زکریا)

عورت کے دعوے پر عدالتی کارروائی

عورت کی طرف سے شوہر کی نامردی کی بنیاد پر تفریق کے دعوے کے بعد شرعی عدالت بالترتیب درج ذیل کارروائی کرے گی:

- (۱) شوہر سے تحقیق کرے کہ اُس کے نامرد ہونے کا دعویٰ صحیح ہے یا نہیں؟
- (۲) اگر شوہر اقرار کر لے تو اُسے علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔

(۳) اور اگر شوہر کہے کہ میں نامرد نہیں ہوں؛ بلکہ میں نے جماع کیا ہے، تو اب اگر عورت باکرہ (کنواری) نہ ہونے کا اقرار کرتی ہو، تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ قبول کر لیا جائے گا، اور عورت کو تفریق کا کوئی حق نہ ہوگا۔

(۴) تاہم اگر شوہر قسم کھانے سے انکار کر دے، تو اُسے علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔

(۵) اور اگر عورت باکرہ (کنواری) ہونے کی مدعی ہو، تو اب قاضی عورت کے کنوارے پن (بکارت) کا دو عادل عورتوں کے ذریعہ معائنہ کرنے کا حکم دے گا۔

(۶) اگر وہ عورتیں یہ بیان دیں کہ عورت کنواری نہیں ہے، تو شوہر سے اس بات پر حلف لیا جائے گا کہ اُس نے جماع کیا ہے، اگر وہ قسم کھالے گا تو مقدمہ خارج کر دیا جائے گا۔

(۷) اور اگر شوہر جماع پر قسم کھانے سے انکار کر دے، تو اُسے ایک سال کی مہلت دی جائے گی۔

(۸) اور اگر معائنہ کار عورتیں یہ بیان دیں کہ عورت ابھی تک باکرہ (کنواری) ہے، تو اب قاضی شوہر سے قسم لئے بغیر ایک سال کی مہلت دے دے گا۔

(۹) اس کے بعد ایک سال کی مہلت کے عرصہ میں اگر شوہر ایک مرتبہ بھی تندرست ہو کر بیوی سے جماع کر لے، تو بیوی کو حق تفریق نہ رہے گا۔

(۱۰) اور اگر پورے سال میں جماع پر قادر نہ ہو سکے، اور خود اس کا اقرار بھی کرے، تو اب قاضی عورت کو اُسی مجلس میں اختیار دے گا کہ چاہے تو اسی شوہر کے ساتھ رہے، یا اس سے علیحدگی اختیار کر لے، اگر وہ علیحدگی کی خواہاں ہو اور شوہر خود طلاق دینے پر آمادہ نہ ہو، تو قاضی تفریق کر دے گا، اور یہ تفریق طلاق بائن کے درجہ میں ہوگی۔

(۱۱) اور اگر میاں بیوی میں مہلت کے ایک سال کے اندر جماع ہونے یا نہ ہونے میں اختلاف ہو جائے، یعنی بیوی دعویٰ کرے کہ جماع نہیں ہوا، اور شوہر یہ کہے کہ جماع ہوا ہے، تو

اگر عورت شیبہ ہو تو شوہر کا قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا، اور دعویٰ خارج ہو جائے گا۔

(۱۲) اور اگر شوہر اُس وقت قسم کھانے سے انکار کر دے، تو بیوی کو تفریق کا اختیار ہوگا۔

(۱۳) اور اگر عورت باکرہ ہونے کی مدعی ہو، تو قاضی دوبارہ معائنہ کرائے گا، اور دوبارہ

معائنہ میں بھی اگر اُس کا باکرہ ہونا ثابت ہو جائے، تو اب شوہر کا دعویٰ جماع خارج ہو جائے گا،

اور عورت کو تفریق کا حق ملے گا۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۶۶-۶۸)

إذا رفعت المرأة زوجها إلى القاضي ادعت أنه عنين، وطلبت الفرقة، فإن القاضي يسأله: هل وصل إليها أو لم يصل؟ فإن أقر أنه لم يصل، أجله سنة، سواء كانت المرأة بكرًا أم ثيبًا، وإن أنكر وادعى الوصول إليها، فإن كانت المرأة ثيبًا، فالقول قوله مع يمينه، أنه وصل إليها كذا في البدائع. فإن حلف بطل حقها، وإن نكل يؤجل سنة، كذا في الكافي. وإن قالت: أنا بكر نظر إليها النساء، وامرأة تجزئ، والإثنتان أحوط وأوثق، فإن قلن: إنها ثيب، فالقول قول الزوج مع يمينه، كذا في السراج الوهاج. فإن حلف لا حق لها، وإن نكل يؤجله سنة، كذا في الهداية. وإن قلن: هي بكر، فالقول قولها من غير يمين. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني عشر في العنين ۵۲۲/۱ زكريا، بدائع الصنائع / مباحث خلو الزوج من عيب الحب الخ ۶۳۳/۲ زكريا)

إن جاءت المرأة إلى القاضي بعد مضي الأجل، وادعت أنه لم يصل إليها، وادعى الزوج الوصول، فإن كانت ثيبًا في الأصل كان القول قوله مع اليمين، فإن حلف بطل حقها، وإن نكل خيرها القاضي، وإن قالت المرأة: أنا بكر، نظرت إليها النساء، والواحدة تكفي والثنتان أحوط، فإن قلن: هي ثيب، كان القول قوله مع اليمين. وإن قلن: هي بكر أو أقر الزوج أنه لم يصل إليها، خيرها القاضي في الفرقة، كذا في شرح الجامع الصغير لقاضيحان. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / في العنين ۵۲۴/۱ زكريا، بدائع الصنائع / مباحث خلو الزوج من عيب الحب الخ ۶۳۶/۲ زكريا)

فإن وطئ مرةً فيها وإلا بانست بالتفريق من القاضي إن أبى طلقها. (الدر

المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين ۱۷۱/۵-۱۷۲ زکریا)

تخیر کی صورت میں مجلس قضاء میں تفریق کا اختیار کرنا

قاضی کی طرف سے شوہر کے علاج کی مدت (ایک سال) جب پوری ہوگی اور حسب شرائط قاضی عورت کو تفریق کا اختیار دے گا، تو اگر اُسی مجلس میں عورت نے تفریق کو اختیار کر لیا تو تفریق ہوگی، اور اگر اُس مجلس کے ختم ہونے کے بعد تفریق چاہی، تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۷۰ طبع جدید امارتِ شرعیہ ہند)

یخیرھا القاضي، فإن اختارت زوجها أو قامت عن مجلسها أو أقامها أعوان القاضي وأقام القاضي قبل أن تختار شيئاً بطل خيارها. (المحيط البرهاني، كتاب النكاح / الفصل الثالث والعشرون: العنين ۲۳۸/۴ المجلس العلمي، الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / باب في العنين ۵۲۴/۱ قدیم زکریا)

إذا خیرھا الحاكم فأقامت معه أو قامت من مجلسها قبل أن تختار - إلى قوله - فلا خيار لها، وهذا يدل على أن خيارها يتقيد بالمجلس. (بدائع الصنائع، مباحث خلو الزوج من عيب الحب النخ / فصل في بيان ما يبطل الخيار ۶۳۸/۲ زکریا)

مہلت کی مدت کب سے شروع ہوگی

ایک سال کی مدت اُس وقت سے شروع ہوگی جب باقاعدہ قاضی اُس کا حکم دے گا؛ لہذا اس سے قبل جو بھی وقت گزر چکا ہو، وہ اس مدت میں شامل نہ ہوگا۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۶۷) ابتداء التاجیل من وقت المخاصمة کذا في المحيط. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / في العنين ۵۲۳/۱ قدیم زکریا)

لا يحتسب على الزوج بما مضى من المدة قبل المرافعة. (المبسوط

للسرخسي، كتاب النكاح / باب العنين ۱۰۲/۵)

مہلت کی مدت کا شمار قمری مہینوں سے ہوگا یا شمسی مہینوں سے؟

مہلت کے ایک سال کا شمار قمری تاریخوں سے ہوگا یا شمسی سے؟ اس بارے میں فقہ کی دونوں روایتیں ہیں، شمسی تاریخ والی روایت رائج ہے۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۶۷)

وروی الحسن عن أبي حنيفة: أنه تعتبر سنة شمسية، وهي تزيد على القمرية بأيام. وذهب شمس الأئمة السرخسي في شرح الكافي إلى رواية الحسن أخذًا بالاحتياط، وكذلك صاحب التحفة، وهذا هو المختار عندي كذا في غاية البيان الخ. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / باب في العین ۵۲۳/۱ قدیم زکریا، بدائع الصنائع / مباحث خلو الزوج من عيب الحب الخ ۶۳۴/۲ زکریا)

مہلت کی مدت ختم ہونے کے بعد مطالبہ میں تاخیر کرنا

قاضی کی جانب سے شوہر کو دی گئی ایک سال کی مدت ختم ہونے کے بعد عورت مطالبہ میں تاخیر کرے، تو اس تاخیر کی وجہ سے اس کا حق باطل نہ ہوگا۔

أطلقه فشمّل ما إذا طلبت على التراخي أولاً وثانياً، ولذا لو خاصمته ثم تركت مدة فلها المطالبة. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العین وغیره ۱۲۴/۴)
كما لو رفعته إلى القاضي فأجله سنة، ومضت السنة، ولم تخاصم زماناً (أي لا يبطل حقها). (الدر المختار مع الشامی، كتاب الطلاق / باب العین وغیره ۱۷۳/۵ زکریا)

تفریق کے بعد عورت کا اقرار جماع پر بینہ قائم کرنا

میاں بیوی میں تفریق کے فیصلہ کے بعد اگر شوہر اس بات پر بینہ قائم کرے کہ عورت نے تفریق سے پہلے جماع ہونے پر اقرار کیا تھا، تو تفریق کا فیصلہ باطل ہو جائے گا، اور عورت شوہر کے نکاح میں برقرار رہے گی۔ اور اگر شوہر تفریق کے بعد کے اقرار پر بینہ قائم کرے تو اس کا اعتبار نہ ہوگا۔

يُبطل التفريق بالبينة على إقرارها بالوصول قبل التفريق، لا بعده. (الدر

المختار مع الشامى، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٦٨/٥ زكريا)

فإن فرق بالغة فإن أقام الزوج البينة على إقرار المرأة قبل الفرقة أنه قد وصل إليها أبطل الفرقة وكذا إذا شهد على إقرارها بأن أقرت بعد الفرقة أنه كان وصل إليها قبل الفرقة لم تبطل الفرقة. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / مباحث خلو الزوج من عيب الحب، مبحث في بيان حكم الخيار ٦٣٧/٢-٦٣٨ المكتبة النعمية ديوبند)

تفريق کے بعد عورت کا اسی نامرد سے نکاح کرنا

قاضی کی جانب سے تفريق ہو جانے کے بعد مرد و عورت دوبارہ ایک ساتھ رہنے پر آمادہ ہو جائیں، تو نکاحِ ثانی کی اجازت ہوگی؛ لیکن اس کے بعد عورت کو تفريق کا حق حاصل نہ ہوگا۔ ولو تراضيا أي العنين وزوجته على النكاح ثانياً بعد التفريق صح. (الدر

المختار مع الشامى، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٧٦/٥ زكريا)

ففرق بينهما ثم تزوجها فلا خيار لها. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / مباحث خلو

الزوج من عيب الحب ٦٣٦/٢ المكتبة النعمية ديوبند)

لو فرق بينهما ثم تزوجها ثانياً لم يكن لها خيار لرضاها بحاله. (البحر

الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ١٢٥/٤)

تفريق کے بعد دو سال کی مدت میں بچہ کی پیدائش

قاضی کے میاں بیوی میں تفريق کرنے کے بعد دو سال کی مدت میں اگر عورت بچہ جنے، تو یہ بچہ نامرد شوہر کی جانب منسوب ہوگا، اور تفريق کا فیصلہ باطل ہو کر عورت علیٰ حالہ نامرد کی بیوی رہے گی۔

إذا فرق القاضي بالعنة ووجب العدة فجاءت بولد ما بينهما وبين

السنتين لزمه الولد فإن قال الزوج: كنت قد وصلت إليها فإن أبا يوسف

قال: يبطل الحاكم الفرقة وكفى بالولد شاهداً. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / بيان

شرائط الخيار وبيان حكمه ۶۳۷/۲ المكتبة النعمية ديوبند)

ولو كان عنيماً بطل التفريق لزوال عنته بثبوت نسبه. (الدر المختار مع

الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ۱۶۸/۵ زكريا)

بخلاف العنين حيث يبطل التفريق؛ لأنه لما ثبت نسبه لم يبق عنيماً.

(البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ۲۰۷/۴ زكريا، ۱۲۳/۴ كوثنه)

عنین پر مہر کا وجوب

شوہر اگر چہ عنین اور نامرد ہو، اگر بیوی کے ساتھ خلوت صحیحہ پائی گئی ہے، تو اُس پر پورا مہر حسب ضابطہ واجب ہوگا؛ کیوں کہ مہر کے وجوب کے لئے جماع لازم نہیں؛ بلکہ خلوت صحیحہ کافی ہے۔ (مستفاد: الخلیۃ الناجزہ ۷۱)

ولها المهر كاملاً وعليها العدة بالإجماع إن كان الزوج قد خلا بها، وإن لم يخل بها فلا عدة عليها، ولها نصف المهر إن كان مسمى والمتعة إن لم يكن مسمى. (الفتاوى الهندية، كتاب النكاح / في العنين ۵۲۴/۱، طبع زكريا ديوبند، بدائع الصنائع / مباحث خلو الزوج من عيب الحب الخ ۶۳۴/۲ زكريا)

محبوب (مقطوع الذکر) کا حکم

اگر عورت یہ دعویٰ کرے کہ اُس کا شوہر مقطوع الذکر ہے، یعنی آلہ تناسل سے محروم ہے، یا اتنا چھوٹا ہے کہ کالعدم کے درجہ میں ہے، جس سے حق زوجیت ادا نہیں کیا جاسکتا، تو اگر شوہر بھی اس کا اقرار کرے، تو قاضی ایک سال کی مہلت دے بغیر فوراً ہی عورت کو تفریق کا اختیار دے دے گا۔ اور اگر شوہر اقرار نہ کرے، تو معتبر شخص کے ذریعہ معائنہ کرایا جائے گا، پھر معائنہ سے جس کی بات کی تصدیق ہو، اُسی کے موافق کارروائی کی جائے گی، یعنی اگر محبوب ہونا ثابت ہو جائے تو فوری تفریق کا حکم ہوگا، اور اگر ثابت نہ ہو تو عورت کا دعویٰ خارج ہو جائے گا۔ (مستفاد: الخلیۃ الناجزہ ۷۲)

وأما المحبوب فإنه إذا عرف أنه محبوب إما بإقراره أو بالمس فوق

الإزار، فإن كانت المرأة عالمة بذلك وقت النكاح فلا خيار لها لرضاها بذلك، وإن لم تكن عالمة به فإنها تخير للحال ولا يؤجل حولاً. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / فصل في بيان ما يبطل به الخيار ۶۳۹/۲ زكريا)

وجدت زوجها مجبواً فُرق في الحال وإنما لم يؤجل لعدم الفائدة - إلى قوله - ولم يذكر حكم ما إذا اختلفا في كونه مجبواً، وحكمه أنه إذا كان يعرف حقيقة حاله بالمس من غير نظر يمس من وراء الثياب، ولا تكشف عورته، وإن كان لا يعرف إلا بالنظر أمر القاضي أميناً لينظر إلى عورته فيخبر بحاله. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين ۲۰۶/۴-۲۰۸ زكريا، ۱۲۲/۴-۱۲۳ كوئته)

ويلحق بالمجبوب من كان ذكره صغيراً جداً كالزور. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين ۲۰۶/۴ زكريا، ۱۲۳/۴ كوئته، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين ۱۶۶/۵ زكريا، ۴۹۴/۳ كراچی)

مجبوب کی بیوی کا بعد التفریق دو سال کی مدت میں بچہ جننا

قاضی کے مجبوب اور اُس کی بیوی کے درمیان تفریق کرنے کے بعد دو سال کی مدت میں عورت بچہ جننے، تو یہ بچہ مجبوب مرد کی جانب منسوب ہوگا؛ لیکن اس کی وجہ سے تفریق باطل نہ ہوگی۔
جاءت امرأة المجبوب بولد بعد التفریق إلى سنتين ثبت نسبه والتفریق باق بحاله. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ۱۶۸/۵ زكريا)

وكذلك لو فرق القاضي بينها وبين المجبوب فجاءت بولد بينها وبين سنتين ثبت نسبه إلا أنه لا تبطل الفرقة ههنا. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / مباحث خلو الزوج من عيب الحب، مبحث في بيان حكم الخيار ۶۳۷/۲ المكتبة النعمية ديوبند)
لو جاءت امرأة المجبوب بولد بعد التفریق إلى سنتين يثبت نسبه ولا يبطل التفریق. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العنين وغيره ۲۰۷/۴ زكريا، ۱۳۴/۴ كوئته)





(۲) شوہر کا مجنون ہونا

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے قول (جو مفتی بہ ہے) اور امام مالکؒ کے مسلک کے مطابق اگر شوہر نکاح سے قبل ہی سے جنون کے مرض میں مبتلا ہو، تو بیوی کو درج ذیل شرائط کے ساتھ فسخ نکاح کے مطالبہ کا حق ملتا ہے:

(۱) نکاح سے قبل شوہر کے مجنون ہونے کا علم نہ ہو۔

(۲) نکاح کے بعد اُس کے ساتھ رہنے پر صراحتاً رضامندی ظاہر نہ کی ہو۔

(۳) نکاح کے بعد جنون کا علم ہونے کے باوجود اپنے اختیار سے شوہر کو جماع یا دوائی جماع کا موقع نہ دیا ہو۔

پس اگر ان میں سے کوئی بھی شرط مفقود ہو تو بر بنائے جنون بیوی کو حق فسخ حاصل نہ ہوگا۔ (مستفاد: الحلیۃ النازحہ ۷۸-۷۹)

ولا یتخیر أحدهما أى الزوجین بعیب الآخر فاحشاً، كجنون، وجذام، ویرص، ورتق، وقرن. (الدر المختار) وفي الشامیة: وخالف محمد في الثلاثة الأول لو بالزوج، كذا يفهم من البحر وغيره. (الدر المختار مع الشامی، كتاب الطلاق / باب العین وغیرہ ۱۷۵/۵ زکریا)

وعلى قول محمد لها الخيار إذا كان على حال لا تطيق المقام معه.

(المبسوط للسرخسي، كتاب النكاح / باب الخيار في النكاح ۹۷/۵)

وقال محمد: خلوه من كل عيب لا يمكنها المقام معه إلا بضرر،

کالجنون والجدام والبرص شرط لزوم النکاح حتى يفسخ به النکاح. (بدائع

الصنائع، کتاب النکاح / خلو الزوج عما سوى المعيوب الخمسة ۶۳۹/۲ المكتبة النعمية ديوبند)

والرضا بالعيب يمنع الرد. (بدائع الصنائع، کتاب النکاح / بيان شرائط الخيار وبيان

حكمه ۶۳۶/۲ المكتبة النعمية ديوبند)

الخيار لأحد الزوجين بسبب وجود عيب من العيوب الآتي بيانها
 إن لم يسبق العلم أو لم يرض بعيب المعيب صريحاً أو التزاماً أو لم يتلذذ
 بالمعيب عالمياً به، و ”أو“ بمعنى ”الواو“ إذ لا بد من انتفاء الأمور الثلاثة، إذ
 لو وجدت أو بعضها لانتفى الخيار. وفي هامشه: قوله: إن لم يسبق العلم: أي
 إن لم يكن العلم من السليم بالعيب سابقاً على العقد، ولم يرض بالعيب كن علم
 به بعد العقد، ولم يتلذذ قوله: صريحاً: أي بأن كان الرضا بالقول كرضيتُ،
 وقوله: أو التزاماً أي مثل تمكين السليم من نفسه. (الشرح الكبير للشيخ الدردير، كتاب
 النکاح / باب في النکاح وما يتعلق به / فصل في خيار أحد الزوجين الخ ۲۷۷/۲ دار الفكر بيروت)

کس درجہ کا جنون موجب فسخ ہے؟

معمولی درجہ کا جنون موجب فسخ نہیں؛ بلکہ وہی جنون موجب فسخ ہے جس کے ساتھ
 رہنے میں ناقابل برداشت ایذا پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۷۶)

وعلى قول محمد لها الخيار إذا كان على حال لا تطيق المقام معه.

(المبسوط للسرخسي، کتاب النکاح / باب الخيار في النکاح ۹۷/۵، بدائع الصنائع، کتاب النکاح / بيان

شرائط الخيار وبيان حكمه ۶۳۹/۲ المكتبة النعمية ديوبند)

إذا وجدته مجنوناً موسوساً يخاف عليها قتله. (کتاب الآثار، کتاب النکاح /

باب الرجل يتزوج وبه العيب ۶۱/۱)

مجنون سے تفریق کے لئے عدالتی کارروائی

ناقابلِ تحمل جنون کی صورت میں بیوی کو جو مطالبہ تفریق کا حق حاصل ہوتا ہے، اُس کی عدالتی کارروائی درج ذیل تفصیل کے مطابق انجام دی جائے گی:

- (۱) مجنون کی بیوی عدالت کے سامنے شوہر کا خطرناک درجہ کا مجنون ہونا ثابت کرے۔
- (۲) قاضی اپنے طور پر دعوے کی تحقیق کرے۔
- (۳) اگر شوہر کا مجنون ہونا ثابت ہو جائے تو مجنون کے ولی یا اُس کے وکیل کے سامنے اُسے علاج کے لئے ایک سال کی مہلت دے دے۔
- (۴) سال پورا ہونے کے بعد اگر بیوی دوبارہ جنون کی بنیاد پر تفریق کی درخواست گزارے، اور یہ ثابت ہو جائے کہ شوہر ابھی تک جنون میں مبتلا ہے، تو قاضی عورت کو تفریق کا اختیار دے گا۔
- (۵) اگر عورت اُسی مجلس میں تفریق کو اختیار کر لے، تو قاضی اُن کے درمیان نکاح کو فسخ کر دے گا۔

(۶) اور یہ فسخ نکاح طلاق کے درجہ میں نہیں؛ بلکہ نکاح کو کالعدم کرنے کے درجہ میں ہوگا۔ (مستفاد: الحیلة الناجزة ۷۷-۷۸)

وفسخ العقد رفعه من الأصل، وجعله كأن لم يكن. (بدائع الصنائع، کتاب النکاح / فصل فی بیان ما یرفع حکم النکاح ۶۵۳/۲ المكتبة النعمية دیوبند)

قال محمد: إن كان الجنون حادثاً يؤجله سنة، كالعنة ثم يخير المرأة بعد الحول إذا لم يبرأ. (الفتاوى الهندية، کتاب الطلاق / باب فی العین ۵۲۶/۱ قدیم زکریا)

قال محمد: إن كان العيب كالجنون الحادث والبرص ونحوهما فهو والعنة سواء فينتظر حولاً وهي بالخيار إن شاءت رضيت بالمقام معه، وإن شاءت رفعت الأمر إلى الحاكم حتى يفرق بينهما. (الفتاوى الحمادية للعلامة

رکن بن حسام الناکوری ۷۶ بحوالہ: الحیلة الناجزة ۷۵)

بخصوصة ولي إن كان، وإلا فمن ينصبه القاضي. (البحر الرائق، كتاب الطلاق /

باب العین وغیره ۲۰۷/۴ زکریا، ۱۲۳/۴ کوئٹہ)

والسنة مشتملة على الفصول الأربعة، والفصول الأربعة مشتملة على
الطبائع الأربع، فيؤجل سنة لما عسى أن يوافقه بعض فصول السنة، فيزول المانع.
(بدائع الصنائع، كتاب النكاح / بيان خلو الزوج من عيب الجب والعنة ۶۳۴/۲ المكتبة النعمية ديوبند)
وثبت الخيار بجنونهما وأجلا فيه سنة. (الشرح الكبير للشيخ الدردير،
كتاب النكاح / باب في النكاح وما يتعلق به / فصل في خيار أحد الزوجين الخ ۲۷۹/۲-۲۸۰ دار الفكر بيروت)

مجنون کی بیوی کے مہر وعدت کا حکم

اگر خلوت صحیحہ سے پہلے فسخ نکاح کی صورت پیش آئی ہے، تو مہر بالکل ساقط ہو جائے گا،
اور عدت بھی واجب نہیں ہوگی۔ اور اگر شوہر کے مجنون ہونے کے علم سے قبل خلوت صحیحہ ہو چکی
تھی، اور بعد میں جنون کا علم ہونے کے بعد فسخ نکاح کی نوبت آئی، تو پورا مہر لازم ہے، اور عدت
بھی حسب ضابطہ واجب ہوگی۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۷۹)

وهي (أي العدة) في حق حرة تحيض لطلاق أو فسخ، بجميع أسبابه بعد
الدخول حقيقة أو حكماً ثلاث حيض كوامل. وفي الشامية: قوله: أو حكماً:
المراد به الخلوة ولو فاسدة. (الدر المختار مع الشامی، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۸۱/۵ زکریا)
وفسخ العقد رفعه من الأصل، وجعله كان لم يكن، ولو لم حقيقة لم
يكن لها مهر، فكذا إذا التحق بالعدم من الأصل، إلى أن قال: وإن كان قد دخل
بها لا يسقط المهر؛ لأن المهر قد تأكد بالدخول، فلا يحتمل السقوط بالفرقة
الخ. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / فصل في بيان ما يرفع حكم النكاح ۶۵۳/۲)

أن يكون الجنون به حين العقد، فغرها من نفسه فاختارت الطلاق، فإن
كان دخل به فلها الصداق، وإن لم يبين بها فلا شيء لها. (المتقى شرح الموطأ ۱۲۱/۴)

جنونِ حادث میں حق تفریق ہے یا نہیں؟

اگر پہلے سے شوہر مجنون نہ تھا؛ بلکہ نکاح کے بعد جنون کا مرض لاحق ہوا، تو اس بارے میں حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی صریح حکم منقول نہیں؛ البتہ مالکیہ کے نزدیک اس صورت میں بھی عورت کو حق تفریق حاصل ہوتا ہے، بشرطیکہ اُس نے مرض جنون لاحق ہونے کے بعد اپنی رضامندی سے شوہر کو جماع یا دواعی جماع کا موقع نہ دیا ہو۔ بریں بناء اس صورت میں بھی مذہب مالکی پر عمل کرتے ہوئے درج بالا عدالتی کارروائی عمل میں لائی جائے گی، اور حسب ضابطہ تفریق ممکن ہوگی؛ البتہ یہ تفریق احتیاطاً طلاقِ بائن کے درجہ میں ہوگی۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۸۱)

واعلم أن الجنون حكمه حكم الجذام، فإن كان قبل العقد ردّ به مطلقاً، وإن حدث بعده وقبل البناء؛ فإنه يوجب الخيار للمرأة دون الرجل، وكذا إن حدث بعد البناء على ظاهر المدونة في الجذام، ويقاس عليه الجنون. وفي هامشه: قوله: وكذا إن حدث بعد البناء الخ، أي فإن لها أن ترد به كالحادث قبل البناء، وهذا إشارة لما قاله ابن قاسم. (الشرح الكبير للشيخ الدردير، كتاب النكاح / باب في النكاح وما يتعلق به / فصل في خيار أحد الزوجين الخ ۲۷۹/۲ دار الفكر بيروت)

وقال لي مالك في المجنون: إذا أصابه الجنون بعد تزويجه المرأة إنه يعزل عنها ويضرب له أجل سنة في علاجه، فإن برئ وإلا فرق بينهما. (المدونة، كتاب النكاح، الرابع في النكاح بصدّق لا يحل / ضرب الأجل لامرأة المجنون والمجنوم ۳۸۸/۲ دار الحديث القاهرة)

الخيار لأحد الزوجين إن لم يسبق العلم، أو لم يرض أو لم يتلذذ بالمعيب عالمًا به. (الشرح الكبير للشيخ الدردير، كتاب النكاح / باب في النكاح وما يتعلق به / فصل في خيار أحد الزوجين الخ ۲۷۷/۲ دار الفكر بيروت)

مجنون شوہر کا بالجبر جماع کرنا

اگر مجنون شوہر بجبر واکراہ بیوی سے جماع یا دوائی جماع کا ارتکاب کر لے، تو اُس سے بیوی کا حق فسخ ساقط نہیں ہوتا۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۸۱)

لأن تلذذه بعد العلم به دليل على رضاه، ففي الحقيقة الممدار في سقوط الخيار على الرضا. (الشرح الكبير للشيخ الدردير، كتاب النكاح / باب في النكاح وما يتعلق به / فصل في خيار أحد الزوجين الخ ۲۷۷/۲ دار الفكر بيروت)

المستفاد: إلا امرأة المعترض إذا علمت قبل العقد أو بعده باعتراضه ومكنته من التلذذ بها، فلها الخيار. (الشرح الكبير للشيخ الدردير، كتاب النكاح / باب في النكاح وما يتعلق به / فصل في خيار أحد الزوجين الخ ۲۷۷/۲ دار الفكر بيروت)

مجنون کے نادار ہونے کی صورت میں حق تفریق

اگر شوہر مجنون ہے اور بیوی کا اُس کے ساتھ رہنا مشکل ہے؛ لیکن بر بناء جنون شرائط تفریق متحقق نہیں ہیں (مثلاً: وہ مرض جنون کے علم کے باوجود اُس سے نکاح کو قبول کر چکی ہے، یا برضا مندی جماع کا تحقق ہو چکا ہے) مگر اُس مجنون کا کوئی ذریعہ آمدنی نہیں ہے، اور بیوی کے ضروری اخراجات کا کوئی انتظام نہیں ہے، تو ایسی صورت میں کامل تحقیق کے بعد مذہب مالکی پر عمل کرتے ہوئے عدم نفقہ کو بنیاد بنا کر شرعی عدالت کو اُن کے درمیان تفریق کرنے کا اختیار ہوگا، اور یہ تفریق طلاق رجعی کے درجہ میں ہوگی؛ (لیکن اس میں حسب مذہب مالکیہ یہ شرط ہے کہ نکاح سے قبل بیوی کو اُس شوہر کے نادار ہونے کا علم نہ رہا ہو) (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۸۳)

ولها الفسخ بطلقة رجعية إن عجز زوجها عن نفقة حاضرة، ومثلها

الكسوة. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب أسباب النفقة ۲۷۷/۲ دار الفكر بيروت)





(۳) شوہر کا فالج زدہ اور بے ہوش ہونا

اگر کوئی شخص ایسی بیماری میں مبتلا ہو جائے کہ اُس کے ہوش و حواس باقی نہ رہیں، اور وہ مفلوج ہو جائے، اور بیوی کے لئے نان و نفقہ کا بھی کوئی انتظام نہ ہو، تو ایسی صورت میں بیوی کو بذریعہ شرعی عدالت حق فسخ حاصل ہوگا۔ پس اگر وہ تفریق کا مطالبہ کرے تو تحقیق کے بعد محکمہ شرعیہ اُس پر فقہ مالکی کی شرائط کی بنیاد پر تفریق کا فیصلہ کرے گا۔ اور یہ تفریق طلاق رجعی کے درجہ میں ہوگی۔ (کتاب النوازل ۱۱۳/۱۰، زیر عنوان: تجاویز فقہی اجتماع بسلسلہ وجوہ فسخ و تفریق / فیصلہ: گیارہواں فقہی اجتماع مباحث فقہیہ جمعیت علماء ہند منعقدہ ۱۳-۱۵ فروری ۲۰۱۵ء بمقام: حیدرآباد)

أما إذا كان ذلك (أي العيب) بالرجل فلا خيار لها أيضاً إلا فيما يمنع الوطئ، مثل العنة والجب في قول أبي حنيفة وأبي يوسف، وقال محمد: إذا كان به داء لا يمكنها المقام معه مثل الجذام ونحوه خيرت. (الفتاوى الهندية / كتاب الطلاق ۵۲۶/۱)

ولها الفسخ بطلقة رجعية إن عجز زوجها عن نفقة حاضرة، ومثلها الكسوة. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب أسباب النفقة ۲۷۷/۲ دار الفكر بيروت)

وأما الجواب عن امرأة المعسر الذي لا يجد ما ينفق عليها، ففي المدونة، قال لنا مالك: وكل من لم يقو على نفقة بمرأة فرق بينهما ولم يقل لنا مالك حرة ولا أمة. وقال: لأن الرجل إذا كان معسراً لا يقدر على النفقة؛ فليس لها عليه النفقة إنما لها أن تقيم معه أو يطلقها كذلك الحكم فيها. وقال

ابن وهب عن عبد الرحمن عن أبي الزناد وعبد الجبار عن أبي الزناد أنه قال: خاصمت امرأة زوجها إلى عمر بن عبد العزيز وأنا حاضر في امرته على المدينة، فذكرت له أنه لا ينفق عليها، فدعاه عمر، فقال: انفق وإلا فرقت بينك وبينها. وقال عمر: اضربوا له أجل شهر أو شهرين، فإن لم ينفق عليها إلى ذلك ففرقوا بينه وبينها ولها الفسخ بطلقة رجعية إن عجز عن الإنفاق. (فتاوى علماء مالكية در الحيلة الناجزة ۲۵۵-۲۵۶-۲۵۷ طبع جدید)





(۴) شوہر کا برص، جزام یا ایڈز جیسے امراض میں ببتلا ہونا

اگر شوہر برص، جزام یا ایڈز جیسے مہلک امراض میں مبتلا ہو، اور یہ اندیشہ ہو کہ حق زوجیت ادا کرنے کی صورت میں بیوی بھی اس مہلک اور جان لیوا بیماری کا شکار ہو جائے گی، اور حقوق زوجیت ادا نہ ہونے کی وجہ سے ابتلاء معصیت کا شدید خطرہ بھی ہے، اور عورت اس حالت میں کسی بھی طرح شوہر کے ساتھ رہنے پر آمادہ نہیں ہے، تو اولاً شوہر کو طلاق یا خلع پر آمادہ کیا جائے گا، اگر وہ اس پر تیار نہ ہو، تو جنون مطبق (مسلل جنون) پر قیاس کرتے ہوئے امام محمدؒ اور مالکیہ کے قول کے مطابق عورت کو مطالبہ فسخ کا اختیار دیا جائے گا۔ اور مجنون کے سلسلہ میں جو عدالتی کارروائی درج کی گئی ہے، اُسی کے مطابق عمل ہوگا۔ (کتاب النوازل ۱۰۷۱-۱۱۳، زیر عنوان: تجاوز فقہی اجتماع بسلسلہ وجوہ فسخ وتفریق / فیصلہ: گیارہواں فقہی اجتماع مباحث فقہیہ جمعیت علماء ہند منعقدہ ۱۳-۱۵ فروری ۲۰۱۵ء بمقام: حیدرآباد)

والفراق شرطه: أن يكون العيب موجوداً حين العقد، فإن حدث بعده فلا خيار إلا أن يبتلى الزوج بعد العقد بجذام أو جنون أو برص فيفرق بينهما للضرر الداخِل على المرأة. (فتاوى علماء مالكية در الحيلة الناجزة ۲۵۹ طبع جدید)

يفسخ النكاح من أي واحد من الزوجين إذا وجد في الآخر عيباً من العيوب التناسلية (الجنسية) أو العيوب المنقّرة من جنون أو جذام أو برص.

(الفقه الإسلامي: ۴۹۴/۷ الهدى انترنیشنل دیوبند)

وعلى قول محمد: لها الخيار إذا كان على حال لا تطيق المقام معه؛ لأنه تعذر الوصول إلى حقها لمعنى فيه، فكان بمنزلة ما لو وجدته مجبوراً أو عنيماً.

(المبسوط للسرخسي / باب الخيار في النكاح ۹۷/۵ دار الكتب العلمية بيروت)

وإذا كان بالزوج جنوناً أو برصاً أو جذاماً، فلا خيار لها، كذا في الكافي. قال محمد: إن كان الجنون حادثاً يؤجله سنة، كالعنة ثم يخير المرأة بعد الحول إذا لم يبرأ. وإن كان مطبقاً فهو كالجب، وبه نأخذ، كذا في الحاوي القدسي. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثاني عشر في العنين ۵۷۹/۱ جديد زكريا، ۵۲۶/۱ قديم زكريا)

وفي الفتاوى الحمادية للعلامة ركن بن حسام الناكوري (ص: ۷۶) من المضممرات: قال محمد إن كان بالزوج عيب لا يمكنه الوصول إلى زوجة، فالمرأة مخيرة بعد ذلك ينظر إن كان العيب كالجنون الحادث والبرص ونحوهما فهو والعنة سواء فينتظر حولاً، وإن كان الجنون أصلياً أو به مرض ولا يرجى برئه فهو والجب سواء، وهي بالخيار إن شاءت رضيت بالمقام معه، وإن شاءت رفعت الأمر إلى الحاكم حتى يفرق بينهما. (بحواله: الحيلة الناجزة ۷۵ طبع جديد) وفي المدونة: قلت فالجنون المطبق، قال: وقال مالك في المجنون: إذا أصابه الجنون بعد تزويجه المرأة أنها تعزل عنه، ويضرب له أجل في علاجه، فإن برء وإلا فرق بينهما. (المدونة الكبرى ۱۹۶/۲، بحواله: فتاوى علماء مالكية در الحيلة الناجزة ۲۵۹ طبع جديد)





(۵) گمشدہ (مفقود) شوہر سے حق تفریق

اگر نکاح کے بعد شوہر مفقود ہو جائے، اور اُس کا کچھ اُتہ پتہ نہ چلے، تو جمہور علماء کے نزدیک ایسے گمشدہ شخص کی بیوی کے حق میں شوہر کو اُس وقت تک زندہ متصور کیا جاتا ہے، جب تک کہ اُس کے ہم عمر لوگ دنیا سے رخصت نہ ہو جائیں، یا اُس کے بارے میں عدالت شرعیہ کی طرف سے موت کا فیصلہ نہ ہو جائے؛ لیکن مالکیہ اور حنابلہ کے نزدیک اس مسئلہ میں قدرے تخفیف ہے۔ بایں طور کہ عام حالات میں قاضی ۴ سال کی مہلت دے کر مفقود کی موت کا فیصلہ کر سکتا ہے، جس کے بعد عدتِ وفات گزار کر زوجہ مفقود دوسری جگہ نکاح کر سکتی ہے (اور خصوصی حالات میں ایک سال کی مہلت سے بھی کام چل سکتا ہے) (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۸۴-۸۶)

فلا ینکح عرسہ غیرہ - إلیٰ قولہ - وینفق علی عرسہ وقریبہ ولادًا ولا یفرق بینہ و بینہا ولو بعد مضي أربع سنین. (الدر المختار مع الشامی / کتاب المفقود ۴۵۷/۶-۴۶۰ زکریا، بدائع الصنائع / کتاب المفقود ۲۸۸/۵ زکریا)

لو أفتی بہ (أي بمذهب مالك في زوجة المفقود) في موضع الضرورة لا بأس به. (الدر المختار مع الشامی / کتاب المفقود، مطلب في الإفتاء بمذهب مالك الخ ۴۶۱/۶ زکریا) إذا مضت من وقت ولادته مدة لا يعيش إليها عادة يحكم بموته وتبين أمره. (بدائع الصنائع / کتاب المفقود ۲۸۹/۵، الدر المختار مع الشامی / کتاب المفقود ۴۶۲/۶ زکریا)

ومذهب الحنفية في الباب وإن كان قويا رواية ودراية؛ ولكن

المتأخرين منا قد أجازوا الإفتاء بمذهب مالك عند الضرورة نظراً إلى عدم فساد الزمان. (إعلاء السنن، كتاب المفقود / باب امرأة المفقود امرأته حتى يأتيها البيان ۵۵/۱۳ کراچی)

ولزوجة المفقود الرفع للقاضي والوالي ووالي الماء وإلا فلجماعة المسلمين، فيؤجل الحر أربع سنين. (مختصر الخليل / فصل في مسائل زوجة المفقود ۱۳۱/۱ دار الحديث القاهرة)

زوجہ مفقود کے بارے میں بالترتیب عدالتی کارروائی

زوجہ مفقود کسی بھی حال میں خود اپنے طور پر فسخ و تفریق کا فیصلہ نہیں کر سکتی؛ بلکہ عدالت شرعیہ کی طرف رجوع کرنا اُس پر لازم ہے۔ اور اس بارے میں عدالتی کارروائی درج ذیل ترتیب پر ہوگی:

- (۱) عورت قاضی کی عدالت میں درخواست دیتے ہوئے بذریعہ شہادت (نکاح نامہ وغیرہ) اپنے کو مفقود شوہر کی زوجہ ہونا ثابت کرے۔
- (۲) نیز یہ بھی ثابت کرے کہ شوہر مفقود ہے۔ (مثلاً: ایسے گواہ پیش کرے جو شوہر کے مفقود ہونے کی تصدیق کریں، یا تھانہ میں گمشدگی کی رپورٹ وغیرہ پیش کرے)
- (۳) عورت کی درخواست ملنے کے بعد قاضی خود بھی ہر ممکن ذریعہ سے مفقود کی تلاش و جستجو کرے۔ (مثلاً: جہاں ملنے کا امکان ہو وہاں آدمی بھیجے، یا اخبار وغیرہ میں شائع کرائے)
- (۴) جب مفقود کے ملنے سے بالکل مایوسی ہو جائے، تو اگر بسہولت ممکن ہو تو عورت کو ۴ سال تک مزید انتظار کا حکم دے۔

- (۵) اگر ۴ سال کے اندر بھی مفقود کا پتہ نہ چلے، تو اس مدت کے ختم ہونے کے بعد مفقود کو مردہ متصور کیا جائے گا، جس کے بعد عدتِ وفات ۴ مہینے ۱۰ دن گزار کر عورت کو دوسری جگہ نکاح کرنے کا اختیار ہوگا۔ (اور حسب تصریح مالکیہ دوبارہ قضاء قاضی کی ضرورت نہ ہوگی)

ولزوجة المفقود الرفع للقاضي وإلا فلجماعة المسلمين من صالح بلدها فيؤجل الحر أربع سنين من حين العجز عن خبره بالبحث عنه في الأماكن التي يظن ذهابه إليها من البلدان بأن يرسل الحاكم رسوياً بكتاب لحاكم تلك الأماكن مشتمل على صفة الرجل وحرفته ونسبه ليفتش عنه فيها، ثم اعتدت كالوفاة ولا تحتاج فيها لإذن من الحاكم. وفي هامشه: قوله: ثم اعتدت كالوفاة واعلم أنها بمجرة انقضاء العدة المذكورة تحل للأزواج قوله: لأن إذنه: أي في العدة؛ بل وكذلك في التزويج حصل بضربه الأجل أولاً. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب اللعان وما يتعلق به، فصل لذكر المفقود ۴۷۹/۲ - ۴۸۰ دار الفكر بيروت، حاشية الصاوي على الشرح الصغير / باب في العدة وأحكامها، فصل في بيان عدة من فقد زوجها ۶۹۳/۲ - ۶۹۴ دار المعارف)

فلها أن ترفع أمرها إلى الخليفة - إلى قوله - ليتفحصوا عن حال زوجها بعد أن ثبتت الزوجة وغيبه الزوج والبقاء في العصمة إلى الآن. (الفتوى من العلامة سعيد بن صديق الفلاتي، المرسومة في الحيلة الناجزة ۲۳۳ طبع جديد)

المستفاد: لأن فائدة الدعوى الالتزام بواسطة إقامة الحجة والالتزام في

المجهول لا يتحقق. (الهداية / كتاب الدعوى ۲۰۱/۳ الأمين كتابستان ديوبند)

مجبوری میں ایک سال کی مہلت کی گنجائش

۴ سال کی مہلت کا حکم اُس وقت ہے جب کہ عورت اتنی مدت تک صبر و تحمل اور عفت مآبی کے ساتھ زندگی گزار سکتی ہو؛ لیکن اگر عورت اتنی لمبی مدت گزارنے میں عفت و عصمت کے بارے میں خطرہ ظاہر کرے، اور صبر سے عاجزی کا اظہار کرے، اور قبل ازیں وہ ایک معتد بہ عرصہ انتظار میں گزار چکی ہو، تو ایسی خاص صورت میں مذہب مالکیہ کے موافق ۴ سال کے بجائے صرف ایک سال کی مدت تک مہلت دی جاسکتی ہے۔

لیکن اس صورت میں ایک سال کے بعد جو تفریق ہوگی وہ طلاقِ بائن نہ ہوگی؛ بلکہ طلاقِ رجعی ہوگی، اور اُس میں عدتِ طلاق گزاری جائے گی۔ اور اگر دورانِ عدت مفقود شوہر آجائے اور رجعت کر لے، تو وہ بدستور اُس کی بیوی رہے گی۔ اور اگر عدت کے بعد آیا، یا پہلے آگیا؛ لیکن تولاً یا فعلاً رجعت نہ کی، تو اب عدت گزرنے پر وہ بائنہ ہو جائے گی، اور اُسے دوسرے شخص سے نکاح کا اختیار ہوگا۔ (مستفاد: الحیلة الناجزة ۹۸-۹۹)

ولم تخش العنة وإلا فتطلق عليه للضرر. (حاشية الصاوي على الشرح الصغير /

باب في العدة وأحكامها، فصل في بيان عدة من فقد زوجها ۶۹۴/۲ دار المعارف)

من جملة أمر الغائب فسخ نكاحه لعدم النفقة أو لتضرر الزوجة بخلو الفراش فلا يفسخ نكاحه إلا القاضي وإلا قام مقامه جماعة المسلمين كما ذكر ذلك شيخنا العدوي. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب في بيان أسباب الحجر وأحكامه ۳۰۲/۲ دار الفكر بيروت)

وإن كان لخوفها الزنا وتضررها بعدم الوطي والعنا مع وجود النفقة، والعنا فبعد صبرها سنة فأكثر عند رجل المالكية. (الفتوى من العلامة الفاهاشم مفتي المالكية بالمدينة المنورة، نقل في الحيلة الناجزة ۲۴۱ طبع جديد)

مفقود کے بارے میں تفتیش کے مصارف کس کے ذمہ ہیں؟

زوجہ مفقود کی طرف سے درخواست پر شرعی عدالت جو مفقود کے بارے میں تحقیق و تفتیش کرائے گی، اُس کے مصارف درخواست دہندہ یا اُس کے گھر والوں کے ذمہ ہوں گے۔ اور اگر وہ اُس کے متحمل نہ ہوں تو عامۃ المسلمین کے تعاون یا اگر ممکن ہو تو کسی مسلم تنظیم سے اُس کے مصارف پورے کرائے جائیں گے۔ (مستفاد: الحیلة الناجزة ۹۱)

قوله: ليكشف لها عن خبره وأجرة البعث إليها؛ لأنها الطالبة كما صوّبه ابن ناجي، واختار شيخه الغبريني أنها من بيت المال، واستظهر بعضهم،

الأول: إن كان لها مال، والثاني: إن لم يكن لها مال. (حاشية العدوي على كفاية الطالب الرباني / باب الطلاق وما يتعلق به ۹۴)

وأجرة الرسول عليها؛ لأنها الطالبة هذا إن كان لها مال وإلا فمن بيت المال. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب اللعان وما يتعلق به، فصل لذكر المفقود ۴۷۹/۲ دار الفكر بيروت)

عدالتی فیصلہ کے بعد شوہر ثانی سے خلوت صحیحہ سے قبل مفقود کا واپس آ جانا

اگر شرعی عدالت نے ۴ سال کے انتظار کے بعد مفقود کی موت کا فیصلہ کر دیا تھا، پھر عدت کے دوران یا عدت کے بعد اُس عورت کے دوسرے شخص سے نکاح کر لینے کے بعد، مگر خلوت صحیحہ سے پہلے مفقود شوہر لوٹ آئے، تو بالاتفاق اُس کی موت کا حکم اور نکاح ثانی باطل ہو جائے گا، اور وہ عورت شوہر اول ہی کے نکاح میں بدستور باقی رہے گی۔ (مستفاد: الحیلة الناجزة ۹۵)

فإن عاد زوجها بعد مضي المدة فهو أحق بها، وإن تزوجت فلا سبيل له عليها. (الفتاوى الهندية / كتاب المفقود ۳۰۰/۲ قدیم زکریا)

فإنه (أي عليا رضي الله عنه) كان يقول: ترد إلى زوجها الأول، ويفرق بينها وبين الآخر. (المبسوط للسرخسي / كتاب المفقود ۳۷/۱۱ دار الكتب العلمية بيروت)

ومن ذلك قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى: أن المفقود إذا قدم بعد أن تزوجت زوجته بعد التربص، يبطل العقد، وهي للأول. (میزان الشعراني ۱۲۴/۲، بحواله: الحیلة الناجزة ۹۶ طبع جدید)

شوہر ثانی سے خلوت صحیحہ کے بعد مفقود واپس آ گیا

اگر عدالتی فیصلہ کے بعد مفقود کی زوجہ نے دوسرا نکاح کر لیا تھا اور خلوت صحیحہ بھی ہو چکی تھی، تو اس صورت میں بھی حنفیہ کے نزدیک نکاح ثانی باطل قرار پائے گا، اور وہ عورت بہر حال شوہر اول ہی کی زوجہ کہلائے گی؛ البتہ شوہر اول کے لئے اُس سے انتفاع اُس وقت تک حلال

نہ ہوگا، جب تک کہ وہ شوہر ثانی سے عدت (وضع حمل یا تین حیض) نہ گزارے۔ اور شوہر ثانی پر مقررہ پورا مہر دینا بھی لازم ہوگا؛ کیوں کہ یہ وطی بالشبہ کے درجہ میں ہے۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۹۶-۹۸)

ولہا المہر بما استحل من فرجہا، ولا یقر بہا الأول، حتی تنقضي عدتہا من الآخر، وبہذا کان يأخذ إبراهیم فیقول: قول علی رضی اللہ عنہ أَحَبُّ إِلَيَّ من قول عمر رضی اللہ عنہ، وبہ نأخذ أيضًا. (المبسوط للسرخسی / کتاب المفقود ۳۷/۱۱ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

وإن کان الثانی وطئہا فعلیہ مہر المثل، وتعتد من الثانی، ثم ترد إلى الأول. (میزان الشعرانی ۱۲۴/۲، بحوالہ: الحلیۃ الناجزہ ۹۶ طبع جدید)

شوہر ثانی سے پیدا شدہ اولاد کا حکم

اگر دوسرے شوہر سے زوجہ مفقود کے یہاں اولاد ہوگئی ہو، تو اُس کا نسب دوسرے شوہر سے ہی ثابت ہوگا، پہلے سے ثابت نہ ہوگا۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۹۸)

ونقل أن زوجته له والأولاد للثانی. (شامی، کتاب المفقود / مطلب فی الإفتاء بمذہب مالک فی زوجة المفقود ۴۶۳/۶ زکریا)





(۶) شوہر کا غائب غیر مفقود ہونا

اگر شوہر کا پتہ اور جائے قیام معلوم ہو؛ لیکن نہ تو وہ خود بیوی کے پاس آتا ہو، اور نہ بیوی کو اپنے پاس بلاتا ہو، اور نہ ہی خرچ وغیرہ کا انتظام کرتا ہو، اور الگ رہنے میں عورت کو سخت پریشانی اور تنگی کا سامنا ہو، اور وہ شوہر خلع پر بھی آمادہ نہ ہو، تو مالکیہ کے نزدیک عورت کو منکوحہ نکاح کے مطالبہ کا حق ہوگا۔ (مستفاد: الحیلة الناجزة ۱۰۳)

غائب لم يترك نفقة ولا خلف مالا ولا لزوجه عليه شرط في المغيب؛ فإن أحبت زوجته الفراق؛ فإنها تقوم عند السلطان بعدم الإنفاق. (شرح الحلیل، کتاب الطلاق / باب العدة ۱۵۶/۴)

ادعت أنه لم يدرك لها ما تنفقه ولم يرسله لها ولم يوكل من ينفق عليها وطلبت الطلاق وحلفت على ذلك، فيطلق عليه الحاكم أو يأمرها بتطبيق نفسها، فيحكم به. (الفتوى من العلامة سعيد بن صديق الفلاتي المرسومة في الحيلة الناجزة ۲۵۷ طبع جدید امارت شرعیہ ہند بہادر شاہ ظفر مارک نیو دہلی)

غائب غیر مفقود کے متعلق عدالتی کارروائی

(۱) اولاً عورت مقدمہ داخل کرتے ہوئے گواہی کے ذریعہ ثابت کرے کہ وہ اس غائب شوہر کی منکوحہ ہے۔

(۲) پھر یہ ثابت کرے کہ وہ نہ تو اُسے نفقہ دے کر گیا، اور نہ اُس نے وہاں سے نفقہ بھیجا، اور نہ یہاں انتظام کیا، اور نہ ہی بیوی کی طرف سے نفقہ معاف کیا گیا۔

(۳) عورت کی طرف سے مذکورہ باتوں کے ثبوت کے بعد اگر عورت کے اعزاء یا کسی اجنبی کے ذریعہ اُس کی کفالت کا انتظام نہ ہو سکے، تو قاضی مدعا علیہ غائب شخص کے پاس

اگر ممکن ہو تو دو وثقہ آدمیوں پر مشتمل ایک کمیشن بھیجے، اور اگر ممکن نہ ہو تو معتبر ذریعہ سے اطلاع بھیج دے یا فون سے رابطہ کر لے کہ یا تو خود حاضر ہو کر حقوق ادا کرے یا وہیں سے انتظام کرے، ورنہ اُس بیوی کو طلاق دیدے، اگر وہ ایسا نہیں کرے گا، تو عدالت کو فسخ نکاح کا اختیار ہوگا۔ پھر اگر شوہر ان باتوں میں سے کوئی بات قبول کر لے تو فیہا۔ (مستفاد: الحیلة الناجزة ۱۰۳-۱۰۴)

(۴) اور اگر شوہر مذکورہ باتوں میں سے کوئی بات قبول نہ کرے، تو قاضی اس کو ایک مہینہ مزید انتظار کرنے اور غور فکر کرنے کا موقع دے گا، اس مدت میں بھی اگر معاملہ حل نہ ہو اور شکایت برقرار رہی، تو عورت کے مطالبہ پر قاضی ان کے درمیان تفریق کر دے گا۔

ومن علم موضعه وشکت زوجته عدم النفقة يرسل إليه الحاكم، إما أن تحضر أو ترسل النفقة أو تطلقها، وإلا طلقها الحاكم. (الفتوى من العلامة سعيد بن صديق الفلاتي المرسومة في الحيلة الناجزة ۲۳۴ طبع جدید)

طریق تطليق زوجة المفقود أو الغائب الذي تعذر الإرسال إليه أو أرسل إليه فتعاند إن كان لعدم النفقة فإن الزوجة ثبت بشاهدين أن فلانة زوجها وغاب عنها ولم يترك لها نفقة ولا وكيلا بها ولا اسقطتها عنه وتحلف على ذلك فيقول الحاكم فسخت نكاحه أو طلقته منه أو يأمرها بذلك ثم يحكم به، وهذا بعد التلوم بنحو شهر أو باجتهاده عند المالكية. (الفتوى من العلامة الفاهاشم رحمه الله تعالى المرسومة في الحيلة الناجزة ۲۴۱ طبع جدید)

اعلم أن الغائبين على أزواجهم خمسة: فالأول غائب لم يترك نفقة ولا خلف مالا ولا لزوجته عليه شرط في المغيب؛ فإن أحببت زوجته الفراق؛ فإنها تقوم عند السلطان بعدم الإنفاق - إلى قوله - وسواء كان الغائب في هذه الثلاثة الأوجه معلوم المكان أو غير معلوم، إلا أن معلوم المكان يعذر إليه إن تمكن من ذلك.

(مواهب الحلیل فی شرح مختصر خلیل، کتاب الطلاق / باب العدة ۱۵۶/۴ دار الفكر بیروت)

غائب شوہر عدت کے اندر واپس آجائے

اگر غائب غیر مفقود کی بیوی پر طلاق کا فیصلہ کر دیا گیا تھا، پھر وہ عدت کے دوران واپس کر گیا، اور سب شکایات دور کرنے اور حقوق بجالانے پر آمادہ ہو گیا، تو اس صورت میں اُس کو دورانِ عدت رجعت کا حق ہوگا، اور اگر رجعت کر لے گا تو وہ بدستور اُس کی بیوی رہے گی۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۱۰۵)

إذا طلق الرجل امرأته تطليقة رجعية أو تطليقتين، فله أن يراجعها في عدتها. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب السادس في الرجعة وفيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۴۷۰/۱)

قدیم زکریا، ۵۳۳/۱ جدید زکریا، الهدایہ، کتاب الطلاق / باب الرجعة ۳۹۴/۲ المکتبۃ الأشرفیۃ دیوبند

غائب شوہر عدت کے بعد واپس آیا

اگر غائب غیر مفقود عدت کے بعد واپس آیا، تو اب دو صورتیں ہیں:

الف:- اول یہ کہ اُس نے واپس آ کر عورت کے دعویٰ کے خلاف بات ثابت کر دی، مثلاً یہ کہ وہ نفقہ مسلسل بھیجتا رہا، یا عورت نے نفقہ خود ہی معاف کر دیا تھا وغیرہ، تو ایسی صورت میں عورت کا دعویٰ اور عدالت کی ساری کارروائی باطل قرار پائے گی، اور وہ عورت بدستور شوہر اول کے نکاح میں باقی سمجھی جائے گی۔ (حتیٰ کہ اگر دوسرے شوہر سے نکاح ہو گیا ہو، تو وہ نکاح ثانی بھی باطل قرار پائے گا؛ البتہ اُس سے اگر خلوت صحیح ہو چکی ہو تو عدت کے بعد ہی انتفاع حلال ہوگا)

ب:- دوسری صورت یہ ہے کہ غائب شوہر عورت کے دعویٰ کے خلاف کوئی بات ثابت نہ کر سکا، تو اب عدت ختم ہونے کے بعد رجعت کا حق باقی نہ رہے گا۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۱۰۵-۱۰۶)

المطلقة لعدم النفقة فتزوجها ثانياً بعد العدة، ودخل ثم ظهر إسقاطها عن المطلق بأن أثبت أنه كان أرسلها وأنها وصلتها أو أنه تركها عندها، أو أنها إسقطتها عنه في المستقبل، فلا يفيتها دخول الثاني. (الشرح الكبير للشيخ الدردير /

باب اللعان وما يتعلق به ۴۸۱/۲، الشرح الزرقاني / باب ولزوجة المفقود ۳۸۱/۴-۳۸۲)

نص ابن يونس في الغائب إذا طلق عليه لعدم النفقة، ثم ثبت أنه كان يرسلها إليها أنها ترد إليه، وإن دخل بها الثاني. (مواهب الجليل، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۰۹/۴)





(۷) شوہر کا طویل قید میں ہونا

اگر شوہر جیل میں قید ہو، اور اُس کی رہائی کی کوئی توقع نہ ہو، اور بیوی کے پاس نہ تو اخراجات میں کوئی کمی ہو، اور نہ ہی عفت و عصمت کے اعتبار سے کوئی خطرہ ہو، تو ایسی عورت کے لئے محض قید کی بنیاد پر فسخ نکاح کے مطالبہ کی اجازت نہ ہوگی؛ البتہ اگر قیدی شوہر نے بیوی کے لئے نان و نفقہ کا انتظام نہ کیا ہو، یا انتظام تو کیا ہو؛ لیکن بیوی کے جوانی و عمر ہونے کی وجہ سے ابتلاء معصیت کا قوی اندیشہ ہو، اور شوہر کسی بھی طرح طلاق یا خلع پر تیار نہ ہو، تو عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ اور محکمہ شرعیہ فقہ مالکی کی شرائط کے مطابق تفریق کے فیصلہ کا مجاز ہے۔ (مستفاد:

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۲۳۱/۱، امداد المفتیین ۶۷۲/۲ جدید، کتاب النوازل ۱۱۴/۱۰، زیر عنوان: تجاویز فقہی اجتماع بسلسلہ وجوہ فسخ و تفریق/ فیصلہ: گیارہواں فقہی اجتماع مباحث فقہیہ جمعیت علماء ہند منعقدہ ۱۳-۱۵ فروری ۲۰۱۵ء بمقام: حیدرآباد)

إذا حُبِسَ الزَّوْجُ مَدَّةً عَنْ زَوْجَتِهِ فَهَلْ لَزَوْجَتِهِ طَلَبُ التَّفْرِيقِ كَالْغَائِبِ؟
الجمہور علی عدم جواز التفریق علی المحبوس مطلقاً مهما طالَّت مدة حبسه،
وسواء أكان سبب حبسه أو مكانه معروفين أم لا؟ أما عند الحنفية والشافعية
فالأغلب غائب معلوم الحياة وهم يقولون بالتفریق عليه كما تقدم، وأما عند الحنابلة
فالأغلب غائبه لعذر، وذهب المالكية إلى جواز التفریق علی المحبوس إذا طلبت
زوجته ذلك وادعت الضرر وذلك بعد سنة من حبسه؛ لأن الحبس غياب وهم
يقولون بالتفریق للغيبة مع عدم العذر كما يقولون بها مع العذر علی سواء.

(الموسوعة الفقهية / التفریق للحبس ۶۶/۲۹-۶۷ الكويتية)

أما المالكية فأجازوا طلب التفریق للغيبة سنة فأكثر سواء أكانت بعذر أم

بدون عذر، كما تقدم فإذا كانت مدة الحبس سنة فأكثر جاز لزوجته طلب التفريق ويفرق القاضي بينهما بدون كتابة إلى الزوج أو إنظارو تكون الفرقة طلاقاً بئنا. (الفقه الاسلامي وأدلته / الباب الثاني انحلال الزواج وآثاره، المبحث السادس: التفريق للحبس ۵۱۰/۷، الهدئ انترنشنل ديوبند)

أما السؤال الخامس عن فسخ نكاح امرأة المفقود بخشية الفساد والزنا، فجوابه ما في حاشية العدوي على الرسالة والصاوي على أقرب المسالك وشرحه للدردير: أن ضرب الأجل لإمرأة المفقود إنما هو إذا دامت نفقتها من ماله ولم تخش العنت والزنا وإلا فلها التطليق بعدم النفقة أو لخوف الزنا. (فتاوى علماء مالكية در الحيلة الناجزة ۲۴۰ طبع جديد)

المستفاد: قال الشبرخي في هذا المحل بشرط أن تدوم النفقة لكل زوجة الأسير ومفقود أرض الشرك وإلا فلها الطلاق، وإذا ثبت لهما الطلاق بذلك فليثبت لهما إذا خشيتا الزنى بالأولى؛ لأن ضرر الوطأ أشد من ضرر عدم النفقة، ألا ترى أن إسقاط النفقة يلزمها وإسقاطها حقها في الوطأ لها، ولها أن ترجع فيه وأيضاً النفقة يمكن تحصيلها لها بتسلف أو سوال بخلاف الوطأ. قال البزلي طلاق امرأة الغائب عليه المعلوم موضعه ليس بمجرد شهوة الجماع؛ بل حتى تطول غيبة جداً سنة، فأكثر على ما لأبي الحسن قاله عبد الباقي. (فتاوى علماء مالكية در الحيلة الناجزة ۲۶۲ طبع جديد)





(۸) شوہر کا متعنت (سرکش) ہونا

اگر کسی عورت کا شوہر قدرت کے باوجود اُس کے حقوق (نفقہ وغیرہ) ادا نہ کرے، تو اُس عورت کو بھی فقہ مالکی کے مطابق سخت مجبوری میں تفریق کے مطالبہ کا حق ہوتا ہے۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۱۰۰)

ولها الفسخ إن عجز زوجها عن نفقة حاضرة ومثلها الكسوة، وفي هامشه: قوله: ولها الفسخ: أي القيام به وطلبه. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / أسباب النفقة ۵۱۸/۲ دار الفكر بيروت، حاشية الصاوي على الشرح الصغير / باب وجود النفقة على الغير ۷۴۵/۲ دار المعارف)

کس طرح کی مجبوری میں عورت کو حق فسخ ملے گا؟

اگر شوہر نہ تو خرچ دیتا ہو اور نہ اپنے ساتھ رکھ کر حق ادا کرتا ہو، اور عورت کے لئے اُس کے علاوہ خرچ کا انتظام نہ ہو، یعنی نہ تو کوئی اور شخص اُس کے اخراجات کا کفیل ہو اور نہ وہ خود بحفاظت کسی معاش پر قدرت رکھے، یا معاش کے انتظام کے باوجود اُس کے لئے شوہر سے الگ رہنے میں بتلائے معصیت ہونے کا قوی اندیشہ ہو، تو اس طرح کی مجبوری میں اولاً وہ عورت خلع کی کوشش کرے، اگر اس میں کامیابی نہ ہو تو اُسے بذریعہ عدالت شریعہ حق فسخ حاصل ہوگا۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۱۰۰-۱۰۱)

الفرقة في النكاح قد تكون من طريق الفسخ، مسلم لكن ضرورة، لا

مقصوداً. (بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / فصل في حكم الخلع ۲۲۷/۳ زکریا)

ثم إن رجلاً من أقارب الزوج أو أجنبيّاً عنه، قال لها: أنا أؤدي عنه

النفقة، ولا سبيل لك إلى فراقه قال ابن عبد الرحمن: لا مقال لها؛ لأن عدم النفقة التي أوجب لها القيام قد انتفى. (مواهب الجليل في شرح مختصر خليل، كتاب الرضاع / باب المرأة إذا مكنت من نفسها فإنه يجب لها النفقة ۱۹۹/۴ - ۲۰۰، الفتوى من العلامة سعيد بن صديق الفلاتي المرسومة في الحيلة الناجزة ۲۵۷ طبع جديد)

وإذا اختلعت المرأة من زوجها فالخلع جائز، والخلع تطليقةً بآئنة عندنا. (المبسوط للسرخسي / باب الخلع ۱۷۱/۶ دار الكتب العلمية بيروت)

أما إذا كانت الزوجة هي المتضررة والراغبة في المفارقة، فليس الطلاق منفذاً لها؛ لأن أمره ليس بيدها - إلى قوله - لهذا أجاز الشارع الحكيم للزوجة أن تفتدي منه بالمال. (هامش الشامي، كتاب الطلاق / باب الخلع ۸۴/۵ زكريا)

زوجہ متعنت کے بارے میں عدالتی کارروائی

(۱) عورت شرعی عدالت میں شوہر کے تعنت کے بارے میں تفصیلات لکھ کر تفریق کا مطالبہ پیش کرے۔

(۲) قاضی یا محکمہ شرعیہ عورت کے دعویٰ کی تحقیق و تفتیش کرے۔

(۳) اگر عورت کا دعویٰ ثابت ہو جائے تو شوہر سے کہے کہ اپنی بیوی کے حقوق ادا کرے یا طلاق دے، اگر وہ ساتھ رکھنے اور حقوق ادا کرنے پر تیار ہو، تو بیوی کو اُس کے ساتھ اس شرط کے ساتھ بھیجنے کا فیصلہ کیا جائے کہ اگر آئندہ شوہر نے اُسے ستایا تو قاضی کو تفریق کا حق حاصل ہوگا۔

(۴) اگر عورت شوہر کے اطمینان دلانے اور شرائط ماننے کے باوجود اُس کے ساتھ جانے پر تیار نہ ہو، تو تفریق کا فیصلہ کئے بغیر یہ مقدمہ خارج کر دیا جائے۔

(۵) اور اگر شوہر طلاق پر آمادہ ہو تو ایک طلاق بائن دلا دی جائے۔

(۶) اور اگر وہ متعنت ظالم شوہر نہ تو حقوق کی ادائیگی کی حامی بھرے اور نہ ہی طلاق

دے، اور اُس کا تعنت بالکل ظاہر ہو جائے، تو قاضی بلا کسی مہلت کے فوراً اس کی بیوی پر ایک طلاق واقع کر سکتا ہے، اور احتیاطاً اُس طلاق کو رجعی قرار دیا جائے گا۔ (مستفاد: الحيلة الناجزة ۱۰۱)

أن الفسخ بعدم النفقة ونحوها إنما يكون بحكم الحاكم أو المحكوم، وإن لم يكن حاكم فجماعة المسلمين العدول يقومون مقامه في ذلك. (الفتوى من العلامة الفاهاشم رحمه الله تعالى المرسومة في الحيلة الناجزة ۲۴۰ طبع جدید)

وحاصل فقہ المسألة أن الزوج إذا امتنع من النفقة وطولب بها - إلى قوله - وإن قال: أنا موسر ولكن لأن أنفق فقليل يعجل عليه الطلاق وإن ادعى العجز فيما أن يثبت العجز أو لا، فإن لم يثبت العجز فيقال له طلق أو أنفق، فإن امتنع من الطلاق والإنفاق فقليل يتلوم له ثم يطلق. وقيل: لا يتلوم له؛ بل يطلق عليه حالاً، والثاني هو المعتمد. (الشرح الكبير للشيخ الدردير / باب أسباب النفقة ۵۱۸/۲ دار الفكر بيروت)

وأما المتعنت الممتنع عن الإنفاق ففي مجموع الأمير ما نصه إن منعها نفقة الحال فلها القيام، فإن لم يثبت عسرة انفق أو طلق وإلا طلق عليه. قال محشية، قوله: وإلا طلق عليه الحاكم من غير تلوم. (الفتوى من العلامة سعيد بن صديق الفلاتي المرسومة في الحيلة الناجزة ۲۵۷ طبع جدید)

طلاق کے فیصلہ کے بعد عدت کے اندر متعنت شوہر

اپنی حرکت سے باز آگیا؟

اگر تعنت کی بنا پر شرعی عدالت نے طلاق کا فیصلہ کر دیا، پھر عدت کے اندر ہی وہ شوہر اپنی حرکت پر نادم ہو کر سرکشی سے باز آگیا، اور حقوق ادا کرنے پر آمادہ ہو گیا، تو رائج قول کے مطابق اُسے رجعت کا اختیار ہوگا، اور وہ تجدید نکاح کے بغیر اُس بیوی کو اپنے ساتھ رکھنے کا مجاز ہوگا۔

(تاہم تجدید نکاح کر لے تو بہتر ہے؛ تاکہ دوسرے قول (طلاق بائن واقع ہونے) کی بھی رعایت ہو جائے۔ (مستفاد: الحیلة الناجزة ۱۰۲)

وإن المتعنت إذا رجع بحفل الحافة بالمعسر وهو الأقرب فله أجزاء في العدة، لا بعدها؛ ويحتمل أن الطلاق عليه بائن، وعليه فلا رجعة له حيث لا نص صريح في المسئلة. (الفتوى من العلامة الصالح التونسي المرسومة في الحيلة الناجزة ۲۵۰)

أو أطاع المتعنت فإن كان ذلك في العدة رجعت الزوجة لزوجها مطلقاً لكون الطلاق رجعياً لم تفصل فيه العصمة حسب القاعدة المقررة الخ. (الفتوى من العلامة الصالح التونسي المرسومة في الحيلة الناجزة ۲۴۷ طبع جدید)

متعنت شوہر عدت کے بعد باز آیا

اگر تعنت کی بنا پر عدالت نے طلاق واقع کی، پھر عدت گزرنے کے بعد متعنت شوہر نے اپنی حرکت سے باز آنے کا عندیہ ظاہر کیا، تو اب اُس کا بیوی پر کوئی اختیار باقی نہیں رہا؛ کیوں کہ عدت گزرنے کے بعد بیوی بائن ہو گئی۔ (البتہ آپسی رضامندی سے نیا نکاح ہو سکتا ہے؛ کیوں کہ صرف ایک طلاق واقع ہوئی ہے) (مستفاد: الحیلة الناجزة ۱۰۱)

وإن المتعنت إذا رجع بحفل الحافة بالمعسر وهو الأقرب فله أجزاء في العدة، لا بعدها؛ ويحتمل أن الطلاق عليه بائن، وعليه فلا رجعة له حيث لا نص صريح في المسئلة. (الفتوى من العلامة الصالح التونسي المرسومة في الحيلة الناجزة ۲۵۰)





(۹) شوہر کا بے جا مار پیٹ کرنا

شوہر کی جانب سے بے جا مار پیٹ یا میاں بیوی میں ہم آہنگی نہ ہونے اور شقاق و فتنہ پائے جانے کی وجہ سے فقہ حنفی میں تو مطالبہ فسخ کی گنجائش نہیں ہے؛ البتہ فقہ مالکی میں اس بنیاد پر تفریق کی گنجائش دی گئی ہے۔ بریں بنا اگر شوہر کی طرف سے ناقابل تحمل ایذا رسانی پائی جائے، اور وہ طلاق اور خلع پر بھی تیار نہ ہو، تو مجبوراً محکمہ شرعیہ میں فسخ نکاح کی درخواست دے سکتی ہے۔ اور قاضی تحقیق حال کے بعد فقہ مالکی کی شرائط کے مطابق طلاق کا فیصلہ کر سکتا ہے۔ (کتاب النوازل ۱۱۴/۱۰، زیر عنوان: تجاوز فقہی اجتماع بسلسلہ وجوہ فسخ و تفریق/ فیصلہ: گیارہواں فقہی اجتماع مباحث فقہیہ

جمعیت علماء ہند منعقدہ ۱۳-۱۵ فروری ۲۰۱۵ء بمقام: حیدرآباد)

نوٹ:- اس معاملہ میں عورت کی طرف سے درخواست آنے کے بعد قاضی دو حکم مقرر کرے گا، جو زوجین کے معاملات کی تحقیق کر کے رشتہ کو برقرار رکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ اور اگر نبھاؤ کی کوئی شکل نہ نکلے تو شوہر کی طرف سے زیادتی کی صورت میں بلا شرط طلاق کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

”والمخصوص عليه في مذهب مالك رضي الله عنه أن الزوج إن تعدى على زوجته بأن آذاها إيذاءً غير سائغ له شرعاً، ورفعت أمرها إلى القضاء وأثبتت الإيذاء، زجره، واكتفى بذلك إن أرادت البقاء، وإن عجزت عن الإثبات وتكررت الشكوى أسكنها بين قوم صالحين، وإذا ادعى كل واحد منهما إضرار الآخر به، وعجز كل واحد منهما عن الإثبات وأشكل الأمر على القضاء بعث حكّمين عدلين رشّدين من أهلها إن أمكن، وإلا فمّن غيرهما، وأصلحا بينهما

إن أمكن الإصلا ح، فإن لم يمكن الإصلا ح كان لهما التفريق بخلع على المهر
 إن تبين لهما أن الأذى أو النشوز من جانبها، وبغير خلع إن تبين لها أن الأذى من
 جانبها، ويقدر أن الأمر إن جهلت الحال، أو تبين أنه من جانبها، ويقع الطلاق
 ولو لم يطلب الزوجان أو أحدهما الطلاق. والتفريق بعمل الحكّمين في هذه
 الحال يكون في الشقاق في ذاته، وإن لم يثبت الأذى، وآذاها وأثبتت الإيذاء
 وطلبت التفريق بناءً عليه طلق القاضي عليه الخ. (الأحوال الشخصية ۳۶۲-۳۶۳ للشيخ

محمد أبو زهرة، طبع دار الفكر العربي)





(۱۰) زوجین میں شقاق پایا جانا

اسی ضمن میں شقاق الزوجین کا مسئلہ بھی آتا ہے، جو مار پیٹ پر منحصر نہیں؛ بلکہ آپس میں دلی نفرت اور کسی طرح بھی ہم آہنگی نہ پائے جانے کی بنیاد پر پیش آتا ہے، اس کی بہت سی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ تو ایسی صورت حال میں فقہ مالکی میں یہ حکم ہے کہ اگر عورت قاضی کے یہاں تفریق کا مطالبہ کرے، تو قاضی کو چاہئے کہ وہ دو حکم مقرر کرے، جو دونوں کے معاملات کا بغور جائزہ لیں، اور شکایات کے ازالہ اور دلوں کو ملانے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ اگر اس میں کامیابی نہ ملے تو:

الف:- اگر زیادتی شوہر کی طرف سے متحقق ہو، تو بغیر کسی عوض کے بیوی کو طلاق دے دیں۔

ب:- اور اگر بیوی کی طرف سے زیادتی پائی جائے، تو یا تو اُسے شوہر کے ساتھ حسن معاشرت کے ساتھ رہنے پر آمادہ کریں، اور وہ اس پر تیار نہ ہو، تو بیوی سے مقررہ عوض (خواہ مہر سے کم ہو یا زیادہ) لے کر اُن کے درمیان تفریق کرادیں۔

ج:- اور اگر دونوں کی طرف سے کوتاہی متحقق ہو، اور ملاپ کی کوئی صورت نہ رہے تو بھی رائج یہی ہے کہ بالعوض طلاق واقع کریں۔

نوٹ:- اور یہ بھی ممکن ہے کہ حکمین کی رپورٹ پر شرعی عدالت مذکورہ تفصیل کے مطابق خود فیصلہ کرے؛ بلکہ یہ زیادہ بہتر ہے۔ (مستفاد: کتاب الفسخ والتفریق ۱۰۵-۱۱۲، مولفہ: مولانا

عبدالصمد صاحب رحمانی، نیز دیکھئے: اسلامی قانون متعلق مسلم پرسنل لا ۲۳۸-۲۴۰)

فإن لم يمكن الإصلاح كان لهما التفريق بخلع على المهر إن تبين لهما أن الأذى أو النشوز من جانبها، وبغير خلع إن تبين لها أن الأذى من جانبها، ويقدر أن الأمر إن جهلت الحال، أو تبين أنه من جانبها، ويقع الطلاق ولو لم يطلب الزوجان أو أحدهما الطلاق. والتفريق بعمل الحكّمين في هذه الحال يكون في الشقاق في ذاته، وإن لم يثبت الأذى، وآذاها وأثبتت الإيذاء وطلبت التفريق بناءً عليه طلق القاضي عليه الخ. (الأحوال الشخصية ۳۶۲-۳۶۳ للشيخ محمد أبو زهرة، طبع دار الفكر العربي)





(۱۱) حرمتِ مصاہرت کی بنیاد پر حق فسخ

بعض مرتبہ حرمتِ مصاہرت کی وجہ سے بیوی شوہر پر حرام ہو جاتی ہے (جس کی تفصیل محرمات کے بیان میں موجود ہے) لیکن اس صورت میں باقاعدہ تفریق یعنی شوہر کی طرف سے علیحدگی یا قاضی کی طرف سے تفریق کے فیصلے کے بغیر وہ عورت دوسری جگہ نکاح نہیں کر سکتی، اس لئے تفریق کی کارروائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۱۱۵)

وبحرمة المصاهرة لا يرتفع النكاح، حتى لا يحل لها التزوج بآخر إلا بعد المتاركة وانقضاء العدة. وفي رد المحتار تحت قوله: (إلا بعد المتاركة) أي وإن مضى عليها سنون، كما في البزازیة. وعبارة الحاوي إلا بعد تفریق القاضي أو بعد المتاركة. (شامی، کتاب النکاح / فصل فی المحرمات ۱۱۴/۴ زکریا)

حرمتِ مصاہرت کے معاملہ میں عدالتی کارروائی کی تفصیل

(۱) عورت عدالت میں درخواست دے، جس میں یہ دعویٰ کرے کہ میرے اور شوہر کے اصول و فروع کے درمیان یا شوہر اور میرے اصول و فروع کے درمیان ایسا واقعہ (مس) بالشہوت وغیرہ) پیش آیا ہے، جو حرمتِ مصاہرت کا موجب ہے، اس لئے مجھے اپنے شوہر سے الگ کرنے کا فیصلہ کیا جائے۔

(۲) عورت کی درخواست کی روشنی میں قاضی شوہر سے بیان لے گا، اگر شوہر عورت کے دعویٰ کی تصدیق کر دے، تو فوراً تفریق کا فیصلہ کر دیا جائے گا۔

(۳) اور اگر شوہر عورت کے دعویٰ کی تصدیق نہ کرے، تو عورت سے اپنے دعوے پر گواہ طلب کئے جائیں گے۔

الف:- اگر عورت نے اپنے دعوے میں منہ یا چہرے پر بوسہ دینے یا عضو مخصوص یا پستان چھونے کا ذکر کیا تھا، اور گواہ اسی بات پر گواہی دیں، تو اُن کی گواہی مطلقاً قبول کر لی جائے گی، شہوت کا ذکر ضروری نہ ہوگا۔

ب:- اور اگر دعوے کا تعلق پیشانی یا سر وغیرہ پر بوسہ دینے سے ہو، تو وہی گواہی قبول ہوگی جس میں فعل کے ساتھ شہوت کا بھی ذکر ہو (جس کا علم قرائن سے گواہوں کو ہو سکتا ہے) محض فعل پر گواہی کا عدم سمجھی جائے گی۔

(۴) اور اگر عورت اپنے دعوے پر گواہی نہ پیش کر سکے یا اُس کی گواہی قبول نہ ہو، تو پھر مرد سے انکار پر قسم لی جائے گی۔

الف:- یعنی اگر شوہر کے فعل پر دعویٰ ہو کہ اُس نے بیوی کے اُصول و فروع میں سے کسی کو شہوت کے ساتھ پکڑا ہے، تو شوہر یہ قسم کھائے کہ میں نے یہ فعل نہیں کیا، یا شہوت کے ساتھ نہیں کیا۔

ب:- اور اگر دوسرے کے فعل پر دعویٰ ہو، مثلاً عورت یہ کہے کہ میرے خسر نے مجھے شہوت کے ساتھ پکڑا ہے، تو اب شوہر سے قسم اس طرح لی جائے گی: ”واللہ میں سمجھتا ہوں کہ عورت اس معاملہ میں سچی نہیں ہے، اور اس واقعہ پر یا اس کے شہوت کے ساتھ ہونے پر مجھے یقین نہیں ہے۔“

(۵) پس اگر مذکورہ تفصیل کے مطابق شوہر قسم کھائے گا، تو قاضی اس مقدمہ کو خارج کر دے گا، یعنی نہ تفریق کرے گا اور نہ عورت کو بدستور ساتھ رہنے کا حکم دے گا۔

(۶) اور اگر شوہر قسم کھانے سے انکار کر دے، تو فوراً تفریق کر دی جائے گی۔ (مستفاد:)

الحلیۃ الناجزہ ۱۱۷-۱۱۸)

(وإن ادعت الشهوة) في تقبيله، أو تقبيلها ابنه (وأنكرها الرجل فهو مصدق) لا هي (إلا أن يقوم إليها منتشراً) آلتها (فيعانقها) لقريته كذب، أو يأخذ ثديها (أو يركب معها) أو يمسها على الفرج، أو يقبلها على الفم، قاله الحدادي. وفي الفتح يترأى إلحاقه الخدين بالفم. وفي الخلاصة: قيل له ما

فعلت بأمر امرأتك؟ فقال: جامعتهما، تثبت الحرمة ولا يصدق أنه كذب، ولو هازلاً. (وتقبل الشهادة على الإقرار باللمس والتقبيل عن شهوة وكذا) تقبل (على نفس اللمس والتقبيل) والنظر إلى ذكره أو فرجها (عن شهوة في المختار) تجنيس؛ لأن الشهوة مما يوقف عليها في الجملة بانتشار وآثار. وفي رد المحتار قوله: (وإن ادعت) أي ادعت الزوجة أنه قَبَّلَ أحد أصولها، أو فروعها بشهوة، أو أن أحد أصولها أو فروعها قَبَّلَ به شهوة، فهو مصدر مضاف إلى فاعله أو مفعوله، وكذا قوله: تقبيلها ابنه أهـ. قوله: (فهو مصدق)؛ لأنه يُنكَرُ ثبوت الحرمة، والقول للمُنْكَرِ. (شامي، كتاب النكاح / فصل في المحرمات ۱۱۴/۴ - ۲۱۵ زكريا) عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده أن النبي صلى الله عليه وسلم قال في خطبته: البينة على المدعي واليمين على المدعى عليه. (سنن الترمذي، أبواب الأحكام / باب ما جاء في أن البينة على المدعي واليمين على المدعى عليه ۲۴۹/۱ رقم: ۱۳۵۶، السنن الكبرى للبيهقي، كتاب الدعوى / باب البينة على المدعي ۴۲۷/۱۰ رقم: ۲۱۲۰۳ دار الكتب العلمية بيروت) وإذا صحت الدعوى سأل القاضي المدعى عليه عنها لينكشف وجه الحكم، فإن اعترف قضي عليه بها؛ لأن الإقرار موجب بنفسه، وإن أنكر سأل المدعي البينة، وإن أحضرها قضي بها، وإن عجز عن ذلك وطلب يمين خصمه استحلفه عليها. (الهداية / كتاب الدعوى ۲۰۲/۳ الأمين كتابستان ديوبند)

وإذا نكل المدعى عليه عن اليمين قضي عليه بالنكول. (الهداية، كتاب الدعوى / باب اليمين ۲۰۳/۳ الأمين كتابستان ديوبند)

شوہر کے لئے جھوٹی قسم کھانا حرام ہے

حرمت مصاہرت کے معاملہ میں اگر شوہر کو عورت کے دعوے کا صحیح ہونے کا غالب گمان ہو، تو اُس دعوے کا انکار کرنا اور انکار پر جھوٹی قسم کھانا اُس کے لئے قطعاً حرام ہے۔ (مستفاد: الخلیۃ النازہ ۱۴۰۰ھ)

عن عبد الله بن عمرو رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال:
الكبائر الإشرار بالله، وعقوق الوالدين، وقتل النفس، واليمين الغموس. (صحيح
البخاري، كتاب الإيمان والنذور / باب اليمين الغموس ۹۸۷/۲ رقم: ۶۴۱۹ النسخة الهندية)
إن حلف عليّ كاذب عمدًا، كوالله ما فعلت كذا عالمًا بفعله يَأْثِمُ
بها أي إثْمًا عظيمًا فتلزمه التوبة. (الدر المختار مع الشامى، كتاب الإيمان / مطلب في حكم
الحلف بغيره تعالى ۴۷۵/۵-۴۷۶ زكريا، ۷۰۳-۷۰۶ كراچی)

اليمين الغموس الذي يغمس صاحبه في الإثم ثم في النار. (مرقاة المفاتيح،
كتاب الإيمان / باب الكبائر ۲۰۶/۱ دار الكتب العلمية بيروت، ۱۲۲/۱ المكتبة الأشرفية ديوبند)

حُرمت کا دعویٰ ثابت نہ کر سکنے کی شکل میں عورت کیا کرے؟

اگر عورت کی طرف سے پیش کردہ حرمتِ مصاہرت کا دعویٰ فی نفسہ صحیح اور واقعہ کے
مطابق تھا؛ لیکن وہ معتبر گواہوں سے اُسے ثابت نہ کر سکی، اور شوہر نے انکار کرتے ہوئے قسم
کھالی، جس کی بنا پر اُس کا مقدمہ خارج ہو گیا، تو بھی اُس عورت کے لئے برضا مندی اُس شوہر
کے ساتھ رہنا جائز نہیں؛ بلکہ اُس پر لازم ہے کہ خلع وغیرہ کے ذریعہ اُس سے علیحدہ ہونے کی
کوشش کرے۔ اگر کوئی کوشش کامیاب نہ ہو، تو اب سارا وبال شوہر پر ہوگا، وہ گنہگار نہ ہوگی۔
(مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۱۲۰ طبع جدید امارت شرعیہ ہند)

والمرأة كالقاضي إذا سمعته أو أخبرها عدلٌ لا يحل لها تمكينه بل تغدي
نفسها بمالٍ أو تهرب وفي البرازية عن الأوزجندی: أنها ترفع الأمر للقاضي، فإن
حلف ولا بينة لها فالإثم عليه أهد. قلت: أي إذا لم تقدر على الفداء أو الهرب ولا على
منعه عنها فلا ينافي ما قبله. (شامی، کتاب الطلاق / باب الصريح ۴۶۳/۴ زکریا)





(۱۲) خیار بلوغ کی وجہ سے حق فسخ

اگر باپ دادا کے علاوہ دیگر اولیاء مثلاً بھائی یا چچا وغیرہ نابالغ لڑکے یا لڑکی کا کفو میں مہر مثل کے ساتھ نکاح کرائیں، تو یہ نکاح بروقت منعقد تو ہو جاتا ہے؛ لیکن لازم نہیں ہوتا۔ بریں بنا لڑکے یا لڑکی کو بالغ ہوتے ہی یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ اس نکاح کو باقی رکھے یا فسخ کرا لے، اور یہ تفریق یک طرفہ طور پر قضاء قاضی کے بغیر نہیں ہو سکتی۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ: ۱۲۴)

وإن كان المزوج غیرهما إن كان من كفاء وبمهر المثل صح، ولكن لهما أي لصغير وصغيرة خيار الفسخ بالبلوغ أو العلم بالنكاح بعده بشرط القضاء للفسخ. (الدر المختار مع الشامی، كتاب النكاح / باب الولی ۱۷۳/۴-۱۷۶ زکریا)

ومنها: اختیار الصغير أو الصغيرة بعد البلوغ في خيار البلوغ، وهذه الفرقة لا تقع إلا بتفريق القاضي. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / بیان ما یرفع حکم النکاح ۶۵۳/۲ زکریا)

خیار بلوغ باقی رہنے کی اہم شرائط

الف:- اگر لڑکا نکاح فسخ کرانا چاہے، تو بلوغ کے فوراً بعد فسخ کا دعویٰ ضروری نہیں؛ بلکہ بعد میں بھی جب تک وہ قولاً یا فعلاً نکاح پر رضامندی ظاہر نہ کرے، اُس وقت تک اُسے اختیار باقی رہتا ہے۔

ب:- اگر لڑکی شیبہ (شوہر دیکھی) ہو، تو اُس کو بھی اُس وقت تک فسخ کا حق رہتا ہے، جب تک کہ وہ بلوغ کے بعد قولاً یا فعلاً نکاح کو منظور نہ کرے، اگر منظور کر لے گی تو فسخ کا اختیار

ساقط ہو جائے گا۔ اور اگر منظور نہ کرے گی، اور اپنے شیبہ اور بالغہ ہونے کا دعویٰ کرے گی، تو اُس کے دعوے کو قاضی مطلقاً قبول کر لے گا۔

وخيار الصغير والشيخ إذا بلغا لا يبطل بالسكوت بلا صريح رضا أو دلالة عليه كقبلة ولمس ودفع مهر، لا يبطل بقيامهما عن المجلس؛ لأن وقته العمر، فيبقى حتى يوجد الرضا. (الدر المختار مع الشامى، كتاب النكاح / باب الولي ۱۹۰/۴ زكريا)

وخيار الغلام والشيخ لا يبطل ولو قاما عن المجلس ما لم ير ضيا صريحا كرضيت أو دلالة كإعطاء المهر وقبوله. (ملتنقى الأبحر مع مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب الأولياء والأكفاء ۴۹۵/۱-۴۹۶ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

ج:- اور اگر لڑکی باکرہ ہو، تو اُس کے اختیار فسخ حاصل ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ جیسے ہی اُس پر آثارِ بلوغ ظاہر ہوں (یا مکمل ۱۵ سال کی عمر ہو جائے) تو اُسی وقت فوراً بلا کسی تاخیر کے زبان سے یہ کہے کہ میں اس نکاح پر راضی نہیں ہوں، چاہے اُس کے پاس کوئی موجود ہو یا نہ ہو۔ اور بعد میں اپنے اس ارادہ پر کم از کم دو مرد، یا ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنالے۔

وبطل خيار البكر بالسكوت عالمة بأصل النكاح، ولا يمتد إلى آخر المجلس وتشهد قائلة بلغت الآن (الدر المختار) قوله: عالمة بأصل النكاح وينبغي أن تقول في فور البلوغ اخترت نفسي، ونقضت النكاح فبعده لا يبطل حقها بالتأخير حتى يوجد التمكين قوله: وتشهد: قال في البرازية: وإن أدركت بالحيض تختار عند رؤية الدم ولو في الليل، تختار في تلك الساعة ثم تشهد في الصباح، وتقول: رأيت الدم الآن - إلى قوله - والإشهاد لا يشترط لا اختيارها نفسها؛ لكن شرط لإثباتها ببينة. (الدر المختار مع الشامى، كتاب النكاح / باب الولي ۱۸۷/۴-۱۸۹ زكريا، مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب الأولياء والأكفاء ۴۹۵/۱ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

یہ تفصیل اُس وقت ہے جب کہ پہلے سے نکاح کی اطلاع ہو چکی ہو۔ اور اگر کسی کو بلوغ سے پہلے نکاح کی خبر ہی نہ ہو، تو جب خبر ملے اُسی وقت سے درج بالا تفصیل کے مطابق خیارِ بلوغ حاصل ہوگا۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۱۲۵-۱۲۶)

خیارِ بلوغ کے بارے میں عدالتی کارروائی

الف:- اگر خیارِ بلوغ کی بنیاد پر تفریق کی خواہش مند باکرہ عورت نے حسبِ ضابطہ اپنے ارادہ فسخ پر گواہ بنائے تھے، تو وہ اس مضمون کی درخواست قاضی کے سامنے پیش کرے گی کہ میں فلاں روز بالغ ہونے پر نکاح کو نا منظور کر چکی ہوں، اور اس نا منظوری پر فلاں فلاں شخص گواہ ہیں؛ لہذا میرا نکاح فسخ کر دیا جائے۔

ب:- اور اگر باکرہ عورت نے اپنے ارادہ فسخ پر گواہ نہ بنائے ہوں، یا اُسے گواہ میسر نہ آئے ہوں، تو پھر مطلق اس مضمون کی درخواست دے کہ میں ابھی بالغ ہوئی ہوں، اور اپنا سابقہ نکاح فسخ کرانا چاہتی ہوں، یہ نکاح مجھے منظور نہیں ہے۔

ج:- اور اگر عورت ثیبہ ہو، یا فسخ کا خواہش مند لڑکا ہو، تو اُس کی طرف سے مطلقاً یہ درخواست پیش کی جائے گی کہ میں فسخ نکاح کا متمنی ہوں، مجھے سابقہ نکاح منظور نہیں ہے۔

د:- مذکورہ درخواست کے بعد قاضی جہاں شہادت کی ضرورت ہے، وہاں گواہوں کے بیان سن کر اور جہاں گواہوں کی ضرورت نہیں ہے، وہاں مطلق معاملہ کی تحقیق کر کے نکاح فسخ کرنے کا فیصلہ کر دے گا۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۱۳۰-۱۳۱)

ولو قالت: (أي للقاضي) بلغت أمس وفسخت فلا بد من البينة. (شامي،

كتاب النكاح / باب الولي، مطلب في فرق النكاح ۱۸۹/۴ زکریا)

وتشهد قائلة بلغت الآن، وتحتته في الشامية: أنها لو قالت (أي

للقاضي) بلغت الآن وفسخت تصدق بلا نية ولا يمين. (شامي، كتاب النكاح / باب

الولي ۱۸۹/۴ زکریا)

تشهد أنها فسخت العقد واختارت نفسها، ثم يفرق القاضي بينهما.
(الفقه على المذاهب الأربعة مكمل، كتاب النكاح / أقسام الولي، مبحث اختصاص الولي المجبر وغيره
ص: ۸۰۵ المكتبة العصرية بيروت، ۲۹/۴ دار الحديث القاهرة)

کس صورت میں نابالغ کو اختیار قبول حاصل نہیں ہوتا؟

اگر باپ یا (باپ نہ ہونے کی صورت میں) دادا نے ہوش و حواس کی حالت میں نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کرایا، تو وہ بہر حال لازم ہوگا، یعنی بلوغ کے بعد بھی لڑکے یا لڑکی کو اسے فسخ کرانے کا اختیار نہ ہوگا۔ بشرطیکہ وہ باپ یا دادا کا عاقبت اندیشی یا بے تدبیری میں مشہور و معروف نہ ہوں۔

نوٹ:- اور اس معاملہ میں خواہ کفو میں نکاح کرایا گیا ہو، یا غیر کفو میں، اور مہر مثل پر ہوا ہو یا کم و بیش میں، سب میں حکم یکساں ہے، یعنی نکاح لازم ہوگا۔ (مستفاد: الحلیۃ النازہ: ۱۲۲-۱۲۳)
ولزم النکاح ولو بغبن فاحش، أو بغیر کفء إن کان الولی أباً أو جدّاً لم یعرف منهما سوء الاختیار. (الدر المختار مع الشامی، کتاب النکاح / باب الولی ۱۷۱/۴ زکریا)
بخلاف ما إذا زوجهما الأب والجد، فإنه لا خيار لهما بعد بلوغهما؛ لأنهما كامل الرأي وافر الشفقة فيلزم العقد بمباشرتهما. (البحر الرائق، کتاب النکاح / باب الأولياء والأکفاء ۲۱۱/۳ زکریا، کذا فی مجمع الأنهر، کتاب النکاح / باب الأولياء والأکفاء ۴۹۴/۱ مکتبة فقیه الأمة دیوبند)

کن صورتوں میں نابالغ کا نکاح باطل ہے؟

درج ذیل صورتوں میں نابالغ کا کرایا گیا نکاح باطل قرار پاتا ہے:
الف:- اگر ولی نے نشہ یا بے ہوشی کی حالت میں نکاح کرایا، تو وہ نکاح باطل ہے۔

(مستفاد: الحلیۃ النازہ: ۱۳۳)

وکذا لو كان سكران فزوجها من فاسق أو شرير أو فقير أو ذي حرفة
 ذنیة لظهور سوء اختیار ۵. (الدر المختار مع الشامی، کتاب النکاح / باب الولی ۱۷۲/۴ زکریا)
 وثانیہا أن لا یكون سكراناً، فیقضی علیہ سکرہ بتزویجہا بغير مهر
 المثل أو بفاسق أو غیر كفء. (الفقه علی المذاهب الأربعة، مباحث أقسام الولی / مبحث
 اختصاص الولی المجبر وغيره ص: ۸۰۴ المكتبة العصرية بیروت، ۲۹/۴ دار الحديث القاهرة)

ب:- اگر ولی ناعاقبت اندیشی میں معروف ہو، مثلاً لالچ وغیرہ کی بنیاد پر بچوں کے مفاد کو
 نظر انداز کرتا ہو، تو ایسا ولی اگر نابالغ بیٹے یا بیٹی کا نکاح غیر کفو میں کرے، یا غبن فاحش کے ساتھ مهر
 باندھ کر کرے (یعنی لڑکے کے نکاح میں مهر مثل سے زیادہ باندھے، اور لڑکی کے نکاح میں مهر مثل
 سے کم باندھے) تو اُس کا کرایا گیا نکاح بھی باطل قرار پائے گا۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۱۲۳-۱۲۳)
 لم يعرف منهما سوء الاختیار مجانۃ وفسقاً، وإن عرف لا یصح النکاح
 اتفاقاً. (الدر المختار) وفي الشامیة: قوله: مجانۃ وفسقاً: في المغرب:
 الماجن الذي لا یبالی ما یصنع وما قیل له وفي شرح المجمع: حتی لو
 عرف من الأب سوء الاختیار لسفہہ أو لطمعہ، لا یجوز عقده إجماعاً
 قوله: فزوجها من فاسق الخ: وكذا لو زوجها بغین فاحش في المهر لا یجوز
 إجماعاً. (الدر المختار مع الشامی، کتاب النکاح / باب الولی ۱۷۱/۴-۱۷۲ زکریا)

أن الغبن یتصور في جانب الصغیرة بالنقص عن مهر المثل، وفي جانب
 الصغیر بالزیادة. (شامی، کتاب النکاح / باب الولی ۱۷۱/۴ زکریا)

ج:- اسی طرح اگر ولی برسر عام شریعت کی خلاف ورزی کرنے والا اور بے غیرت ہو، تو
 اُس کی طرف سے غیر کفو اور غبن فاحش کے ساتھ مهر والا نکاح بھی نافذ نہ ہوگا۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ
 ۱۲۳ طبع جدید امارت شریعہ ہند)

هو (أي الولی) البالغ العاقل الوارث ولو فاسقاً علی المذهب ما لم یکن

متهتگا. وتحتہ فی الشامیة: فی القاموس: أجل منهتك ومتهتك ومستهتك: لا یبالی أن یهتك ستر أه. قال فی الفتح عقب ما نقلنا عنه آنفاً: نعم إذا كان متهتگا لا ینفذ تزویجه إیها بنقص عن مهر المثل، ومن غیر كفء، وحاصله أن الفسق وإن كان لا یسلب الأهلیة عندنا، لكن إذا كان الأب متهتگا لا ینفذ تزویجه إلا بشرط المصلحة. (الدر المختار مع الشامی، كتاب النكاح / باب الولی ۱۵۳/۴ زکریا)

و:- اگر باپ دادا کے علاوہ کسی اور ولی نے غیر کفو میں یا مہر میں غبن فاحش کرتے ہوئے نکاح کیا تو یہ نکاح بھی باطل قرار پائے گا۔ (مستفاد: الحلیۃ النازہ ۱۲۳-۱۳۲) وإن كان المزوج غیرهما لا یصح النکاح من غیر كفء أو بغبن فاحش أصلاً. (الدر المختار مع الشامی، كتاب النكاح / باب الولی ۱۷۳/۴ زکریا)

کن صورتوں میں خیار بلوغ ساقط ہو جاتا ہے؟

درج ذیل صورتوں میں خیار بلوغ ساقط قرار پاتا ہے:

الف:- اگر باکرہ لڑکی بالغ ہونے کے فوراً بعد فسخ کو اختیار نہ کرے، اور معقول عذر کے بغیر زبان سے کہنے میں کچھ بھی تاخیر کرے، تو اس کا اختیار فسخ باطل ہو جاتا ہے۔

وبطل خیار البکر بالسکوت (الدر المختار) وفي الشامیة تحت قوله: ولا یمتد إلى آخر المجلس، فلو سکت ولو قليلاً بطل خیارها. (الدر المختار مع الشامی، كتاب النكاح / باب الولی ۱۸۷/۴-۱۸۸ زکریا)

ويشترط لصحة خيار الصغيرة البكر أن تختار نفسها بمجرد البلوغ، فلو رأت دم الحيض مثلاً ثم سکت بطل خیارها. (الفقه على المذاهب الأربعة، مباحث أقسام الولی / مبحث اختصاص الولی المجبر وغيره ص: ۸۰۵ المكتبة العصرية بیروت، ۲۹/۴ دار الحديث القاهرة)

ب:- اگر شیبہ یا باکرہ لڑکی یا لڑکا بالغ ہونے کے بعد قولاً یا فعلاً (مثلاً: جماع یا دواعیٰ جماع پائے گئے) نکاح کو منظور کر لے، تو اب خیار بلوغ باقی نہیں رہے گا۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۱۲۵)
 خيار الصغير والشیب إذا بلغا لا یبطل بلا صریح أو دلالة علیه كقبلة

ولمس . (الدر المختار مع الشامی، کتاب النکاح / باب الولی ۱۹۰/۴ زکریا)

وإنما یبطل إذا صرحت بأنها رضیت بالزوج أو مکنته من نفسها أو قبلته أو لامسته . (الفقه علی المذاهب الأربعة، مباحث أقسام الولی / مبحث اختصاص الولی المجبر وغیره ص: ۸۰۵ المكتبة العصرية بیروت، ۳۰/۴ دار الحديث القاهرة)

أنه یبطل بصریح الإبطال أو بما يدل علیه، كما إذا اشتغلت بشيء آخر أن مراده بالشیء الآخر عمل يدل علی الرضا کالتمکین ونحوه . (شامی، کتاب النکاح / باب الولی، مطلب فی فرق النکاح ۱۹۰/۴ زکریا)





(۱۳) عدم کفایت کی بنیاد پر حق فسخ

اگر عورت کا نکاح غیر کفو میں ہوا، تو بعض صورتوں میں عورت اور اُس کے اولیاء کو حسب شرائط حق فسخ حاصل ہوتا ہے۔

بالغہ عورت کا غیر کفو میں خود نکاح کرنا

ظاہر الروایہ کے مطابق اگر کوئی بالغہ عورت اولیاء کی اجازت کے بغیر از خود غیر کفو میں نکاح کر لے تو اُس کا نکاح اگرچہ منعقد ہو جاتا ہے؛ لیکن اولیاء کو حق اعتراض حاصل ہوتا ہے، وہ اگر چاہیں تو شرعی عدالت میں مقدمہ دائر کر کے اس نکاح کو فسخ کر سکتے ہیں، جب تک کہ نکاح کے بعد حمل ظاہر نہ ہو۔ (اگر حمل ظاہر ہو جائے تو یہ نکاح مستقل نافذ مانا جائے گا، اور اولیاء کا حق اعتراض ساقط ہو جائے گا)

تنبیہ :- اور اس بارے میں دوسری روایت حسن بن زیاد کی ہے، جس میں اس طرح کے نکاح کو بالکل کالعدم قرار دیا گیا ہے، اور بہت سے فقہاء نے اس کے مفتی بہ ہونے کی صراحت کی ہے؛ لیکن موجودہ حالات میں غالباً احتیاط کا پہلو ظاہر الروایہ کے مطابق فتویٰ دینے میں ہے۔ (مرتب)

نفذ نکاح حرة مكلفة بلا ولي وله أي للولي إذا كان عصبه
الاعتراض في غير الكفء، فيفسخه القاضي ما لم تلد منه. (الدر المختار مع الشامی،
کتاب النکاح / باب الولی ۱۵۵/۴ - ۱۵۶ زکریا، ۵۵/۳ - ۵۶ کراچی، مجمع الأنهر ۴۸۸/۱ دیوبند،
الفتاویٰ التاتاریخانیة ۱۰۰/۴ رقم: ۵۶۴۴ زکریا)

الحرّة العاقلة البالغة إذا زوجت نفسها من رجل هو كفو لها أو ليس

بکفو لها، وفي الخانية: بکراً كانت أو ثيباً، نفذ النكاح في ظاهر رواية أبي حنيفة رحمه الله وهو قول أبي يوسف آخرًا، إلا أن الزوج إذا لم يكن كفواً فللأولياء حق الاعتراض. وروى الحسن عن أبي حنيفة رحمه الله أن الزوج إذا لم يكن كفواً لا ينفذ النكاح. (الفتاوى التاتارخانية ۱۰۰/۴ رقم: ۵۶۴۴ زکریا، کذا فی الهدایة / باب الأولیاء والأکفاء ۳۱۳/۲ المكتبة الأشرفية دیوبند)

اولیاء نے کفو سمجھ کر بالغہ کا نکاح کرایا بعد میں وہ غیر کفو ثابت ہوا
اگر اولیاء کی اجازت سے بالغہ عورت کا کسی شخص سے کفو سمجھ کر نکاح کرایا گیا، پھر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ کفو نہ تھا، تو ایسی صورت میں عورت اور اُس کے اولیاء کو حق اعتراض حاصل ہوگا؛ لیکن اس صورت میں اگر عورت باکرہ ہو، تو غیر کفو کی اطلاع ملتے ہی اُس کی طرف سے فوراً یہ کہنا ضروری ہے کہ ”مجھے یہ نکاح منظور نہیں“، اگر اُس نے یہ بات کہنے میں کچھ بھی تاخیر کی تو اُس کا خیار فسخ باقی نہ رہے گا؛ البتہ اگر عورت ثیبہ ہو تو اطلاع کے بعد سکوت سے اُس کا خیار باطل نہیں ہوتا، جب تک صراحۃً یا دلالتاً رضائے پائی جائے، اُس وقت تک اختیار باقی رہے گا۔ اسی طرح ولی کا اختیار بھی سکوت سے باطل نہیں ہوتا؛ بلکہ بعد میں بھی رضامندی تک باقی رہتا ہے۔ (مستفاد: الخلیۃ الناجزۃ ۱۳۴-۱۳۵)

أما إذا شرطوا أو أخبرهم بالكفاءة فزوجوها على ذلك، ثم ظهر أنه غير كفوءٍ كان لهم الخيار. (الفتاوى التاتارخانية ۱۳۶/۴ رقم: ۵۷۴۵ زکریا، الفتاوى الولوالجية،

کتاب النکاح / الفصل الثانی فی التوکیل بالنکاح الخ ۳۲۲/۱ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

ولو زوجوها برضاها ولم يعلموا بعدم الكفاءة، ثم علموا لا خيار لأحد، إلا إذا شرطوا الكفاءة أو أخبرهم بها وقت العقد فزوجوها على ذلك، ثم ظهر أنه غير كفء كان لهم الخيار. (الدر المختار مع الشامی، کتاب النکاح / باب الکفاءة

لو انتسب الزوج لها نسباً غير نسبه، فإن ظهر دونه وهو ليس بكفء،
الفسخ ثابت للكل (أي للمرأة وللأولياء) (شامي، كتاب الصلاة / باب العنين ۱۷۶/۵ زكريا)
وبطل خيار البكر بالسكوت، وفي الشامية: تحت قوله: ولا يمتد إلى
آخر المجلس، فلو سكنت ولو قليلاً بطل خيارها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب
النكاح / باب الولي ۱۸۷/۴-۱۸۸ زكريا)

خيار الصغير والشيخ إذا بلغا لا يبطل بلا صريح أو دلالة عليه. (الدر
المختار مع الشامي، كتاب النكاح / باب الولي ۱۹۰/۴ زكريا)
لا يكون سكوته (أي سكوت الولي) رضاً. (الدر المختار مع الشامي، كتاب
النكاح / باب الولي ۱۵۹/۴ زكريا)

باپ یا دادا نے کفو سمجھ کر نابالغہ کا نکاح کر آیا بعد میں وہ غیر کفو ثابت ہوا

اگر باپ یا دادا نے نابالغ لڑکے یا لڑکی کا نکاح کسی شخص سے کفو سمجھ کر کیا (مثلاً: اُس
شخص نے اپنے کو کفو ظاہر کیا اور اُس پر اعتماد کر لیا گیا) پھر بعد میں معلوم ہوا کہ وہ غیر کفو ہے، تو
اس صورت میں تفصیل یہ ہے کہ بالغ ہونے سے پہلے تو صرف باپ یا دادا کو اختیار فسخ حاصل ہوگا،
یعنی اگر وہ چاہیں فسخ کر دیں، یا منظور کر لیں، دونوں کا اختیار ہے۔ اگر منظور کر لیں گے تو یہ نکاح
لازم ہو جائے گا، اور بعد میں کسی کو حق فسخ نہ رہے گا۔

اور اگر باپ یا دادا نے علم ہونے کے باوجود نہ تو نکاح کو فسخ کر آیا اور نہ صراحۃً منظوری
دی، تو اس کی وجہ سے اُن کا اختیار فسخ ختم نہ ہوگا۔ اور بالغ ہونے کے بعد لڑکے اور لڑکی کو بھی اختیار
بلوغ حسب ضابطہ حاصل ہو جائے گا۔ اب جو چاہے اس نکاح کو فسخ کر سکتا ہے، اگرچہ دوسرا بقاء
نکاح پر رضامند ہو۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۱۳۵-۱۳۶)

الأب إذا زوج ابنته الصغيرة من رجل، وظن أنه يقدر على إيفاء المعجل والنفقة ثم ظهر عجزه عن ذلك، كان للأب أن يفسخ؛ لأنه يخل بالكفاءة، ولم يسقط حقه؛ لأنه زوج على أنه قادر، انتهى. (خزانة المفتين ۱۲۱/۲ بحواله: الحيلة الناجزة ۱۳۷ طبع جديد)

رجلٌ زوج ابنته الصغيرة من رجل، ذكر أنه لا يشرب المسكر، فوجده شرباً مدمناً، فبلغت الصغيرة، وقالت: لا أرضى، قال الفقيه أبو جعفر: إن لم يكن أبو البنت يشرب المسكر، وكان غالب أهل بيته الصلاح، فالنكاح باطل؛ لأن والد الصغيرة لم يرض بعدم الكفاءة، وإنما زوجها منه على ظن أنه كفوء. (فتاوى قاضي خان على حاشية الفتاوى الهندية، كتاب النكاح / فصل في الكفاءة ۳۵۳/۱ زكريا)





(۱۴) کفر و ارتداد کی بنیاد پر حق فسخ

زوجین میں سے کسی ایک کے مرتد ہو جانے یا کفر پر برقرار رہنے کی بنیاد پر بھی بعض صورتوں میں حق تفریق حاصل ہوتا ہے۔

لوقوع الفرقة بين الزوجين أسباب: ومنها: إباء الزوج الإسلام بعد ما أسلمت زوجته في دار الإسلام، ومنها: إباء الزوجة الإسلام بعد ما أسلم زوجها المشرك أو المجوسي في دار الإسلام ومنها: رده أحد الزوجين. (بدائع الصنائع، كتاب النكاح / بيان ما يرفع حكم النكاح ۶۵۴/۲-۶۵۵ زکریا)

أسباب الفرقة - إلى قوله - الفرقة بسبب الردة، ذهب الحنفية والمالكية إلى أن الردة سبب للفرقة. (الموسوعة الفقهية / تحت لفظ: فرقة ۱۰۸/۳۲-۱۱۰ الكويت)

کافر میاں بیوی میں سے شوہر اسلام لے آئے

اگر میاں بیوی غیر مسلم تھے پھر شوہر اسلام لے آیا تو اگر بیوی یہودی یا عیسائی تھی تو یہ نکاح برقرار رہے گا، اور اگر بیوی مشرک تھی (مثلاً ہندو یا پارسی وغیرہ) تو اس کے سامنے اسلام پیش کیا جائے گا، اگر وہ اسلام قبول کر لے تو نکاح برقرار رہے گا، اور اگر قبول نہ کرے تو عدت یعنی تین حیض یا حاملہ ہو تو وضع حمل کے بعد خود بخود نکاح ختم ہو جائے گا۔ (الحیلة الناجزہ ۱۴۳-۱۴۴ طبع جدید امارت شرعیہ ہند)

وأشار بالحیض إلى أنها من ذواته، فلو كانت لا تحيض لصغر أو كبر

فلا تبين إلا بمضي ثلاثة أشهر. (البحر الرائق ۳/۳۷۱ دار الكتاب ديوبند، ۲۱۳/۳ زکریا، الحيلة الناجزة ۱۸۰ طبع جدید)

وإن كان الذي أسلم هو الزوج، فإن كانت المرأة هي الكتابية أقرأ على النكاح، وإن كانت مجوسية أو وثنية عرض عليها الإسلام، فإن أسلمت فهي امرأته وإلا فرق بينهما. (الفتاوى التاتارخانية ۴/۲۷۲ رقم: ۶۱۶۳ زکریا)

وإن أسلم أحد الزوجين في دار الحرب فإن الفرقة تقف على مضي ثلاث حيض، وفي الينابيع: أو يمضي عليها ثلاثة أشهر، إن كانت ممن لا تحيض، فإذا مضت وقعت الفرقة. (الفتاوى التاتارخانية ۴/۲۷۲-۲۷۳ رقم: ۶۱۶۶ زکریا)

کافر میاں بیوی میں سے بیوی اسلام لے آئے

اگر غیر مسلم میاں بیوی میں سے بیوی اسلام لے آئے، اور شوہر کفر پر قائم رہے، تو بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنا معاملہ مسلم قاضی یا محکمہ شرعیہ کے سامنے پیش کرے، پھر محکمہ شرعیہ اُس کے کافر شوہر پر تین مرتبہ اسلام پیش کرے گا، پس اگر وہ شوہر اسلام قبول کر لے تو سابقہ نکاح برقرار رہے گا، اور اگر وہ اسلام قبول کرنے سے انکار کر دے تو محکمہ شرعیہ اُن دونوں کے درمیان تفریق کر دے گا اور عدت گزارنے کے بعد وہ عورت کسی مسلمان سے نکاح کر سکتی ہے۔ (الحیلة الناجزة ۴/۲۷۲ طبع جدید امارت شرعیہ ہند)

ولو أسلم أحد الزوجين عرض الإسلام على الآخر، فإن أسلم وإلا فرق بينهما، كذا في الكنز. (الفتاوى الهندية ۱/۳۳۸ قدیم زکریا)

فإن أسلما أو أسلم أحدهما يفرق بينهما بالإجماع، وكذلك إذا لم يسلما ولكن رفع الأمر إلى القاضي كذا في المحيط. وإن رفع أحدهما الأمر إلى القاضي وطلب حكم الإسلام لم يفرق بينهما إذا كان الآخر يأبى ذلك وعندهما يفرق بينهما، كذا في الكافي. (الفتاوى الهندية ۱/۳۳۷ قدیم زکریا)

إذا أسلم أحد الزوجين في دار الإسلام، فإن كان الذي أسلم هي المرأة

تعرض الإسلام على الزوج، فإن أسلم بقيا على النكاح وإلا فرق بينهما.

(المحيط البرهاني ۲۰۰/۴ رقم: ۷۰۳۵ المجلس العلمي)

وإذا أسلم أحد الزوجين عرض الإسلام على الآخر فإن أسلم، وإلا فرق

بينهما. (البحر الرائق ۳۶۷/۳ دار الكتاب ديوبند)

اور اگر یہ واقعہ ایسی جگہ پیش آیا جہاں مسلمان قاضی یا محکمہ شرعیہ موجود نہ ہو تو بیوی کے اسلام لانے کے تین حیض (یا اگر حیض نہ آتا ہو تو تین ماہ، یا اگر حاملہ ہو تو وضع حمل) کے اندر اندر اگر شوہر اسلام لے آئے تو نکاح برقرار رہے گا، اور اگر یہ پورا عرصہ گزر جائے اور شوہر اسلام نہ لائے تو یہ نکاح خود بخود ختم ہو جائے گا، اور مذکورہ مدت کے بعد عورت کے لئے جائز ہوگا کہ وہ کسی مسلمان سے نکاح کر لے۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۱۴۴ طبع جدید امارت شرعیہ ہند)

ولو أسلم زوج الكتابية بقي نكاحهما، كذا في الكنز. (الفتاوى الهندية

۳۳۸/۱ قدیم زکریا)

ولو تمجست يفرق بينهما لفساد النكاح. (البحر الرائق ۳۷۱/۳ زکریا)

ولو أسلم أحدهما ثم لم تبين حتى تحيض ثلاثاً بانت. (البحر الرائق ۳۶۸/۳ زکریا)

مسلمان شوہر مرتد ہو جائے

اگر کسی مسلمان عورت کا شوہر مرتد ہو جائے (العیاذ باللہ) تو نکاح فوراً ختم ہو جائے گا، اور عدت کے بعد وہ مسلمان عورت کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کرنے کی مجاز ہوگی۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۱۴۵ طبع جدید امارت شرعیہ ہند)

وارتداد أحدهما فسخ في الحال. (کنز) قال في جامع الفصولين:

وتعتد بثلاث حيض. (کنز الدقائق علی هامش البحر الرائق ۳۷۵/۳ زکریا)

أخبرنا عبد الرزاق قال أخبرنا معمر عن عمرو عن الحسن قال: إذا

ارتد المرتد عن الإسلام فقد انقطع ما بينه وبين امرأته. (المصنف لعبد الرزاق ۸۲/۶ رقم: ۱۰۰۷۶ المجلس العلمي)

مسلمان عورت مرتد ہو جائے

اگر میاں بیوی مسلمان تھے پھر عورت مرتد ہو گئی (العیاذ باللہ) تو اس کی وجہ سے اُس عورت کے لئے دوسرے شوہر سے نکاح اُس وقت تک حلال نہیں ہوگا جب تک کہ عدالت شرعیہ کے ذریعہ باقاعدہ تفریق نہ ہو جائے۔ رائج قول یہی ہے۔ (تفصیل دیکھئے: الحلیۃ الناجزہ ۱۳۶-۱۵۵ طبع جدید امارت شرعیہ ہند)

وارتداد أحدهما ففسخ في الحال. (كنز الدقائق على هامش البحر الرائق ۳۷۲/۳ زکریا)
وَأُفْتِيَ مَشَانِخَ بِلَخٍ بَعْدَ الْفَرْقَةِ بِرَدِّهَا زَجْرًا وَتَيْسْرًا الْخِ، وَالْإِفْتَاءُ بِهَذَا
أَوَّلَىٰ مِنَ الْإِفْتَاءِ بِمَا فِي النُّوَادِرِ. (الدَّرُ الْمُخْتَارُ ۳۶۷/۴ زکریا)
تنبیہ :- لیکن یہاں یہ واضح رہنا چاہئے کہ ارتداد کی وجہ سے اگرچہ مرتدہ کا نکاح اس معنی کر ختم نہیں ہوتا کہ اُس کے لئے دوسرے شخص سے نکاح حلال نہیں؛ مگر جب تک وہ تجدید اسلام اور تجدید نکاح نہ کرے، اُس وقت تک شوہر کے لئے اس سے جماع اور دوائی جماع ہرگز جائز نہیں ہے۔ (مستفاد: الحلیۃ الناجزہ ۱۴۵ طبع جدید امارت شرعیہ ہند)

وَصَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ



کتاب الطہار

(بیوی کو ماں سے تشبیہ دینا)

ظہار کے مسائل

”ظہار“ کے لغوی معنی

ظہار؛ دراصل ”ظہر“ سے ماخوذ ہے، اسی سے مصدر بنالیا گیا ہے، یعنی شوہر کا اپنی بیوی سے یہ کہنا کہ تو میرے اوپر میری ماں کی پیٹھ (ظہر) کی طرح ہے، اس طرح کے قول کو عربی زبان میں ”ظہار“ کہا جاتا ہے۔

الظہار بكسر الظاء المعجمة لغةً، ماخوذ من الظهر؛ لأن صورته الأصلية أن يقول الرجل لزوجته: أنت علي كظهر أمي، وإنما خصّوا الظهر دون البطن والفخذ وغيرهما؛ لأن الظهر من الدابة موضع الركوب. (الموسوعة الفقهية ۱۸۹/۲۹ الكويت، المكتبة الشاملة)

زمانہ جاہلیت میں ”ظہار“ کا تصور

اسلام کی آمد سے قبل عرب کے معاشرہ میں ”ظہار“ کا لفظ اُس وقت بولا جاتا تھا، جب کہ شوہر یہ چاہتا تھا کہ اُس کی بیوی نہ تو خود اُس کے لئے حلال رہے اور نہ زندگی بھر دوسرے سے نکاح کر سکے، اور برابر ادھر میں لگی رہے، گویا کہ ظہار سے واقع شدہ حرمت اتنی سخت سمجھی جاتی تھی کہ اُس کے ہٹانے کی کوئی شکل نہ تھی۔

كان الناس قبل الإسلام إذا غضب الرجل على زوجته لأمرٍ من الأمور، ولم يرد أن تتزوج غيره إلى منها أو قال لها: أنت علي كظهر أمي، فتحرم عليه تحريماً مؤبداً لا تحل له بحال، وتبقى كالمعلقة، لا هي بالمتزوجة ولا بالمطلقة. (الموسوعة الفقهية ۱۹۰/۲۹ الكويت، المكتبة الشاملة)

اسلام کی نظر میں ”ظہار“ کا مفہوم

اسلام نے ظہار کے جاہلانہ مفہوم کو بدل کر اُس کو صحیح رخ دیا، اور ایسی راہ نکالی جس سے عورت پر ظلم اور بے جا قید و بند کا خاتمہ ہو سکے، چنانچہ اولاً تو قرآن کریم میں یہ فرمایا گیا کہ: ”ظہار کرنے

والے یعنی بیوی کو ماں کی طرح قرار دینے والے لوگ دراصل جھوٹ بولنے والے ہیں؛ کیوں کہ ماں تو صرف وہی عورت ہو سکتی ہے جس کے بطن سے آدمی کی پیدائش ہوئی ہو۔ تو کسی اور عورت کو ماں سے تشبیہ دینے کا کوئی جواز نہیں۔

دوسرے یہ کہ ظہار کی حرمت کو ہٹانے کے لئے کفارہ کا نظام تجویز کیا گیا؛ تاکہ عورت معلقہ بن کر نہ رہے؛ بلکہ کفارہ کی ادائیگی کے بعد ازدواجی تعلق بحال ہو جائے، چنانچہ اس کی تفصیلات قرآن کریم کی سورہ مجادلہ کی ابتدائی آیات میں بیان کی گئی ہیں۔

آیات ظہار کا شان نزول

واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک صحابی ”حضرت اوس بن ثابت رضی اللہ عنہ“ کو اپنی بیوی ”خولہ بنت ثعلبہ رضی اللہ عنہا“ پر کسی بات پر سخت غصہ آ گیا، اور غصہ میں انہوں نے ظہار کے الفاظ کہہ دئے، تو حضرت خولہ اپنے شوہر کی شکایت لے کر پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں، اور عرض کیا کہ: ”میری جوانی کے زمانے میں اوس نے مجھ سے شادی کی، اور اب جب کہ میں بوڑھی ہو گئی، اور کئی بچے میں نے جن دئے تو اُس نے مجھ سے ظہار کر لیا۔ اور میری اُس سے کئی اولادیں ہیں، اگر میں اولاد اُس کے پاس چھوڑ دوں، تو وہ ضائع ہو جائیں گی، اور اگر میں اپنے پاس رکھ لوں تو وہ بھوکے رہیں گے۔“ تو چوں کہ اُس وقت تک ظہار کے بارے میں کوئی شرعی حکم نازل نہ ہوا تھا، اور عام تصور یہی تھا کہ ظہار کی وجہ سے عورت شوہر پر ابدی طور پر حرام ہو جاتی ہے، اس لئے نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خولہ کو یہی جواب دیا کہ ”تم اپنے شوہر پر حرام ہو چکی ہو۔“ تو حضرت خولہ نے فرمایا کہ میں اپنا شکوہ اللہ کے سامنے رکھتی ہوں۔ حضرت خولہ برابر اللہ سے فریاد کرتی رہیں، یہاں تک کہ اُن کے معاملہ کے بارے میں سورہ مجادلہ کی ابتدائی آیات نازل ہوئیں۔ (سنن ابن ماجہ رقم: ۲۰۶۳ دار الفکر بیروت، الموسوعة الفقهیہ ۱۹/۲۹ کویت، المکتبۃ الشاملۃ) وہ آیات یہ ہیں:

| | |
|--|--|
| اللہ تعالیٰ نے اُس عورت کی بات سن لی جو آپ | قَدْ سَمِعَ اللَّهُ قَوْلَ الَّتِي تُجَادِلُكَ |
| سے اپنے شوہر کے بارے میں جھگڑا کر رہی تھیں، | فِي زَوْجِهَا وَتَشْتَكِي إِلَى اللَّهِ وَاللَّهُ |
| اور اللہ کے دربار میں شکایت پیش کر رہی تھی، اور | يَسْمَعُ تَحَاوُرَكُمَا إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ |
| اللہ تعالیٰ تم دونوں کا سوال و جواب سن رہا تھا، یقیناً | بَصِيرٌ. الَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِنْكُمْ مِنْ |
| اللہ تعالیٰ بہت سننے والا بہت دیکھنے والا ہے۔ جو | نِسَائِهِمْ مَاهُنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِنَّ أُمَّهَاتُهُمْ |
| لوگ تم میں سے اپنی عورتوں سے ظہار کر بیٹھیں، تو | إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ وَإِنَّهُمْ لَيَقُولُونَ |

مُنْكَرًا مِّنَ الْقَوْلِ وَزُورًا وَإِنَّ اللَّهَ لَعَفُوفٌ غَفُورٌ. وَالَّذِينَ يُظَاهِرُونَ مِن نِّسَائِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِّن قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا ذَلِكَ لَكُمْ تَوْعَظُونَ بِهِ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ. فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِن قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّينَ مِسْكِينًا ذَلِكَ لِتُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ. (المحاذلة: ۱-۴)

اُس کی وجہ سے وہ عورتیں اُن کی مائیں نہیں بن جاتیں، اُن کی مائیں تو بس وہی ہیں جنہوں نے اُن کو جنا ہے، اور وہ ایک ناپسندیدہ اور جھوٹی بات بولتے ہیں، اور یقیناً اللہ تعالیٰ بہت معاف فرمانے والا اور بخشنے والا ہے۔ اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کر بیٹھیں، پھر وہ وہی کام (ازدواجی تعلق) کرنا چاہیں جس کو کہا ہے، تو انہیں ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے ایک غلام آزاد کرنا چاہئے، یہ تم کو نصیحت ہوگی، اور اللہ تعالیٰ کو ظہار کے کاموں کی پوری خبر ہے۔ پھر جو کوئی (غلام) نہ پائے، تو آپس میں چھوٹے سے پہلے دو مہینے لگاتار روزے رکھنے ہیں۔

پھر جو شخص اس کی استطاعت نہ رکھے تو اسے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھانا ہے، یہ حکم اس واسطے ہے کہ تم اللہ اور اُس کے رسول کے تابع دار ہو جاؤ، اور یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں، اور منکروں کے واسطے دردناک عذاب ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ ان آیات کے نزول کے بعد نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت خولہ کے شوہر ”اوس بن صامتؓ“ کو بلایا، وہ ایک ضعیف البصر بوڑھے آدمی تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے سامنے مذکورہ آیات پڑھ کر سنائیں، اور کفارہ کی ادائیگی کا حکم دیا، تو انہوں نے عرض کیا کہ غلام آزاد کرنا میرے بس میں نہیں ہے، تو پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا کہ ”دو مہینے کے مسلسل روزے رکھو“، اس پر انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم! میرا حال یہ ہے کہ اگر دن میں کئی مرتبہ کھانا نہ کھاؤں، تو میری نگاہ بالکل ہی جاتی رہتی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”اچھا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو“، اس پر بھی انہوں نے معذرت کی، اور عرض کیا کہ اگر آپ ہی کچھ مدد فرمادیں تو میں اس بوجھ سے سبک دوش ہو سکتا ہوں، چنانچہ پیغمبر علیہ السلام نے کچھ غلہ عطا فرمایا اور کچھ اور لوگوں نے تعاون کیا، جس سے انہوں نے ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا کر کفارہ سے سبک دوشی حاصل کی۔

(مستفاد: معارف القرآن سورہ مجادلہ، تفسیر ابن کثیر مکمل)

اس مختصر تمہید کے بعد ذیل میں ظہار سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جا رہے ہیں:

ظہار کی شرعی تعریف

بیوی کو اپنی نسبی یا رضاعی یا سرالی محرم عورت کے کسی ایسے عضو سے تشبیہ دینا جس کی طرف دیکھنا اور ہاتھ لگانا اُس کے لئے حرام ہے، مثلاً یہ کہا کہ ”تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے“ یا ”میری بہن کے پیٹ کی طرح ہے“، تو اصطلاح شریعت میں اس کو ”ظہار“ کہتے ہیں۔
(مستفاد: مسائل ہشتی زیور ۵۴۰ کراچی)

هو لغة: مصدر ظاهر من امرأته: إذا قال أنت علي كظهر أمي الخ،
وشرعاً تشبيه المسلم الخ، زوجته الخ، أو تشبيه ما يعبر به عنها من أعضائها،
أو تشبيه جزء شائع منها بمحرمٍ عليه تاييداً بوصف لا يمكن زواله. (الدر المختار
مع الشامی، کتاب الطلاق / باب الظہار ۱۲۳/۵-۱۲۶ زکریا)

ظہار کے لئے تشبیہ لازم ہے

ظہار کے تحقق کے لئے ماں، بہن، بیٹی وغیرہ سے حروف تشبیہ کے ذریعہ تشبیہ دینا ضروری ہے۔ مثلاً اُردو میں تشبیہ کے حروف جیسے: ”مثل“، ”کی طرح“، ”برابر“، ”جیسی“، وغیرہ، حروف تشبیہ کے بغیر بیوی کو بہن یا بیٹی وغیرہ کہنے سے ظہار کا تحقق نہ ہوگا؛ البتہ گناہ ضرور ہوگا؛ کیوں کہ یہ خلاف واقعہ ہے۔

(الظہار) تشبيه المسلم زوجته الخ، بمحرم عليه تاييداً الخ. (تنوير الأبصار
مع الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الظہار ۱۲۵/۵ زکریا)

ويدل عليه ما ذكره عن الفتح من أنه لا بد من التصريح بالأداة الخ،
والذي في الفتح: وفي أنت أمي لا يكون مظاهراً، وينبغي أن يكون مكروهاً.
(شامی، کتاب الطلاق / باب الظہار ۱۳۱/۵ زکریا)

بلا تشبیہ بیوی کو بہن یا بیٹی کہنا

اگر کسی شخص نے بیوی کو ماں بہن بیٹی سے تشبیہ نہیں دی، مثلاً اُردو میں الفاظ تشبیہ (مثل،

برابر، کی طرح وغیرہ) کا ذکر کئے بغیر بیوی سے یہ کہا کہ: ”تو میری ماں ہے“، یا ”میری بہن ہے“، یا ”میری بیٹی ہے“، تو اگرچہ بیوی سے اس طرح کے الفاظ کا استعمال گناہ اور جھوٹ ہے؛ لیکن اُس سے ظہار کا حکم ثابت نہ ہوگا۔

ویکرہ قوله: أنت أُمِّي ويا ابنتي ويا أختي ونحوه. (الدر المختار) جزم بالکراهة تبعاً للبحر والنهر الخ، فقد صرحوا بأن قوله لزوجه یا أختیه مکروه. وفيه حديث رواه أبو داود: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم سمع رجلاً يقول لأمرأته: يا أختیه، فکره ذلك ونهى عنه. (شامي / باب الظهار ۱۳۱/۵ زکریا)

بیوی سے کہا: ”تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح حرام ہے“

اگر کسی نے بیوی سے یہ کہا کہ ”تو مجھ پر میری ماں کی پیٹھ کی طرح حرام ہے“، تو یہ صریح ظہار ہوگا اور بیوی اس پر حرام ہو جائے گی، چاہے اس کی نیت ظہار کی ہو یا نہ ہو، حتیٰ کہ اگر طلاق کی نیت سے مذکورہ الفاظ کہے پھر بھی اُسے ظہار ہی سمجھا جائے گا، اور بہر صورت کفارہ لازم ہوگا، اور کفارہ کی ادائیگی سے قبل بیوی سے تعلق حلال نہ ہوگا۔

لو قال أنت علي حرام كظهر أُمِّي، فإن نوى الظهار أو لا نية له أصلاً فهو ظهار، وإن نوى الطلاق لم يكن إلا ظهاراً في قول أبي حنيفة رحمه الله تعالى. (بدائع الصنائع، کتاب الظهار / فصل في شرائط ركن الظهار ۳۶۷/۳ زکریا، ۹/۴ دار الکتب العلمیة بیروت، البحر الرائق ۹۸/۴ کوئٹہ)

کہا: ”اگر بیوی سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے کروں“

شوہر نے بیوی سے کہا کہ ”اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو اپنی ماں سے کروں“، تو اس سے بیوی پر نہ تو طلاق واقع ہوگی اور نہ ظہار ہوگا، گویا یہ کلام لغو ہے؛ بلکہ ایک طرح کی گالی کے مرادف ہے، جس سے توبہ لازم ہے۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۵۳۲/۱ کراچی)

لو قال إن وطئتك وطئت أُمي، فلا شيء عليه، كذا في غاية السروجي.

(الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / باب الظهار ۵۰۷/۱ زکریا)

کہا: ”تو میرے لئے خنزیر کے برابر ہے“

اگر بیوی سے کہا کہ تو میرے لئے سور (خنزیر) کے برابر ہے، تو اگر طلاق دینے کی نیت تھی تب تو طلاق پڑ گئی، اور اگر بغیر کسی نیت کے یا ظہار کی نیت سے کہا تو اس سے کچھ بھی واقع نہ ہوگا۔ (مسائل بہشتی زیور ۵۴۳/۱ کراچی)

وإن شبّه الرجل زوجته بشيء محرم من غير النساء، فقال الحنفية: لا يكون ظهاراً، كأن يقول لها: أنت علي كالخمر أو الخنزير أو الميتة؛ فإنه لا يكون ظهاراً، ولكن يُرجع فيه إلى نيته وقصده، فإن قال: قصدت الطلاق كان طلاقاً بائناً. (الموسوعة الفقهية ۱۹۵/۲۹ الكويت، المكتبة الشاملة)

اجنبیہ عورت سے ظہار کرنا

اگر کوئی اجنبیہ عورت سے ظہار کے الفاظ کہے کہ ”تو میرے لئے میری ماں کی طرح ہے“، تو اس پر کوئی حکم مرتب نہیں ہوگا؛ لہذا بعد میں اُس کیلئے اس عورت سے شادی کرنا جائز ہے۔ (مسائل بہشتی زیور ۵۴۰/۱ کراچی)

ولو قال لأجنبية: أنت علي كظهر أُمي إن دخلت الدار لا يصح، حتى لو تزوجها فدخلت الدار لا يصير مظاهراً بالإجماع. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع في الظهار ۵۰۹/۱ قدیم زکریا)

نابالغ اور پاگل کا ظہار

نابالغ اور پاگل کی جس طرح طلاق معتبر اور نافذ نہیں ہوتی، اسی طرح اُس کے ظہار کا بھی شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (مسائل بہشتی زیور ۵۴۰/۱ کراچی)

فلا يصح ظهار الذمي كالصبي والمجنون. (الفتاوى الهندية ۵۰۶/۱ زکریا)

بیوی کی طرف سے ظہار معتبر نہیں

بیوی کا اپنے کو اپنی ماں یا شوہر کی ماں وغیرہ کی طرح کہنا لغو ہے، اگر عورت ایسا کوئی جملہ کہہ دے تو اس سے کوئی حرمت اور کفارہ متعلق نہیں ہوگا۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۳/۳۳۰ ذی الحجہ ۱۳۷۱ھ)

وظہارها منه لغو، فلا حرمة علیها ولا كفارة، به یفتی (الدر المختار) أي إذا قالت: أنت علي كظهر أمي أو أنا عليك كظهر أمك، فهو لغو؛ لأن التحريم ليس إلیها. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب الظهار، مطلب ما یسوغ فیہ الاجتهاد ۱۲۷/۵)

زکریا، ۴۶۷/۳ کراچی، ومثله فی البحر الرائق ۱۵۹/۴، قاضی خان علی الفتاویٰ الہندیہ ۵۴۳/۱

ظہار مطلق کا حکم

ظہار مطلق کا حکم یہ ہے کہ وہ عورت اگر چہ نکاح میں رہے گی اور اس کو دیکھنا اور اس سے بات چیت کرنا جائز رہے گا؛ لیکن کفارہ ادا کرنے سے پہلے اس سے صحبت کرنا، بوسہ لینا اور شہوت کے ساتھ چھونا وغیرہ سب حرام رہے گا، خواہ کتنے ہی سال گزر جائیں۔ اور جب حسب شرائط کفارہ ادا کر دیا جائے گا تو اب وہ دونوں حسب سابق میاں بیوی کی طرح رہیں گے۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۵۴۰/۱ کراچی)

فیحرم وطؤها علیہ..... ودواعیہ للمنع عن التماس الشامل للکل، وکذا یحرم علیہا تمکینہ، ولا یحرم النظر (الدر المختار) وفي الشامیة: قوله تعالى: ﴿مَنْ قَبِلَ أَنْ يَتَمَاسَّا﴾ فإنه شامل للوطء ودواعیہ. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب الظهار ۱۲۸/۵-۱۲۹ زکریا)

ظہار موقت کا حکم

اگر مقررہ وقت کے لئے بیوی کو اپنی ماں کی پیٹھ کی طرح حرام قرار دیا ہے، (مثلاً کہا کہ تو ایک ہفتہ یا ایک مہینہ کے لئے ماں کے مانند ہے) تو وقت گزرنے کے بعد حلت لوٹ آئے گی؛

البتہ وقت کے اندر اندر بلا کفارہ بیوی سے انتفاع درست نہ ہوگا۔

ولو قیده بوقت سقط بمضیہ (الدر المختار) فلو أراد قربانها داخل الوقت لا يجوز بلا كفارة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الظهار ۱۳۰/۵ زکریا) ویصح أن يكون مؤقتاً بمدة معينة، مثل أن يقول الرجل لزوجته: أنت علي كظهر أمي شهراً، فإذا قال لها ذلك كان مظاهراً منها في تلك المدة، فإذا عزم على قربانها فيها وجبت عليه الكفارة، فإذا مضى الوقت زال الظهار، وحلت المرأة بلا كفارة، وهذا عند الحنفية والحنابلة والشافعية في الأظهر.

(الموسوعة الفقهية ۱۹۱/۲۹ الكويت، المكتبة الشاملة)

ایک مجلس میں کئی مرتبہ ظہار کرنا

اگر ایک شخص نے بیوی سے کئی مرتبہ ظہار کر لیا، مثلاً ”تو میری ماں کی پیٹھ کی طرح ہے“ جیسے الفاظ کئی مرتبہ کہے، خواہ ایک مجلس میں یا کئی مجلسوں میں، تو جتنی مرتبہ اس نے الفاظ ظہار کہے ہوں گے، اتنے کفارے دینا اس پر واجب ہوگا؛ البتہ اگر یہ الفاظ ایک ہی مجلس میں کہے ہوں اور دوسری اور تیسری مرتبہ کہنے سے محض تاکید اور پختگی کی نیت کی ہو، نئے سرے سے ظہار کرنا مقصود نہ ہو تو پھر اس کی بات پر اعتقاد کرتے ہوئے ایک کفارہ دینے کا حکم ہوگا۔ اور اگر الگ الگ مجالس میں الفاظ ظہار کہے ہوں تو تاکید کا دعویٰ قبول نہ ہوگا؛ بلکہ ہر مرتبہ کہنے پر الگ سے کفارہ لازم ہوگا۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۵۴۲/۱ کراچی)

ظاهر من امراته مراراً في مجلس أو مجالس فعليه لكل ظهار كفارة، فإن عني التكرار والتأكيد فإن بمجلس صدق قضاءً وإلا لا على المعتمد. (الدر

المختار مع تنوير الأبصار على الشامي، كتاب الطلاق / باب الظهار ۱۳۲/۵-۱۳۳ زکریا)

ظہار کر کے چھوڑے رکھنے پر بیوی کا کفارہ ادا کرنے کا مطالبہ کرنا

اگر ظہار کر کے بیوی کو چھوڑے رکھا اور صحبت بھی نہیں کی، اسی طرح چار مہینے گزر گئے تو

بیوی کو از روئے شرع اس کی اجازت ہے کہ وہ شوہر سے کہے کہ آپ کفارہ ادا کر کے میرا حق ادا کریں۔ اور اس بارے میں وہ اپنا مقدمہ شرعی عدالت یا محکمہ شرعیہ میں بھی پیش کر سکتی ہے، اور قاضی اُس عورت کے حق میں فیصلہ کرتے ہوئے شوہر کو کفارہ ادا کرنے کا پابند کرے گا۔

وللمرأة أن تطالبه بالوطء لتعلق حقها به الخ، وعلى القاضي إلزامه به بالتكفير دفعاً للضرر عنها بحبس أو ضرب إلى أن يكفر أو يطلق (الدر المختار) وقد يقال فائدة الإيجاب على التكفير رفع المعصية أي أن الظهار معصية حاملة له على الامتناع من حقها الواجب عليه ديانة، فيأمره برفعها لتحلّ له. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الظہار / باب الظہار ۱۳۰/۵ زکریا)

اگر درمیان میں کفارہ کا روزہ چھوڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

اگر روزوں کے ذریعہ ظہار کا کفارہ ادا کر رہا تھا کہ درمیان میں اس نے کوئی روزہ چھوڑ دیا، تو اُس کے لئے لازم ہے کہ از سر نو دو ماہ کے روزے رکھے، خواہ عذر کی وجہ سے روزہ توڑا ہو یا بغیر عذر کے، جان بوجھ کر ہو یا بھول کر غلطی سے، بہر صورت دوبارہ سارے روزے رکھنے پڑیں گے۔ (مستفاد: مسائل ہشتی زیور ۵۴۱/۱ کراچی)

فإن أفطر بعذر كسفر ونفاس أو بغيره أو وطئها فيهما أي الشهرين مطلقاً ليلاً أو نهاراً عامداً أو ناسياً استونف الصوم لا الإطعام. (الدر المختار مع الشامی / باب الكفارة ۱۴۱/۵-۱۴۲ زکریا)

بیوی نے شوہر سے کہا ”تو میرا باپ ہے میں تیری بیٹی“

اگر بیوی اپنے شوہر کو باپ کہے یا شوہر اپنی بیوی کو بیٹی کہے، تو اس سے طلاق واقع نہیں ہوتی، لیکن ایسا جملہ زبان سے نکالنا نہایت نامناسب ہے۔

ولا يكون الظهار إلا من جهة الزوج عند أبي يوسف ومحمد. (الفتاویٰ

فقد أخرج عبد الرزاق عن ابن جريج تظاهرها قالت: هو عليها كأبيها، قال: يمين، ليس هي بظهار، حرمت ما أحل الله لها. (المصنف لعبد الرزاق / باب تظاهر المرأة ۴۴۳/۶ رقم: ۱۱۵۹۵ المجلس العلمي)

وركنه: لفظ مخصوص هو ما جعل دلالة على معنى الطلاق من صريح أو كناية وأراد اللفظ ولو حكماً. (الدر المختار مع الشامى / كتاب الطلاق ۴۳۱/۴ زكريا) ولا تكون المرأة مظهرة من زوجها عند محمد رحمه الله، والفتوى عليه وهو الصحيح هكذا في السراج الوهاج. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / باب الظهار ۵۰۷/۱ قديم زكريا)

والمرأة إذا ظهرت من زوجها كان باطلاً لا يلزمها الكفارة. (خانية على الهندية، كتاب الطلاق / باب الظهار ۵۴۳/۱ زكريا) وظهارها منه لغو، فلا حرمة عليها ولا كفارة به يفتى. (الدر المختار مع الشامى، كتاب الطلاق / باب الظهار ۱۲۷/۵ زكريا)

ظہار کا کفارہ

جو شخص اپنی بیوی سے ظہار کر لے اُس کا کفارہ ایک غلام آزاد کرنا ہے، اب چونکہ غلاموں کا وجود نہیں ہے، اس لئے یا تو دو مہینے کے مسلسل روزے رکھے، اور اگر روزے رکھنے کی قدرت نہ ہو، مثلاً شدید بیمار یا معذور ہو جائے، تو ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلائے۔ ﴿الَّذِينَ يَظَاهَرُونَ مِنْ نِسَاءِهِمْ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مِنْ قَبْلِ أَنْ يَتَمَاسَا﴾ [المجادلة، جزء آیت: ۳]

ہی تحریر رقبۃ الخ، فإن لم يجد ما يعتق صام شهرين الخ، متتابعين قبل المسيس الخ. فإن عجز عن الصوم أطعم ستين مسكيناً. (تنوير الأبصار مع الدر المختار / باب الكفارة ۱۳۴/۵ - ۱۴۳ زكريا، تبين الحقائق ۲۰۶/۳ بيروت)

ظہار کا کفارہ دینے سے پہلے ہم بستری کر لی

اگر کفارہ ادا کرنے سے پہلے بیوی سے صحبت کر لی، تو اس کی وجہ سے دوسرا کفارہ واجب نہ ہوگا؛ البتہ چوں کہ اُس نے بہت بڑا گناہ کیا ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے، اور کفارہ ادا کئے بغیر آئندہ بیوی کے پاس ہرگز نہ جائے، اور بیوی کو بھی چاہئے کہ جب تک شوہر ظہار کا کفارہ نہ دے اسے اپنے پاس نہ آنے دے۔ (مستفاد: مسائل بہشتی زیور ۵۴۰ کراچی)

فإن وطء قبله تاب واستغفر وكفر للظهار فقط (الدر المختار) عن رسول الله أن رجلاً ظاهر من امرأته فوقع عليها قبل أن يكفر، فبلغ ذلك النبي فأمره أن يستغفر الله تعالى، ولا يعود حتى يكفر. وفي الدر المختار: ولا يعود لو طئها ثانياً قبل الكفارة الخ. وعليها أن تمنعه من الاستمتاع حتى يكفر. (الدر المختار مع الشامى، كتاب الطلاق / باب الظهار ۱۲۹/۵-۱۳۰ زکریا)

کفارہ ظہار کے روزوں کے درمیان بیوی سے ہم بستری کر لی

روزوں کے ذریعہ ظہار کا کفارہ ادا کرنے کے دوران اگر بیوی سے ہم بستری کر لی، خواہ دن میں روزہ کی حالت میں ہو یا رات میں، اسی طرح جان بوجھ کر کی ہو یا بھولے سے، بہر صورت از سر نو دو مہینے کے روزے رکھنے پڑیں گے، اور ماقبل کے سب روزے غیر معتبر ہو جائیں گے۔

أو وطئها فيهما أي الشهرين مطلقاً ليلاً أو نهاراً عامداً أو ناسياً استؤنف الصوم (الدر المختار) فعند جماع المظاهر منها إنما يقطع التتابع إن أفسد الصوم. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۴۱/۵ زکریا)

ولو جامعها في خلال الصوم جماعاً يفسد الصوم، يستقبل الصوم، ولو جامعها ليلاً أو نهاراً ناسياً لصومه استقبل في قول أبي حنيفة ومحمد، وقال أبو يوسف: يمضي فيه، وفي شرح الطحاوي: ولو جامعها بالنهار عامداً استأنف

بالاتفاق، ولو أنه جامع امرأته التي لم يظاهر منها نهراً عاماً فإنه يستقبل الصوم بالاتفاق. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ۱۷۵/۵ رقم: ۷۵۸۷ زکریا)

جس بیوی سے ظہار کیا ہے اس کے علاوہ دوسری بیوی سے ہم بستری کر لی

اگر کسی شخص کے دو بیویاں ہوں، پھر ایک سے ظہار کر کے روزوں کے ذریعہ کفارہ ادا کر رہا ہو، اور درمیان میں دوسری بیوی جس سے ظہار نہیں کیا تھا، جماع کر لیا، تو اگر دن میں جان بوجھ کر ہم بستری کی ہو تو بالاتفاق از سر نو دو مہینے کے روزے رکھنے ہوں گے؛ اس لئے کہ روزہ کا تسلسل باقی نہیں رہا؛ البتہ رات میں اُس سے ہم بستری کی ہو تو اس صورت میں از سر نو روزے رکھنا ضروری نہیں؛ کیوں کہ روزہ کا تسلسل برقرار ہے (اور یہی حکم دن میں ناسیاً کھانے پینے یا جماع کرنے میں بھی ہے)

أما لو وطئ غيرها وطأ غير مفطر لم يضر اتفاقاً (الدر المختار) كأن وطئها ليلاً مطلقاً أو نهراً ناسياً، كذا في الهندية. أما إن وطئها نهراً عاماً بطل صومه. (الدر المختار مع الشامى، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۴۱/۵ زکریا)

کفارہ ظہار کے روزوں کے درمیان رمضان یا ایام تشریق آجائیں تو اعادہ لازم ہے

اگر کوئی شخص روزوں کے ذریعہ ظہار کا کفارہ ادا کر رہا ہے تو اُس کے لئے ضروری ہے کہ ایسے مہینوں میں روزے شروع کرے کہ مسلسل دو مہینوں کے درمیان رمضان، عید الفطر یا ایام تشریق نہ آئیں، اگر دو مہینے پورے ہونے سے پہلے مذکورہ دنوں میں سے کوئی ایک دن بھی آگیا، تو اُس پر از سر نو دو مہینے کے روزے رکھنا لازم ہوگا؛ کیوں کہ روزہ کا تسلسل باقی نہیں رہا۔

فإن لم يجد ما يعتق صام شهرين متتابعين قبل المسيس ليس فيهما

رمضان وایام نہی عن صومها (تنویر الأبصار) لأنه في حق الصحيح المقيم لا يسع غير فرض الوقت والمراد بالأيام المنهية يوم العيد وایام التشريق؛ لأن الصوم بسبب النهي فيها ناقص فلا يتأدى به الكامل. (تنویر الأبصار مع رد المحتار، کتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۳۸/۵ - ۱۴۰ زکریا، الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق / الباب العاشر فی الکفارة ۵۱۲/۱ قدیم زکریا)

وفي شرح الطحاوي: ولو جاء يوم النحر أو أيام التشريق أو يوم الفطر فإنه يستقبل أيضًا، وإن صام هذه الأيام ولم يفطر. (الفتاویٰ التاتاریخانیہ، کتاب الطلاق / مسائل المحلل وغیرہا ۱۸۰/۵ رقم: ۷۵۹۸ زکریا)

اگر درمیان میں کفارہ کا روزہ چھوڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

اگر روزوں کے ذریعہ ظہار کا کفارہ ادا کر رہا تھا کہ درمیان میں اس نے کوئی روزہ چھوڑ دیا، تو اُس کے لئے لازم ہے کہ از سر نو دو ماہ کے روزے رکھے، خواہ عذر کی وجہ سے روزہ چھوڑا ہو یا بغیر عذر کے، جان بوجھ کر ہو یا بھول کر غلطی سے، بہر صورت دوبارہ سارے روزے رکھنے پڑیں گے۔ (مستفاد: مسائل ہشتی زیور ۵۴۱/۵ کراچی)

فإن أفطر بعذر كسفر ونفاس أو بغيره أو وطئها فيهما أي الشهرين مطلقاً ليلاً أو نهاراً عامداً أو ناسياً استونف الصوم لا الإطعام. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۴۱/۵ - ۱۴۲ زکریا)

کفارہ ظہار میں ۶۰ مسکینوں کو صدقہ فطر کے بقدر غلہ دینا

اگر کوئی شخص کفارہ ظہار میں ۶۰ مسکینوں کو صبح و شام کھانا کھلانے کے بجائے ہر ایک کو ایک صدقہ فطر کے بقدر غلہ گیہوں، کھجور، کشمش دیدے، تو اس سے بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔
فإن عجز عن الصوم أطعم أي ملك ستين مسكيناً كالفطرة (الدر

المختار) أي ملك، الإطعام لا يختص بالتمليك؛ لكن المراد به هنا التملك، وبما يعده الإباحة، ولذا قال في البدائع: إذا أراد التملك أطعم كالفطرة أي نصف صاع من بر أو صاعاً من تمر أو شعير ودقيق كل كأصله. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۴۳/۵ زكريا)

فإذا أراد أن يطعم طعام التملك يطعم لكل مسكين نصف صاع من بر أو صاعاً من تمر أو شعير. وفي شرح الطحاوي: أو نصف صاع من زبيب في قول أبي حنيفة، وفي قولهما: صاعاً من زبيب، كما في صدقة الفطر. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ۱۸۰/۵-۱۸۱ رقم: ۷۶۰۰ زكريا)

صبح ایک مسکین کو اور شام دوسرے مسکین کو کھانا کھلانا

اگر کوئی شخص کھانا کھلا کر ظہار کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہے تو صبح جن ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلایا ہے، شام کو بھی انہیں ہی کھلانا ضروری ہے، اگر شام کو دوسرے ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلادیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔

ولو غدى إنساناً وعشى آخر لم يجز. وفي المجرد عن أبي حنيفة رحمه الله: إذا غدى ستين، وعشى آخرين لا يجوز. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ۱۸۲/۵ رقم: ۷۶۰۳ زكريا)

۱۲۰ مسکینوں کو ایک وقت کھانا کھلادیا

اگر کوئی شخص کفارہ ظہار میں صبح و شام ۶۰-۶۰ مسکینوں کو کھانا نہ کھلا کر ایک ہی وقت ۱۲۰ مسکینوں کو کھلادے، تو صرف ۶۰ مسکینوں کا ایک وقت کا کھانا قرار دیا جائے گا، اور کفارہ کی تکمیل کے لئے انہی ۱۲۰ مسکینوں میں سے ۶۰ مسکینوں کو ایک وقت اور کھانا کھلانا ہوگا، اس کے بغیر کفارہ کامل نہ ہوگا۔

أطعم مائة وعشرين لم يجز إلا عن نصف الإطعام، فيعيد على ستين منهم غداء أو عشاءً، ولو في يوم آخر للزوم العدد مع المقدار. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۴۸/۵ زکریا)

ولو أطعم مائة وعشرين مسكيناً في يوم واحد أكلة واحدة مشبعة لم يجزه إلا عن نصف الإطعام، فإن أعاد الإطعام على ستين مسكيناً منهم أجزأه. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ۱۸۲/۵ رقم: ۷۶۰۴ زکریا)

ایک وقت کھلا کر دوسرے وقت کی قیمت دینا

اگر کوئی شخص کفارہ ظہار میں ایک وقت ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلا کر دوسرے وقت کے کھانے کی قیمت دیدے، تو ایسا کرنا جائز ہے، اس سے بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔
وإذا غداهم وأعطاهم قيمة العشاء أو عشايم وأعطاهم قيمة الغداء يجوز. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ۱۸۳/۵ رقم: ۷۶۰۶ زکریا)
وإن أراد الإباحة فغداهم وعشايم أو غداهم وأعطاهم قيمة العشاء أو عكسه. (الدر المختار مع الشامى، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۴۹/۵ زکریا)

ایک ہی مسکین کو ۶۰ مسکینوں کا کھانا دینا

اگر کسی شخص نے ۶۰ مسکینوں کو صبح و شام کھانا نہ کھلا کر صرف ایک ہی مسکین کو ۶۰ مسکینوں کا پورا کھانا یا اس کی قیمت یک مشت دیدی تو یہ صرف ایک وقت کے کھانے کی طرف سے ادائیگی سمجھی جائے گی، ہاں اگر روزانہ ایک مسکین کے بقدر کھانا، غلہ یا پیسے وغیرہ اسے دیتا رہے تو اس سے بلاشبہ کفارہ ظہار ادا ہو جائے گا۔

ولو أباحه كل الطعام في يوم واحد دفعة أجزأ عن يومه ذلك فقط اتفاقاً، وكذا إذا ملكه الطعام بدفعات في يوم واحد على الأصح، ذكره الزيلعي لفقد التعدد حقيقة وحكماً. (الدر المختار مع الشامى، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۴۵/۵ زکریا)

وإذا أعطى مسكيناً واحداً طعام ستين مسكيناً في يوم واحد بدفعة واحدة لا يجوز، ولو صرف إليه طعام ستين مسكيناً في ستين يوماً جاز عندنا.
(الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / مسائل المحلل وغيرها ۱۸۳/۵ رقم: ۷۶۰۸ زکریا)

ظہار کے کفارہ میں کھانا کس کو کھلائیں؟

کفارہ ظہار کا کھانا اپنے اصول: باپ، دادا، پردادا، ماں، نانی اور فروع: بیٹا، پوتا، بیٹی، پوتی، نواسا، نواسی کو، اسی طرح زوجین کا ایک دوسرے کو کھلانا جائز نہیں، نیز سادات کو بھی کھلانا درست نہیں، اس کے علاوہ رشتہ دار اگر غریب ہوں یا محلہ میں گاؤں بستی میں غریب و مسکین لوگ ہوں، ان کو کھلانے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔

فلا يجوز إطعام أصله وفرعه وأحد الزوجين ومملوكه والهاشمي، ويجوز إطعام الذمي لا الحربي ولو مستأمنًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۴۴/۵ زکریا)

۶۰ مسکینوں کو ایک دن صبح و شام کھلانا یا ایک مسکین کو ۶۰ دن کھلانا

کفارہ ظہار میں ۶۰ مسکینوں کو ایک ایک کر کے ۶۰ دنوں تک کھانا کھلانا ضروری نہیں؛ بلکہ اگر ۶۰ مسکینوں کو ایک ساتھ صبح و شام کھانا کھلا دے یا ایک وقت کھلا کر دوسرے وقت کی قیمت دیدے تب بھی جائز ہے، اور اگر ایک ہی مسکین کو ۶۰ دن صبح و شام یا ۱۲۰ دن ایک وقت کھلائے تو اس کی بھی اجازت ہے۔

وإن أراد الإباحة فغداهم وعشاہم أو غداہم وأعطاهم قيمة العشاء أو عكسه أو أطعمهم غدائين أو عشاءين أو عشاء وسحوراً وأشبعهم جاز.
(الدرالمختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۴۴/۵ زکریا)

وعن الحسن بن زياد عن أبي حنيفة إذا غدى واحداً مائة وعشرين يوماً أجزأه. (شامي، كتاب الطلاق / باب الكفارة ۱۴۵/۵ زکریا)

کفارہ ظہار میں کھانا کھلانے کا وکیل بنانا

کفارہ ظہار جس طرح ساٹھ مسکینوں کو از خود کھانا کھلانے سے ساقط ہو جاتا ہے، اسی طرح اگر کوئی دوسرے کو وکیل بنادے اور وہ ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دے تو اس سے بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔
 أمر غیرہ أن يطعم عنه عن ظهاره ففعل ذلك الغير صح. (الدر المختار)
 قید بالأمور؛ لأنه لو أطعم عنه بلا أمر لم يجز بالإطعام. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب الکفارة ۱۴۵/۵ زکریا)

کھانا کھلانے کے دوران بیوی سے صحبت کر لی

اگر کھانا کھلا کر کفارہ ظہار ادا کر رہا تھا کہ درمیان میں بیوی سے صحبت کر لی، تو اب از سر نو ۶۰ مسکینوں کو کھانا ضروری نہیں؛ بلکہ اسی سلسلہ کو پورا کر کے ساٹھ کو کھلا دے؛ البتہ توبہ واستغفار اس پر بہر حال لازم ہے۔ (مسائل بہشتی زیور ۱/۵۴۱ کراچی)

قال الحسن: إن أطعم بعض المساکین ثم وقع علی امرأته فلا ینھدم ولكن لیطعم ما بقي. (المنصف لعبد الرزاق / باب المظاهر یصوم ثم یوسر للعتق ۴۲۷/۶ رقم: ۱۱۵۰۸)
 استؤنف الصوم لا الإطعام إن وطئها فی خلاله لإطلاق النص فی الإطعام
 وتقییدہ فی تحریر وصیام. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الکفارة ۱۴۲/۵ زکریا)
 ولو جامعها فی خلال الإطعام لم یلزمه الاستقبال. (الفتاوی التاتاریخانیة، کتاب الطلاق / مسائل المحلل وغیرہا ۱۷۵/۵ رقم: ۷۵۸۷ زکریا)



کتاب الایلاء

(بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانا)

ایلاء کے مسائل

ایلاء کی لغوی تعریف

عربی زبان میں ایلاء کے معنی ”مطلق قسم کھانے“ کے آتے ہیں۔
فالإيلاء في اللغة: عبارة عن اليمين، يقال: آلى أي حلف. (بدائع الصنائع،
كتاب الطلاق / الكلام في الإيلاء ۲۵۳/۳ زکریا)

زمانہ جاہلیت میں ایلاء کا تصور

اسلام کی آمد سے قبل زمانہ جاہلیت میں ایلاء کو عورت کی ایذاء رسانی کے لئے بطور ہتھیار استعمال کیا جاتا تھا، جب کوئی مرد اپنی بیوی سے ناراض ہوتا تو لمبی مدت کے لئے اُس کے پاس نہ جانے کی قسم کھا لیتا تھا، جس کی وجہ سے عورت معلقہ بن کر رہ جاتی تھی، نہ تو شوہر اُس کا حق ادا کرتا تھا، اور نہ ہی وہ آزاد ہو کر کسی دوسرے سے نکاح کر سکتی تھی۔

قال عبد اللہ بن عباس رضي اللہ عنہما: كان إيلاء الجاهلية السنة والسننتين، وأكثر من ذلك، يقصدون بذلك إيذاء المرأة عند المساءة. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي ۱۰۳/۳ دار إحياء التراث العربي بيروت)

كان الرجل في الجاهلية إذا غضب من زوجته حلف أن لا يطأها السنة والسننتين، أو أن لا يطأها أبداً، ويمضي في يمينه من غير لوم أو حرج، وقد تقضي المرأة عمرها كالمعلقة، فلا هي زوجة تتمتع بحقوق الزوجة، ولا هي مطلقة تستطيع أن تتزوج برجل آخر، فيغنيه الله من سعتة. (الموسوعة الفقهية ۲۲۱/۷ الكويت)

شریعت کی نظر میں ”ایلاء“ کا مفہوم

چوں کہ طویل المیعاد مدت تک ایلاء کو باقی رکھنے میں عورت کی شدید حق تلفی ہوتی تھی، اس لئے اسلامی شریعت میں اس معاملہ میں وقت کی تحدید کر دی گئی، اور وہ تحدید آزاد عورت کے حق میں چار مہینے

اور باندی کے حق میں دو مہینے ہیں۔ پس اگر کوئی شخص اپنی آزاد بیوی سے چار مہینے یا اس سے زیادہ مدت تک جماع نہ کرنے کی قسم کھالے، تو اگر چار مہینے کے اندر اس سے جماع نہ کیا تو یہ مدت گذرتے ہی اس پر ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی، اور بیوی نکاح سے باہر ہو جائے گی۔ اور اگر چار مہینے کے اندر جماع کر لیا تو قسم ٹوٹ جائے گی، جس کا کفارہ ادا کرنا ہوگا؛ لیکن کوئی طلاق یا تفریق واقع نہ ہوگی۔

چنانچہ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا:

لِّلَّذِينَ يُؤَلُّونَ مِنْ نِسَائِهِمْ تَرَبُّصُ
أَرْبَعَةِ أَشْهُرٍ فَإِنْ فَاءُوا فَإِنَّ اللَّهَ
غَفُورٌ رَّحِيمٌ. وَإِنْ عَزَمُوا الطَّلَاقَ
فَإِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ. (البقرة: ۲۲۶-۲۲۷)

جو لوگ اپنی عورتوں کے پاس جانے سے قسم
کھا لیتے ہیں، اُن کے لئے چار مہینے کی مہلت
ہے، پھر اگر باہم مل گئے تو اللہ بخشنے والا مہربان
ہے، اور اگر طلاق کا پختہ ارادہ کر لیا ہے تو بے شک
اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

بلاشبہ اس بارے میں شریعت کا مقرر کردہ اصول ہر اعتبار سے بہتر اور انجام کے اعتبار سے
مفید ہے، اس کی وجہ سے بیوی معلقہ بننے سے بچ جاتی ہے، اور شوہر کو اس پر صریح ظلم کا موقع نہیں رہتا۔
فلما جاء الإسلام أنصف المرأة ووضع للإيلاء أحكاماً خففت من إضرارها،
وحدد للمولي أربعة أشهر، وألزمه إما بالرجوع إلى معاشرته زوجته وإما بالطلاق
عليه. (الموسوعة الفقهية ۲۲۱/۷ الكويت، المكتبة الشاملة)

هو الحلف على ترك قربانها مدته الخ. وحكمه وقوع طلاقه بئانه إن برّ ولم يطأ
الخ. والمدة أقلها للحرّة أربعة أشهر وللأمة شهران، ولا حدّ لأكثرها فلا إيلاء بحلفه
على أقل من الأقلين. (الدر المختار مع الشامى، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۵۷۱-۶۱ زكريا،
مجمع الأنهر ۹۴/۲-۹۵ فقيه الأمة، البحر الرائق ۱۰/۴، مستفاد: مسائل بهشتی زیور ۵۳۷/۱)

چار مہینے کی مدت کی تعیین کیوں؟

یہاں یہ سوال ہو سکتا ہے کہ شریعت نے ایلاء کے مسئلہ میں چار مہینے کی مدت ہی کیوں متعین
کی؟ اس کی کیا وجہ ہے؟ تو اس بارے میں حضرات علماء نے یہ لکھا ہے کہ عام حالات میں عورت کے
لئے چار مہینے سے زیادہ شوہر سے الگ رہنا مشکل ہوتا ہے۔ چنانچہ منقول ہے کہ امیر المؤمنین سیدنا
حضرت عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ رات میں مدینہ منورہ میں گشت فرما رہے تھے، تو آپ
نے ایک گھر سے چند اشعار کی آواز سنی، جن میں کوئی عورت اپنے شوہر کی جدائی پر بے قراری کا اظہار

کر رہی تھی، صبح کو آپ نے اُس عورت کو بلایا، اور اُس سے پوچھا کہ تمہارا شوہر کہاں ہے؟ تو اُس نے کہا کہ آپ نے اُس کو عراق کی جنگ میں بھیج رکھا ہے، تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے دیگر عورتوں سے اِس کی تحقیق کی کہ عورت زیادہ سے زیادہ کتنے دن تک شوہر کی جدائی پر صبر کر سکتی ہے؟ تو یہ بات واضح ہوئی کہ چار مہینے کی مدت پر عورت کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو جاتا ہے۔ یہ معلوم ہونے کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ حکم جاری کر دیا کہ کسی بھی سپاہی کو چار مہینے سے زیادہ بیک وقت جہاد کے لئے نہ بھیجا جائے، اور ایسا نظام بنایا جائے کہ ہر سپاہی چار مہینے میں گھر لوٹ آئے، پھر اُس کی جگہ دوسرے کو بھیجا جائے۔

وقد قيل: الأربعة الأشهر هي التي لا تستطيع ذات الزوج أن تصبر عنه أكثر منها؛ وقد روي أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه كان يطوف ليلة بالمدينة، فسمع امرأة تنشد:

ألا طال هذا الليل واسود جانبه ❖ وأزقني أن لا حبيب ألاعبه
فوالله لولا الله لا شيء غيره ❖ لزُزع من هذا السرير جوانبه
مخافة ربي والحياء يكفني ❖ وإكرام بعلي أن تُنال مراكبته
فلما كان من الغد استدعى عمر بتلك المرأة قال لها: أين زوجك؟ فقالت:
بعثت به إلى العراق! فاستدعى نساء، فسألهن عن المرأة كم مقدار ما تصبر عن
زوجها؟ فقلن شهرين، ويقل صبرها في ثلاثة أشهر، وينفذ صبرها في أربعة أشهر،
فجعل عمر مدة غزو الرجل أربعة أشهر؛ فإذا مضت أربعة أشهر استرد الغازين
ووجه بقوم آخرين؛ وهذا والله أعلم يقوي اختصاص مدة الإيلاء بأربعة أشهر.
(الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي / سورة البقرة ۱۰۸/۳ دار إحياء التراث العربي بيروت)

چار مہینے سے کم میں صحبت نہ کرنے کی قسم کھانا

ایلاء شرعی کے وقوع کے لئے چار مہینہ یا اُس سے زیادہ مدت میں بیوی سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھانا شرط ہے، پس اگر کوئی شخص چار مہینے سے کم مدت میں صحبت نہ کرنے کی قسم کھائے، یا چار مہینے میں سے ایک دن کا بھی استثنیٰ کر کے قسم کھائے، تو اُس سے ایلاء کا وقوع نہ ہوگا۔ یعنی مذکورہ مدت بغیر صحبت کے گزر جانے پر بیوی پر کوئی طلاق واقع نہ ہوگی؛ (البتہ اگر اِس مدت میں صحبت کر لی تو حائث ہونے کی وجہ سے شوہر پر قسم کا کفارہ واجب ہوگا)

الإيلاء: هو اليمين على ترك وطء المنكوحه أربعة أشهر، حتى لو عقد يمينه على ترك وطء المنكوحه أقل من أربعة أشهر لا يكون الإيلاء؛ بل يكون يميناً.
(الفتاوى التاتارخانية / الفصل الخامس والعشرون ۱۸۴/۵ رقم: ۷۶۱۲ زكريا)

نبی اکرم ﷺ کا ایلاء صوری فرمانا

بعض وجوہات کی وجہ سے ناگواری پیش آنے کی بنا پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تنبیہ ایک مہینے تک ازواج مطہرات کے پاس نہ جانے کی قسم کھائی تھی؛ چنانچہ ایک مہینے تک آپ سب ازواج مطہرات سے الگ ہو کر بالا خانے میں تشریف فرما رہے، اور جب مہینہ (۲۹ دن کا) پورا ہوا، اور آیاتِ تنخیر نازل ہوئیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس تشریف لے گئے، اور انہیں آیاتِ تنخیر سنا کر اپنے والدین محترمین سے مشورہ کے بعد کوئی فیصلہ کرنے کی تلقین کی، چنانچہ بشمول حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سبھی ازواج مطہرات نے دنیا کے مقابلہ میں آخرت کو ترجیح دیتے ہوئے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے وفاداری کا اظہار کیا۔ اس بارے میں تفصیلی روایات بخاری شریف، کتاب المظالم والغصب / باب امانة الاذی ۳۳۵/۱ حدیث نمبر: ۲۴۰۵ ف: ۲۴۶۹ اور مسلم شریف وغیرہ میں موجود ہیں۔

اس واقعہ میں چوں کہ چار مہینے یا اُس سے زیادہ کی قسم نہیں کھائی گئی ہے، اس لئے یہ واقعہ ”ایلاء شرعی“ کا تو نہیں ہے؛ البتہ صورتِ یہ ایلاء ہے، اسی لئے حدیث کی بعض روایات میں اس پر بھی ایلاء کا اطلاق کر دیا گیا ہے۔

تاہم اس میں کوئی طلاق یا کفارہ وغیرہ واجب نہیں ہوا؛ کیوں کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مہینے تک ازواج مطہرات کے پاس نہ جانے کی اپنی قسم پوری فرمائی تھی۔
ذیل میں ایلاء سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جا رہے ہیں:

ایلاء کا رکن

ایلاء شرعی کا رکن یہ ہے کہ شوہر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی قسم کھا کر (یا شرط و جزاء کے ذریعہ اپنے اوپر ایسی چیز لازم کر کے جس کو عمل میں لانا اُس پر شاق ہو) ایسا لفظ بولے جو بیوی سے چار مہینے یا اُس سے زائد جماع نہ کرنے پر دلیل ہو، مثلاً یہ کہے کہ: ”اللہ کی قسم میں کبھی

بیوی کے پاس نہ جاؤں گا۔“ یا مثلاً یہ کہے کہ: ”اگر میں بیوی سے جماع کروں، تو مجھ پر پانچ سو روپے صدقہ کرنا لازم ہے، وغیرہ۔

پس معلوم ہوا کہ اگر قسم کھائے بغیر شوہر مطلقاً بیوی کے پاس جانے سے رک جائے تو ایلاء کا تحقق نہ ہوگا۔

وأما ركنه: فهو اللفظ الدالُّ على منع النفس عن الجمع في الفرج مؤكداً باليمين بالله تعالى أو بصفاته أو باليمين بالشرط والجزاء. حتى لو امتنع من جماعها أو هجرها سنة أو أكثر من ذلك، لم يكن مؤلياً ما لم يأت بلفظ يدل عليه؛ لأن الإيلاء يمينٌ لما ذكرنا، واليمين تصرف قولي، فلا بد من القول. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام ۲۵۴/۳)

والإيلاء في الاصطلاح: يعرفه الحنفية أن يحلف الزوج بالله تعالى أو بصفة من صفاته الذي يحلف بها: أن لا يقرب زوجته أربعة أشهر أو أكثر، أو أن يعلق على قربانها أمراً فيه مشقة على نفسه الخ. (الموسوعة الفقهية ۲۲۱/۷ الكويت)

ایلاء کی مدت

آزاد عورت کے حق میں ایلاء کی مدت کم از کم چار مہینے اور باندی کے لئے دو مہینے ہے۔ والمدة أقلها للحررة أربعة أشهر، وللأمة شهران، ولا حدّاً لأكثرها، فلا إيلاء بحلفه على أقل من الأقلين. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء

۶۱/۵ زکریا)

ایلاء کا حکم

ایلاء کا حکم یہ ہے کہ اگر چار مہینے تک بیوی سے صحبت نہ کی تو بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔ اور اگر متعین مدت کے اندر صحبت کر لی، تو اُس پر قسم کا کفارہ (یا جزاء معلق) واجب ہوگا، اور بیوی پر طلاق واقع نہ ہوگی۔

وحكمه وقوع طلاقه بئنه إن برّ ولم يطأ. ولزم الكفارة أو الجزاء
المعلق إن حنث بالقربان أي الوطء حقيقة. (تنوير الأبصار مع الدر المختار، كتاب الطلاق
/ باب الإيلاء ۶۰/۵-۶۱ زكريا)

گوئے شخص کی طرف سے ایلاء

اگر شوہر گونگا ہے؛ لیکن تحریر یا اشارہ معبودہ سے اُس کی طرف سے ایلاء کرنے کا پختہ
ثبوت ہو جائے، تو اُس کا ایلاء معتبر ہو جائے گا، اور ایلاء کے احکامات اُس پر اور اُس کی بیوی پر
جاری ہوں گے۔

وإيلاء الأخرس بما يفهم منه من كتابة أو إشارة مفهومة لازم له. (الجامع
لأحكام القرآن الكريم للقرطبي ۱۰۳/۳ دار إحياء التراث العربي بيروت)

غصہ میں ایلاء

اگر کوئی شخص غصہ میں ایلاء کے صریح الفاظ بولے تو بھی اُس کا ایلاء بلاشبہ معتبر ہو جائے
گا، اور اُس کے احکام اُس پر جاری ہوں گے۔

قال ابن المنذر: وهذا أصح؛ لأنهم لما أجمعوا أن الظهار والطلاق وسائر
الأيمان، سواء في حال الغضب والرضا، كان الإيلاء كذلك. قلت: ويدل عليه
عموم القرآن، وتخصيص حالة الغضب يحتاج إلى دليل، ولا يؤخذ من وجه
يلزم، والله أعلم. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي ۱۰۶/۳ دار إحياء التراث العربي بيروت)

زبردستی شوہر سے ایلاء کے الفاظ کہلوانے کا حکم

اگر شوہر کو ڈرا دھمکا کر زبردستی بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم لی جائے، تو بھی حسب
شرائط ایلاء کا حکم نافذ ہو جاتا ہے۔

أما عند الحنفية فإيلاء المكره معتبرة وترتب عليه آثاره التي سيأتي بيانها؛
لأن الإيلاء عندهم من التصرفات التي تصح مع الإكراه. (الموسوعة الفقهية ۲۲۵/۷)

غیر مدخولہ سے ایلاء

ایلاء کی صحت کے لئے بیوی کا مدخولہ ہونا ضروری نہیں؛ لہذا جس طرح مدخولہ سے ایلاء معتبر ہے، اسی طرح غیر مدخولہ سے بھی ایلاء نافذ ہے۔

المدخول بها وغير المدخول بها سواء في لزوم الإيلاء فيهما. (الجامع

لأحكام القرآن للقرطبي ۱۰۷/۳ دار إحياء التراث العربي بيروت)

ایلاء کے صریح یا قائم مقام صریح الفاظ

ایلاء کے صریح الفاظ درج ذیل ہیں، مثلاً بیوی سے قسم کھا کر کہا:

الف:- میں تجھ سے جماع نہ کروں گا۔

ب:- میں تجھ سے قربت نہ کروں گا۔

ج:- میں تجھ سے وطی نہ کروں گا۔

د:- (باکرہ بیوی سے کہا) میں تیرا پردہ بکارت زائل نہ کروں گا۔

ه:- تیرے پاس جا کر غسل جنابت نہ کروں گا۔

و:- میں تیرے ساتھ نہ سوؤں گا، وغیرہ۔

درج بالا یا ان جیسے کلمات سے بلا نیت ایلاء کا تحقق ہو جائے گا، اور شوہر ایلاء کے علاوہ کسی اور معنی کو مراد لے تو اس کی بات قبول نہ ہوگی۔

أما الصريح فلفظ المجامعة بأن يحلف أن لا يجامعها، وأما الذي يجري مجرى الصريح، فلفظ القربان والوطء والمباضعة والافتضاض في البكر الخ، وكذا إذا حلف لا يغتسل منها؛ لأن الاغتسال منها لا يكون إلا بالجماع. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۵۴/۳-۲۵۵ زکریا)

والمبتادر من قولك فلان نام مع زوجته هو الوطء. (شامي، كتاب الطلاق /

باب الإيلاء ۶۲/۵ زکریا)

ایلاء کے کنائی الفاظ

ایلاء کے کنائی الفاظ درج ذیل ہیں، مثلاً قسم کھا کر بیوی سے کہا:

الف:- میں تیرے پاس نہ آؤں گا۔

ب:- میں تجھے نہ ڈھانیوں گا۔

ج:- میں تیرے بدن سے بدن نہ ملاؤں گا۔

د:- میں تیرے سر سے اپنا سر نہ ملاؤں گا۔

ه:- میں تیرے ساتھ بستر پر رات نہ گزاروں گا، وغیرہ۔

اس طرح کے الفاظ میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہوگا، اگر وہ ایلاء کی نیت کا اقرار کرے، تو اس سے ایلاء مراد ہوگا، اور اگر وہ ایلاء کا منکر ہو تو مطلق قسم کا حکم ہوگا، اور قسم توڑنے پر حسب ضابطہ کفارہ لازم ہوگا۔

والکناية كل لفظ لا يسبق إلى الفهم بمعنى الوقاع منه، ويحتمل غيره، ولا يكون إيلاء بلا نية، ويدين في القضاء. (شامي، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۶۲۵ زكريا)
وأما الكناية: فنحو لفظة الاتيان والإصابة بأن حلف لا يأتيها أو لا يصيب منها يريد الجماع؛ لأنهما من كنيات الجماع الخ. وكذا لفظة الغشيان بأن حلف لا يغشاها الخ. وكذا إذا حلف لا يمس جلده جلدها الخ. ولو حلف لا يجمع رأسي ورأسك وسادة، أو لا يؤويني وإياك بيت أو لا أبيت معك في فراش، فإن عني به الجماع فهو مولي. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۵۵/۳ زكريا)

وأما الكناية: فهي كقولك: ”لا أمسك، لا آتيك، لا أدخل بك، لا أغشيك، لا يجمع رأسي ورأسك شيء، لا أبيت معك في فراش، لا أقرب فراشك“ فما لم ينو لا يكون إيلاء. (الفتاوى التاتارخانية، الفصل الخامس والعشرون في الإيلاء ۱۸۹/۵ رقم: ۷۶۲۱ زكريا)

شعبان میں قسم کھائی کہ جب تک عاشوراء کا روزہ نہ رکھ لوں بیوی سے جماع نہ کروں گا

کسی شخص نے شعبان میں قسم کھائی کہ: ”جب تک دس محرم کا روزہ نہ رکھ لوں، میں بیوی سے جماع نہ کروں گا“، تو وہ ایلاء کرنے والا شمار ہوگا؛ اس لئے کہ شعبان اور محرم کے درمیان چار مہینے سے زائد کا فاصلہ ہے۔ اور اگر اُس نے بیوی سے جماع یا رجوع نہ کیا تو چار مہینے گزرتے ہی بیوی پر طلاق بائن واقع ہو جائے گی، اور اگر چار مہینے کے اندر جماع کر لیا تو قسم کا کفارہ دینا لازم ہوگا۔

كما إذا قال وهو في شعبان: واللّٰه لا أقربك حتى أصوم المحرم؛ لأنّه منع نفسه عن قربانها بما يصلح مانعاً؛ لأنّه لا يمكنه قربانها إلا بحنث يلزمه وهو الكفارة. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۵۹/۳ زکریا)

بیوی سے قسم کھا کر کہا کہ ”بچے کے دودھ چھوڑنے تک تجھ سے ہم بستر نہ ہوں گا“

اگر کسی کا بچہ چھوٹا ہو، اور اُس کے دودھ چھڑانے کے معروف وقت میں چار مہینے کا فاصلہ ہو، پھر وہ اپنی بیوی سے قسم کھا کر کہے کہ: ”جب تک یہ بچہ دودھ پینا نہ چھوڑے، میں تجھ سے ہمبستر نہ ہوں گا“، تو ایلاء کا حکم نافذ ہو جائے گا، اور چار مہینے کے اندر اگر بیوی سے جماع نہ کیا تو بیوی مطلقہ بائنہ ہو جائے گی۔

وكذا لو قال: واللّٰه لا أقربك حتى تفتمي صبيك وبينها وبين الفطام أربعة أشهر فصاعداً يكون مؤثراً. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء

کہا: ”دابۃ الارض یا دجال کے ظاہر ہونے تک بیوی سے جماع نہ کروں گا

کسی شخص نے قسم کھائی کہ ”جب تک دابۃ الارض نہ نکلے یا دجال ظاہر نہ ہو، یا سورج مغرب سے نہ طلوع ہو، اُس وقت تک بیوی سے جماع نہ کروں گا“، تو از روئے استحسان اس پر ایلاء کا حکم جاری ہوگا۔ اور چار مہینے کے اندر اگر رجوع نہ پایا گیا تو بیوی مطلقہ ہو جائے گی۔

ولو قال: واللہ لا أقربک حتی تخرج الدابة من الأرض، أو حتی یشخرج الدجال، أو حتی تطلع الشمس من مغربها الخ. وفي الاستحسان: یکون مولیاً؛ لأن حدوث هذه الأشياء لها علامات يتأخر عنها بأكثر من مدة الإیلاء الخ. (بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / فصل فی الکلام فی الإیلاء ۲۶۰/۳ زکریا)

کہا: ”قیامت تک بیوی سے جماع نہ کروں گا“

اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ: ”میں قیامت تک بیوی سے وطی نہ کروں گا، تو وہ ایلاء کرنے والا شمار ہوگا۔

قال: واللہ لا أقربک حتی تقوم الساعة کان مولیاً، وإن کان یمکن فی العقل قیام الساعة ساعة فساعة؛ لكن قامت دلائل الكتاب العزیز والسنن المشهورة علی أنها لا تقوم إلا بعد تقدم أشراتها العظام. (بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / فصل فی الکلام فی الإیلاء ۲۶۰/۳ زکریا)

جب تک تو میری بیوی رہے گی تیرے سے جماع نہ کروں گا

شوہر نے بیوی سے قسم کھا کر کہا کہ ”جب تک تو میری بیوی رہے گی میں تیرے قریب نہ جاؤں گا“، تو وہ ایلاء کرنے والا ہوگا۔ اگر چار مہینے کے اندر بیوی کے پاس نہ گیا تو اس پر طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔

قال: واللّٰه لا أقربك ما دمت زوجك أو ما دمت زوجتي الخ، كان مولياً الخ. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۶۰/۳-۲۶۱ زكريا)

کہا: ”زندگی بھرتیرے پاس نہ آؤں گا“

شوہر نے بیوی سے غصہ ہو کر قسم کھائی کہ: ”اب زندگی بھرتیرے قریب نہ آؤں گا“ تو وہ ایلاء کرنے والا شمار ہوگا، اور اگر اُس نے چار مہینے کے اندر بیوی سے وطی نہ کی تو وہ مطلقہ بائنہ ہو جائے گی۔

قال: واللّٰه لا أقربك أو ما دمت حياً أو ما دمت حية، ولو قال: ذلك كان مولياً. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۶۰/۳-۲۶۱ زكريا)

بیوی سے کہا: ”اگر میں تجھ سے جماع کروں تو مجھ پر قسم کا کفارہ ہے“ اگر کسی شخص نے بیوی سے قسم کھا کر کہا کہ: ”اگر میں تجھ سے وطی کروں تو مجھ پر قسم کا کفارہ واجب ہے“ تو وہ ایلاء کرنے والا ہوگا۔ اگر چار مہینے کے اندر جماع کرے گا تو حسب شرط کفارہ قسم واجب ہوگا، اور اگر چار مہینے تک بیوی کے پاس نہ گیا تو بیوی پر طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔ ولو قال: إن قربتك فعلي كفارة، أو قال: فعلي يمين فهو مولى. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في الكلام في الإيلاء ۲۶۳/۳ زكريا)

بیوی سے کہا کہ: ”تو مجھ پر مردار اور خنزیر کی طرح حرام ہے“

اگر کوئی شخص حرمت کی نیت سے بیوی سے کہے کہ: ”تو مجھ پر اسی طرح حرام ہے جیسے مردار اور خنزیر حرام ہوتا ہے“ تو یہ شخص ایلاء کرنے والا ہوگا، اگر چار مہینے تک بیوی کے پاس نہ گیا تو بیوی مطلقہ بائنہ ہو جائے گی۔

وقالوا فيمن قال لامرأته: أنت علي كالدم أو الميتة أو لحم الخنزير أو كالخمر أنه يسأل عن نيته الخ. وإن نوى التحريم فهو إيلاء؛ لأنه شبهها بما

هو محرم. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في شرائط ركن الإيلاء ۲۶۸/۳ زکریا)

ایلاء کرنے کے بعد بیوی کو طلاق دے دی

اگر کسی شخص نے بیوی سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھائی، پھر مدتِ ایلاء یعنی چار مہینہ گزرنے سے پہلے بیوی کو طلاق بائن دے دی، اور وہ طلاق کی عدت گزارنے لگی، اور ایلاء کی مدت پوری ہونے تک وہ معتدہ ہی رہی، تو ایلاء کی مدت گزرتے ہی اُس پر دوسری طلاق پڑ جائے گی۔ اور اگر ایلاء کی مدت پوری ہونے سے پہلے اُس کی عدت طلاق پوری ہوگئی، تو اب ایلاء کی مدت پوری ہونے پر مزید کوئی طلاق واقع نہیں ہوگی۔

وما لو آلی من زوجته الحرة ثم أبانها بطلقة ثم مضت مدة الإيلاء، وهي معتدة فإنه يقع عليها أخرى كما سيأتي. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۵۸۱/۵ زکریا)

ایلاء موبد میں نکاحِ ثانی اور تفریق کے بعد شوہر اول

سے دوبارہ نکاح؟

اگر کسی شخص نے بیوی سے مخاطب ہو کر کہا کہ: ”بخدا میں تجھ سے کبھی بھی صحبت نہ کروں گا“ پھر ۴ مہینے تک اُس سے صحبت نہیں کی، تا آن کہ بعد وقوع طلاق وعدت عورت نے کسی دوسرے مرد سے نکاح کر لیا، بعد ازاں اُس دوسرے مرد سے طلاق لے کر عدت گزار کر اگر عورت اپنے شوہر اول سے نکاح کر لے، تو ایلاء سابق کا حکم مسلسل باقی رہے گا۔ یعنی اگر نکاحِ ثانی کے بعد ۴ مہینے تک شوہر اول نے صحبت نہ کی تو بیوی پر دوسری طلاق بائن واقع ہو جائے گی، اور اگر صحبت کر لی تو قسم کا کفارہ دینا واجب ہوگا۔

وأجمعوا على أنها لو عادت إليه بعد الزوج الثاني ومضت أربعة أشهر من غير قربان أنه يقع عليها تطليقة أخرى. وفي الهداية: واليمين باقية، فإن وطئها كفر عن يمينه. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۱۹۷/۵ رقم: ۷۶۴۶ زکریا)

زکریا، الدر المختار مع الشامی ۶۷/۵ زکریا

بغیر قسم کھائے کہا ”اگر تجھ سے صحبت کروں تو تجھے طلاق“

اگر کسی نے قسم کھائے بغیر بیوی سے کہا کہ: ”اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو تجھے طلاق“ تو اس جملہ سے بھی ایلاء واقع ہو جائے گا، پس اگر اب صحبت کرے گا تو ایک طلاق رجعی واقع ہو جائے گی، اور ایلاء کا حکم ختم ہو جائے گا؛ تاہم قسم کا کفارہ واجب نہیں ہوگا، اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینہ کے بعد طلاق بائن پڑ جائے گی اب بغیر نکاح کے بیوی حلال نہ ہوگی۔

فإن قربها في المدة حنث ففي الحلف بالله وجبت الكفارة، وفي غيره وجب الجزاء وسقط الإيلاء. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۶۵/۵ زكريا، الهداية ۴۰۱/۲ دار الكتاب ديوبند)

بیوی سے صحبت کرنے پر مشقت والی عبادت اپنے اوپر لازم کرنا
اگر کسی شخص نے بیوی سے قسم کھا کر کہا کہ ”اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو میرے ذمہ ایک حج یا ایک عمرہ یا ایک روزہ یا ایک قربانی یا سو رکعت نماز وغیرہ واجب ہے“ تو اس طرح قسم کھانے پر ایلاء کا تحقق ہو جائے گا، اب اگر صحبت نہ کی اور چار مہینے گزر گئے تو طلاق بائن واقع ہو جائے گی۔ اور اگر چار مہینے سے قبل صحبت کر لی تو قسم کا کفارہ لازم ہوگا۔

أو إن قربتك فعليّ حجّ أو نحوه مما يشق الخ، فإن قربها في المدة حنث الخ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۶۴/۵ زكريا)

بیوی سے صحبت کرنے پر کوئی آسان عبادت اپنے اوپر لازم کرنا
اگر کسی شخص نے اس طرح قسم کھائی کہ: ”اگر میں بیوی سے صحبت کروں تو میرے اوپر دو رکعت پڑھنا (یا اور کوئی ہلکی پھلکی عبادت کرنا) لازم ہے“، تو ایسی صورت میں ایلاء کا حکم نہ ہوگا؛ البتہ قسم ٹوٹنے کی صورت میں لازم کردہ عبادت کا ادا کرنا ضروری ہوگا۔ (مسائل بہشتی زیور ۵۳۹/۱ کراچی)

بخلاف فعلى صلاة ركعتين فليس بمولٍ لعدم مشقتهمَا. (الدر المختار،

كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۶۴/۵ زكريا)

وإن لزمه بالحنث لصحة النذر بهما. (شامي / باب الإيلاء ۶۴/۵ زكريا)

صحبت کرنے پر کوئی ایسا کام لازم کرنا جو واجب نہ ہو

بیوی سے کہا کہ: ”اگر میں تجھ سے صحبت کروں تو مثلاً میرے اوپر قرآن پاک کا ایک پارہ پڑھنا واجب ہے، یا ۱۰ مرتبہ وضو کرنا واجب ہے۔“ تو چوں کہ یہ اعمال ایسے ہیں جو نذر ماننے سے واجب نہیں ہوتے، اس لئے ان کے ذریعہ ایلاء کا تحقق بھی نہ ہوگا، اور نہ ہی صحبت کرنے سے کوئی چیز واجب ہوگی۔

ولا يصح النذر بقراءة القرآن وصلاة الجنازة وتكفين الموتى، كما في أيمان القهستاني، فإذا لم يصح نذره أمكنه قربانها بلا شيء يلزمه أصلاً، كما لو قال: إن قربتك فعلي ألف وضوء فلا يكون مولياً. (شامي، كتاب الطلاق / باب

الإيلاء ۶۴/۵ زكريا)

ایلاء کرنے کے بعد مدتِ ایلاء میں صحبت سے عاجزی ہوگئی

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی سے ایلاء کیا پھر:

الف:- بیوی یا خود شوہر ایسی طویل بیماری میں مبتلا ہو گیا کہ مدتِ ایلاء (چار مہینے) میں صحبت کی اُمید نہ رہی۔

ب:- لمبے سفر پر چلا گیا کہ چار مہینے میں واپسی نہ ہو سکی۔

ج:- ناحق جیل میں قید ہو گیا کہ مدتِ ایلاء میں صحبت کا امکان نہ رہا، وغیرہ۔ تو اس طرح کے حقیقی اَعذار کی وجہ سے شوہر مدتِ ایلاء کے اندر اندر ایلاء سے زبانی یا تحریری طور پر رجوع کر سکتا ہے۔ پس اگر رجوع کر لیا تو مدتِ ایلاء گزرنے پر طلاق واقع نہ ہوگی؛ البتہ آئندہ جب بھی وہ بیوی سے صحبت کرے گا تو قسم ٹوٹنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔

عجز عجزاً حقیقیاً الخ، عن وطئها لمرض بأحدهما أو صغرها أو رتفها الخ، أو بمسافة لا يقدر على قطعها في مدة الإيلاء أو لحبسه الخ، لا بحق الخ، ففيه نحو قوله: بلسانه "فئت إليها" أو راجعتك أو أبطلت الإيلاء. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۷۱/۵-۷۲ زکریا)

رجوع کے بعد مدتِ ایلاء میں عاجزی ختم ہوگئی

اگر حقیقی عاجزی کی وجہ سے شوہر نے ایلاء سے زبانی یا تحریری رجوع کر لیا تھا؛ لیکن پھر مدتِ ایلاء میں وہ عاجزی ختم ہوگئی، مثلاً مرض ٹھیک ہو گیا یا جیل سے باہر آ گیا وغیرہ، تو اب سابقہ رجوع کا عدم ہو جائے گا، اور طلاق سے بچنے کی واحد شکل یہ ہوگی کہ مدتِ ایلاء کے ختم ہونے سے پہلے فعلی جماع کر کے قسم کا کفارہ ادا کرے۔

فإن قدر على الجماع في المدة ففيه الوطي في الفرج. (تنوير الأبصار مع

الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الإيلاء ۷۳/۵ زکریا)



کتاب اللعان

(شوہر کی طرف سے بچہ کی نفی کرنا)

لعان کے مسائل

لعان کے لغوی معنی

لعان کے لغوی معنی ایک دوسرے پر لعنت بھیجنے اور دھتکارنے کے آتے ہیں۔
 ہو لغة: مصدر لاعن كقاتل، من اللعن، وهو الطرد والإبعاد. (الدر المختار مع
 الشامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ۱۴۸/۵ زکریا)

لعان کی اصطلاحی تعریف

لعان کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ مرد (شوہر) قسم کے ساتھ گواہی کے چار کلمات کے ذریعہ
 اپنی بیوی سے پیدا شدہ بچہ کی نفی کے بارے میں اپنی سچائی کا دعویٰ کرے، اور پانچویں گواہی میں اپنے
 اوپر جھوٹے ہونے کی شکل میں لعنت بھیجے۔
 اور عورت (بیوی) قسم کے ساتھ مرد کے جھوٹے ہونے پر چار مرتبہ گواہی کے کلمات بولے،
 اور پانچویں مرتبہ مرد کے سچے ہونے کی صورت میں اپنے اوپر اللہ کے غضب کا اقرار کرے۔
 مرد کے حق میں یہ گواہیاں حد قذف کے قائم مقام ہوں گی، اور عورت کے حق میں حد زنا کے
 درجہ میں ہوں گی۔

وشرعاً شهادات أربعة كشهود الزنا، مؤكداً بالایمان مقرونه شهادته
 باللعن، وشهادتها بالغضب الخ. قائمة شهاداته مقام حد القذف في حقه.
 وشهاداتها مقام حد الزنا في حقها، أي إذا تلاعا سقط عنه حد القذف، وعنهما حد
 الزنا. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ۱۴۹/۵ زکریا)

آیات لعان کا شان نزول

اسلام ہر طرح کی بے حیائی اور فحاشیت کا سخت مخالف ہے، اسی لئے اسلامی حکومت میں زنا کے
 ارتکاب پر سخت سزائیں مقرر کی گئی ہیں۔ پس اگر کنوارے مرد و عورت سے زنا کا صدور ہو، اور اقرار یا چار مردوں
 کی گواہی سے اُس کا شرعی عدالت میں ثبوت ہو جائے، تو برسر عام ایسے مجرموں کو سو کوڑے لگانے کا حکم ہے۔

اور اگر یہ جرم شادی شدہ مرد یا عورت سے صادر ہو، اور شرعی ضابطوں سے اُس کا ثبوت ہو جائے، تو پھر رجم کی سزا ہے۔ یعنی ایسے مرد یا عورت کو پتھروں سے اتنا مارا جائے کہ اُس کی جان جاتی رہے۔ اور چوں کہ یہ سزائیں بہت سخت ہیں، اور اس کا بہت امکان ہے کہ کوئی شخص کسی سے دشمنی نکالنے کے لئے کسی پر زنا کی تہمت لگا دے، اور اس بہانے اُس پر حد زنا جاری کر دی جائے، اس لئے شریعت اسلامیہ نے اس سزا کے غلط استعمال پر روک لگانے کے لئے یہ حکم بھی دیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی پر زنا کی تہمت لگائے، تو اُسے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ۴/ یعنی گواہ پیش کرنے پڑیں گے، جو اس طرح صاف صاف گواہی دیں کہ اُس میں کوئی جھول نہ ہو۔ اگر تہمت لگانے والا شخص گواہیوں کا یہ نصاب پورا نہ کر سکے تو اُس پر حد قذف جاری ہوتی ہے، یعنی ۸۰/ کوڑے لگائے جاتے ہیں؛ تاکہ کوئی خواہ مخواہ کسی پاک دامن مرد یا عورت پر برائی کی تہمت نہ لگا سکے۔

اب واقعہ یہ پیش آیا کہ جب حد قذف کی آیات نازل ہوئیں تو انصار مدینہ کے سردار حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ (جو بہت غیرت مند صحابی تھے) نے بڑے تعجب سے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا کہ: ”کیا واقعہ اسی طرح آیت نازل ہوئی ہے؟ مجھے اس بات پر تعجب ہے کہ اگر میں کسی کمینے کو اپنی بیوی کے ساتھ دیکھوں، تو میں جب تک ۴/ گواہ نہ لے آؤں، میں اُس سے کوئی تعرض نہ کروں، حالانکہ جتنی دیر میں میں گواہ ڈھونڈ کر لاؤں گا، اتنے میں وہ کمینہ اپنا کام پورا کر چکا ہوگا۔“ اور مسلم شریف کی روایت میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فوراً غیرت میں یہ فرمایا کہ: ”ایسے کمینے شخص پر تو میں تلوار سے ایسا وار کروں گا کہ وہ بچ نہیں پائے گا۔“ (مسلم شریف ۴۹۱۸)

اس بات کو کچھ ہی وقت گزرا تھا کہ ایک صحابی ”ہلال بن اُمیہ“ کے ساتھ یہی واقعہ پیش آیا، کہ انہوں نے خود اپنی آنکھوں سے اپنی بیوی کو دوسرے مرد کے ساتھ مبتلا دیکھا، صبح کو جب یہ بات عام ہوئی تو لوگوں میں چرچا ہوا کہ اب ہلال بن اُمیہ پر حد قذف جاری ہوگی، تو حضرت ہلال بن اُمیہ نے فرمایا کہ چوں کہ میں بالکل سچا ہوں، تو مجھے امید ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ میرے لئے کوئی بچاؤ کا راستہ نکالیں گے۔ چنانچہ اسی موقع پر لعان سے متعلق یہ آیات نازل ہوئیں:

| | |
|--|--|
| وَالَّذِينَ يَرْمُونَ أَزْوَاجَهُمْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُمْ شُهَدَاءُ إِلَّا أَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ أَحَدِهِمْ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الصَّادِقِينَ. وَالْخَامِسَةُ أَنَّ لَعْنَةَ اللَّهِ عَلَيْهِ إِنْ كَانَ مِنْ | اور جو لوگ اپنی بیویوں پر تہمت لگائیں، اور اُن کے پاس اپنے علاوہ کوئی گواہ نہ ہو، تو ایسے شخص کی گواہی کی یہ صورت ہے کہ اللہ کی قسم کھا کر ۴/ مرتبہ گواہی دے کہ یقیناً وہ شخص سچا ہے، اور پانچویں مرتبہ یہ کہ اگر وہ جھوٹا ہو تو اُس پر اللہ کی پھٹکار |
|--|--|

الْكَاذِبِينَ. وَيَذَرُ عَنْهَا الْعَذَابَ أَنْ تَشْهَدَ أَرْبَعُ شَهَادَاتٍ بِاللَّهِ إِنَّهُ لَمِنَ الْكَاذِبِينَ. وَالْخَامِسَةَ أَنَّ غَضَبَ اللَّهِ عَلَيْهَا إِنْ كَانَ مِنَ الصَّادِقِينَ. (النور: ۶-۹)

ہے۔ اور عورت سے سزا ہٹ جائے گی اس طرح کہ وہ اللہ کی قسم کھا کر ۴ مرتبہ یہ گواہی دے کہ یقیناً وہ (تہمت لگانے والا مرد) جھوٹا ہے۔ اور پانچویں مرتبہ یہ کہ اگر وہ شخص سچا ہے تو اُس عورت پر اللہ کا غضب ہو۔

ان آیات کے نزول کے بعد پیغمبر علیہ السلام نے حضرت ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ کو بشارت سنائی، اور پھر اُن کی بیوی کو بھی بلوایا، اور اُس کے سامنے بھی آیات پڑھ کر سنائیں، پھر دونوں کو نصیحت کی کہ آخرت کا عذاب دنیا کے عذاب سے بہت سخت ہے۔ تو حضرت ہلالؓ نے فرمایا کہ میں اپنے دعویٰ میں سچا ہوں، مگر عورت نے اُن کے دعویٰ کی تکذیب کی۔ چنانچہ آپ نے لعان کا حکم دیا، اولاً حضرت ہلالؓ نے ۴ مرتبہ گواہی دی کہ وہ سچے ہیں، اور پانچویں مرتبہ جب آپ لعنت کے الفاظ کہنے جا رہے تھے، تو پھر پیغمبر علیہ السلام نے انہیں آخرت کے عذاب سے ڈرایا، مگر انہوں نے فرمایا کہ میں بالکل سچا ہوں، اور مجھے اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے عذاب نہیں دیں گے، پھر انہوں نے لعنت والے کلمات ادا فرمائے۔ اُس کے بعد اُن کی بیوی سے اس بات پر ۴ مرتبہ گواہیاں لی گئیں کہ حضرت ہلال بن اُمیہ رضی اللہ عنہ اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہیں، اور پانچویں مرتبہ غضب کے کلمات کہنے سے پہلے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس عورت کو تنبیہ فرمائی، تو اس پر وہ کچھ دیر ٹھکی، اور اعتراف جرم کا کچھ ارادہ کیا؛ لیکن پھر کہنے لگی کہ میں اپنے خاندان کو رسوا نہ کروں گی، اور یہ کہہ کر پانچویں گواہی کے کلمات بھی اُس نے ادا کر دیے۔

اُس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا کہ ان دونوں میاں بیوی میں تفریق کر دی جائے اور اس عورت کا بچہ باپ کی طرف منسوب نہ ہو، اور نہ ہی اُس بچہ کو کوئی ولد الزنا ہونے کا طعنہ دے الخ۔

نیز بعض روایات میں میں حضرت عویمرہ عجلانی کے متعلق بھی لعان کا واقعہ منقول ہے۔ (تلخیص از: تفسیر ابن کثیر کمل/ سورہ نور ۹۲۶-۹۲۷ دار السلام ریاض، بخاری شریف ۶۹۵۲، مسلم شریف ۴۹۰۱، سنن ابی داؤد ۳۰۶۱-۳۰۷۰)

اس پورے واقعہ سے اس نازک معاملہ میں اسلام کے صاف شفاف اور بصیرت آفرین نظریہ کا باسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جہاں ایک طرف زوجین کی عزت نفس کا خیال رکھا گیا ہے، وہیں بچہ کے مستقبل کو بھی تابناک رکھنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ ایسے پیچیدہ مسئلہ کا حل اسلام کے علاوہ کسی اور شریعت میں ملنا دشوار ہے۔

اب ذیل میں لعان سے متعلق مزید ضروری مسائل درج کئے جاتے ہیں:

لعان جاری ہونے کی شرطیں

لعان کا حکم اُسی وقت جاری ہوگا جب کہ درج ذیل شرائط پائی جائیں:

- (۱) زوجین کا آزاد ہونا۔
- (۲) عقل مند ہونا۔
- (۳) بالغ ہونا۔
- (۴) مسلمان ہونا۔
- (۵) بولنے کی صلاحیت ہونا۔ (لہذا زوجین یا اُن میں سے کوئی ایک گونگا ہو تو لعان کا حکم نہ ہوگا)
- (۶) کسی کا محدود فی القذف نہ ہونا۔ (پس اگر زوجین میں سے کسی پر بھی پہلے حد قذف یا عورت پر حد زنا جاری ہو چکی ہو تو لعان نہ ہوگا)
- (۷) مرد کی طرف سے بیوی پر صراحۃً زنا کی تہمت لگانا، یا بچہ کا انکار کرنا۔
- (۸) شوہر کی طرف سے اپنے دعویٰ پر بینہ قائم نہ کرنا۔
- (۹) عورت کی طرف سے صراحۃً زنا کا انکار پایا جانا۔
- (۱۰) زوجین میں ازدواجی رشتہ برقرار رہنا۔ (پس مطلقہ یا نہ یا مردہ بیوی سے لعان نہ ہوگا)
- (۱۱) زوجین میں نکاح صحیح پایا جانا۔ (پس اگر نکاح فاسد ہو تو لعان نہ ہوگا)
- (۱۲) یہ واقعہ دارالاسلام میں پیش آنا۔ (لہذا جس ملک میں اسلامی نظامِ حدود و قصاص جاری نہ ہو وہاں لعان کا حکم بھی جاری نہ ہوگا)

وشرطه قيام الزوجية وكون النكاح صحيحاً لا فاسداً. (الدر المختار)
وفي الشامي: فلا لعان بقذف المنكوحه فاسداً أو المبانة ولو بواحدة، بخلاف
المطلقة رجعية، ولا بقذف زوجته الميتة. ويشترط أيضاً الحرية والعقل
والبلوغ والإسلام والنطق وعدم الحد في قذف، وهذه شروط راجعة إليهما،
ويشترط في القاذف خاصة عدم إقامة البينة على صدقه، وفي المقدوف خاصة

إنكارها وجود الزنا منها وعفتها عنه، ويشترط أيضاً كون القذف بصريح الزنا، وكونه في دار الإسلام، هذا حاصل ما في البحر عن البدائع، ونفي الولد بمنزلة الصريح الزنا. (شامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ۱۴۹۵-۱۵۰۰ زکریا)

لعان کا سبب

لعان کا سبب یہ ہے کہ شوہر کی طرف سے بیوی پر زنا کی ایسی تہمت لگائی جائے کہ اگر اُس طرح کی تہمت کسی اجنبی شریف عورت پر لگائی جاتی تو وہ شوہر حد قذف (تہمت لگانے کی سزا) کا مستحق قرار پاتا۔ (کیوں کہ وہ گواہوں کے ذریعہ جرم ثابت نہیں کر پارہا) وسببه: قذف الرجل زوجته قذفاً، يوجب الحد في الأجنبية خصت بذلك لأنها هي المقدوفة فتتم لها شروط الإحصان. (الدر المختار ۱۴۹۵-۱۵۰۰ زکریا)

لعان کا حکم

لعان کا حکم یہ ہے کہ اگر زوجین لعان کے کلمات کہہ لیں اور مقررہ قسمیں کھالیں، تو اُن کے درمیان کسی طرح کا ازدواجی تعلق حلال نہیں رہتا۔ (البتہ اگر بعد میں کبھی حکم لعان مرتفع ہو جائے، مثلاً شوہر اپنے دعویٰ سے رجوع کر لے، یا اُس پر کسی اور پر تہمت لگانے کی وجہ سے حد قذف جاری ہو جائے، یا وہ عورت خود زنا کی مرتکب ہو جائے، تو اُس مرد کے لئے مذکورہ عورت سے نکاح حرام نہیں رہتا)

وحكمه: حرمة الوطء والاستمتاع بعد التلاعن، ولو قبل التفريق بينهما، لحديث: ”المتلاعنان لا يجتمعان أبداً“. (الدر المختار) أي ما دام حكمه باقياً، فلو خرجا أو أحدهما عن أهلية اللعان له أن ينكحها كما يأتي. (شامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ۱۵۰۵ زکریا)

وإن أكذب نفسه الخ، حُدَّ للقذف، وله بعد ما كذب نفسه أن ينكحها حُدَّ أولاً. وكذا إذا قذف غيرها فحُدَّ أو صدقته أو زنت وإن لم تُحد

لزوَال العِفَّة، والحاصل أَن له تزوُّجها إِذا خرجا أَوْ أَحَدُهُما عن أَهْلِيةِ اللعانِ.

(الدر المختار، کتاب الطلاق / باب اللعان ۱۵۹/۵-۱۶۰ زکریا)

شوہر کا بیوی پر زنا کی تہمت لگانے کے بعد لعان سے انکار کرنا

اگر کسی شوہر نے اپنی پاک دامن (عقیقہ) بیوی پر صراحۃً زنا کی تہمت لگائی اور اُس کے بعد بچہ کا اپنے سے نسب ثابت کرنے سے انکار کیا، تو قاضی اولاً شوہر سے لعان کا مطالبہ کرے گا، اگر شوہر لعان کرنے میں ٹال مٹول کرے تو اُسے جیل میں ڈالا جائے گا کہ یا تو لعان کرے یا بیوی پر زنا کی تہمت کے دعویٰ سے رجوع کرے۔ پس اگر لعان کرے تو بیوی سے بھی حسب ضابطہ لعان کرایا جائے گا، اور اگر وہ بیوی پر زنا کی تہمت کے دعوے سے رجوع کر لے اور کہے کہ میں نے جھوٹ بولا تھا، تو اُس پر حد قذف (۸۰ کوڑے کی سزا) جاری ہوگی۔

فمن قذف بصریح الزنا في دار الإسلام زوجته الحية بنكاح صحيح
الخ، لاعن الخ، فإن أبى حبس حتى يلاعن أو يكذب نفسه فيحد للقدف. (الدر
المختار، کتاب الطلاق / باب اللعان ۱۵۱/۵-۱۵۳ زکریا، الفتاویٰ الہندیہ ۵۷۱/۱ المکتبۃ الاتحاد
دیوبند، بدائع الصنائع ۳۷۷/۳ زکریا)

بیوی سے لعان کا مطالبہ کب ہوگا؟

جب شوہر لعان کی قسمیں کھالے گا تو اب قاضی بیوی سے لعان کا مطالبہ کرے گا؛ اس لئے کہ یہاں مدعی شوہر ہے، پس کارروائی کا آغاز اسی سے ہوگا۔ نیز قرآن کریم اور احادیث شریفہ میں ترتیب بھی یہی ہے۔

فإن لاعن لا عنت بعده؛ لأنه المدعي. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب اللعان

۱۵۳/۵ زکریا، الفتاویٰ الہندیہ ۵۷۱/۱ مکتبۃ الاتحاد دیوبند، بدائع الصنائع ۳۷۶/۳ زکریا)

بیوی کی طرف سے لعان میں ٹال مٹول

اگر شوہر سے لعان کے بعد بیوی لعان کرنے میں ٹال مٹول کرے تو اُسے قید کر دیا

جائے گا؛ تا آن کہ وہ لعان کرے یا پھر شوہر کے قول کی تصدیق کرے؛ تاہم محض شوہر کے قول کی تصدیق کی وجہ سے نہ تو اُس پر حد زنا جاری ہوگی اور نہ ہی بچہ کے نسب کی شوہر سے نفی کی جائے گی، اور نہ ہی شوہر پر حد قذف جاری کی جائے گی۔

وإلا حبست حتى تلاعن أو تصدقه فيندفع به اللعان، ولا تحد وإن صدقته أربعاً؛ لأنه ليس بإقرار قصداً. ولا ينتفي النسب؛ لأنه حق الولد فلا يصدقان في إبطاله. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب اللعان ۱۵۳/۵-۱۵۴ زکریا، الفتاویٰ الہندیہ ۵۷۱/۱ المکتبۃ الإتحاد دیوبند، بدائع الصنائع ۳۷۷/۳ زکریا)

بیوی پر زنا کی تہمت لگانے کے بعد اُسے طلاقِ بائن دے دی
اگر شوہر نے بیوی پر زنا کی تہمت لگائی اور ابھی لعان کی نوبت نہ آئی تھی کہ بیوی کو طلاقِ بائن (یا مغالطہ) دے دی، تو اب لعان اور حد قذف کا حکم ساقط ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ آئندہ اگر وہ بیوی کبھی اس کے نکاح میں لوٹ آئے، پھر بھی لعان کا حکم جاری نہ ہوگا۔

ويسقط اللعان بعد وجوبه بالطلاق البائن، ثم لا يعود بتزوجها بعده؛ لأن الساقط لا يعود (الدر المختار) وفي كافي الحاكم: وإذا قذف الرجل امرأته ثم بانت منه بطلاق أو غيره فلا حد عليه ولا لعان؛ لأن حده كان اللعان، فلما لم يستقر اللعان بعد البينونة لم يحول إلى الحد، ولو أكذب نفسه لم يحد. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب اللعان ۱۵۶/۵ زکریا، الفتاویٰ الہندیہ ۵۷۰/۱ المکتبۃ الإتحاد دیوبند، بدائع الصنائع ۳۸۷/۳ زکریا، المحيط البرہانی ۲۲۳/۵ المجلس العلمی)

بیوی سے کہا: تجھے تین طلاق اے زانیہ!

اگر شوہر نے بیوی سے کہا کہ ”تجھے تین طلاق اے زانیہ (بدکار)“ تو شوہر پر حسب شرائط حد قذف (۸۰ کوڑے کی سزا) جاری ہوگی؛ (کیوں کہ اُس نے طلاق پہلے دی ہے اور زانیہ بعد میں کہا ہے، تو گویا اُس نے اجنبیہ پر زنا کی تہمت لگائی)

ولو قال: أنت طالق ثلاثاً يا زانية! يجب الحد، ولا يجب اللعان؛ لأنه قذفها بعد الإبانة وهي أجنبية بعد الإبانة وقذف الأجنبية يوجب الحد لا اللعان. (بدائع الصنائع، كتاب اللعان / فصل في بيان ما يسقط اللعان بعد وجوبه ۳۸۷/۳ زكريا، الدر المختار / كتاب الطلاق ۱۵۶/۵ زكريا، الفتاوى الهندية ۵۷۲/۱ مكتبة الاتحاد ديوبند، البحر الرائق ۱۹۲/۴ زكريا)

بیوی سے کہا: اے زانیہ! تجھے تین طلاق

اگر شوہر نے بیوی سے کہا: ”اے زانیہ! تجھے تین طلاق“ تو اس صورت میں نہ تو لعان کا حکم ہوگا اور نہ شوہر پر حد قذف جاری ہوگی؛ (کیوں کہ بدکاری کی تہمت پہلے لگائی ہے اور طلاق بائنہ مغلطہ بعد میں دی ہے، اب وہ لعان کا محل نہیں رہی)

ولو قال: يا زانية! أنت طالق ثلاثاً، لم يلزمه الحد ولا اللعان أي لحصول البينونة بعد وجوب اللعان. (شامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ۱۵۶/۵ زكريا)

واللعان لا يجري في غير الأزواج. (بدائع الصنائع، كتاب اللعان / فصل في بيان ما يسقط اللعان بعد وجوبه ۳۸۷/۳ زكريا، الفتاوى الهندية ۵۷۲/۱ جديد زكريا، البحر الرائق ۱۹۲/۴ زكريا)

لعان کے بعد تفریق کب ہوگی؟

اگر شوہر اور بیوی دونوں نے قاضی کے کہنے پر لعان کی قسمیں کھالیں، تو اگرچہ ان دونوں کے درمیان جنسی انتفاع حلال نہ رہے گا؛ لیکن محض اس عمل لعان سے ان میں قانوناً تفریق نہ ہوگی؛ بلکہ قاضی کی طرف سے تفریق کا حکم ضروری ہوگا۔ پس اگر قاضی کی طرف سے تفریق سے قبل شوہر طلاق بائن دے دے تو وہ واقع ہوگی، اور اس دوران اگر ان میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اُن کے درمیان وراثت جاری ہوگی؛ البتہ اگر شوہر اپنے دعویٰ سے رجوع کر لے تو بیوی سے انتفاع حلال ہوگا، تجدید نکاح کی ضرورت نہ ہوگی۔

بانت بتفريق الحاكم فيتوارثان قبل تفريقه الذي وقع اللعان عنده (الدر

المختار) لأنها امرأته ما لم يفرق القاضي بينهما كافي نعم يحرم الوطء ودواعيه قبل التفريق كما مر ويأتي. ثم هذا تفريع على المفهوم وهو أنه لا تقع الفرقة بنفس اللعان قبل تفريق الحاكم، ويتفرع عليه أيضاً في السعدية عن الكفاية أنه لو طلقها في هذه الحالة طلاقاً بائناً يقع. وكذا لو أكذب نفسه حل له الوطء من غير تجديد النكاح، وعند الشافعي تقع الفرقة بنفس اللعان.

(شامي، كتاب الطلاق / باب اللعان، مطلب في الدعاء باللص على معين ١٥٧/٥ زكريا، الفتاوى الهندية،

كتاب الطلاق / الباب الحادي عشر في اللعان ٥٧١/١ جديد زكريا)

وحرّم وطؤها بعد اللعان قبل التفريق لما مر. (الدر المختار مع الشامي، كتاب

الطلاق / باب اللعان ١٥٨/٥ زكريا، ومثله في المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل الخامس

والعشرون مسائل اللعان ٢٢٢/٥ رقم: ٥٦٤٨ المجلس العلمي)

تفريق سے قبل قاضی معزول ہو جائے یا وفات پا جائے؟

اگر شوہر بیوی میں لعان ہو چکا تھا؛ لیکن ابھی قاضی نے تفریق کا حکم جاری نہ کیا تھا کہ اُسے معزول کر دیا گیا، یا اُس کی وفات ہو گئی، تو اب بیوی کے مطالبہ پر نئے قاضی کے سامنے از سر نو لعان کی کارروائی ہوگی، سابقہ لعان کا عدم سمجھا جائے گا۔

فلو لم يفرق الحاكم حتى عزل أو مات استقبله الحاكم الثاني (الدر

المختار) أي استأنف اللعان النخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب اللعان

١٥٨/٥ زكريا، المحيط البرهاني، كتاب الطلاق / الفصل الخامس والعشرون مسائل اللعان ٢٢٣/٥

رقم: ٥٦٤٩ المجلس العلمي، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب اللعان ١٩٧/٤ زكريا)

شوہر سے بچہ کے نسب کی نفی کی شرائط

اگر شوہر نے بیوی پر یہ الزام لگایا ہو کہ اُس کا پیدا شدہ بچہ شوہر کے نطفہ سے نہیں ہے، اور اس بنیاد پر قاضی نے شوہر بیوی سے لعان کرایا ہو، تو محض لعان کرنے سے بچہ کا نسب شوہر

سے منقطع نہ ہوگا؛ بلکہ اس کے لئے قاضی کی طرف سے نسب کی نفی کا حکم دینا ضروری ہے، اور قاضی اُسی وقت نسب کی نفی کا فیصلہ کرے گا، جب کہ درج ذیل ۶ شرطیں پائی جائیں:

- (۱) لعان کرنے والے میاں بیوی میں قاضی کی طرف سے تفریق کا فیصلہ کر دیا جائے۔
- (۲) شوہر کی طرف سے بچہ کی نفی کا دعویٰ بچہ کی ولادت کے چند دنوں کے اندر اندر کیا گیا ہو (لہذا اگر تاخیر سے دعویٰ کیا گیا تو نسب کی نفی نہ ہوگی)
- (۳) دعویٰ سے پہلے شوہر کی طرف سے اُس بچہ کو اپنانے کا کوئی ظاہری قرینہ یا اقرار نہ پایا گیا ہو۔ (مثلاً بچہ کی پیدائش پر مبارک باد قبول کرنا یا سامانِ ولادت خریدنا وغیرہ)
- (۴) تفریق کے فیصلہ کے وقت بچہ با حیات ہو۔

(۵) اُس عورت سے پہلے بچہ کی پیدائش اور اُس کے بارے میں لعان کے بعد اُسی بطن سے دوسرا بچہ پیدا نہ ہوا ہو (اگر دوسرا بچہ لعان کے بعد پیدا ہوگا تو دونوں بچوں کا نسب بہر حال ضرورۃً شوہر ہی سے ثابت ہوگا)

(۶) اُس بچہ کے بارے میں قبل ازیں کسی مقدمہ میں شوہر سے نسب ثابت نہ کیا گیا ہو۔
وإن قذف الزوج بولد حي نفی الحاكم نسبه عن أبيه، وألحقه بأمه بشرط صحة النكاح (الدر المختار) أي لا بد أن يقول: قطعت نسب هذا الولد عنه بعد ما قال: فرقت بينكما كما روي عن أبي يوسف. وفي المبسوط: هذا هو الصحيح؛ لأنه ليس من ضرورة التفريق نفی النسب كما بعد الموت يفرق بينهما، ولا ينتفي النسب الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب اللعان ۱۵۸/۵-۱۵۹ زكريا)

وأما شروط النفی فستة (الدر المختار) الأول: التفريق الثاني: أن يكون عند الولادة أو بعدها بيوم أو يومين. الثالث: أن لا يتقدم منه إقرار به ولو دلالة لكسوته عند التهنة مع عدم رده. الرابع: حياة الولد وقت التفريق. الخامس: أن لا تلد بعد التفريق ولو ولدًا آخر من بطن واحد. السادس: أن لا يكون

محکوماً بثبوتہ شرعاً. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب اللعان ۱۵۹/۵ زکریا، بدائع الصنائع، کتاب اللعان / فصل فی حکم اللعان ۳۹۱/۳-۳۹۴ زکریا، البحر الرائق / باب اللعان ۱۹۸/۴ زکریا) نفی الولد الحي عند التهنئة ومدتها سبعة أيام عادةً، وعند ابتیاع آلة الولادة صح، وبعده لا؛ لإقراره به دلالةً. (الدر المختار / باب اللعان ۱۶۱/۵ زکریا)

جرّواں بچوں میں سے پہلے بچہ کی نفی کی

اگر شوہر نے جرّواں بچوں میں سے پہلے بچہ کی نفی کی اور دوسرے بچہ کا اقرار کیا تو لعان نہ ہوگا؛ بلکہ اُس پر حد قذف جاری ہوگی، اور دونوں بچوں کا نسب اُس سے ہی ثابت ہوگا؛ البتہ اگر دونوں بچوں کی نفی کی تو لعان ہوگا۔

نفی أول التوأمين وأقر بالشاني حد إن لم يرجع لتكذيبه نفسه، وإن عكس لاعن الخ، والنسب ثابت فيهما؛ لأنهما من ماء واحد. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب اللعان ۱۶۲/۵ زکریا، المحيط البرهاني، کتاب الطلاق / الفصل الخامس والعشرون مسائل اللعان ۲۲۴/۵ المجلس العلمي، البحر الرائق، کتاب الطلاق / باب اللعان ۲۰۴/۴ زکریا، بدائع الصنائع، کتاب اللعان / فصل فی حکم اللعان ۳۹۳/۳)

لعان میں تفریق کے بعد عدت کا نفقہ شوہر پر ہے

لعان میں قاضی کی تفریق کے بعد عورت عدت گزارے گی، اور اس مدت کا نان نفقہ اور رہائش کا خرچ حسب ضابطہ شوہر کے ذمہ ہوگا۔

ولها نفقة العدة. (الدر المختار) أي والسكنى. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب اللعان ۱۵۸/۵ زکریا، الفتاوى التاتارخانية، کتاب الطلاق / الفصل السادس والعشرون في مسائل اللعان ۲۱۵/۵ زکریا)



کتاب العدة

(عدت کے ضروری مسائل)

عدت کے مسائل

عدت کے معنی

”عدت“ کے لغوی معنی شمار کرنے کے آتے ہیں۔ اور شریعت کی اصطلاح میں عدت کا مطلب: ”عورت کا اُس مدت تک نکاح کرنے سے رکے رہنا ہے، جو سابقہ نکاح کے آثار (مثلاً: ظہور حمل وغیرہ) کے اختتام کے لئے مقرر کی گئی ہے۔“

هي لغة بالكسر: الإحصاء الخ. واصطلاحاً: تربصٌ يلزم المرأة أو ولي الصغيرة عند زوال النكاح الخ. (الدر المختار) وقال الشامي: وأولى منه قول ابن كمال: هي اسم لأجل ضرب الانتفاء ما بقي من آثار النكاح أو الفراش. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۷۷/۵-۱۷۹ زكريا)

فالعدة في عرف الشرع اسم لأجل ضرب لانقضاء ما بقي من آثار النكاح.

(بدائع الصنائع / كتاب الطلاق ۳۰۰/۳ زكريا)

عدت کی حکمتیں

اسلام کی نظر میں رشتہ نکاح اور نسب کی بہت اہمیت ہے، نکاح ایسی چیز نہیں ہے کہ جب چاہیں اور جس سے چاہیں بلا کسی رکاوٹ کے انجام دے لیں؛ بلکہ شریعت نے نکاح کے مقاصد اور تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے بہت سے احکامات اُمت پر نافذ فرمائے ہیں، جن کا لحاظ رکھنا ہر شخص کے لئے ضروری ہے، انہیں میں سے عدت کے مسائل بھی ہیں۔ اسلام میں یہ جائز نہیں ہے کہ شوہر کے طلاق دیتے ہی یا اُس کے وفات پاتے ہی اُس عورت سے دوسرا شخص فوراً نکاح کر لے؛ بلکہ اُسے ایک مدت تک ضرور انتظار کرنا پڑے گا، جب مقررہ مدت گزر جائے گی، جبھی اُس عورت سے دوسرے مرد کا نکاح درست ہوگا، اور عدت کے زمانہ میں نکاح تو کجا؟ باقاعدہ رشتہ نکاح دینے سے بھی منع کیا گیا ہے۔ (البقرة: ۲۳۵)

اب اس عدت کی حکمتیں اور مصالح بہت سی ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

الف:- عدت کی وجہ سے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ عورت کا رحم خالی ہے یا پہلے شوہر کے حق میں مشغول ہے؛ کیوں کہ ایک رحم میں دو شخصوں کے نطفے جمع ہونے کی بنیاد پر بچہ کے نسب کے خلط ملط ہونے کا خطرہ ہے، جب کہ نسب کا تحفظ ایسا جلیل القدر اور امتیازی معاملہ ہے جسے کوئی شریف انسان نظر انداز نہیں کر سکتا، بس عدت کے ذریعہ نسب میں اختلاط سے حفاظت کا معقول نظم کیا گیا ہے۔

اور اُسی کے ذریعہ بالآخر عدت کی مدت متعین ہوتی ہے۔ (یعنی اگر رحم مشغول ہے تو وضع حمل، اور اگر مشغول نہیں ہے تو تین ماہ واری یا تین مہینے۔ یا عدتِ وفات ہے تو ۴ مہینے ۱۰ اردن)

ب:- عدت کی وجہ سے نکاح کی عظمت ظاہر ہوتی ہے کہ یہ ایسا امتیازی عقد ہے، جس کا اثر عقد کے ختم ہونے کے بعد بھی ایک مدت تک باقی رہتا ہے، جب کہ دیگر عقود کا اثر فوراً ختم ہو جاتا ہے۔

ج:- عدت میں عقدِ نکاح ختم ہونے پر ایک طرح سے مقررہ مدت تک غم کا اظہار بھی ہوتا ہے، اسی لئے عدت میں زیب و زینت کی ممانعت کی گئی ہے۔ اگر تفریق کے فوراً بعد نکاح کی اجازت دی جاتی تو یہ مقصد حاصل نہ ہوتا۔

د:- عدت کا ایک خاص فائدہ یہ بھی ہے کہ دورانِ عدت زوجین اپنی اور بچوں کی مصلحت سے دوبارہ رشتہ نکاح قائم کرنے پر آمادہ ہو سکتے ہیں، جس میں عام حالات میں اُن سب کے لئے دوسرا رشتہ قائم کرنے سے زیادہ مصلحت ہو سکتی ہے، وغیرہ۔

ثلاثٌ حیضٍ کوامل لعدم تجز الحیضۃ. فالأولی: لتعرف براءة الرحم، والثانية: لحرمة النکاح، والثالثة: لفضيلة الحرية. (الدر المختار) بیان لحکمة كونها ثلاثاً مع أن مشروعية العدة لتعرف براءة الرحم أي خلوه عن الحمل، وذلك يحصل بمرّة، فبين أن حکمة الثانية لحرمة النکاح أي لإظهار حرمتہ، واعتباره حيث لم ينقطع أثره بحیضه واحدة في الحرية والأمة. وزيد في الحرية ثلاثة لفضيلتها. (شامي، کتاب الطلاق / باب العدة ۱۸۲/۵ زکریا)

قال الإمام المحدث الشاه ولي الله الدهلوي رحمه الله تعالى: اعلم أن العدة كانت من المشهورات المسلمة في الجاهلية، وكانت مما لا يكادون يتركونه، وكان فيها مصالح كثيرة:

منها:- معرفة براءة رحمها من مائه، لئلا تختلط الأنساب، فإن النسب أحد ما يتشأخ به، ويطلبه العقلاء، وهو من خواص نوع الإنسان، ومما امتاز به من

سائر الحيوان، وهو المصلحةُ المرعيةُ في باب الاستبراء.

ومنها: - التنويهُ بفخامة أمر النكاح، حيث لم يكن أمرًا ينتظم إلا بجمع رجال، ولا ينفكُ إلا بانتظار طويل، ولو لا ذلك لكان بمنزلة لعب الصبيان، ينتظم، ثم يُفكُّ في الساعة.

ومنها: - أن مصالح النكاح لا تتم حتى يوطنا أنفسهما على إدامة هذا العقد ظاهرًا، فإن حدث حادث يوجب فك النظام لم يكن بُدً من تحقيق صورة الإدامة في الجملة: بأن تتربص مدةً تجد لتربصها بالاً، وتقاسي لها عناءً. (حجة الله البالغة ۳۶۷/۲ مكتبة حجاز ديوبند، حاشية رد المحتار ۱۷۷/۵ زكريا، شيخ عادل احمد عبد الموجود، شيخ على محمد معوض)

ذیل میں عدت سے متعلق چند ضروری مسائل درج کئے جا رہے ہیں:

حائضہ غیر حاملہ کی عدت طلاق

جس عورت کو حیض کا سلسلہ جاری ہو اور وہ حاملہ بھی نہ ہو، تو اُس کی طلاق کی عدت تین ماہواری ہے۔

قال الله تبارك وتعالى: ﴿وَالْمُطَلَّاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۲۸]

عن عائشة رضي الله عنها قالت: أمرت بريرة أن تعتد بثلاث حيض. (سنن ابن ماجه / باب خيار الأمة إذا اعتقت ۱۵۰/۱ رقم: ۲۰۷۷)

إذا طلق الرجل امرأته طلاقاً بائناً أو رجعيّاً - إلى قوله - وهي حرة ممن تحيض، فعدتها ثلاثة أقراء. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / باب: الثالث عشر في عدة ۵۸۰/۱ جدید زکریا، الفتاوی التاتاریخانیہ / کتاب الطلاق ۲۲۷/۵ زکریا، بدائع الصنائع ۳۰۵/۳)

طلاق کی عدت کب سے شروع ہوتی ہے؟

طلاق کی عدت طلاق دیتے ہی خود بخود شروع ہو جاتی ہے، باقاعدہ عدت کے لئے

بیٹھنا عدت کے شروع ہونے کے لئے لازم نہیں ہے۔ (بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ جب تک عورت بالقصد عدت میں نہ بیٹھے اُس کی عدت شروع نہ ہوگی، تو یہ سمجھنا درست نہیں ہے)

عن عبد الله وهو ابن مسعود رضي الله عنه قال: عدة المطلقة من حين تطلق، والمتوفى عنها زوجها من حين يتوفى. (السنن الكبرى للبيهقي / باب العدة من الموت والطلاق ۳۹۱/۱۱ رقم: ۱۵۸۵۴، ۶۹۷/۷ رقم: ۱۵۴۴۶ دار الحديث القاهرة)

فيعتبر ابتداء العدة منه كما تعتبر من وقت الطلاق في النكاح الصحيح.

(بدائع الصنائع / فصل حكم النكاح الفاسد ۳۳۵/۲ بیروت، ۶۵۲/۲ زکریا، الهدایة ۴۲۵/۲)

طلاق کی خبر دیر میں معلوم ہوئی تو عدت کب سے شروع ہوگی؟
اگر شوہر پہلے طلاق دے چکا تھا اور عورت کو تاخیر سے اُس کی اطلاع ہوئی، تو جس وقت شوہر نے طلاق دی ہے، اُسی وقت سے عدت شروع مانی جائے گی، اور حسب ضابطہ وقت پورا ہونے پر عدت ختم ہو جائے گی۔

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: عدتها من يوم طلقها، ومن يوم يموت عنها. (المصنف لابن أبي شيبة / كتاب الطلاق ۱۳۱/۱۰ رقم: ۱۹۲۴۹ المجلس العلمي)
ومبتدأ العدة بعد الطلاق وبعد الموت على الفور، وتنقضي العدة وإن جهلت المرأة بهما أي بالطلاق والموت. (الدر المختار / كتاب الطلاق ۵۲۰/۳ دار الفكر بيروت، ۲۰۲/۵ زکریا، وكذا في الفتاوى الهندية / الباب الثالث عشر ۵۳۱/۱-۵۳۳ زکریا)

ابتداء العدة في الطلاق عقيب الطلاق، وفي الوفاة عقيب الوفاة، فإن لم تعلم بالطلاق أو الوفاة حتى مضت مدة العدة فقد انقضت عدتها. (الهداية ۴۲۵/۲)

عدت طلاق کب واجب ہوتی ہے؟

عدت طلاق اُسی وقت واجب ہوتی ہے جب کہ نکاح صحیح کے بعد جماع یا خلوت (تنہائی) پائی گئی ہو۔ بریں بنا اگر جماع یا خلوت سے پہلے طلاق دی ہے تو عدت واجب نہ ہوگی۔

عن الحسن قال: قال عمر بن الخطاب رضي الله عنه: إذا أغلق باباً وأرخى ستراً فقد وجب لها الصداق، وعليها العدة، ولها الميراث. (سنن الدار قطني / كتاب النكاح ۲۱۲/۳ رقم: ۳۷۷۹ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

رجل تزوج امرأة نكاحاً جائزاً وطلقها بعد الدخول أو بعد الخلوة الصحيحة، كان عليها العدة - إلى قوله - وإن كانت الخلوة فاسدة. (فتاوى قاضي خان / باب العدة ۵۴۹/۱ زكريا، كذا في البحر الرائق / باب العدة ۲۱۶/۴ زكريا)

وتجب العدة في الكل أي كل أنواع الخلوة، ولو فاسدة احتياطاً، أي استحساناً لتوهم الشغل. (الدر المختار / كتاب الطلاق ۲۶۱/۴ زكريا)

جس حیض میں طلاق دی ہو وہ عدت میں شمار نہ ہوگا

اگر کسی عورت کو ماہواری (حیض) کی حالت میں طلاق دی گئی، تو یہ ماہواری اُس کی عدت طلاق میں شمار نہیں کی جائے گی؛ بلکہ اُس سے اگلی مرتبہ جو ماہواری آئے گی اُس سے عدت شمار ہوگی۔

وإذا طلق امرأته في حالة الحيض كان عليها الاعتداد بثلاث حيض كوامل، ولا تحتسب هذه الحيضة من العدة، كذا في الظهيرية. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثالث عشر في العدة ۵۲۷/۱، الهداية ۴۲۵/۲)

لأن الحيضة التي وقع فيها الطلاق لا تحسب من العدة. (شامي / كتاب

الطلاق ۴۳۷/۴ زكريا)

جس عورت کا مسلسل خون جاری ہو وہ عدت کیسے گزارے؟

اگر کسی عورت کو مسلسل خون جاری ہو اور بند ہی نہ ہوتا ہو (اور اُس کو اپنے حیض کے ایام بھی معلوم نہ ہوں) تو اُس کی عدت سات ماہ میں پوری سمجھی جائے گی (گویا کہ تین مرتبہ حیض کی اکثر مدت ۱۰ دن شمار کر کے کل ایک مہینہ زمانہ حیض کے لئے اور پھر فی طہر ۲ مہینے شمار کر کے کل

۶/ مہینہ زمانہ طہر کے لئے متعین کئے جائیں گے، اس طرح سب ملا کر ۷/ مہینے ہو جائیں گے (اسی پر فتویٰ ہے۔ (قاموس الفقہ ۳/ ۳۷۷)

وأما ممتدة الحيض فالمفتي به كما في حيض الفتح، تقدير طهرها بشهرين، فستة أشهر للأطهار وثلاث حيض بشهر احتياطاً. (الدر المختار) قوله: وأما ممتدة الحيض المراد بها المتحير الخ. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۸۷/۵ زكريا)

عدت شروع ہونے کے بعد حیض بند ہو گیا

اگر کسی عورت کی عدت حیض سے شروع ہوئی اور اُس کے بعد حیض کا سلسلہ بالکل بند ہو گیا، تو حنفیہ کے مشہور قول میں اس عورت کی عدت اُس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ وہ مدتِ ایاس (حیض بالکل بند ہونے کے زمانہ) تک نہ پہنچ جائے؛ لیکن حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ایسی عورت کی عدت ایک سال میں پوری ہو جائے گی۔ اور ضرورت کی بنا پر اس مسئلہ میں فقہاء احناف نے مالکیہ کے قول پر فتویٰ دینے کی صراحت کی ہے۔

بأن حاضت ثم امتد طهرها فتعدت بالحيض إلى أن تبلغ سن الأياس، جوهره وغيرها الخ (الدر المختار) وفي الشامي: ورأيت بخط شيخ مشائخنا السائحان أن المعتبر عند المالكية أنه لا بد لو فاء العدة من سنة كاملة تسعة أشهر لمدة الأياس، وثلاثة أشهر لانقضاء العدة، قلت: ولذا عبر في المجمع بالحول ثم قال الشامي بحثاً: ولهذا قال الزاهدي وقد كان بعض أصحابنا يفتون بقول مالك في هذه المسئلة للضرورة. (شامي ۵۰۸/۳-۵۰۹ کراچی، ۱۸۵/۵ زکریا، نزازیة علیٰ هامش الفتاویٰ

الهندية ۲۵۶/۴، قاموس الفقہ ۳۷۷/۴، دیکھیے: الشرح الصغير مع حاشية الصاوي ۶۷۵/۲-۶۷۶)

جس عورت کو وقفہ وقفہ سے حیض آتا ہو وہ عدت کیسے گزارے؟

ایسی مطلقہ عورت جس کو ہر مہینہ پابندی سے حیض نہ آتا ہو؛ بلکہ وقفہ وقفہ سے آتا ہو، تو

اُس کی عدت حیض ہی کے ذریعہ پوری کی جائے گی، خواہ اُس میں کتنا ہی وقت لگ جائے۔

امراة اعتدت بالشهور وهي تری أنها أیست، ثم حاضت فعدتها بالحیض.

(الفتاویٰ السراجیة ۲۳۱ مکتبة الاتحاد دیوبند، الفتاویٰ الہندیة ۵۸۲/۱ جدید، قاضی خان ۳۴۸/۱ جدید)

وخرج بقوله ولم تحض الشابة الممتدة بالطهر بأن حاضت، ثم امتد

طهرها فتعدت بالحیض إلى أن تبلغ سن الأیاس. (الدر المختار ۱۸۵/۵ زکریا، کذا فی

البحر الرائق / باب العدة ۲۲۰/۴ زکریا، الفتاویٰ الہندیة ۵۸۰/۱ جدید)

مطلقہ حاملہ کی عدت

اگر مطلقہ عورت طلاق کے وقت حاملہ ہو، تو اُس کی عدت وضع حمل یعنی بچہ کی پیدائش پر پوری ہوگی۔

قال اللہ تعالیٰ: ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ، وَمَنْ يَتَّقِ

اللَّهُ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾ [الطلاق، جزء آیت: ۴]

وعدة الحامل أن تضع حملها. (الفتاویٰ الہندیة ۵۲۸/۱ قدیم، کذا فی الشامی،

کتاب الطلاق / باب العدة ۱۸۹/۵ زکریا، بدائع الصنائع ۴/۳، فتاویٰ قاضی خان ۳۴۷/۱ الاتحاد)

جرڑواں بچوں والی حاملہ معتدہ کی عدت کب پوری ہوگی؟

اگر معتدہ حاملہ کے پیٹ میں کئی بچے ہوں، تو سب بچوں کی پیدائش کے بعد ہی عدت

پوری ہوگی۔

فإن ولدت ولدين في بطن واحد ليس بينهما ستة أشهر، تنقضي عدتها

بالولد الثاني لا بالأول. (فتاویٰ قاضی خان ۳۴۷/۱ الاتحاد، وکذا فی الفتاویٰ الہندیة ۵۸۲/۱)

وإذا كانت المعتدة حاملاً فولدت ولدين انقضت عدتها بالأخير منهما

عند عامة العلماء. (بدائع الصنائع ۳۱۳/۳، الفتاویٰ التاتاریخانیة ۲۳۱/۵ رقم: ۷۷۳۱ زکریا)

کیا اسقاطِ حمل سے عدت پوری ہو جاتی ہے؟

اگر حاملہ عورت کو طلاق دی گئی، پھر اُس نے اپنا حمل ساقط کر لیا تو اب دو حالتیں ہیں:

الف:- اگر بچہ کے اعضاء کی تخلیق سے پہلے کا حمل ساقط کرایا ہے، تو اس سے عدت پوری نہ ہوگی؛ بلکہ اس کے نتیجے میں جاری خون کو حیض کے درجہ میں رکھ کر مزید دو حیض کا گذرنا عدت کی تکمیل کے لئے ضروری ہوگا۔

ب:- اور اگر پیٹ میں بعض اجزاء بن جانے کے بعد حمل ساقط کرایا ہے، تو عدت پوری سمجھی جائے گی؛ اس لئے کہ اعضاء بن جانے کے بعد اُس پر ولد کا اطلاق کیا جائے گا۔

و شرط انقضاء هذه العدة أن يكون ما وضعت قد استبان خلقه أو بعض خلقه، فإن لم يستبين رأساً بأن أسقطت علقه أو مضغة لم تنقض العدة؛ لأنه إذا استبان خلقه أو بعض خلقه فهو ولد، فقد وجد وضع الحمل فتتقضي به العدة، وإذا لم يستبين لم يعلم كونه ولداً الخ. (بدائع الصنائع ۳/۳۱۱ زکریا، شامی ۵/۱۹۰ زکریا)

أما السقط فإن ظهر بعض خلقه من إصبع أو ظفر أو شعر أو نحو ذلك فهو ولد. (الفقه على المذاهب الأربعة ۱/۱۳۲)

وفي الدر المختار: أي سقط ظهر بعض خلقه كيد أو رجل أو إصبع أو ظفر أو شعر ولا يستبين خلقه إلا بعد مائة وعشرين يوماً ولد حكماً، وتحتة في الشامية: ولا يستبين خلقه الخ. قال في البحر: المراد نفخ الروح وإلا فالمشاهد ظهور خلقه قبلها. (الدر المختار مع الشامي ۵۰۰/۱ زکریا)

غیر حائضہ عورت کی عدتِ طلاق

جس عورت کو حیض نہ آتا ہو، یا تو اس وجہ سے کہ وہ نابالغہ ہو، یا اس وجہ سے کہ وہ مدتِ ایاس (حیض منقطع ہونے کی مدت) تک پہنچ چکی ہو، تو ایسی مطلقہ عورت کی عدت تین مہینے ہیں

قال الله تعالى: ﴿وَاللَّائِي يَئْسَنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَائِكُمْ إِنْ ارْتَبْتُمْ فَعِدَّتُهُنَّ ثَلَاثَةُ أَشْهُرٍ وَاللَّائِي لَمْ يَحْضُنْ﴾ [الطلاق، جزء آیت: ۴]

ولو كانت المطلقة صغيرة أو آنسة وهي حرة فعدتها ثلاثة أشهر. (خانية

علیٰ هامش الفتاویٰ الهندیہ ۵۴۹/۱ زکریا)

وإن كانت لا تحيض لكبر أو صغر أو بلغت بالسن ولم يحض فثلاثة أشهر أي فعدتها ثلاثة أشهر بالأيام إن وطئت حقيقة أو حكمًا. (مجمع الأنهر / باب العدة ۱۴۳/۲ دار الكتب العلمية بيروت، بدائع الصنائع ۳۰۳/۳، تنوير الأبصار مع الدر ۵۰۷/۳ کراچی، ۱۸۴/۵ زکریا)

غیر حائضہ عورت کی عدت کا شمار مہینوں سے ہوگا یا دنوں سے؟
جس عورت کو حیض نہ آتا ہو اُسے اگر شوہر نے چاند کی پہلی تاریخ کو طلاق دی ہے، تو اُس کی عدت قمری مہینوں کے اعتبار سے شروع ہوگی، اور اگر درمیان مہینہ میں طلاق دی ہے تو دنوں کے حساب سے ۹۰ دن پورے کئے جائیں گے۔

إذا اتفق عدة الطلاق والموت في غرة الشهر اعتبرت الشهور بالأهلة، وإن نقصت عن العدد، وإن اتفق في وسط الشهر فعند الإمام يعتبر بالأيام فتعد في الطلاق بتسعين يومًا. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۸۷/۵ زکریا، ۵۰۹/۳ کراچی، کذا في الفتاویٰ الهندیہ ۵۲۷/۱، وکذا في الفتاویٰ التاتاریخانیہ ۲۳۱/۵ زکریا، بدائع الصنائع ۳۰۹/۳)

مہینوں کے ذریعہ عدت کی تکمیل کے بعد آئسہ کو حیض آنے لگا

جو مطلقہ عورت سن ایاس کو پہنچ چکی ہو اور اُس نے اپنے کو آئسہ سمجھ کر مہینوں کے ذریعہ عدت پوری کر لی، پھر بعد میں اسے حیض کا خون آنا شروع ہو گیا، تو ایسی عورت کے متعلق رائج قول یہی ہے کہ اُس کی عدت تین مہینوں کے ذریعہ پوری سمجھی جائے گی، اب وہ دوسرے شخص سے نکاح بھی کر سکتی ہے۔

ولا يفتى به ببطلان الاعتداد بالأشهر إن كانت رأّت الدم بعد تمام

الا اعتداد بالأشهر. (الفتاویٰ التاتاریخانیة، کتاب الطلاق / الفصل الثامن والعشرون في العدة

۲۲۹/۵-۲۳۰ رقم: ۷۷۲۸ زکریا)

آئسۃ اعتدت بالأشهر ثم عاد دمها استأنفت بالحیض لكن اختار
البهنسی ما اختاره الشهيد أنها إن رأته قبل تمام الأشهر استأنفت لا بعدها.
قلت: وهو ما اختاره صدر الشريعة وملا خسرو الباقاني. وفي الجوهرۃ
والمجتبی: أنه الصحيح المختار وعليه الفتوى. (رد المحتار مع الدر المختار، کتاب
الطلاق / باب العدة ۱۹۴/۵-۱۹۵ زکریا)

ذكر الصدر الشهيد: أن المرئي بعد الحكم بالأیاس إذا كان دمًا خالصًا
فهو حیض، وانتقض الحكم بالأیاس لكن فیما یستقبل من الزمان لا فیما مضى
عليها من الأحكام. (الفتاویٰ الهندیة ۵۸۲/۱ جدید زکریا)

مزنیہ عورت پر عدت نہیں

اگر کسی غیر منکوحہ عورت سے زنا کیا جائے تو اس کی وجہ سے اس عورت پر کوئی عدت
واجب نہیں ہوتی، اور زنا کے بعد اس سے بلا تاخیر نکاح کرنا درست ہے۔ (تاہم اگر وہ حاملہ ہو،
اور وہ حمل ناکح کے علاوہ کسی اور کا ہو، تو وضع حمل سے پہلے اس سے وطی جائز نہ ہوگی)
فلا عدة لزنا (الدر المختار) بل یجوز تزوج المزني بها وإن كانت حاملًا؛
لكن يمنع عن الوطء حتى تضع. (شامی، کتاب الطلاق / باب العدة ۱۷۹/۵ زکریا)

مزنیہ منکوحہ عورت اپنے شوہر پر حرام نہیں

اگر کسی منکوحہ عورت سے کسی شخص نے جان بوجھ کر زنا کیا، تو اس کی وجہ سے وہ اپنے
شوہر پر حرام نہ ہوگی (گوکہ زنا بہر حال بدترین جرم ہے)
لو تزوجت امرأة الغير ودخل بها عالمًا بذلك لا يحرم على الزوج
وطؤها؛ لأنه زنا. (شامی، کتاب الطلاق / باب العدة ۱۷۹/۵ زکریا)

نکاح فاسد میں عدت

اگر نکاح فاسد طریقہ پر ہوا (مثلاً نکاح موقت) تو اس میں تفریق کے بعد حسب ضابطہ عدت واجب ہوتی ہے، اور اس کا آغاز اُس وقت سے ہوگا جب قاضی اُن دونوں میں تفریق کا فیصلہ کر دے، یا شوہر متارکت کا پختہ ارادہ کر لے۔

و کذا موطوءة بشبهة أو نکاح فاسد أي عدة كل منهما ثلاث حيض.

(شامی، کتاب الطلاق / باب العدة ۱۸۳/۵ زکریا، مجمع الأنهر ۱۴۳/۲)

لما سيأتي من أن مبدأ العدة في النكاح الفاسد بعد التفريق من القاضي

بينهما أو المتاركة. (شامی، کتاب الطلاق / باب العدة ۱۷۹/۵ زکریا)

وطی بالشبه میں عدت

اگر کسی عورت کے ساتھ شبہ میں وطی کر لی گئی، مثلاً غلطی سے شوہر کے علاوہ کسی اور سے رخصتی ہو گئی، تو وطی کے بعد غلطی کا علم ہوتے ہی اُس پر عدت واجب ہوگی۔

و کذا موطوءة بشبهة كمز فوفية لغير بعلمها. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب

العدة ۱۸۳/۵ زکریا، مجمع الأنهر ۱۴۳/۲، بدائع الصنائع ۳۰۳/۳)

وفي الوطء بشبهة عند انتهاء الوطء واتضح الحال. (شامی، کتاب الطلاق /

باب العدة ۱۷۹/۵ زکریا)

معتدہ رجعیہ کا شوہر دورانِ عدت وفات پا گیا

معتدہ رجعیہ دورانِ عدت شوہر کی وفات کی صورت میں عدتِ وفات گزارے گی، اور وفات سے قبل عدت میں گزارا ہوا زمانہ کا عدم سمجھا جائے گا۔

رجل طلق امرأته طلاقاً رجعياً فاعتدت بثلاث حيض إلا يوماً فمات الزوج

يلزمها أربعة أشهر وعشراً، كذا في غاية البيان. (الفتاوى الهندية ۵۸۴/۱ جدید زکریا)

إذا طلق امرأته ثم مات فإن كان الطلاق رجعيًا انتقلت عدتها إلى الوفاة، سواء طلقها في حالة المرض أو الصحة وانهدمت عدة الطلاق. (الفتاوى الهندية ۵۸۳/۱ جدید زکریا، بدائع الصنائع ۳۱۷/۳، الفتاوى التاتارخانية ۲۳۵/۵ زکریا)

حاصل المسألة أن الزوج إذا طلق زوجته طلاقاً رجعيًا في صحته أو مرضه، ودخلت في عدة الطلاق، ثم مات والعدة باقية تنتقل عدتها إلى عدة الموت إجمالاً؛ لأنها حينئذٍ زوجته وتورث منه. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۹۳/۵ زکریا)

حالتِ صحت میں طلاقِ بائن دی پھر دورانِ عدت شوہر کا انتقال ہو گیا

اگر شوہر نے حالتِ صحت میں طلاقِ بائن دی ہے، اور دورانِ عدت شوہر کا انتقال ہو جائے، تو یہ مطلقہ بائنہ صرف عدتِ طلاق ہی گزارے گی، موت کی عدت اُس پر لازم نہیں۔
وخرج أيضًا ما لو طلقها بائنًا في صحته ثم مات لا تنتقل عدتها، ولا تورث اتفاقًا، صرح به في الفتح؛ لأنه ليس فأراً. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب في عدة الموت ۱۹۲/۵ زکریا)

وإذا مات زوج المطلقة ففي الرجعة تنتقل إلى عدة الوفاة، وفي البائن لا، إن لم تورث. (الفتاوى التاتارخانية ۲۳۵/۵ زکریا)

إذا طلق امرأته ثم مات إن كان بائنًا أو ثلاثًا، فإن لم تورث بأن طلقها في حالة الصحة لا تنتقل عدتها. (الفتاوى الهندية ۵۸۳/۱ جدید زکریا، بدائع الصنائع ۳۱۷/۳)

جس عورت کا شوہر مرض الوفاة میں طلاقِ بائن دے کر انتقال کر جائے وہ عدت کیسے گزارے؟

اگر بیوی کی مرضی کے بغیر مرض الوفاة میں شوہر نے طلاقِ بائن دی ہے، تو ایسی صورت

میں عدت طلاق اور عدت موت میں جس کی مدت بعد میں ختم ہو، اُسی کے ذریعہ عدت کی تکمیل ہوگی، اور یہ عورت شوہر کی وارث بھی بنے گی۔ اور مرض الوفا میں اگر بیوی کی رضامندی سے طلاق بائن دی گئی ہے، اور پھر دورانِ عدت شوہر کا انتقال ہو جائے، تو یہ مطلقہ صرف عدت طلاق گزارے گی، عدت موت اُس پر لازم نہیں ہے، اور اس صورت میں وہ شوہر کی وارث بھی نہ ہوگی۔

وإذا طلق امرأته في مرض الموت ثلاثاً أو طلاقاً بائناً، ثم مات قبل انقضاء العدة فورثت واعتدت بأربعة أشهر وعشر فيها ثلاث حيض في قول أبي حنيفة. وفي الخانية: حتى لو اعتدت بأربعة أشهر وعشر ولم تحض كانت في العدة ما لم تحض ثلاث حيض، ولو حاضت ثلاث حيض قبل تمام أربعة أشهر وعشر لا تنقضي عدتها حتى تتم المدة. (الفتاوى التاتارخانية ۲۳۵/۵ رقم: ۷۷۴۳ زکریا)

والموتوفى عنها زوجها وقد طلقها زوجها إن كانت ترث زوجها المطلق تعتد بأبعد الأجلين. (فتاوى قاضی خان ۳۴۸/۱ مکتبۃ الإتحاد دیوبند)

وإذا ورثت المطلقة في المرض أي ورثت التي طلقت في المرض بأن طلقها بغير رضاها بحيث صار فاراً ومات وهي في العدة، فعدتها أبعد الأجلين أي الأبعد من أربعة أشهر وعشر وثلاث حيض، فلو تربصت حتى مضت ثلاث حيض ولم تستكمل أربعة أشهر وعشر لم تنقض عدتها حتى تستكملها، وإن مضت أربعة أشهر وعشر ولم تمض لها ثلاث حيض بأن امتد طهرها لم تنقض عدتها حتى تمضي وإن مكثت سنين ما لم تدخل سن الأياس فتعتد بالأشهر.

(فتح القدیر / کتاب الطلاق ۲۸۳/۴ - ۲۸۴ المکتبۃ الأشرفیۃ دیوبند)

غیر حاملہ بیوہ کی عدت

جس عورت کا شوہر انتقال کر جائے اور وہ حاملہ نہ ہو، تو اُس کی عدت ۴ مہینے ۱۰ دن ہے۔ اور یہ مدت قرآن کریم میں متعین کی گئی ہے، اس لئے اس میں چوں چرا کی کوئی گنجائش نہیں ہے؛ تاہم اس میں یہ حکمت بیان کی جاسکتی ہے کہ عموماً ۴ مہینے کے اندر پیٹ میں پلنے والے

جنین میں روح ڈال دی جاتی ہے، تو اس مدت تک انتظار کرنا ضروری قرار دیا گیا؛ تاکہ اس بیوہ کے حاملہ ہونے یا نہ ہونے کا معاملہ بالکل واضح ہو جائے، اور کوئی شک و شبہ نہ رہے۔

قال الله تعالى: ﴿وَالَّذِينَ يَتَوَقَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۳۴]

وقد ذكر سعيد بن المسيب وأبو العالية وغيرهما: أن الحكمة في جعل عدة الوفاة أربعة أشهر وعشراً لاحتمال اشتغال الرحم على حمل، فإذا انتظر به هذه المدة، ظهر إن كان موجوداً كما في جاء في حديث ابن مسعود الذي في الصحيحين وغيرهما: ”إن خلق أحدهم يجمع في بطن أمه أربعين يوماً نطفة، ثم يكون علقه مثل ذلك، ثم يكون مضغة مثل ذلك، ثم يبعث إليه الملك فينفخ فيه الروح“. فهذه ثلاث أربعينات بأربعة أشهر، والاحتياط بعشر بعدها لما قد تنقص بعض الشهور، ثم لظهور الحركة بعد نفخ الروح فيه، والله أعلم.

قال سعيد بن أبي عروبة عن قتادة: سألت سعيد بن المسيب ما بال العشر؟ قال: فيه ينفخ الروح. (تفسير ابن كثير مكمل، البقرة ۲۳۴ دار السلام رياض، ۵۷۰-۵۷۱ زكريا)

حاملہ بیوہ کی عدت

شوہر کے انتقال کے وقت اگر اُس کی بیوی حاملہ ہو، تو اُس کی عدت وضع حمل (بچہ کی پیدائش) سے پوری ہوگی۔ (خواہ وضع حمل شوہر کے انتقال کے کچھ دیر بعد ہی ہو جائے)

قال الله تعالى: ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ أَجَلُهُنَّ أَنْ يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ، وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مِنْ أَمْرِهِ يُسْرًا﴾ [الطلاق، جزء آیت: ۴]

وعدة الحامل أن تضع حملها. (الفتاوى الهندية ۵۲۸/۱ قديم، شامي ۱۸۹/۵

زكريا، بدائع الصنائع ۳/۴۰، فتاوى قاضي خان ۱/۳۴۷)

عدتِ وفات کا شمار مہینوں سے ہوگا یا دنوں سے؟

اگر قمری مہینے کی پہلی تاریخ کو شوہر کی وفات ہوئی ہے تو عدت کا شمار قمری مہینوں سے کیا

جائے گا، یعنی مکمل ۴ مہینے اور پانچویں مہینے کے ۱۰ اردن اور ۱۰ راتیں۔ اور اگر درمیان مہینے میں وفات ہوئی ہے تو مفتی بقول کے مطابق عدت کا شمار دنوں کے اعتبار سے ہوگا، یعنی کل ۱۳۰ اردن اور رات پورے ہونے پر عدت مکمل ہو جائے گی۔

والعدة للموت أربعة أشهر بالأهلة لو في الغرة، كما مر. وعشرة من الأيام الخ. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب في عدة الموت ۱۸۸/۵ زکریا) فجملة الكلام فيه أن سبب وجوب هذه العدة من الوفاة والطلاق ونحو ذلك، إذا اتفق في غرة الشهر اعتبرت الأشهر بالأهلة، وإن نقصت عن العدد الخ، وإن كانت الفرقة في بعض الشهر اختلفوا فيه. قال أبو حنيفة: يعتبر بالأيام فتعد من الطلاق وأخواته تسعين يوماً، ومن الوفاة مائة وثلاثين يوماً. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / الكلام في عدة الأشهر ۳۰۹/۳ - ۳۱۰ المكتبة النعمية ديوبند)

غیر مدخولہ بیوہ کی عدت

اگر نکاح کے بعد رخصتی سے پہلے شوہر کا انتقال ہو جائے، تو بھی اُس کی بیوہ پر وفات کی عدت واجب ہوتی ہے۔

والعدة للموت أربعة أشهر الخ، وعشرة من الأيام الخ مطلقاً، وطئت أو لا. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۸۸/۵ زکریا)

وعدة المتوفى عنها زوجها إذا كانت غير حامل وهي حرة أربعة أشهر وعشرًا، يستوي في ذلك الدخول وعدم الدخول والصغر والكبر. (الفتاوى التاتارخانية ۲۲۸/۵ رقم: ۷۷۲۵ زکریا)

شوہر سے الگ رہنے والی پر عدت وفات کا حکم

اگر کوئی عورت ایک مدت سے شوہر سے الگ رہ رہی ہو، اور پھر اُس کے شوہر کا انتقال ہو جائے، تو اُس پر بھی حسب ضابطہ عدت وفات لازم ہوگی۔

والعدة للموت أربعة أشهر الخ، وعشرة من الأيام الخ مطلقاً، وطئت أو

لا . (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة ۱۸۸/۵ زکریا)

شوہر اگر بچہ ہو تو اُس کی وفات پر بھی عدت ہے

اگر شوہر غیر مہرہق بچہ ہو (جس سے صحبت کا کوئی امکان نہ ہو) تو اُس کی وفات پر بھی اُس کی منکوحہ پر عدتِ وفات گزارنا لازم ہوگا۔ (اور یہاں عدت کی حکمت شوہر کی جدائی پر اظہارِ غم ہے) وعدة المتوفی عنها زوجها إذا كانت غیر حامل وهي حرة أربعة أشهر وعشرًا، يستوي في ذلك الدخول وعدم الدخول والصغر والكبر . (الفتاویٰ التاتاریخانیہ ۲۲۸/۵ رقم: ۷۷۲۵ زکریا)

متوفی شوہر بچہ کی بیوی اگر حاملہ ہو تو اُس کی عدت کیا ہے؟

اگر غیر مہرہق بچہ کی منکوحہ عورت شوہر کے انتقال کے وقت (کسی اور سے) حاملہ ہو، اور اُس کی وفات سے ۶ مہینے کے اندر اندر اُس کا وضع حمل ہو جائے، تو اُس کی عدتِ وفات وضع حمل پر پوری ہو جائے گی۔

اور اگر وہ عورت شوہر کے انتقال کے بعد حاملہ ہوئی ہے (جس کی ایک نشانی یہ ہے کہ انتقال کے ۶ مہینے یا اُس سے زیادہ گزرنے کے بعد وضع حمل ہوا ہو) تو ایسی صورت میں اُس عورت کی عدتِ وفات ۴ مہینے ۱۰ دن میں پوری ہوگی۔

(اور ہر صورت پیدا شدہ بچہ کا نسب متوفی نابالغ غیر مہرہق شوہر سے ثابت نہ ہوگا؛ البتہ اگر شوہر مہرہق یعنی قریب البلوغ ہو، تو احتیاطاً بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہو جائے گا)

وفي حق الحامل الخ وضع جميع حملها الخ، ولو كان زوجها الميت صغيراً غير مہرہق، وولدت لأقل من نصف حول من موتہ في الأصح، لعموم آية: ﴿وَأُولَاتُ الْأَحْمَالِ﴾ وفي من حبلت بعد موت الصبي بأن ولدت لنصف حول فأكثر عدة الموت إجماعاً لعدم الحمل عند الموت، ولا نسب في حاله

إذ لا ماء للصبي، نعم ينبغي ثبوته من المراهق احتياطاً. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب في عدة الموت ۱۸۹/۵-۱۹۱ زكريا)

عدتِ وفات کی ابتداء کس وقت سے ہوگی؟

عدتِ وفات شوہر کے انتقال کے فوراً بعد شروع ہو جاتی ہے (اس میں تہنیز و تکفین یا دفن ہونے کے وقت کا اعتبار نہیں کیا جاتا)

ومبدأ العدة بعد الطلاق وبعد الموت على الفور. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب: في وطء المعتدة بشبهة ۵۲۰/۳ دار الفكر بيروت، ۲۰۲/۵ زكريا، كذا في الهداية، كتاب الطلاق / باب العدة ۴۲۵/۲)

المرأة إذا بلغها طلاق زوجها الغائب أو موته تعتبر عدتها من وقت الموت والطلاق عندنا لا من وقت الخبر. (فتاوى قاضي خان على الهندية ۵۵۲/۱ زكريا)

وفات کی خبر بعد میں ملی

اگر شوہر انتقال ہو گیا اور بیوی کو اُس کی اطلاع تاخیر سے ہوئی، تو بھی عدتِ وفات کا شمار انتقال کے وقت سے ہوگا، حتیٰ کہ اگر ۴ مہینے ۱۰ روں کے بعد خبر ملی، تو اُس کی عدت خود بخود پوری سمجھی جائے گی۔

وتنقضي العدة وإن جهلت المرأة بهما؛ لأنها أجل، فلا يشترط العلم بمضيها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب في وطء المعتدة بشبهة ۲۰۲/۵ زكريا، البحر الرائق ۱۴۴/۴ کراچی)

ابتداء العدة في الطلاق عقيب الطلاق، وفي الوفاة عقيب الوفاة، فإن لم تعلم بالطلاق أو الوفاة حتى مضت مدة العدة، فقد انقضت عدتها؛ لأن سبب وجوب العدة الطلاق أو الوفاة فيعتبر ابتداءها من وقت وجود السبب الخ.

(الهداية ۴۲۵/۲، الفتاوى الهندية ۵۳۱/۱-۵۳۲ زكريا)

عدتِ وفات کس وقت ختم ہوگی؟

عدتِ وفات کی تکمیل کے لئے مقررہ ۴ مہینے ۱۰ اردن اور اتنی ہی راتوں کا مکمل ہونا ضروری ہے؛ لہذا جس وقت انتقال ہوا ہے مدت گزرنے کے بعد اُسی وقت عدت کی تکمیل ہوگی (مثلاً دن میں ۱۰ بجے انتقال ہوا، تو ۱۳۰ دن کے بعد ۱۳۱ ویں دن ۱۰ بجے عدت پوری سمجھی جائے گی)

قلنا: إن ذكر كل من الأيام والليالي بصيغة الجمع لفظاً أو تقديرًا يقتضي دخول ما يوازيه استقراءً، ومثله في الفتح الخ. (شامی، کتاب الطلاق /

باب العدة، مطلب في عدة الموت ۱۸۸/۵ زکریا)

کیا وفات کے بعد بیوی کے گھر سے باہر نکلنے سے عدت ساقط ہو جاتی ہے؟

بعض لوگوں میں یہ بات مشہور ہے کہ اگر بیوہ عورت شوہر کے جنازہ کے ساتھ گھر سے دو چار قدم باہر نکل جائے تو اُس پر عدت گزارنی واجب نہیں رہتی، تو یہ محض جہالت کی بات ہے۔ عدت گزارنا بہر حال بیوہ پر لازم ہے، جنازہ کے ساتھ باہر آنے سے عدت کا حکم ساقط نہیں ہوتا۔

قال الله تعالى: ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ

بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۳۴]

عدت کی تکمیل کے لئے کیا گھر سے باہر نکلنا ضروری ہے؟

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ معتدہ کی عدت اُس وقت تک پوری نہ ہوگی جب تک کہ وہ مدت مکمل ہونے کے بعد گھر سے باہر نہ نکلے۔ چنانچہ جس دن عدت پوری ہوتی ہے، اُس دن اُسے بہت اہتمام سے گھر سے نکال کر دوسری جگہ لے جایا جاتا ہے۔ تو واضح رہنا چاہئے کہ عدت کی تکمیل کے لئے گھر سے باہر نکلنا ضروری نہیں ہے؛ بلکہ وقت پورا ہو جانے سے ہی عدت پوری ہو جاتی ہے، اگرچہ عورت اپنے گھر ہی میں موجود ہو۔

والعدة: في اللغة أيام أقراء المرأة، وفي الشريعة: تربص يلزم المرأة عند

زوال ملک المتعة متأكداً بالدخول، أو الخلوة أو الموت. (العناية شرح الهداية ۲۷۵/۴
المكتبة الأشرفية ديوبند، كذا في هامش الهداية ۲۸۱/۳ مكتبة البشرى كراچی، ۴۲۲/۲ النسخة الهندية)

دورانِ عدت زنا کرنے کے بعد مزنیہ سے نکاح کرنا

اگر کوئی عورت طلاق یا وفات کی عدت گزار رہی تھی، اس دوران اُس سے کوئی شخص زنا کر لے، تو اُس پر از سر نو عدت گزارنا لازم نہیں، اور نہ ہی عدت کے بعد زانی سے نکاح کرنے کے لئے دوسری عدت کی ضرورت ہے؛ بلکہ پہلی عدت گزرنے کے بعد بلاشبہ اُس سے زانی کا نکاح جائز ہے۔ (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۱/۱۲۷ اُبھیل)

فظهر أن الحامل من الزنا لا عدة عليه أصلاً. (البحر الرائق ۲۲۹/۴ زکریا)
لا تجب العدة على الزانية، وهذا قول أبي حنيفة ومحمد رحمه الله.
(الفتاویٰ الهندیہ ۵۲۶/۱ زکریا، شامی ۵۰۳/۳ کراچی)

فلا عدة على المزني بها في رأى الحنفية والشافعية، خلافاً للمالكية
والحنابلة. (الفقه الإسلامي وأدلته / الفصل الرابع: العدة والاستبراء ۵۹۱/۷)

مطلقہ عورت سے عدت میں نکاح کرنا

محض طلاق دینے سے عورت کا شوہر سے بالکلیہ تعلق ختم نہیں ہو جاتا؛ بلکہ عدت گزرنے تک باقی رہتا ہے؛ لہذا دورانِ عدت اُس عورت سے دوسرے شخص کے لئے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

أما نكاح منكوحه الغير ومعتدته لا يجوز. (شامی ۲۷۴/۴ زکریا، ۱۳۲/۳ کراچی)
لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره وكذلك المعتدة. (الفتاویٰ الهندیہ
۲۸۰/۱ زکریا، بدائع الصنائع ۵۴۸/۲-۵۴۹ بیروت، الفقه الإسلامي وأدلته ۱۰۳/۷، فتاویٰ قاضی خان
علی الهندیہ ۳۶۶/۱ زکریا)



عدت کی پابندیاں

مطلقة بائنہ اور بیوہ پرسوگ (احداد) واجب ہے

شریعت نے نکاح کی نعمت فوت ہونے پر دورانِ عدت مطلقہ بائنہ اور بیوہ عورت پرسوگ اور غم کا اظہار واجب قرار دیا ہے، جس کا لحاظ رکھنا اُس پر لازم ہے، ورنہ گنہگار ہوگی۔
وتحد الخ مكلفة مسلمة الخ بنكاح صحيح، ودخل بها بدليل قوله: إذا كانت معتدة بت أو موت الخ، إظهاراً للتأسف على فوات النكاح. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۷/۵ زکریا)

معتدہ کے لئے ترک زینت کا حکم کیوں؟

معتدہ عورت کے لئے عدت کی پابندیوں کی دو حکمتیں ہیں: اولاً نعمتِ نکاح کے فوت ہونے پر اظہارِ افسوس ہے، دوسرے یہ کہ زیب و زینت عورت کی طرف مردوں کے راغب ہونے کے اسباب میں سے ہے، اور اس عدت کی حالت میں معتدہ سے نکاح حرام ہے، تو جو چیز حرام تک پہنچنے کا ذریعہ بنے، اُسے بھی ممنوع قرار دیا جانا حکمت کے عین مطابق ہے۔

والمعنى فيه أي في إيجاب ترك الطيب والزينة وجهان: أحدهما: ما ذكرناه من إظهار التأسف. والثاني: أن هذه الأشياء دواعي الرغبة فيها؛ لأن المرأة إن كانت متزينة متطيبة تزيد رغبة الرجل فيها، وهي ممنوعة عن النكاح، ما دامت في عدة الوفاة أو الطلاق، فتجتنبها كيلا تصير ذريعة أي وسيلة إلى الوقوع في المحرم، وهو النكاح. (عناية شرح الهداية ۳۳۹/۴ دار الفكر بيروت، ۳۰/۴ المكتبة الأشرفية)

کیا شوہر کے منع کرنے سے سوگ کا حکم مرتفع ہو سکتا ہے؟

عورت پرسوگ منانا ایک شرعی حق ہے، جو بہر حال واجب ہے؛ حتیٰ کہ اگر شوہر صراحتاً اس سے

منع کرے تو بھی عورت پر سوگ منانا لازم ہے، اس بارے میں شوہر کی بات ماننا اُس کے لئے جائز نہیں۔
تُحَدُّ الخ، وإن أمرها المطلق أو الميت بتركه؛ لأنه حق الشرع. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / فصل فی الحداد ۲۱۷/۵ زکریا)

شوہر کے علاوہ کسی کے انتقال پر ۳ دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں
اسلام میں شوہر کے علاوہ کسی بھی عزیز قریب وغیرہ کے انتقال پر ۳ دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں ہے۔

تنبیہ :- اسی سے معلوم ہو گیا کہ آج کل کسی عزیز کے انتقال کے بعد جو عید یا بقرعید آتی ہے، اُس میں اظہارِ غم کے طور پر قصدائے کپڑوں اور زیب و زینت سے اجتناب کیا جاتا ہے، یہ طریقہ شرعاً غلط ہے، جس پر نکیر کی جانی چاہئے۔

عن زینب بنت أبی سلمة رضي الله عنها قالت: لما أتى أم حبيبة نعي أبي سفيان دعت في اليوم الثالث بصفرة فمسحت به ذراعيها وعارضتها، وقالت: كنت عن هذا غنية، سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول: لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر أن تُحدَّ فوق ثلاثٍ إلا على زوج؛ فإنها تُحدُّ عليه أربعة أشهرٍ وعشرًا. (صحيح مسلم / باب وجوب الإحداد في عدة الوفاة وتحريمه في غير ذلك إلا ثلاثة أيام ۴۸۷/۱، الموسوعة الفقهية ۱۰۵/۲ الكويت)

ويباح الحداد على قرابة ثلاثة أيام فقط. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۰/۵ زکریا)

ذیل میں عدت کی پابندیوں سے متعلق چند اہم مسائل ذکر کئے جاتے ہیں:

عدت میں عورت کے لئے کن چیزوں کا استعمال ممنوع ہے؟

مطلقہ بانہ اور بیوہ کے لئے ہر طرح کی زیب و زینت دورانِ عدت ممنوع ہے۔ مثلاً:

(۱) وہ کسی طرح کا میک اپ نہ کرے۔

(۲) وہ کوئی زیور نہ پہنے؛ خواہ سونے چاندی کا ہو یا کسی اور دھات کا۔

(۳) باریک کنگھی سے سر کے بال نہ سنوارے؛ بلکہ ضرورت کے وقت صرف موٹے

دندانے والا کنگھا استعمال کرے۔

(۴) بدن یا کپڑوں میں کوئی خوشبو نہ لگائے۔

(۵) کوئی بھی تیل بدن پر بلا عذر نہ لگائے؛ اگرچہ وہ خوشبودار نہ ہو۔

(۶) سرمہ یا کاجل نہ لگائے۔

(۷) مہندی نہ لگائے۔

(۸) بھڑک دار رنگ کے کپڑے نہ پہنے۔

(۹) نئے کپڑے نہ پہنے۔

(۱۰) ریشمی کپڑے نہ پہنے۔

(۱۱) خوشبو میں رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنے۔

عن أم سلمة رضي الله عنها زوج النبي صلى الله عليه وسلم عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال: المتوفى عنها زوجها لا تلبس المعصفر من الثياب، ولا الممشقة ولا الحلي ولا تختضب ولا تكتحل. (سنن أبي داود، كتاب الطلاق / باب فيما تحتبه المعتدة في عدتها ۳۱۵/۱ رقم: ۲۳۰۴، صحيح البخاري ۸۰۴/۲ رقم: ۵۱۳۳)

تحد مكلفةً مسلمةً الخ، بترك الزينة بحليٍّ أو حريرٍ أو امتشاط بضيق الأسنان والطيب الخ، والدهن، ولو بلا طيبٍ كزيتٍ خالصٍ، والكحل والحناء ولبس المعصفر والمزعفر ومصبوغٍ بمغرةٍ أو ورسٍ إلا بعذرٍ، راجع للجميع، إذ الضرورات تبيح المحظورات. (الدر المختار مع الشامى، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۸-۲۱۷/۵ زكريا)

والمراد بالشوب ما كان جديداً تقع به الزينة وإلا فلا بأس به؛ لأنه لا يقصد به إلا ستر العورة والأحكام تبتني على المقاصد، كما في المحيط. (شامى، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۸/۵ زكريا)

فأما ما يتصل بالبدن فالذي يحرم عليها كل ما يُعتبر مرغباً فيها من طيبٍ

وخصابٍ وکحلٍ للزينة، ومن ذلك الأشياء المحدثّة للزينة، وليس من ذلك ما تتعاطاه المرأة للتداوي كالكحل والامتنشاط بمشطٍ واسعٍ لا طيبٍ فيه. (الموسوعة الفقهية / مادة: إحداد ۱۰۷/۲ الكويت)

عدت میں چوڑیوں کا استعمال

چوڑی پہننا زیب و زینت میں داخل ہے، اور معتدہ طلاق و وفات کو دورانِ عدت زینت اختیار کرنا منع ہے؛ لہذا اُن کے لئے عدت میں چوڑی پہننا درست نہ ہوگا۔

على المبتوتة والمتوفى عنها زوجها إذا كانت بالغة مسلمة الحداد في عدتها، والحداد الاجتناب عن الطيب، ولبس الحلي والتزين. (الفتاوى الهندية / الباب الرابع عشر في الحداد ۵۳۳/۱ زکریا، الدر المختار مع الشامی ۲۱۸/۵ زکریا، ۵۳۰/۳-۵۳۱ کراچی) وتترك أنواع الحلي والزينة. (تبیین الحقائق ۲۶۷/۳ زکریا)

کیا عدت میں چوڑی وغیرہ توڑ دینی چاہئیں؟

عورت اگر طلاق یا شوہر کی موت کے وقت چوڑی پہنے ہوئے ہو، تو اُسے فوراً اُتار کر حفاظت سے رکھ دے، اور عدت پوری ہونے کے بعد چاہے تو پہن لے۔ ان چوڑیوں کو توڑنا مال کا بے فائدہ ضیاع ہے، جس کی شرعاً اجازت نہیں ہے۔ (لہذا بہت سے علاقوں میں شوہر کے انتقال پر بیوی کی چوڑیاں توڑنے کا جو رواج ہے، وہ غلط اور ناجائز ہے) (مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۱۳/۱۳۱۳ ڈبھیل)

تحد الخ، مكلفة مسلمة الخ، إذا كانت معتدة بت أو موت الخ، بترك الزينة بحلي. (الدر المختار مع الشامی ۲۱۷/۵-۲۱۸ زکریا، البحر الرائق ۱۵۰/۴ کراچی)

دورانِ عدت بطور علاج سر میں مہندی لگانا؟

معتدہ عورت کے لئے زینت کی غرض سے سر کے بالوں میں مہندی لگانا درست نہیں ہے؛ لیکن اگر سر کے درد کے علاج کے طور پر مہندی لگائی، تو اس کی گنجائش ہے۔

تحد مکلفة مسلمة ولو أمة منكوحة إذا كانت معتدة بت أو موت بترك الزينة والطيب والدهن والكحل والحناء ولبس المعصفر والمزعرفر إلا بعذر، راجع للجميع، إذ الضرورات تبيح المحظورات. (درمختار) وتحتنه في الشامية: والمراد بالشوب ما كان جديداً تقع به الزينة وإلا فلا بأس به. (الدر المختار مع الشامى / باب العدة، فصل في الحداد ۲۱۷/۵-۲۱۸ زكريا، الهداية ۴۲۷/۲)

واعتادت الدهن فخافت وجعاً، فإن كان ذلك أمراً ظاهراً يباح لها؛ لأن الغالب كالواقع، وكذا لبس الحرير إذا احتاجت إليه لعذر لا بأس به. (الهداية ۴۲۸/۲) والحداد أن تترك الطيب والزينة والكحل والدهن المطيب وغير المطيب إلا من عذر، وفي الجامع الصغير إلا من وجع. (فتح القدير / كتاب الطلاق ۳۰۵/۴ المكتبة الأشرفية ديوبند)

عدت میں پان کھانے کا حکم

اگر کوئی عورت عدت میں محض شوقیہ طور پر برائے زینت پان استعمال کرے، تو اُس سے منع کیا جائے گا؛ اس لئے کہ اس سے ہونٹوں پر سرخی ظاہر ہونے سے ایک طرح کی زینت پیدا ہو جاتی ہے؛ لیکن جو عورت پان کھانے کی عادی ہو اور پان کھائے بغیر اُس کے لئے وقت گزارنا مشکل ہو تو ایسی عورت کے لئے عدت میں پان کھانا ممنوع نہیں ہے؛ کیوں کہ یہ زینت میں داخل نہیں ہے۔

عن أم سلمة زوج النبي صلى الله عليه وسلم: المتوفى عنها زوجها لا تلبس المعصفرة من الثياب ولا تختضب ولا تكتحل. (المسند للإمام أحمد بن حنبل ۱۰۸۰/۲ رقم: ۲۶۵۸۱ بيت الأفكار الدولية)

وبه ظهر أن الممنوع استعماله على وجه يكون فيه زينة فلا تمنع من مسه بيد لعصر أو بيع أو أكل. (شامى، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۸/۵ زكريا)

معتدہ کا آنکھ دکھنے کی وجہ سے سرمہ لگانا

اگر معتدہ کی آنکھ دکھنے لگے تو دوا کے طور پر سرمہ لگانے (یا آنکھ میں دوا ڈالنے) کی گنجائش ہے۔

فإن كان وجع بالعين فتكتحل. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۸/۵ زکریا)

بال اُلجھنے کی وجہ سے معتدہ کا تیل کنگھی کرنا

اگر معتدہ کے سر کے بال اُلجھ جائیں، اور تیل کنگھی کے بغیر بے چینی ہو، تو بقدر ضرورت تیل ڈال کر موٹی کنگھی سے بال درست کر سکتی ہے؛ لیکن زینت کی نیت نہ ہو۔

أو تشتكي رأسها فتدهن وتمشط بالأسنان الغليظة المتباعدة من غير إرادة الزينة؛ لأن هذا تداءٍ لا زينة. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۸/۵ زکریا)

اگر ممنوعہ کپڑوں کے علاوہ کوئی کپڑا معتدہ کو دستیاب نہ ہو

اگر معتدہ کے پاس صرف ایسے ہی کپڑے ہوں جن کا عدت میں استعمال ممنوع ہے، اور وہ انہیں بیچ کر بدلہ میں دیگر کپڑے بھی نہیں خرید سکتی، تو ستر چھپانے کے لئے انہیں ممنوع کپڑوں میں سے کوئی کپڑا استعمال کر سکتی ہے۔

وفي الكافي: إلا إذا لم يكن لها ثوبٌ إلا المصبوغ؛ فإنه لا بأس به لضرورة ستر العورة؛ لكن لا تقصد الزينة. وينبغي تقييده بقدر ما تستحدث ثوباً غيره، إما ببيعه والاستخلاف بثمانه، أو من مالها إن كان لها. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۹/۵ زکریا)

وأما من لم يكن عندها إلا ثوبٌ واحدٌ من المنهي عن لبسه، فلا يحرم عليها لبسه، حتى تجد غيره؛ لأن ستر العورة أوجبٌ من الإحدا. (الموسوعة

معتدہ کا پرانے رنگین کپڑے پہننا

معتدہ عورت ایسے پرانے رنگین کپڑے پہن سکتی ہے جن سے زینت کا اظہار نہ ہوتا ہو۔
وذكر الحلواني أن المراد بالثياب المذكورة الجديد منها، أما لو كان
خلفاً لا تقع فيه الزينة فلا بأس به. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۹/۵ زکریا)

معتدہ کا بدن کی صفائی کے لئے صابن استعمال کرنا

معتدہ بدن کی صفائی ستھرائی کے لئے غسل کر سکتی ہے، اور بغیر خوشبو کا صابن وغیرہ بھی
استعمال کر سکتی ہے؛ لیکن اُس سے زینت مقصود نہ ہو۔

ونقل في المعراج: أن عند الأئمة الثلاثة لها أن تدخل الحمام وتغسل
رأسها بالخطمي والصدر، ولم يذكر حكمه عندنا. قال في البحر: واقتصار
المصنف على ترك ما ذكر يفيد جواز دخول الحمام لها. (شامي، كتاب الطلاق /
فصل في الحداد ۲۱۹/۵ زکریا)

ولا بأس بإزالة الوسخ والتفت من ثوبها وبدنها كتنف الإبط وتقليم
الأظفار الخ، والإغتسال بالصابون غير المطيب وغسل رأسها ويديها.
(الموسوعة الفقهية / مادة: إحداد ۱۰۹/۲ الكويت)

معتدہ عورت کا گھر کو سجانا اور قالین وغیرہ پر بیٹھنا منع نہیں

معتدہ عورت کے لئے ترک زینت کے حکم کا تعلق صرف اُس کے بدن اور پہننے والے
کپڑوں سے ہے؛ لہذا اگر وہ اپنے گھر یا کمرہ کو آراستہ کرے، یا ریشم کے فرش یا کسی طرح کے
قالین وغیرہ پر اُٹھے بیٹھے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

تنبیہ :- مقتضی اقتصار ہم علی منعها مما مرَّ أن الإحداد خاص
بالبدن، فلا تُمنع من تجميل فراشٍ وأثاث بيتٍ وجلسٍ علی حریرٍ، كما نصَّ
عليه الشافعية. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۹/۵ زکریا)

معتدہ گھر سے باہر نہ نکلے

اگر دورانِ عدت نان نفقہ کا انتظام ہو، تو کسی بھی قسم کی معتدہ کے لئے دورانِ عدت گھر سے باہر جانا جائز نہیں ہے؛ البتہ اگر نان نفقہ کا انتظام نہ ہو (مثلاً معتدہ وفات بے سہارا ہو، یا معتدہ طلاق کا نفقہ شوہر نہ اٹھائے، اور کوئی دوسرا متبادل نظم بھی نہ ہو) تو ایسی معتدہ عورتیں دن کے وقت کسب معاش کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہیں؛ لیکن رات واپس آ کر گھر میں گزارنا ضروری ہے۔

ولا تخرجُ معتدة رجعي وبائن بأي فرقة كانت الخ، لو حرة الخ، مكلفةً من بيتها أصلاً لا ليلاً ولا نهاراً، ولا إلى صحن دارٍ فيها منازل لغيره ولو بإذنه؛ لأنه حق الله تعالى الخ، ومعتدة موتٍ تخرج في الجديدين وتبيت أكثر الليل في منزلها؛ لأن نفقتها عليها، فاحتاج للخروج، حتى لو كان عندها كفايتها صارت كالمطلقة، فلا يحل لها الخروج، فتح. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۳/۵-۲۲۵ زکریا)

وأما الخروج للضرورة فلا فرق فيه بينهما كما نصوا عليه فيما يأتي الخ. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵ زکریا)

قال في الفتح: والحق على أن المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع، فإن علم في واقعة عجز هذه المختلعة عن المعيشة إن لم تخرج، أفتأها بالحل وإن علم قدرتها أفتأها بالحرمة، وأقره في النهر والشر نبلاية. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد، مطلب: الحق أن على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع ۲۲۳/۵ زکریا)

معتدہ وفات کا جائیداد کی دیکھ بھال وغیرہ کے لئے گھر سے باہر نکلنا
معتدہ وفات اپنے کاروبار اور جائیداد وغیرہ کی نگرانی کے لئے دورانِ عدت دن کے

اوقات میں گھر سے باہر جاسکتی ہے؛ البتہ ضرورت پوری ہونے پر فوراً واپس آجائے، بلا وجہ گھر سے باہر نہ رہے۔

وجوز في القنية خروجها لإصلاح ما لا بد لها منه، كزراعة ولا وكيل لها. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵ زکریا)

قال في الفتح: والحاصل أن مدار حل خروجها بسبب قيام شغل المعيشة، فيتقدر بقدره فمتى انقضت حاجتها لا يحل لها بعد ذلك صرف الزمان خارج بيتها. (شامی، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵ زکریا)

معتدہ کس گھر میں عدت گزارے گی؟

شوہر کے طلاق دینے یا وفات پانے سے پہلے عورت جس گھر میں رہ رہی ہو (خواہ وہ شوہر کی ملکیت ہو یا نہ ہو) اُسی گھر میں عدت گزارنا اُس پر لازم ہے۔ (الایہ کہ کوئی عذر ہو) وتعتدان أي معتدة طلاق وموت في بيت وجبت فيه (الدر المختار) هو ما يضاف إليه بالسكنى قبل الفرقة، ولو غير بيت الزوج، كما مرّ آنفاً. (شامی، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵ زکریا)

طلاق یا موت کے وقت عورت گھر سے باہر ہو تو کیا کرے؟

اگر طلاق کے وقت یا شوہر کے انتقال کے وقت عورت گھر کے علاوہ کسی اور جگہ ہو، تو اُسے چاہئے کہ خبر ملتے ہی فوراً گھر واپس آجائے۔ (بلا عذر گھر سے باہر عدت نہ گزارے) طَلَّقَتْ أَوْ مَاتَ وَهِيَ زَائِرَةٌ فِي غَيْرِ مَسْكِنِهَا عَادَتْ إِلَيْهِ فَوْرًا، لَوْ جُوبِهَ عَلَيْهَا. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵ زکریا)

کن اعذار کی وجہ سے دوسرے گھر میں عدت گزارنے کی اجازت ہے؟
درج ذیل صورتوں میں معتدہ دوسری جگہ عدت گزار سکتی ہے:

- (۱) شوہر ظلماً مطلقہ کو گھر سے باہر کر دے۔
- (۲) کرایہ کا گھر ہو، اور کرایہ ادا نہ کرنے کی وجہ سے مالک مکان گھر سے باہر کر دے۔
- (۳) شوہر کا انتقال ہو گیا ہو، اور عورت کا حصہ وراثت اتنا نہ ہو کہ اُس کے لئے الگ کمرہ کا انتظام ہو سکے، اور دیگر وارثین اُسے ساتھ رکھنے پر آمادہ نہ ہوں۔
- (۴) گھر ڈھا جائے، یا اتنا بوسیدہ ہو کہ ڈھائے جانے کا اندیشہ ہو۔
- (۵) گھر اتنا غیر محفوظ ہو کہ اُس کا مال ضائع ہونے کا اندیشہ ہو۔
- (۶) گھر میں معتدہ اکیلی ہو، جس کی وجہ سے اُسے وحشت ہوتی ہو۔
- (۷) گھر میں نامحرموں سے پردہ کا معقول انتظام نہ ہو، اور عورت کو فتنہ کا اندیشہ ہو۔
- یا اس طرح کے کسی عذر کی وجہ سے معتدہ دوسری قریبی مناسب اور محفوظ جگہ عدت گزار سکتی ہے۔ معتدہ طلاق کے لئے شوہر پر لازم ہے کہ وہ متبادل معقول انتظام کرے، اور اگر شوہر انتظام نہ کرے، یا معتدہ وفات ہو، تو وہ اپنے طور پر انتظام کر سکتی ہے۔
- ولا یخرجان منه إلا أن تُخرج أو ینهدم المنزل أو تخاف انهدامه أو تلف مالها أو لا تجد کراء البيت، ونحو ذلك من الضرورات، فتخرج لأقرب موضع إليه. وفي الطلاق إلى حيث شاء الزوج. (الدر المختار، کتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵-۲۲۶ ذکر یا)

وشمل إخراج الزوج ظلماً أو صاحب المنزل لعدم قدرتها على الكراء، أو الوارث إذا كان نصيبها من البيت لا يكفيها الخ. ونحو ذلك منه ما في الظهيرية: لو خافت بالليل من أمر الميت والموت، ولا أحد معها، لها التحول والخوف شديداً، وإلا فلا الخ. وتعين المنزل الثاني للزوج في الطلاق، ولها في الوفاة، فتح. وكذا إذا طلقها وهو غائب فالتعيين لها الخ. وحكم ما انتقلت إليه حكم المسكن الأصلي فلا تخرج منه الخ.

لكن رأيت في كافي الحاكم ما نصه: وإذا طلقها زوجها وليس لها إلا بيت واحد، فينبغي أن يجعل بينه وبينها حجاباً، وكذلك في الوفاة إذا كان له أولاد رجال من غيرها، فاجعلوا بينهم وبينها سترًا أقامت، وإلا انتقلت، وأنت خيرٌ بأن هذا نصٌ ظاهر الرواية، فوجب المصير إليه. ولعل وجه خشية الفتنة، حيث كانوا معها رجالاً في بيت واحد الخ. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵-۲۲۶ زكريا)

دورانِ سفر طلاق یا موت کا واقعہ پیش آئے تو کیا کرے؟

اگر عورت کو سفر کے دوران طلاق دی جائے، یا دورانِ سفر اُس کو شوہر کے انتقال کی اطلاع ملے، اور اُس کا گھر مسافتِ سفر (تقریباً ۸۳ کلومیٹر) کے اندر اندر ہو، تو اُس پر فوراً گھر واپس لوٹنا ضروری ہے، اور اگر گھر مسافتِ سفر سے دور فاصلہ پر ہو، تو اگر اُمن واطمینان کے ساتھ باسانی دوسرے شہر میں قیام ممکن ہو، تو وہاں بھی عدت گزار سکتی ہے۔ ورنہ واپس بحفاظت گھر لوٹ کر عدت گزارے۔

أبأنها أو مات عنها في سفرٍ ولو في مصرٍ، وليس بينها وبين مصرها مدة سفرٍ رجعت، ولو بين مصرها مدته وبين مقصدها أقل مضت، وإن كانت تلك أي مدة السفر من كل جانب منهما الخ، فإن كانت في مفازة خيَّرت الخ، أو كانت في مصرٍ أو قريةٍ تصلح للإقامة تعتدُّ ثمه. (الدر المختار) بأن تأمن فيها على نفسها ومالها وتجد ما تحتاجه. (شامي مع الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۷/۵-۲۲۹ زكريا)

حج کی منظوری آنے کے بعد سفر سے پہلے عدت پیش آ جائے؟

اگر عورت نے حج کے سفر کا ارادہ کیا تھا، اور ویزا وغیرہ لگ کر منظوری بھی آچکی تھی؛ لیکن ابھی سفر شروع نہیں کیا تھا کہ شوہر کی وفات ہوگئی یا شوہر نے اُسے طلاق دے دی، تو عورت پر

لازم ہے کہ وہ اپنا سفر حج ملتوی کر دے اور گھر میں رہ کر عدت گزارے۔ (اور اگر عدت کے زمانہ میں سفر کر کے حج کرے گی تو حج ادا تو ہو جائے گا؛ لیکن گنہگار ہوگی)۔

عن سعيد بن المسيب أن عمر بن الخطاب رضي الله عنه كان يرد المتوفى عنهن أزواجهن من البيداء، يمنعهن الحج. (الموطأ لإمام مالك، كتاب الطلاق / باب مقام المتوفى عنها زوجها في بيتها حتى تحل ۳۷۷ رقم: ۸۸، شرح معاني الآثار / باب إحداد المعتدة ومنع سفرها ۴۴۵/۲ رقم: ۴۴۸۲)

عن مجاهد أن عمر وعثمان ردّا نسوة حاجّاتٍ ومعتبراتٍ، حتى اعتددن في بيوتهن. (المصنف لابن أبي شيبة، كتاب الحج / من كره لها أن تحج في عدتها ۵۰۴/۸ رقم: ۱۴۶۷)

فلو كانت معتدة عند خروج أهل بلدها لا يجب عليها الخ، فإن حجت وهي في العدة جازت بالاتفاق وكانت عاصية الخ. (غنية الناسك / فصل: وأما شرائط وجوب الأداء فخمسة ۳۵ مكتبة يادگار شیخ سہارنپور، انوار مناسک ۱۸۱)

ومع عدم عدها عليها مطلقاً، أية عده كانت.....، وفي الشامي: فلا يجب عليها الحج إذا وجدت. (شامي، كتاب الحج / مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع ۴۶۵/۲ کراچی، شامی ۴۶۵/۳-۴۶۶ زکریا)

المعتدة لا تسافر لحج. (الفتاوى التاتارخانية / كتاب الطلاق ۲۵۳/۳ رقم: ۷۷۸۲ زکریا)

والشرط الثاني: أن تكون خالية عن العدة عدة وفاة كانت أو عدة طلاق. (الفتاوى التاتارخانية / كتاب الحج ۴۷۵/۳ رقم: ۴۸۸۹ زکریا)

سفر حج شروع کرنے کے بعد طلاق رجعی دی گئی اور شوہر ساتھ ہے اگر عورت شوہر کے ساتھ حج کے سفر میں جا رہی تھی، اسی دوران شوہر نے اُسے طلاق رجعی دے دی، تو اُس پر لازم ہے کہ شوہر کے ساتھ ہی رہے، خواہ شوہر واپس وطن لوٹ آئے یا حج کے لئے جائے، اور شوہر کے لئے افضل یہ ہے کہ وہ رجعت کر لے۔

فإن لزمتهما في السفر فإن كان الطلاق رجعيًا تبعت زوجها رجوع أو مضى، ولا يفارقها زوجها، والأفضل أن يراجعها. (غنية الناسك ۳۵ یادگار شیخ سہارنپور)

سفر حج شروع کرنے کے بعد طلاقِ بائن دی گئی یا شوہر کی

وفات کی اطلاع ملی

اگر عورت سفر حج کے لئے روانہ ہو چکی تھی کہ اُسے طلاقِ بائن دی گئی، یا شوہر کی وفات کی اطلاع ملی، تو اُس میں درج ذیل صورتوں کے الگ الگ احکام ہوں گے:

الف:- اگر گھر سے روانہ ہوئی اور ایئر پورٹ اُس کے گھر سے مسافتِ سفر سے کم ہے، اسی درمیانِ عدت کی صورت پیش آگئی، تو اُس پر لازم ہے کہ وہ گھر واپس آ کر عدت گزارے، اور سفر حج ملتوی کر دے۔

أو بائنًا فإن كان إلى كل من بلدها ومكة أقل من مدة السفر تخير، أو إلى أحدها سفر دون الآخر تعين أن تصير إلى الآخر. (غنية الناسك ۳۵ یادگار شیخ سہارنپور)

ب:- اور اگر ایئر پورٹ اُس کے وطن سے مسافتِ سفر سے زائد ہے، اور وہ ایئر پورٹ پہنچ چکی ہے، تو ایسی صورت میں اگر محرم ساتھ نہ ہو تو اُسے واپس لوٹ آنا ضروری ہے۔ اور اگر کوئی اور محرم ساتھ جا رہا ہو تب بھی اولیٰ یہی ہے کہ وہ حج کو مؤخر کر کے وطن لوٹ آئے؛ تاہم اگر محرم کے ساتھ سفر جاری رکھے، تو بعض فقہی روایات سے اس کی بھی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

وفي منسك الفارسي وإن كان كل واحد من الطرفين سفرًا، فإن كانت في المفازة مضت إن شئت، أو رجعت بمحرم أو بغير محرم والرجوع أولى.

(غنية الناسك ۳۵ یادگار شیخ سہارنپور)

ج:- اگر ایئر پورٹ سے روانہ ہونے کے بعد یا سعودیہ پہنچنے کے بعد عدت واجب ہوئی اور وہاں عدت گزارنے کی کوئی صورت نہیں ہے (یعنی وہاں جدہ وغیرہ میں کوئی ایسا رشتہ

دار نہیں جس کے یہاں رہ کر وہ عدت کا زمانہ گزار سکے، یا مزید ویزا ملنے کا امکان نہیں ہے) تو چوں کہ قافلہ اور گروپ سے ہٹ کر عام طور پر کسی عورت کا تنہا قیام کرنا سخت مشکل ہے؛ اس لئے ایسی معتدہ عورت کو چاہئے کہ وہ ساتھیوں کے ساتھ رہ کر مناسک حج ادا کرے، اور عدت کی دیگر پابندیوں مثلاً قیام گاہ سے بے ضرورت باہر نکلنے اور زیورات کا استعمال وغیرہ سے احتراز کرتی رہے۔

أو كل منهما سفر فإن كانت في مصرٍ قرت فيه إلى أن تنقضي عدتها ولا تخرج النخ، وإن كانت في قريةٍ أو مفازةٍ لا تأمن على نفسها ومالها فلها أن تمضي إلى موضع آمنٍ النخ. (غنية الناسك ۳۵ مکتبہ یادگار شیخ سہارنپور، الدر المختار مع الشامی ۴۶۶/۳ زکریا، الفتاویٰ التاتاریخانیہ ۴۷۵/۳-۴۷۶ زکریا، بدائع الصنائع ۳۰۱/۲ زکریا، فتح القدیر ۴۲۶/۲)

معتدہ کے لئے کن لوگوں سے پردہ کرنا ضروری ہے؟

عورت کے لئے نامحرموں سے پردہ کرنا ہر حالت میں ضروری ہے، خواہ وہ عدت میں ہو یا نہ ہو، صرف عدت میں پردہ کرنے کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔ (بعض لوگ صرف عدت میں پردہ کو ضروری سمجھتے ہیں، یہ نادانی کی بات ہے)

قال الله تعالى: ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ إِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا﴾ [النور، جزء آیت: ۳۱]
وقال وتعالى: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّأَزْوَاجِكَ وَبَنَاتِكَ وَنِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيبِهِنَّ، ذَلِكَ أَذْنٰى أَنْ يُعْرَفْنَ فَلَا يُؤْذَيْنَ، وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا﴾ [الأحزاب: ۵۹]

قال أبوبكر: في هذه الآية دلالة على أن المرأة الشابة مأمورة بستر وجهها عن الأجنيين وإظهار الستر والعفاف عند الخروج؛ لئلا يطمع أهل الريب فيهن. (أحكام القرآن للحصاص / باب حجاب النساء ۳۷۲/۳ لاہور، ۴۸۶/۵ زکریا)
وتمنع المرأة الشابة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل

لخوف الفتنة. والمعنى تمنع من الكشف بخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة؛ لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة. (الدر المختار مع الشامى / باب شروط الصلاة، مطلب: في ستر العورة ۷۹/۲ زكريا)

لا يحل النظر للأجنبي من الأجنبية الحرة إلى سائر بدننها إلا الوجه والكفين. (بدائع الصنائع، كتاب الاستحسان / حكم الأجنبية الحرائر ۲۹۳/۴ زكريا، كذا في الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن ۳۲۹/۵ زكريا، مجمع الأنهر / الكراهية ۲۰۲/۴ دار الكتب العلمية بيروت)

دورانِ عدت شوہر سے پردہ کا حکم

اگر طلاقِ رجعی دی گئی ہے، اور رجعت کی اُمید ہے تو شوہر سے پردہ کا حکم نہیں ہے۔ اور اگر طلاقِ بائن یا مغلطہ دی گئی ہے، تو ایسی صورت میں شوہر سے پردہ لازم ہے۔ اگر وہ دونوں ایک گھر میں رہتے ہیں، اور شوہر کی طرف سے بے احتیاطی کا اندیشہ ہے، تو اُن کے ساتھ کوئی ایسی عورت رہنی چاہئے جو دونوں کے درمیان میل ملاپ روکنے پر قادر ہو۔

عن ابن جريج قال: قلت لعطاء: الرجل يطلق المرأة فلا يبيتها، أيستأذن؟ قال: لا، ولكن يستأنس، وتحذر هي، وتشوف له، فإن كان له بيتان، فيجعلها في أحدهما، وإن لم يكن له إلا بيت واحد، فليجعل بينه وبينها سترًا. (المصنف لعبد الرزاق، الطلاق / باب استأذن عليها ولم يبيتها ۳۲۴/۶ رقم: ۱۱۰۲۷)

وفي الطلاق إلى حيث شاء الزوج ولا بد من سترة بينهما لئلا يختلي بالأجنبية أو كان الزوج فاسقًا فخروجه أولى؛ لأن مكثها واجب لا مكثه، وحسن أن يجعل القاضي بينهما امرأة ثقة قادرة على الحيلولة بينهما. وفي المجتبى: الأفضل الحيلولة بستر، ولو فاسقًا فبامرأة. (الدر المختار مع الشامى، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۶/۵-۲۲۷ زكريا، كذا في الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / الفصل الثامن والعشرون في العدة ۲۴۵/۵ رقم: ۷۷۶۷ زكريا)

دورانِ عدت دیور، نندوئی، بہنوئی اور جیٹھ سے پردہ کا حکم؟

واضح ہو کہ عدت کے لئے پردہ کا کوئی الگ حکم نہیں ہے؛ بلکہ عورت کو نامحرم مردوں سے عدت یا غیر عدت میں بہر حال پردہ کرنا چاہئے۔ دیور، نندوئی، بہنوئی اور جیٹھ بھی نامحرم ہیں، اُن سے بھی اصلاً پردہ کا حکم ہے؛ البتہ اگر اُن کی گھر میں کثرت سے آمد و رفت ہو، اور مکمل پردہ کرنا دشوار ہو، تو کم از کم اتنا اہتمام ضرور کیا جائے کہ چہرہ اور ہتھیلیوں کے علاوہ اُن کے سامنے کوئی حصہ بدن ظاہر نہ ہو۔ اسی طرح اُن کے ساتھ تنہائی اور بے محابا گفتگو سے بھی احتیاط کی جائے۔

(اصلاح الرسوم ۵۵-۵۶، مستفاد: فتاویٰ محمودیہ ۶/۱۹-۱۷ اڈاہیل)

وتمنع المرأة الشابّة من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. والمعنى تمنع من الكشف بخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة؛ لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الصلاة / باب شروط الصلاة، مطلب: في ستر العورة ۷۹/۲ زکریا)

والحكم بالفرق بين الأجنبي وذی الرحم إذا كان النظر لا عن شهوة، فأما بالشهوة فلا يحل لأحد النظر. (بازایة علیٰ هامش الفتاویٰ الہندیہ ۳۷۳/۶ قدیم زکریا)

معتدہ کا خالہ اور ماموں زاد بھائیوں سے پردہ کرنا؟

معتدہ عورت کے لئے اپنے خالہ زاد، ماموں زاد بھائیوں وغیرہ سے اسی طرح بہنوئی اور خالو سے پردہ کرنا ضروری ہے۔

وقال اللہ تعالیٰ: ﴿وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوجَهُنَّ﴾ [النور، جزء آیت: ۳۱]

قال أبوبکر: في هذه الآية دلالة على أن المرأة الشابّة مأمورة بستر وجهها عن الأجنيين وإظهار الستر والعفاف عند الخروج؛ لئلا يطمع أهل الریب فيهن. (أحكام القرآن للجصاص / باب حجاب النساء ۳۷۲/۳ لاہور، ۴۸۶/۵ زکریا)

وتمنع المرأة الشاب من كشف الوجه بين الرجال لا لأنه عورة؛ بل لخوف الفتنة. والمعنى تمنع من الكشف بخوف أن يرى الرجال وجهها فتقع الفتنة؛ لأنه مع الكشف قد يقع النظر إليها بشهوة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الصلاة / باب شروط الصلاة، مطلب: في ستر العورة ۷۹/۲ زكريا)

لا يحل النظر للأجنبي من الأجنبية الحرة إلى سائر بدننها إلا الوجه والكفين. (بدائع الصنائع، كتاب الاستحسان / حكم الأجنبية الحرائر ۲۹۳/۴ زكريا، كذا في الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن ۳۲۹/۵ زكريا، مجمع الأنهر / كتاب الكراهية ۲۰۲/۴ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

دورانِ عدت ساس کا داماد سے پردہ؟

داماد ساس کے لئے محرم ہے؛ لہذا عدت یا بعد عدت وہ ساس کے سامنے جاسکتا ہے، اُس سے اجنبی کی طرح پردہ نہیں۔

قال الله تعالى: ﴿وَلَا يُدَيِّنُ زَيْنَتُهُنَّ إِلَّا لِبُعُولَتِهِنَّ أَوْ آبَائِهِنَّ﴾ [النور، جزء آیت: ۳۱]

وحرّم المصاهرة بنت زوجته الموطوءة وأم زوجته وجداتها مطلقاً

بمجرد العقد الصحيح. (الدر المختار، كتاب النكاح / فصل في المحرمات ۱۰۴/۴ زكريا)

دورانِ عدت منہ بولے بھائی سے پردہ کرنا؟

منہ بولا بھائی شرعاً اجنبی اور نامحرم ہے، اُس سے حسب ضابطہ پردہ لازم ہے؛ البتہ اگر ضرورت کی وجہ سے اُس سے بات کرنی پڑے تو پردہ کے ساتھ بات کرنے کی گنجائش ہے۔

قال الله تبارك وتعالى: ﴿وَإِذَا سَأَلْتُمُوهُنَّ مَتَاعًا فَاسْأَلُوهُنَّ مِنْ وَرَاءِ

حِجَابٍ﴾ [الأحزاب، جزء آیت: ۵۳]

وإن كان لا يامن على نفسه أو عليها فليجتنب. (شامي، كتاب الحظر والإباحة

/ فصل في النظر والمس ۵۲۹/۹ زكريا، ۳۶۸/۶ كراچی، الفتاوى الهندية، كتاب الكراهية / الباب الثامن

کیا معتدہ گھر کے صحن میں آ سکتی ہے؟

معتدہ کے لئے گھر کے کمرہ میں رہنا ہی ضروری نہیں؛ بلکہ وہ صحن میں بھی حسب ضرورت آ جاسکتی ہے، یعنی گھر کے اندر رہتے ہوئے ہر حصہ میں جاسکتی ہے۔

بخلاف ما إذا كانت له فإن لها أن تخرج إليها وتبيت في أي منزل شاء
ت؛ لأنها تضاف إليها بالسكنى. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب: الحق أن على
المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع ۲۲۴/۵ زكريا، ۵۳۵/۳ كراچی، كذا في الفتاوى التاتارخانية،
كتاب الطلاق / الفصل الثامن والعشرون في العدة ۲۴۶/۵ رقم: ۷۷۶۹ زكريا)

للمعتدة أن تخرج من بيتها إلى صحن الدار وتبيت في أي منزل شاء ت
إلا أن يكون في الدار منازل لغيره، بخلاف ما إذا كانت المنازل له. (الفتاوى
الهندية / الفصل الرابع في الحداد ۵۳۵/۱ زكريا)

عدت میں بیٹھی ہوئی عورت کا تبلیغ کرنا؟

عدت کے ایام میں اپنے گھر رہتے ہوئے معتدہ کو وعظ و تبلیغ کرنے میں کوئی حرج نہیں
ہے؛ البتہ اس مقصد سے گھر سے باہر نہ جائے۔

لا تخرج المعتدة عن طلاق أو موت إلا لضرورة. (شامي / باب العدة، مطلب:
الحق على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع ۲۲۵/۵ زكريا، البحر الرائق / فصل في الإحداد ۱۵۳/۴
كراچی، ۲۵۹/۴ زكريا)

کیا عمر زیادہ ہونے کی وجہ سے عدت کی پابندیاں ختم ہو جاتی ہیں؟

عمر زیادہ ہونے سے عدت کا حکم ختم نہیں ہو جاتا؛ بلکہ ہر عمر کی عورت پر حسب ضابطہ
عدت گزارنا اور عدت کی پابندیوں کا خیال رکھنا لازم ہے۔

قال الله تبارك وتعالى: ﴿وَالْمُطَلَّاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾

وفي رواية أن قوما منهم: أبي ابن كعب وخلاد بن نعمان لما سمعوا قوله تعالى: ﴿وَالْمُطَلَّاتُ يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ﴾ قالوا: يا رسول الله! فما عدة من لا قروء لها من صغر أو كبير، فنزل: ﴿وَاللَّائِي يَئْسَنَ﴾ (روح المعاني [الطلاق: ۵۰۴] ۲۰۲/۱۵ زکریا)

وإن كانت ممن لا تحيض من صغر أو كبير فعدتها ثلاثة أشهر بقوله تعالى: ﴿وَاللَّائِي يَئْسَنَ مِنَ الْمَحِيضِ مِنْ نِسَاءِ كُمْ﴾ (الهداية / باب العدة ۲۳/۲) إن كان الطلاق ثلاثاً في الحرة وثنتين في الأمة لم تحل له حتى تنكح زوجاً غيره نكاحاً صحيحاً، ويدخل بها ثم يطلقها أو يموت عنها. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / باب الرجعة، الباب السادس: فصل فيما تحل به المطلقة وما يتصل به ۷۳/۱ زکریا)

زلزلہ کے ڈر اور حکومت کے اعلان کی وجہ سے معتدہ کا گھر سے باہر نکالنا؟

زلزلہ کے ڈر اور حکومت کے اعلان کی وجہ سے معتدہ کے لئے گھر سے باہر نکل کر محفوظ مقام پر جانے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اس بنیاد پر گھر سے نکلنے کی وجہ سے عدت پر کوئی فرق نہیں پڑے گا؛ بلکہ عدت حسب دستور جاری رہے گی۔
ومعتدة الموت تخرج - فمتى انقضت حاجتها لا يحل لها بعد ذلك.

(البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب العدة، فصل: الإحداد ۱۵۳/۴ کوئٹہ، ۲۵۸/۴-۲۵۹ زکریا)

وتعتدان أي معتدة طلاق وموت في بيت وجبت فيه الخ، إلا أن تُخرج أو ينهدم المنزل أو تخاف انهدامه الخ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۲۵/۵ زکریا)

معتدہ کا علاج کے لئے گھر سے باہر نکلنا

اگر معتدہ بیمار ہو جائے اور علاج کے لئے ڈاکٹر کو دکھانا یا اسپتال میں داخل کرنا ضروری

ہو، تو شرعاً اس کی گنجائش ہے؛ تاہم جب ضرورت پوری ہو جائے تو فوراً گھر واپس آجائے۔

لا تخرج المعتدة عن طلاق أو موت إلا لضرورة. (شامی / باب العدة، مطلب:

الحق على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع ۲۲۵/۵ زکریا، البحر الرائق / فصل في الإحدا ۲۵۹/۴

زکریا، ۱۵۳/۴ کراچی)

معتدہ کا ملازمت کے لئے گھر سے باہر جانا؟

معتدہ کے لئے اگر گزارے کا انتظام ہو، تو گھر میں ہی عدت گزارنا لازم ہے، اگر ملازمت کے لئے گھر سے باہر جائے گی تو گنہگار ہوگی؛ البتہ اگر گزارے کا انتظام نہ ہو، اور کوئی متبادل شکل بھی نہ ہو، تو اس خاص حالت میں بدرجہ مجبوری ملازمت پر جاسکتی ہے۔

مطلب: الحق أن على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع. قال في الفتح: والحق أن على المفتي أن ينظر في خصوص الوقائع، فإن علم في واقعة عجز هذه المختلعة عن المعيشة إن لم تخرج أفتاها بالحل، وإن علم قدرتها أفتاها بالحرمة الخ. (شامی، کتاب الطلاق / فصل في الحدا ۲۲۳/۵ زکریا)

ومعتدة موت تخرج في الجديدين وتبيت أكثر الليل في منزلها؛ لأن نفقتها عليها، فتحتاج للخروج حتى لو كان عندها كفايتها صارت كالملقة، فلا يحل لها الخروج. (شامی، کتاب الطلاق / فصل في الحدا ۲۲۴/۵ زکریا)

معتدة الموت تخرج يوماً وبعض الليل، والحاصل أن مدار الحل كون خروجها بسبب قيام شغل المعيشة، فيتقدر بقدره متى انقضت حاجتها لا يحل لها بعد ذلك صرف الزمان خارج بيتها. (البحر الرائق، باب العدة / فصل الاحدا ۱۵۳/۴

کوئٹہ، ۲۵۸/۴-۲۵۹ زکریا)

کیا معتدہ عیادت کے لئے گھر سے باہر جاسکتی ہے؟

عام حالات میں عیادت کے لئے معتدہ کا گھر سے نکلنا جائز نہیں ہے؛ لیکن کسی قریبی عزیز

کی حالت نازک ہو جائے اور معتدہ اس کی وجہ سے اتنی بے چین ہو کہ اُس کے دیکھے بغیر چین ہی نہ آئے، تو علاج و معالجہ کے لئے گھر سے نکلنے کی رخصت پر قیاس کرتے ہوئے دن میں کسی وقت عیادت کر کے آنے کی گنجائش ہے؛ لیکن رات عدت والے گھر ہی میں گزارنی ضروری ہوگی۔

عن ابن جریج قال: قلت لعطاء: الرجل يطلق المرأة فلا يبيتها، أيستأذن؟ قال: لا، ولكن يستأنس، وتحذر هي، وتشوف له، فإن كان له بيتان، فيجعلها في أحدهما، وإن لم يكن له إلا بيت واحد، فيجعل بينه وبينها سترًا. (المصنف لعبد الرزاق، الطلاق / باب استأذن عليها ولم يبيتها ۳۲۴/۶ رقم: ۱۱۰۲۷ المجلس العلمي)

وتعتدان أي معتدة طلاق وموت في بيت وجبت فيه، ولا يخرجان منه إلا أن تخرج أو ينهدم المنزل أو تخاف إنه دامه أو تلف مالها أو لا تجد كراء البيت ونحو ذلك من الضرورات، فتخرج لأقرب موضع إليه. (الدر المختار مع الشامسي، باب العدة / فصل في الحداد ۲۲۵/۵ زكريا، ۵۳۶/۳ كراچی، الهداية، كتاب الطلاق / باب العدة ۴۲۸/۲-۴۲۹ تهانوي ديوبند، مجمع الأنهر / كتاب الطلاق ۱۵۵/۲ دار الكتب العلمية بيروت)

ويعرف من التعليل أيضًا أنها إذا لها قدر كفايتها، صارت كال المطلقة فلا يحل لها أن تخرج لزيارة ونحوها ليلاً ونهارًا. (فتح القدير / فصل على المبتوتة والمتوفى عنها زوجها الحداد ۳۴۳/۴ المكتبة الأشرفية ديوبند)

وإن اضطرت إلى الخروج فلا بأس بذلك. (الفتاوى الولوالحية، كتاب الطلاق /

الفصل الرابع ۸۶/۲ مكتبة دار الإيمان سهارنفور)

کیا معتدہ والد یا والدہ کے انتقال پر زیارت کیلئے جاسکتی ہے؟

اگر کوئی عورت طلاق یا وفات کی عدت گزار رہی تھی، اسی درمیان اُس کے والد یا والدہ کا انتقال ہو گیا، تو اصل حکم یہی ہے کہ وہ اُن کے آخری دیدار کے لئے گھر سے باہر نہیں جائے گی؛ تاہم اگر کوئی عورت دیدار کے لئے اتنی بے چین ہو کہ زیارت نہ کرنے سے اُس کے سخت تکلیف

میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہو، تو علاج معالجہ پر قیاس کرتے ہوئے اُسے دن دن میں زیارت کر کے آنے کی اجازت دی جائے گی۔ (مرتب)

لا تخرج المعتدة عن طلاق أو موت إلا لضرورة. (شامی، کتاب الطلاق / باب العدة، مطلب: الحق علی المفتی أن ينظر في خصوص الوقائع ۲۲۵/۵ زکریا، البحر الرائق / فصل في الإحداد ۲۵۹/۴ زکریا، ۱۵۳/۴ کراچی)

وإن اضطرت إلى الخروج فلا بأس بذلك. (الفتاوى الولوالجية، کتاب الطلاق / الفصل الرابع ۸۶/۲ دار الكتب العلمية بيروت)

کس معتدہ پرسوگ کا حکم نہیں؟

درج ذیل معتدہ عورتوں پرسوگ اور ترک زینت کا حکم نہیں ہے:

- (۱) کافرہ معتدہ:- یعنی جو غیر مسلم (کتابیہ) عورت مسلمان کے نکاح میں ہو، اور وہ اُسے طلاق دیدے یا اُس کا انتقال ہو جائے، تو اس کافرہ معتدہ پرسوگ کا حکم نہ ہوگا۔
- (۲) نابالغہ معتدہ:- یعنی جو معتدہ نابالغہ ہو وہ بھی سوگ کی مکلف نہیں ہے۔
- (۳) مجنونہ معتدہ:- یعنی جس پاگل عورت کو طلاق دی جائے، یا اُس کے شوہر کا انتقال ہو جائے تو وہ عدت کی پابندیوں کی مکلف نہیں (اگرچہ دورانِ عدت اُس کا کسی سے نکاح نہیں ہو سکتا)

(۴) آزادی کی عدت گزارنے والی معتدہ:- مثلاً: اپنی اُم ولد کو مولیٰ خود آزاد کر دے، یا مولیٰ کی موت کی وجہ سے اُسے آزادی ملے۔

(۵) نکاح فاسد کی معتدہ:- یعنی نکاح فاسد میں تفریق اور متارکت کے بعد جو عورت عدت گزار رہی ہو، اُس پر بھی سوگ کا حکم نہیں ہے۔

(۶) وطی بالشبہ سے معتدہ:- یعنی جس عورت سے شبہ کی بنیاد پر ہم بستری ہو گئی ہو، وہ متارکت کے بعد جو عدت گزارے گی، اُس میں سوگ کا حکم نہیں ہے۔

(۷) طلاق رجعی کی معتدہ:- یعنی جس عورت کو رجعی طلاق دی گئی ہو، وہ زینب وزینت ترک نہیں کرے گی، جب کہ اُسے شوہر کے رجوع کرنے کی اُمید ہو۔

ولا حداد علی سبعة: كافرة وصغيرة ومجنونة ومعتدة عتق كموته عن أم ولده ومعتدة نكاح فاسد أو وطئ بشبهة أو طلاق رجعي. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۹/۵-۲۲۰ زکریا)

نابالغہ وغیرہ پر سوگ کا حکم نہ ہونے کی وجہ

کافرہ نابالغہ اور مجنونہ پر اگرچہ حسب ضابطہ عدت واجب ہے؛ لیکن اُس کے باوجود سوگ کا حکم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ سوگ حقوق اللہ میں سے ہے، اور اُس کی پابندیاں حسی اور فعلی ہیں، جس کے لئے مخاطب کا مکلف ہونا ضروری ہے، اور کافرہ نابالغہ اور مجنونہ مکلف نہیں ہیں؛ لہذا اُن پر سوگ کا حکم نہیں۔ اس کے برخلاف عدت ایک مستقل حکم شرعی ہے، جو سب کے ساتھ مربوط ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ طلاق بائن یا موت کے بعد ایک متعین مدت تک اُس عورت کے لئے دوسرے شخص سے نکاح کرنا حلال نہیں ہوتا، پس اس حکم کے لئے مخاطب کا مکلف ہونا ضروری نہیں؛ بلکہ جب بھی سبب پایا جائے گا، حکم عدت بہر حال جاری ہوگا۔

وإنما لزمّت العدة عليهن دون الإحداد؛ لأنه حق الله تعالى كما مر. ولا بدّ فيه من خطاب التكليف؛ لأن اللبس والتطبيب فعلٌ حسيٌّ محكوم بحرمتہ؛ بخلاف العدة؛ فإنها من ربط المسببات بالأسباب، على معنى أنه عند البينونة يثبت شرعاً عدم صحة نكاحهن في مدة معينة، فهو حكمٌ للعدم، فلا يتوقف على خطاب التكليف، كما أوضحه في الفتح، فافهم. (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحداد ۲۱۹/۵-۲۲۰ زکریا)

معتدہ کافرہ دورانِ عدتِ اسلام لے آئی

اگر غیر مسلم معتدہ عورت عدت کے دوران مشرف باسلام ہو جائے، تو باقیہ ایامِ عدت

میں اُس پرسوگ منانا لازم ہوگا۔

ولكن لو أسلمت الكافرة في العدة لزمها الإحدااد فيما بقي منها . (شامي،

كتاب الطلاق / فصل في الحدااد ۲۱۹/۵ زکریا)

نابالغہ معتدہ دورانِ عدت بالغ ہوگئی

جونابالغہ عورت عدت گزار رہی تھی، اسی درمیان وہ بالغ ہو جائے، تو مابقیہ ایام میں اُس

پرسوگ منانا لازم ہوگا۔

وفي النهر: لو بلغت في العدة لزمها الحدااد فيما بقي . (الدر المختار، كتاب

الطلاق / فصل في الحدااد ۲۲۱/۵ زکریا)

پاگل معتدہ دورانِ عدت صحت یاب ہوگئی

اگر معتدہ عورت پاگل تھی، پھر عدت کے دوران اُس کا پاگل پن جاتا رہا، اور وہ صحت

یاب ہوگئی، تو عدت کے مابقیہ ایام میں اُس پرسوگ کی پابندی لازم ہوگی۔

وكذا ينبغي أن يقال في الصغيرة والمجنونة إذا بلغت وأفاقت كما في

البحر . (شامي، كتاب الطلاق / فصل في الحدااد ۲۱۹/۵ زکریا)



کتاب ثبوت النسب

(ثبوت نسب کے مسائل)

ثبوت نسب کے مسائل

اسلام میں نسب کی اہمیت

اسلام میں تعمیر انسانیت کی بنیاد پر نسب کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی ہے، اور بہت سے احکامات کو نسب کے ساتھ مربوط کیا گیا ہے، چنانچہ انسانوں پر ذمہ داریوں اور حقوق کا تعین نسب ہی کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ بلاشبہ یہی وہ امتیازی نظام ہے جس سے انسانوں اور دیگر حیوانات میں واضح فرق ثابت ہوتا ہے، جس کو ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ اور جن قوموں نے نسب کو درکنار کر کے معاشرتی نظام چلانے کی کوشش کی ہے، اُن کی زندگی سے انسانی، فطری اور خاندانی نظام کی خوبیاں، یا بالفاظ دیگر باہمی محبتیں اور شفقتیں حرف غلط کی طرح معدوم ہو چکی ہیں۔

اسلام میں نسب کو ایک نعمتِ خداوندی کے طور پر متعارف کرایا گیا ہے، جیسا کہ درج ذیل آیت میں اشارہ کیا گیا ہے:

وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ مِنَ الْمَاءِ بَشَرًا
فَجَعَلَهُ نَسَبًا وَصِهْرًا، وَكَانَ رَبُّكَ
قَدِيرًا. (الفرقان: ۵۴)

اور وہ اللہ ایسا ہے جس نے پانی (نطفہ) سے آدمی کو پیدا کیا، پھر اُس کو خاندان والا اور سرال والا بنادیا، اور آپ کا پروردگار بڑی قدرت والا ہے۔

اس آیت کی تشریح میں حکیم الامت حضرت تھانوی نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ”باپ دادا وغیرہ شرعی خاندان اور ماں نانی وغیرہ عرفی خاندان ہے، جن سے پیدائش کے ساتھ ہی تعلقات پیدا ہو جاتے ہیں، پھر شادی کے بعد سسرالی رشتے پیدا ہو جاتے ہیں، یہ دلیل قدرت بھی ہے کہ نطفہ کیا چیز تھی؟ پھر اُس کو کیسا بنادیا کہ وہ اتنے علاقوں والا ہو گیا؟ اور نعمت بھی ہے کہ یہ تعلقات مدارِ معاونت ہیں۔“ (بیان القرآن ۱۶۵/۲)

نیز سورہ نساء کا آغاز اس آیت سے کیا گیا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي
خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ

اے لوگو! اپنے اُس رب سے ڈرتے رہو جس نے تم کو ایک جان سے پیدا کیا، اور اُسی سے اُس کا

مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَنَاتٌ مِنْهُمَا رِجَالًا
كَثِيرًا وَنِسَاءً، وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي
تَسْأَلُونَ بِهِ وَالْأَرْحَامَ، إِنَّ اللَّهَ
كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا. (النساء: ۱)

جوڑا بنایا، اور پھیلا دئے اُن دونوں سے بہت سے
مرد اور عورتیں، اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کے
واسطے سے آپس میں سوال کرتے ہو، اور قریبی
رشتہ داروں سے خبردار رہو (اُن کے حقوق ادا
کرو) بے شک اللہ تعالیٰ تم پر نگہبان ہے۔

اور ظاہر ہے کہ رشتہ داری کا تعین نسب کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ پس اس آیت سے بھی نسب کی
اہمیت واضح طور پر معلوم ہوتی ہے۔ اور سورہ حجرات میں ارشاد فرمایا گیا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ
وَأُنْثَىٰ وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ
لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ
اتَّقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ. (الحجرات: ۱۳)

اے لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے
پیدا کیا، اور تم کو مختلف قومیں اور مختلف خاندان بنایا؛
تا کہ ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ یقیناً اللہ کے
نزدیک تم میں سب سے باعزت وہ ہے جو تم میں
سب سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ
خوب جاننے والا اور ہر بات کی خبر رکھنے والا ہے۔

اس آیت سے پتہ چلا کہ نسب کا اصل مقصد تعارف ہے، اور اس تعارف کی کئی مصلحتیں ہیں، مثلاً:
الف:- ایک نام کے کئی لوگ ہوں، تو خاندان کے فرق سے دونوں میں امتیاز ہو سکتا ہے۔
ب:- اس کی وجہ سے قریب اور دور کے رشتہ داروں کی پہچان ہوتی ہے، اور اسی اعتبار سے
اُن کے حقوق متعین ہوتے ہیں۔

ج:- اُس کے ذریعہ سے عصبیات میں وراثت کے استحقاق کا تعین ہوتا ہے۔

د:- اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ آدمی کو خود اپنا نسب معلوم ہو، تو وہ اپنے کو دوسرے
خاندان کی طرف منسوب نہیں کرتا، جس کی احادیث میں ممانعت وارد ہے۔ (مستفاد: بیان القرآن ۵۶۴/۲)

نسب سے چھیڑ چھاڑ درست نہیں

اسلامی شریعت میں نسب ایسی پختہ چیز ہے جس سے چھیڑ چھاڑ کسی کے لئے جائز نہیں ہے،
یعنی نہ تو ثابت شدہ نسب کو ختم کرنا ممکن ہے اور نہ غیر ثابت شدہ کو ثابت ماننے کا اعتبار ہے؛ بلکہ یہ ایسا
مضبوط رشتہ ہے جو نہ توڑنے سے ٹوٹ سکتا ہے، اور نہ بلا وجہ جوڑنے سے جڑ سکتا ہے۔ اسی لئے
احادیث شریفہ میں اُن لوگوں پر لعنت آئی ہے جو نسب میں کسی طرح بھی تبدیلی کے مرتکب ہوں۔

چنانچہ سیدنا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ وَهُوَ يَعْلَمُ أَنَّهُ غَيْرَ أَبِيهِ، فَالْجَنَّةُ عَلَيْهِ حَرَامٌ. (صحیح البخاری ۱۰۰۱/۲ رقم: ۶۷۶۶، صحیح مسلم ۵۷۱۸، مشکاة المصابیح / باب اللعان ۲۸۷)

جو شخص حقیقی باپ کے علاوہ اپنے کو دوسرے باپ کی طرف منسوب کرے اور اُسے یقین ہو کہ وہ اُس کا باپ نہیں ہے، تو جنت اُس پر حرام ہے۔

اور سیدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَمَنْ ادَّعَى إِلَى غَيْرِ أَبِيهِ أَوْ انْتَمَى إِلَى غَيْرِ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لُعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ. لَا يَقْبَلُ اللَّهُ مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَدْلًا وَلَا صَرْفًا. (صحیح البخاری رقم: ۸۷۰، صحیح مسلم ۴۴۰۱/۱ رقم: ۱۳۷۰)

جو شخص اپنے کو سگے باپ کے علاوہ کسی اور کی جانب منسوب کرے یا کوئی آزاد شدہ غلام اپنے مولیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف نسبت کرے، تو اُس پر اللہ کی، فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت اور پھٹکار ہے، اللہ تعالیٰ اُس کی طرف سے قیامت میں نہ تو فرض نماز قبول فرمائیں گے اور نہ نفل نماز۔

اور ایک روایت میں سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا:

مَنْ ادَّعَى نَسَبًا لَا يُعْرِفُ كَفَرَ بِاللَّهِ، أَوْ انْتَفَى مِنْ نَسَبٍ وَإِنْ دَقَّ كَفَرَ بِاللَّهِ. (المعجم الأوسط للطبرانی ۲۶۱/۹ رقم: ۸۵۷۰ عن أبي بكر، الترغيب والترهيب ص: ۴۴۵ رقم: ۳۰۸۱)

جو شخص مجہول نسب کا مدعی ہو، اُس نے اللہ کی نافرمانی کی، یا کسی معروف نسب کا انکار کرے؛ اگرچہ رشتہ بہت معمولی ہو، تو بھی اُس نے اللہ کی نعمت کو ٹھکرایا۔

نیز پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ بھی ارشاد ہے:

أَيُّمَا امْرَأَةٍ ادْخَلْتُ عَلَى قَوْمٍ مِنْ لَيْسَ مِنْهُمْ، فَلَيْسَتْ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ، وَلَنْ يُدْخِلَهَا اللَّهُ جَنَّتَهُ. وَأَيُّمَا رَجُلٍ جَحَدَ وَلَدَهُ وَهُوَ يَنْظُرُ

جو عورت کسی قوم میں ایسے بچہ کو داخل کرے جو اُس قوم کا نہیں، تو اُس عورت کا اللہ تعالیٰ سے کچھ تعلق نہیں، اور اللہ تعالیٰ اُسے اپنی جنت میں داخل نہیں فرمائیں گے۔ اور جس شخص نے اپنے بچہ کا انکار کیا

إِلَيْهِ، احْتَجَبَ اللَّهُ مِنْهُ، وَفَضَحَهُ عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ فِي الْأَوَّلِينَ وَالْآخِرِينَ. (سنن أبي داود، كتاب الطلاق / باب التغليظ في الانتفاء ۳۰۸۱،

حالاں کہ وہ بچہ اُس کی طرف (اُمید بھری نظروں سے) دیکھ رہا ہے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُس شخص سے پردہ فرمائیں گے، اور اُس کو برسر عام اولین و آخرین کے مجمع میں رسوا فرمائیں گے۔

مشكاة المصابيح / باب اللعان (۲۸۷)

مذکورہ احادیث شریفہ میں جو تنبیہات فرمائی گئی ہیں، وہ انتہائی پر حکمت اور انسان کی فطری ضروریات کے عین مطابق ہیں، جن سے ہرگز صرف نظر نہیں کیا جاسکتا؛ اس لئے کہ:

الف:- باپ کے علاوہ دوسرے کی طرف نسبت کرنا باپ کے ساتھ سخت ترین نافرمانی، ناشکری اور بد معاملگی ہے؛ اس لئے کہ ہر باپ اپنی نسل کی بقا چاہتا ہے، اور آنے والی نسلوں کے ذریعہ اپنے خاندان کی بقا کی اُمید رکھتا ہے۔

ب:- نسب کی بقا پر آپسی تعاون اور ایک دوسرے کی خیر خواہی کا مدار ہے، اگر نسب میں چھیڑ چھاڑ کو گوارا کر لیا جائے، تو یہ عظیم انسانی مصلحت فوت ہو جائے گی، اور باہم نسب خلط ملط ہو جائیں گے۔

ج:- جو عورت اپنے بچہ کو اصل باپ کے علاوہ کسی اور کی جانب منسوب کرے، وہ بھی پرلے درجہ کی خائن اور شوہر کی حق تلفی کرنے والی اور اپنی اس حرکت کی وجہ سے بچہ کی کفالت کا بوجھ دوسرے پر ڈالنے والی ہے، جس کی جتنی بھی مذمت کی جائے؛ کم ہے۔

د:- اور جو باپ اپنی حقیقی اولاد کے نسب کا انکار کرے، وہ اس اعتبار سے بہت بڑا مجرم ہے کہ اُس نے اپنی سگی اولاد کے چہرہ پر دائمی ذلت کی سیاہی پوت دی ہے۔ مزید یہ کہ جب وہ بے باپ کی رہ جائے گی، تو اُس کی کفالت کی ذمہ داری اُٹھانے والا کوئی نہ ہوگا، جس سے اُس کے ضائع ہونے کا قوی اندیشہ ہے۔ علاوہ ازیں باپ کی اس حرکت کی وجہ سے اُس اولاد کی ماں پر بھی زندگی بھر کے لئے ذلت کا داغ لگ جائے گا؛ لہذا ایسے باپ کے لئے آخرت میں یہی سزا مناسب ہے کہ اُسے تمام مخلوقات کے سامنے ذلیل اور رسوا کیا جائے۔ (نعوذ باللہ منہ۔) (مستفاد و تلخیص: رحمۃ اللہ الواسعہ علی حجۃ اللہ الباقیہ ۱۸۴۵-۱۸۷۷)

شریعت میں متنبی (لے پالک) کا کوئی اعتبار نہیں

اسی بنا پر اسلام نے زمانہ جاہلیت میں جاری متنبی بنانے کی رسم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ چنانچہ قرآن پاک میں صاف اعلان کر دیا گیا:

وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ،
ذَلِكَمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ وَاللَّهُ
يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ.
أَدْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ
اللَّهِ، فَإِنْ لَمْ تَعْلَمُوا آبَاءَهُمْ
فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ وَمَوَالِيكُمْ.

(الاحزاب: ۴-۵)

اور اللہ نے تمہارے منہ بولے بیٹوں کو تمہارا بیٹا
نہیں بنایا، یہ سب تمہاری منہ زبانی باتیں ہیں، اور
اللہ تعالیٰ حق بات فرماتا ہے، اور وہی سیدھا راستہ
دکھلاتا ہے۔ اُن لے پالکوں کو اُن کے اصل باپوں
کی طرف نسبت کر کے ہی پکارا کرو، اللہ کے
نزدیک یہی پورے انصاف کی بات ہے۔ پس
اگر تمہیں اُن کے باپوں کا علم نہ ہو تو وہ تمہارے
دینی بھائی اور رفیق ہیں۔

اور شریعت کی نظر میں اس معاملہ میں کس قدر نزاکت ہے، اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا
ہے کہ اس رسم بد کو مٹانے کے لئے خود سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عملی مظاہرہ کرایا
گیا۔ وہ اس طرح کہ خود اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعثت سے قبل بنائے گئے متبنی حضرت
زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کی مطلقہ زوجہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے بذریعہ وحی آپ کا نکاح فرمایا؛
تاکہ لے پالک بیٹے اور حقیقی بیٹے میں جو یکسانیت متصور تھی، اُس کی عملی تردید ہو سکے، اور لے پالک کو
حقیقی بیٹے کے درجہ میں رکھنے کا تصور ہمیشہ کے لئے ختم ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

فَلَمَّا قَضَىٰ زَيْدٌ مِنْهَا وَطَرًا
زَوَّجْنَا كَهَا لِكَيْ لَا يَكُونَ عَلَى
الْمُؤْمِنِينَ حَرَجٌ فِي أَزْوَاجِ
أَدْعِيَائِهِمْ إِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا
وَكَانَ أَمْرُ اللَّهِ مَفْعُولًا. (الاحزاب: ۴۷)

پھر جب زید اُن (حضرت زینب) سے اپنی غرض
پوری کر چکے تو ہم نے اُن کو آپ کے نکاح میں
دے دیا؛ تاکہ مسلمانوں پر اپنے لے پالکوں کی
بیویوں سے نکاح کرنے میں کوئی تنگی نہ ہو، جب
کہ وہ (لے پالک) اُن سے اپنی خواہش پوری
کر چکے، اور اللہ کا حکم بجالانا ضرور ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ شریعت میں نسب میں تبدیلی کسی طرح منظور نہیں؛ کیوں کہ اگر اس کا دروازہ
کھلے گا تو انسان کا پورا خاندانی نظام تباہ و برباد ہو جائے گا۔

بدکاری نسب کی بنیاد نہیں بن سکتی

اسلام کی نظر میں چوں کہ نسب ایک بہت بڑی نعمت ہے، جس سے بڑے انسانی مفادات
وابستہ ہیں، اس لئے نسب کی بنیاد مرد و عورت کے حلال (یا کم از کم مشتبہ) تعلق پر ہی رکھی جاسکتی ہے،

پس کھلی ہوئی بدکاری کبھی بھی نسب کے ثبوت کی بنیاد نہیں بن سکتی۔ زمانہ جاہلیت میں یہ طریقہ تھا کہ کوئی بھی شخص کسی عورت سے بدکاری کرتا اور جب اُس کے یہاں بچہ کی پیدائش ہوتی، تو بچہ پر اپنا دعویٰ قائم کرتا تھا، اور بسا اوقات وہ دعویٰ قبول بھی کر لیا جاتا تھا۔ اسلام نے اس بے ہودہ رسم کو قطعاً مٹا دیا۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے پیغمبر علیہ السلام کے سامنے یہ دعویٰ کیا کہ فلاں شخص میرا بیٹا ہے، اس لئے کہ میں نے اُس کی ماں سے زمانہ جاہلیت میں زنا کیا تھا، تو پیغمبر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

لَا دَعْوَةَ فِي الْإِسْلَامِ، ذَهَبَ أَمْرُ
الْحَاہِلِيَّةِ، أَلَوْلَدٌ لِلْفِرَاشِ وَلِلْعَاهِرِ
الْحَجَرِ. (سنن أبی داؤد، کتاب الطلاق
/ باب: الولد للفراش ۳۱۰۱ / رقم: ۲۲۷۴،
یعنی وہ نامراد ہے)

مشكاة المصابيح / باب اللعان (۲۸۸)

غور کیا جائے تو اس معاملہ میں اس سے بہتر کوئی اصول نہیں ہو سکتا، اس میں صاحب فراش (شوہر یا آقا) کے لئے تو خیر ہے ہی، اس سے زیادہ اولاد کے تحفظ اور اس کی عزت کی بقا کا انتظام ہے۔ بایں طور کہ:

الف:- اس سے نکاح میں رہتے ہوئے عورت کا اپنے شوہر کے ساتھ ایسا اختصاص ثابت ہوتا ہے جس میں کوئی اور دخل دینے کا مجاز نہیں ہے۔ اور اگر کوئی بدکاری کرے اُس میں دخل دینے کی ناروا جسارت کرے گا، تو اُسے بہر حال نامراد کیا جائے گا؛ بلکہ جرم ثابت ہونے پر وہ حسب ضابطہ سزا کا مستحق ہوگا۔

ب:- جب اولاد پر دعویٰ میں تعارض ہوگا تو لامحالہ اُسی شخص کو ترجیح دی جائے گی جس کی دلیل معقول اور مضبوط ہو، اور وہ شوہر (یا آقا) کی دلیل ہے کہ وہ اپنی بیوی (یا باندی) کی اولاد ثابت کر رہا ہے، جب کہ بدکار اگر دعویٰ کرے گا تو خود اپنے دعویٰ کی بنا پر وہ گنہگار اور مستحق سزا ٹھہرایا جاتا ہے، اس لئے نسب کے بارے میں اس کے دعویٰ کو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ (مستفاد: حجة الله البالغة ۱۸۳/۵)

ذهب الفقهاء إلى أنه لا يثبت النسب بالزنا مطلقاً، فلم يثبت رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا أحد من أهل العلم بالزنا نسباً. وقال الرسول صلى الله عليه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر. والعاهر: الزاني؛ ولأن الزاني ممنوع من الفعل آثم به. (الموسوعة الفقهية / تحت: نسب ۲۳۷/۴۰ الكويت)

نسب سے متعلق اثرات

نسب ثابت ہونے پر شریعت میں درج ذیل اثرات مرتب ہوتے ہیں:

الف:- نسب کی وجہ سے نفقہ کی ذمہ داری حسب تفصیل طے کی جاتی ہے، مثلاً: باپ بیٹے، بھائی بہن وغیرہ۔

ب:- نسب کی بنیاد پر بعض صورتوں میں قصاص کا حکم ساقط ہو جاتا ہے، مثلاً: اگر کوئی باپ اپنی اولاد کو قتل کر دے، تو باپ پر قصاص نہیں ہے۔

ج:- نسب کی بنیاد پر نکاح، اموال وغیرہ کی ولایت ثابت ہوتی ہے۔

د:- نسب کی بنیاد پر وراثت کے حصے متعین کئے جاتے ہیں۔

ه:- نسب کی بنیاد ہی پر بہت سی عورتیں مرد پر حرام قرار پاتی ہیں، جن کی تفصیلات اپنی جگہ موجود ہیں۔ (تلخیص از: الموسوعة الفقهية ۲۵/۲۰-۲۵۵ کویت)

درج بالا تمہید کے بعد ذیل میں ثبوت نسب سے متعلق چند ضروری مسائل درج کئے جا رہے ہیں:

اسلام میں نسب باپ سے چلتا ہے

اسلام میں نسب کا سلسلہ باپ سے چلتا ہے؛ ماں سے نہیں۔

المستفاد: عن سعید بن أبي وقاص وأبي بكره رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من ادعى إلى غير أبيه وهو يعلم، فالجنة عليه حرام. (صحیح البخاری ۱۰۰۱/۲، صحیح مسلم / کتاب الإیمان ۵۷/۱، مشکاة المصابیح ۲۸۷)

میاں بیوی کے اجزاء منویہ کے ٹیوب میں افزائش کے بعد

بیوی کے بطن سے پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر میاں بیوی کے اجزاء منویہ کو خارجہ ٹیوب میں رکھ کر افزائش کی جائے، پھر کچھ وقت کے بعد اُس کو بیوی کے رحم میں منتقل کیا جائے اور وہیں سے بچہ کی پیدائش ہو، تو اُس بچہ کا نسب شوہر ہی سے ثابت ہوگا۔ (مستفاد: کتاب النوازل ۲۰۷/۱۶)

قال الله تعالى: ﴿إِنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ﴾ [المجادلة، جزء آیت: ۲]
 عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه
 وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب تفسير
 المشتبهات ۲۷۶/۱ رقم: ۲۰۰۷، صحيح مسلم ۴۷۱/۱ رقم: ۱۴۵۷، سنن الترمذي ۲۱۹/۱)
 الولد لصاحب الفراش لا ينتفي عنه أبداً ولا بوجه من الوجوه إلا
 باللعان. (أوجز المسالك / كتاب الأقضية ۷۵/۱ رقم: ۱۴۴۵ دار القلم دمشق)
 عالج جاريته فيما دون الفرج فأخذت ماء ه وجعلته في فرجها وعلقت
 منه، صارت أم ولد. (بازية على هامش الهندية ۳۵۹/۵ قديم زكريا)

غیر عورت کے نطفہ سے بارآوری کرا کر منکوحہ بیوی کے رحم سے پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر کوئی شوہر اپنے نطفہ اور کسی اجنبی عورت کے انڈے کو ٹیوب میں بارآوری کرائے اور
 پھر اُسے ایک مدت کے بعد اپنی بیوی کے رحم میں ڈلوادے، اور بیوی کے رحم ہی سے بچہ کی
 ولادت ہو، تو اگرچہ یہ عمل شرعاً ناجائز اور حرام ہے؛ لیکن اس طریقہ پر پیدا شدہ بچہ کا نسب
 بہر حال ”الولد للفراش“ کی بنیاد پر جننے والی منکوحہ عورت اور اُس کے شوہر سے ثابت
 ہو جائے گا، اور جس عورت کا مادہ منویہ شوہر کے نطفہ کے ساتھ ملایا گیا ہے، اُس سے اُس بچہ کا
 نسب ثابت نہ ہوگا، اور وہ اُس کی حقیقی ماں نہ کہلائے گی؛ تاہم چوں کہ اُس کا مادہ شوہر کے نطفہ
 کے ساتھ مل گیا ہے، اس لئے احتیاطاً اُسے ”مزنیۃ الاب“ کے درجہ میں رکھ کر حرمت مصاہرت کا
 حکم ثابت کیا جائے گا، یعنی اُس عورت کی اولاد سے اُس بچہ کا نکاح درست نہ ہوگا۔

قال الله تعالى: ﴿إِنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ﴾ [المجادلة، جزء آیت: ۲]
 عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:
 الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب تفسير المشتبهات
 ۲۷۶/۱ رقم: ۲۰۰۷، صحيح مسلم ۴۷۱/۱ رقم: ۱۴۵۷، سنن الترمذي ۲۱۹/۱)

الولد لصاحب الفراش لا ينتفي عنه أبداً ولا بوجه من الوجوه إلا

باللعان. (أوجز المسالك / كتاب الأقضية ۷۵/۱۴ رقم: ۱۴۴۵ دار القلم دمشق)

ويحتاط في إثبات النسب ما أمكن. (شامي ۱۴۲/۴ زكريا)

فحرمت مزية الأب كحليلته. (الأشباه والنظائر، القاعدة الثالثة: اليقين لا يزول بالشك

۲۱۵ زكريا)

أما الزنا ويثبت به حرمة المصاهرة نسباً ورضاعاً فمن زنا بامرأة

حرمت على أصوله وفروعه، فلا تحل لأبيه ولا لابنه. (الفقه على المذاهب الأربعة /

كتاب النكاح ۵۶/۴ دار الحديث القاهرة)

وكذا الأب إذا وطئ امرأة حراماً كان أو حلالاً؛ فإنها حرام على الابن.

(الفتاوى التاتارخانية، كتاب النكاح / الفصل السابع في أسباب التحريم ۴۹/۴ رقم: ۵۴۸۹ زكريا)

غیر شوہر کے نطفہ کو خارج میں افزائش کرا کر بیوی کے

رحم سے پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر کوئی شوہر کسی دوسرے شخص کے مادہ منویہ کو اپنی بیوی کے اندوں سے ملا کر خارجی ٹیوب میں بار آور کرے اور پھر اپنی بیوی کے رحم میں منتقل کر دے، اور بیوی کے رحم ہی سے بچہ کی پیدائش ہو، تو یہ عمل قطعاً ناجائز؛ بلکہ ایک طرح سے زنا کاری ہے؛ تاہم چوں کہ بچہ کی پیدائش منکوحہ بیوی کے رحم سے ہوئی ہے، اس لئے اُس بچہ کا نسب انہی میاں بیوی سے ثابت ہوگا، اور جس غیر مرد کا مادہ شامل کیا گیا ہے، وہ اُس بچہ کا حقیقی باپ نہ کہلائے گا؛ البتہ اجزاء کے اختلاط کی وجہ سے اُس غیر مرد کو زانی کے حکم میں رکھ کر حسب ضابطہ حرمت مصاہرت کے احکام جاری ہوں گے۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب تفسير المشتبهات

۲۷۶/۱ رقم: ۲۰۰۷، صحيح مسلم ۴۷۱/۱ رقم: ۱۴۵۷، سنن الترمذي ۲۱۹/۱)

قال الله تعالى: ﴿إِنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ﴾ أي ما أمهاتهم إلا
الوالدات. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي [المجادلة، جزء آيت: ۲] ۲۷۹/۱۷ دار إحياء
التراث العربي بيروت)

الولد لصاحب الفراش لا ينتفي عنه أبداً بدعوى غيره، ولا بوجه من
الوجوه إلا باللعان. (أوجز المسالك / كتاب الأقضية ۷۵/۱۴ رقم: ۱۴۴۵ دار القلم دمشق)
أما الزنا وثبت به حرمة المصاهرة نسباً ورضاعاً فمن زنا بامرأة
حرمت على أصوله وفروعه، فلا تحل لأبيه ولا لابنه. ويحرم على الزاني أصولها
وفروعها، فلا يحل له أن يتزوج بنتها، سواء كانت متولدة من مائه أو غيره. (الفقه
على المذاهب الأربعة / كتاب النكاح ۵۶/۴ دار الحديث القاهرة)
والزنا يوجب حرمة المصاهرة، حتى لو زنا بامرأة حرمت عليه أصولها
وفروعها، وحرمت المزنوية على أصوله وفروعه. (مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب
المحرمات ۴۸۱/۱ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

میاں بیوی کے اجزاء منویہ غیر عورت کے رحم میں رکھ کر اُس سے پیدا شدہ بچہ کا نسب

میاں بیوی کے اجزاء منویہ خارج میں بار آور کر کے کسی غیر عورت کے رحم میں رکھنا قطعاً حرام
ہے، اسلام میں اس بے حیائی اور بہیمیت کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اور اس طرح غیر عورت کے بطن
سے جو بچہ پیدا ہوگا، وہ اگر منکوحہ ہے تو اُس کا نسب اُس عورت کے شوہر سے ثابت ہوگا، اور اگر وہ
غیر منکوحہ ہے تو وہ بچہ صرف اُسی عورت کی طرف منسوب ہوگا۔ اور جن شوہر اور بیوی کا نطفہ ڈالا گیا
ہے، اُن کی طرف بچے کی نسبت نہ ہوگی۔

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:
الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب تفسير المشتبهات

فنسب الولد من الرجل لا يثبت إلا بالفراش، وهو أن تصير المرأة فراشاً له، لقوله عليه السلام: "الولد للفراش وللعاهر الحجر". (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / دعوى النسب ۳۶۲/۵ زکریا)

فعلى هذا إذا زنا رجل بامرأة فجاءت بولد فادعاه الزاني لم يثبت نسبه منه لانعدام الفراش، وأما المرأة فيثبت نسبه منها. (بدائع الصنائع، كتاب الدعوى، بيان ما يثبت به نسبة الولد ۳۶۳/۵ زکریا)

غیر مرد و عورت کے نطفوں کو بار آور کر کے منکوحہ بیوی کے رحم سے مولود بچہ کا نسب

غیر مرد و عورت کے اجزاء بار آور کر اپنی منکوحہ کے رحم میں ڈلوانا دراصل زنا کاری ہی کی ایک جدید شکل ہے، اور جس طرح منکوحہ عورت کے زنا کرانے سے اگر بچہ کی پیدائش ہو تو وہ بچہ زانی کی طرف نہیں؛ بلکہ حلال شوہر ہی کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ اسی طرح مذکورہ طریقہ پر پیدا شدہ بچہ بھی جننے والی بیوی اور اُس کے شوہر کی طرف منسوب ہوگا۔ اور جن غیر مرد و عورت کے اجزاء رحم میں ڈالے گئے ہیں، اُن سے حسب ضابطہ حرمت مصاہرت کے مسائل ثابت ہوں گے؛ کیوں کہ وہ زنا کے درجہ میں ہے۔

قال الله تعالى: ﴿إِنْ أُمّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ﴾ أي ما أمهاتهم إلا اللوات. (الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي [المجادلة، جزء آیت: ۲] ۲۷۹/۱۷ دار إحياء التراث العربي بيروت)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب تفسير المشتبهات

وفي حديث طويل: قال: لا يحل لامرئ يؤمن بالله واليوم الآخر أن

يسقي ماءه زرع غيره ه. (سنن أبي داود / باب في وطئ السبايا ۲۹۳/۱ النسخة الهندية)

الولد لصاحب الفراش لا ينتفي عنه أبداً، ولا بوجه من الوجوه ه. (أوجز المسالك /

كتاب الأقضية ۷۵/۱ رقم: ۱۴۴۵ دار القلم دمشق)

والزنا يوجب حرمة المصاهرة، حتى لو زنا بامرأة حرمت عليه أصولها

وفروعها، وحرمة المزنوية على أصوله وفروعه. (مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب

المحرمات ۴۸۱/۱ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

وأما الزنا؛ تثبت حرمة المصاهرة نسباً ورضاعاً، فمن زنا بامرأة حرمت

على أصوله وفروعه، فلا تحل لأبيه ولا لابنه، ويحرم على الزاني أصولها

وفروعها، فلا يحل له أن يتزوج بنتها، سواء كانت متولدة من ماءه أو غيره ه. (الفقه

على المذاهب الأربعة، كتاب النكاح / مبحث فيما تثبت به حرمة المصاهرة ۵۶/۴ بيروت)

ایک بیوی کے اجزاء منویہ کو خارج میں بار آور کر اکر دوسری

بیوی کے رحم سے پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر شوہر نے اپنے نطفہ کو اپنی ایک بیوی کے اجزاء منویہ سے ملا کر خارج میں بار آور کرایا، اور پھر دوسری بیوی کے رحم میں ڈلو کر بچہ کی پیدائش ہوئی، تو اس بچہ کی حقیقی ماں وہی کہلائے گی جس کے بطن سے بچہ کی پیدائش ہوئی ہے، اور حق وراثت، حضانت وغیرہ میں سارے حقوق اُسی عورت کو حاصل ہوں گے، اور جس بیوی کا نطفہ شوہر کے ساتھ شامل کیا گیا ہے، اس سے صرف حرمت مصاہرت کا حکم متعلق ہو سکتا تھا؛ لیکن چون کہ وہ پہلے ہی سے منکوحۃ الاب ہے، اس لئے مزید کوئی حکم ثابت نہ ہوگا۔

قال تعالى: ﴿إِنَّ أُمَّهَاتُهُمْ إِلَّا اللَّائِي وَلَدْنَهُمْ﴾ أي ما أمهاتهم إلا اللواتي.

(الجامع لأحكام القرآن الكريم للقرطبي [المجادلة، جزء آیت: ۲] ۲۷۹/۱۷ دار إحياء التراث العربي بيروت)

وفي حديث طويل: قال: لا يحل لامرئ يؤمن بالله واليوم الآخر أن

يسقي ماءه زرع غيره. (سنن أبي داود / باب في وطئ السبايا ۲۹۳/۱)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:

الولد للفراش وللعاهر الحجر. (صحيح البخاري، كتاب البيوع / باب تفسير المشتبهات

۲۷۶/۱ رقم: ۲۰۰۷، صحيح مسلم ۴۷۱/۱ رقم: ۱۴۵۷، سنن الترمذي ۲۱۹/۱)

فحرمت مزية الأب كحليلته. (الأشباه والنظائر / القاعدة الثالثة: اليقين لا يزول بالشك

۲۱۵ زكريا)

والزنا يوجب حرمة المصاهرة، حتى لو زنا بامرأة حرمت عليه أصولها

وفروعها، وحرمة المزية على أصوله وفروعه. (مجمع الأنهر، كتاب النكاح / باب

المحرمات ۴۸۱/۱ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

شوہر کی وفات کے بعد اُس کے منجمد مادہ سے بچہ کی پیدائش؟

اگر شوہر نے اپنی زندگی میں اپنا مادہ منویہ نکلوا کر منجمد اور محفوظ کر دیا، پھر اُس کا انتقال

ہو گیا، اور اُس کے بعد اُس کے مادہ کو اُس کی بیوہ کے رحم میں جدید طبی ذریعہ سے منتقل کیا گیا،

جس سے بچہ کی پیدائش ہوئی، تو اُس بچہ کا نسب وفات شدہ شخص سے ثابت ہوگا یا نہیں؟

تو اس کے متعلق اصول کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ اگر دورانِ عدت یعنی

۴/ مہینے ۱۰ دن کے اندر اندر مادہ منویہ بیوی کے رحم میں منتقل کیا گیا، تو بچہ کا نسب ثابت مانا جائے

گا، اور اگر عدت گزرنے کے بعد یہ کارروائی ہوگی، تو اب اُس کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا؛

کیوں کہ عدت کے بعد وہ نکاح سے بالکل الگ ہو چکی ہے۔

المستفاد: عالج جاريته فيما دون الفرج فأخذت ماءه وجعلته في فرجها

وعلقت منه، صارت أم ولد. (بازية على هامش الهندية ۳۵۹/۵ قدیم زكريا)

نکاح کے چھ مہینے کے بعد پیدا ہونے والے بچے کا نسب؟

نکاح کے چھ مہینے کے بعد وضع حمل ہو تو بچہ کا نسب بہر حال شوہر سے ثابت ہوگا۔

وإن جاء ت به لستة أشهر فصاعداً يثبت نسبه منه. (الهداية، كتاب الطلاق /

باب ثبوت النسب ۴۳۲/۲ المكتبة النعمية دیوبند)

نکاح کے بعد چھ مہینے سے پہلے پیدا ہونے والے بچہ کا نسب

اگر نکاح کے بعد چھ مہینے سے پہلے وضع حمل ہو، تو بچہ شوہر کی طرف منسوب نہ ہوگا؛ بلکہ صرف ماں کی طرف منسوب ہوگا۔

وإذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لأقل من ستة أشهر منذ يوم

تزوجها لم يثبت نسبه، وإن جاء ت به لستة أشهر فصاعداً يثبت نسبه منه.

(الهداية، كتاب الطلاق / باب ثبوت النسب ۴۳۲/۲ المكتبة النعمية دیوبند)

زانی مزنیہ سے نکاح کرے اور نکاح کے چھ مہینے کے اندر بچہ کی پیدائش ہو تو نسب ثابت ہوگا یا نہیں؟

اگر کسی شخص نے کسی عورت سے زنا کیا، اور اُس سے استقرار حمل ہو گیا، پھر اُس نے اُسی عورت سے نکاح کر لیا تو اگر نکاح کے چھ مہینے سے پہلے بچہ کی پیدائش ہوئی تو وہ ثابت النسب نہ ہوگا؛ البتہ یہ زانی شوہر اگر اُس کے بارے میں اپنا بچہ ہونے کا مطلق دعویٰ کرے، اور زنا کا ذکر نہ کرے، تو احتیاطاً اس کا نسب ثابت مانا جائے گا۔ (مسائل بہشتی زیور ۵۵۱، کتاب النوازل ۱۷۰/۸)

فلو لأقل من ستة أشهر من وقت النكاح لا يثبت النسب، ولا يرث منه

إلا أن يقول: هذا الولد مني، ولا يقول من الزنا. وخانية. وظاهر أن هذا من حيث

القضاء، أما من حيث الديانة فلا يجوز أن يدعيه؛ لأن الشرع قطع نسبه منه، فلا

يحل له استلحاقه به، ولذا لو صرح لأنه من الزنا لا يثبت قضاءً أيضاً، وإنما يثبت

لو لم يُصرَّح لاحتمال كونه بعقد سابق أو بشبهة حملاً لحال المسلم على الصلاح.

(شامی، کتاب النکاح / فصل فی المحرمات، قبیل مطلب: فیما لو زوج المولیٰ أمته ۱۴۲/۴ زکریا)

شوہر سے کئی سال الگ رہنے کے باوجود بچہ پیدا ہوا تو نسب کس سے ثابت ہوگا؟

اگر میاں بیوی بظاہر سالوں سے نہیں ملے ہیں، پھر بھی بیوی کے یہاں بچہ پیدا ہو جائے تو وہ شرعاً ثابت النسب ہوگا۔ (کیوں کہ بطور کرامت ملاپ کا امکان موجود ہے) (مسائل بہشتی زیور ۵۵)

وقد اكتفوا بقیام الفراش بلا دخول كتزوج المغربي بمشرقية بينهما سنة، فولدت لستة أشهر مذ زوجها لتصوره كرامةً واستخداماً (الدر المختار)

وعبارة الفتح: والحق أن التصور شرط؛ ولذا لو جاءت امرأة الصبي بولد لا يثبت نسبه. والتصور ثابت في المغربية لثبوته كرامات الأولياء والاستخدامات، فيكون صاحب خطوة أو جنی. (شامی، کتاب الطلاق / فصل فی ثبوت النسب، مطلب فی ثبوت کرامات الأولیاء والاستخدامات ۲۴۵/۵-۲۴۶ زکریا)

رخصتی سے قبل مطلقہ کے پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر نکاح کے بعد رخصتی سے قبل کسی عورت کو طلاق دی گئی اور پھر مطلقہ کے یہاں بچہ کی پیدائش ہوئی، تو اُس کی دو صورتیں ہیں:

الف:- اگر طلاق کے چھ مہینے کے اندر اندر بچہ پیدا ہوا ہے، تو اُس کا نسب احتیاطاً شوہر ہی سے ثابت ہوگا، بشرطیکہ نکاح کو چھ مہینے سے زیادہ گزر چکے ہوں۔ (البتہ اگر شوہر انکار کرے تو لعان کا حکم ہوگا)

ب:- اور اگر طلاق کے چھ مہینے کے بعد بچہ کی پیدائش ہوئی ہے، تو اب اُس کا نسب اُس شوہر سے قطعاً ثابت نہ ہوگا۔

فإن كان قبله فجاءت بولدٍ لأقل من ستة أشهر ثبت نسبه للتيقن بقيامه قبل الطلاق به. وإن جاءت به لأكثر منها لا يثبت؛ لأن الفرض أن لا عدة عليها، ولا يستلزم كونه قبل الطلاق لتلزم العدة. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، فصل في ثبوت النسب من الصغيرة ۲۳۴/۵ زكريا)

فلو غير مدخول بها فولدت لستة أشهر أو أكثر من وقت الفرقة لا يثبت، وإن لأقل منها ثبت، أي إذا كان من وقت العقد ستة أشهر فأكثر. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، فصل في ثبوت النسب من الصغيرة ۲۳۲/۵ زكريا)

طلاق رجعي کے بعد چھ مہینے سے کم میں پیدا شدہ بچہ کا نسب

جو عورت طلاق رجعی کی عدت گزار رہی ہو، اور اُس کے یہاں طلاق کے چھ مہینے سے پہلے پہلے بچہ کی پیدائش ہو، تو اس بچہ کا نسب طلاق دینے والے شوہر ہی سے ثابت ہوگا، اور بچہ کی پیدائش پر عدت پوری ہو جائے گی۔

وأقلها ستة أشهر إجماعاً، فيثبت نسب ولد معتدة الرجعي الخ، وكانت الولادة رجعةً لو في الأكثر منهما الخ، لا في الأقل للشك، وإن ثبت نسبه. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب عدة، فصل في ثبوت النسب ۲۳۰/۵-۲۳۱ زكريا)

طلاق رجعی کے چھ مہینے بعد پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر معتدہ رجعیہ کے یہاں طلاق رجعی کے چھ مہینے کے بعد کبھی بھی بچہ پیدا ہو، تو اُس کا نسب شوہر ہی سے ثابت ہوگا، اور یہ سمجھا جائے گا کہ اُس نے دورانِ عدت رجعت کر لی تھی؛ بشرطیکہ عورت نے عدت پوری ہونے کا اقرار نہ کیا ہو۔ (اور اقرار کے بعد چھ مہینے کے اندر اندر ولادت نہ ہوئی ہو)

فيثبت نسب ولد معتدة الرجعي الخ، وإن ولدت أكثر من سنتين، ولو لعشرين سنةً فأكثر، لاحتمال امتداد طهرها وعلوقها في العدة ما لم تُقرَّ بمضي

العدة، والمدة تحتمله، وكانت الولادة رجعةً لو في الأكثر منهما، أو لتمامهما لعلوها في العدة. (الدر المختار، كتاب الطلاق / فصل في ثبوت النسب ۲۳۰/۵-۲۳۱ زکریا)

إلا إذا جاءت به لأقل من ستة أشهر من وقت الإقرار فإنه يثبت نسبه للتيقن من قيام الحمل وقت الإقرار، فيظهر كذبها. (شامي، كتاب الطلاق / باب العدة، مطلب في ثبوت النسب من المطلقة ۲۳۱/۵ زکریا)

طلاق بائن کے بعد دو سال کے اندر اندر پیدا شدہ بچہ کا نسب

جو عورت طلاق بائن یا مغلظہ کی عدت گزار رہی ہو، اور طلاق کے دو سال کے اندر اندر اُس کے یہاں بچہ کی پیدائش ہو، جب کہ اُس کی طرف سے عدت گزرنے کا اقرار نہ کیا گیا ہو، تو یہ بچہ ثابت النسب ہوگا۔

والمبتوتة يثبت نسب ولدها إذا جاءت به لأقل من سنتين. (الهداية/ باب ثبوت النسب ۴۳۵/۲ المكتبة النعيمية ديوبند)

طلاق بائن کے بعد چھ مہینے سے پہلے پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر کسی عورت کو طلاق بائن دی جائے، اور پھر طلاق کے بعد چھ مہینے کے اندر اندر اُس کے یہاں بچہ کی پیدائش ہو، تو اُس بچہ کا نسب طلاق دینے والے شوہر سے ثابت ہوگا۔

كما يثبت بلا دعوة احتياطاً في مبتوتة جاءت به لأقل منهما من وقت الطلاق، لجواز وجوده وقتها، ولم تُقر بمضيها كما مر. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة، فصل في ثبوت النسب ۲۳۱/۵-۲۳۲ زکریا)

طلاق بائن کے دو سال بعد پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر طلاق بائن کے دو سال گزرنے کے بعد مطلقہ عورت کے یہاں بچہ کی پیدائش ہو، اور اُس نے عدت گزرنے کا اقرار بھی نہ کیا ہو، تو اُس بچہ کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا؛ لیکن

اگر وہ یہ دعویٰ کرے کہ یہ میرا ہی بچہ ہے، تو اُس سے نسب ثابت مان لیا جائے گا۔

ولو لتما مہما لا یثبت النسب الخ، إلا بدعوتہ لأنه التزمہ، وہی شبہة عقدٍ أيضًا. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب العدة، فصل فی ثبوت النسب ۲۳۲/۵ زکریا)

مطلقہ بانہ کے یہاں جڑواں بچوں میں سے ایک بچہ دو سال کے اندر اور دوسرا دو سال کے بعد پیدا ہوا

جو عورت طلاقِ بائن کی عدت گزار رہی ہو، اور اُس کے یہاں جڑواں بچوں کی پیدائش ہوئی، اور پہلا بچہ طلاق کے دو سال کے اندر اندر ہوا، اور دوسرا بچہ دو سال کے بعد ہوا، اور اُس عورت نے عدت گزرنے کا اقرار نہیں کیا، تو ان دونوں بچوں کا نسب بغیر دعویٰ کے طلاق دینے والے شوہر سے ثابت ہوگا۔

والا إذا ولدت توأمین، أحدهما لأقل من سنتین والآخر لأکثر (الدر المختار) أي فیثبت نسبہما. (شامی، کتاب الطلاق / باب العدة، فصل فی ثبوت النسب ۲۳۲/۵-۳۳۳ زکریا)

مطلقہ عورت کے بچہ کے ثبوت نسب کی ایک لازمی شرط

مطلقہ رجعیہ اور بانہ سے پیدا شدہ بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہونے کے لئے ایک لازمی شرط یہ ہے کہ یا تو خود شوہر مطلقہ کے حاملہ ہونے کا اقرار کرے، یا اُس سے ولادت پر معتبر شہادت پائی جائے، یا حمل ظاہر ہو، اس کے بغیر نسب کا ثبوت نہ ہوگا۔

وفي البحر: واعلم أن شرط ثبوت النسب في ما ذکر من ولد مطلقہ الرجعية والبائن مقيّد بما سیأتی من الشهادة بالولادة أو اعتراف من الزوج بالحبلى، أو حبلى ظاهراً. (الدر المختار، کتاب الطلاق / فصل فی ثبوت النسب ۲۳۲/۵ زکریا)

معتدۃ الوفات سے پیدا شدہ بچہ کے نسب میں تفصیل

جو عورت عدتِ وفات گزار رہی ہو، اُس کے یہاں پیدا شدہ بچہ کے ثبوت کے بارے

میں درج ذیل تفصیل ہے:

الف:- شوہر کی وفات کے بعد چھ مہینے کے اندر اندر جو بچہ پیدا ہوگا، اُس کا نسب علی الاطلاق میت شوہر سے ثابت ہوگا۔

ب:- اور اگر وفات کے دو سال کے اندر اندر بچہ کی پیدائش ہوئی، اور اس دوران معتدہ نے عدت پوری ہونے کا اقرار نہ کیا ہو، تو بھی بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا۔

ج:- اور اگر عدت پوری ہونے کا اقرار کر لیا ہو، اور پھر اقرار کے چھ مہینے کے اندر بچہ کی پیدائش ہوئی ہو، تو بھی بچہ ثابت النسب ہوگا۔

د:- لیکن اگر عدت گزرنے کے اقرار کے چھ مہینے کے بعد بچہ پیدا ہوا، تو وہ ثابت النسب نہ ہوگا۔

ويثبت نسب ولد المتوفى عنها زوجها ما بين الوفاة وبين السنتين، وإذا اعترفت المعتدة انقضاء عدتها ثم جاءت بالولد لأقل من ستة أشهر يثبت نسبه؛ لأنه ظهر كذبها بيقين، فبطل الإقرار. وإن جاءت به لستة أشهر لم يثبت. (الهداية، كتاب الطلاق / باب ثبوت النسب ۴۳۶/۲ المكتبة النعمية ديوبند)

نکاحِ فاسد کے بعد پیداشدہ بچہ کا نسب

نکاحِ فاسد میں وطی کے دن کے بعد سے چھ مہینے کے بعد اور دو سال کے اندر جو بچہ پیدا ہوگا، اُس کا نسب ثابت مانا جائے گا۔

ويثبت نسب الولد المولود في النكاح الفاسد، وتعتبر مدة النسب من وقت الدخول عند محمد رحمه الله تعالى، وعليه الفتوى. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن في النكاح الفاسد وأحكامه ۳۳۰/۱ زكريا)

ويثبت النسب احتياطاً بلا دعوة، وتعتبر مدته وهي ستة أشهر من الوطء، فإن كانت منه إلى الوضع أقل مدة الحمل، يعني ستة أشهر فأكثر،

یثبت النسب، وإلا بآن ولدته لأقل من ستة أشهر لا يثبت، وهذا قول محمد وبه يفتی^۱. (الدر المختار، کتاب النکاح / باب المهر ۲۷۷/۴ زکریا)

وطی بالشبہ میں نسب کے ثبوت کی شرط

جس عورت سے وطی بالشبہ کی گئی ہو (مثلاً دھوکہ سے اُس کے ساتھ رخصتی ہو جائے) اُس سے پیدا شدہ بچہ کا نسب وطی کرنے والے سے اُسی وقت ثابت ہوگا جب کہ وہ اُس بچہ کے اپنے ہونے کا دعویٰ کرے، اس کے بغیر نسب کا ثبوت نہ ہوگا۔

من وطی امرأة أجنبية زُفَّت إليه، وقيل له: إنها امرأتك، فهي شبهة في الفعل، وإن النسب يثبت إذا ادعاه. (البحر الرائق، کتاب الطلاق / باب ثبوت النسب ۲۶۸/۴ زکریا، ۱۰۸/۴-۱۰۹ کوئٹہ)

تین طلاق کے بعد حلالہ کے بغیر پیدا شدہ بچہ کا نسب

اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں، پھر حلالہ کے بغیر اُس سے دوبارہ نکاح کر لیا تو اُس سے جو بچہ پیدا ہوگا، وہ ثابت النسب کہلائے گا۔ (مسائل بہشتی زیور ۵۵۱)

ولو طلقها ثلاثاً ثم تزوجها قبل أن تنكح زوجاً غيره، فجاءت منه بولد، ولا يعلمان بفساد النكاح، فالنسب ثابت. وإن كانا يعلمان بفساد النكاح، يثبت النسب أيضاً عند أبي حنيفة. (الفتاوى التاتارخانية، کتاب الطلاق / فصل في ثبوت النسب ۲۶۲/۵ رقم: ۷۷۹۸ زکریا)

كما يثبت بلا دعوة احتياطاً في مبتوتة جاءت به لأقل منهما (الدر المختار) يشمل البت بالواحدة والثلاث والحررة والأمة بشرط أن لا يملكها كما يأتي، ويشمل ما إذا تزوجها في العدة أو لا. (الدر المختار، کتاب الطلاق / فصل في ثبوت النسب ۲۳۱/۵ زکریا)

مصاہرت کی وجہ سے حرام شدہ عورت کی بیٹی سے پیداشدہ اولاد کا نسب؟

جو عورت کسی مرد پر حرمتِ مصاہرت کی بنیاد پر حرام ہو جائے، تو اُس مرد کے لئے اُس عورت کی بیٹی سے نکاح درست نہیں ہوتا، اور اُن میں فوراً تفریق ضروری ہوتی ہے؛ تاہم اُس کی وجہ سے جو اولاد پیدا ہوئی، اُس کا نسب مرد سے ثابت مانا جائے گا۔

ويثبت نسب الولد المولود في النكاح الفاسد. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب الثامن في النكاح الفاسد وأحكامه ۳۳۰/۱ زکریا)

معتدۃ الغیر سے نکاح کے بعد اُس سے پیداشدہ بچہ کا نسب؟

اگر کسی شخص نے ایسی عورت سے نکاح کیا جو عدت گزار رہی تھی، تو یہ نکاح منعقد نہیں ہوا؛ تاہم اس کی وجہ سے چوں کہ وطی بالشبہ کا ثبوت ہوتا ہے، اس لئے احتیاطاً پیداشدہ اولاد کا نسب اُس شخص سے ثابت ہو جائے گا۔

لا يجوز للرجل أن يتزوج زوجة غيره، وكذلك المعتدة. (الفتاوى الهندية،

كتاب الطلاق / القسم السادس: المحرمات التي يتعلق بها حق الغير ۲۸۰/۱ زکریا)

أما نكاح منكوحة الغير ومعتدته لم يقل أحد بجوازه، فلم ينعقد أصلاً. (شامي، كتاب النكاح / باب المهر ۲۷۴/۴ زکریا)

وفاسد النكاح في ذلك أي ثبوت النسب كصحيحه. (شامي، كتاب الطلاق

/ باب العدة ۲۳۱/۵ زکریا)

والنسب يثبت في الثانية، أي في شبهة المحل. (فتح القدير ۲۵۰/۵ دار الفكر بيروت)

تزوج محرمة أو منكوحة الغير، أو معتدته لا حد. وفي الشامي:

وحرر في الفتح: بأن الشبهة في المحل، وفيها يثبت النسب. (الدر المختار مع

الشامي / كتاب النكاح ۳۳/۶ زکریا، ۲۴/۴ کراچی)

ہندو عورت سے نکاح کر کے پیدا شدہ اولاد کا نسب

اگر کوئی مسلمان ہندو لڑکی سے نکاح کرے، تو یہ نکاح سرے سے منعقد ہی نہیں ہوا، اور اس سے جو اولاد ہوئی ہے اُن کا نسب بھی اُس شخص سے ثابت نہ ہوگا، دونوں میں فوراً تفریق لازم ہے۔
 فَلَا يَجُوزُ لِلْمُسْلِمِ أَنْ يَنْكِحَ الْمُشْرِكَةَ لِقَوْلِهِ تَعَالَى: ﴿وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكَةَ حَتَّىٰ يُوْفِيَ﴾ (بدائع الصنائع، کتاب النکاح / من شروط صحة النکاح أن لا تكون المرأة مشركة ۵۵۲/۲ زکریا)

و حرم نکاح الوثنية بالإجماع الخ. (الدر المختار / کتاب النکاح ۱۲۵/۴)

ہندو لڑکے سے نکاح کرنے والی مسلمان عورت کی اولاد کا نسب

اگر کسی ہندو لڑکے نے کسی مسلمان لڑکی سے نکاح کر لیا، تو یہ نکاح قطعاً باطل ہے، اور اس کی وجہ سے پیدا شدہ اولاد کا نسب ہندو مرد سے ثابت نہ ہوگا۔

وفي مجمع الفتاوى: نکح کافرٌ مسلمةً فولدت منه لا يثبت النسب منه، ولا تجب العدة؛ لأنه نکاح باطلٌ (الدر المختار) أي فالوطأ فيه زنا لا يثبت به النسب. (الدر المختار مع الشامی، کتاب النکاح / باب العدة ۲۵۲/۵ زکریا)

مفقود الخیر شوہر کی بیوی نے دوسرا نکاح کر لیا، جس سے اولاد

ہوئی پھر پہلا شوہر واپس آ گیا؟

اگر کسی عورت نے شوہر کے مفقود الخیر ہونے کی وجہ سے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا، اور دوسرے شوہر سے اولاد بھی ہو گئی، اُس کے بعد پہلا شوہر واپس آ گیا، تو (اگر کوئی اور مانع نہ ہو) اولاد؛ دوسرے شوہر کی طرف منسوب ہوگی۔ (حالاں کہ پہلے شوہر کی واپسی کے بعد یہ اُسی کی بیوی قرار پائے گی، اور دوسرے شوہر سے نکاح کا عدم سمجھا جائے گا)

غاب عن امرأته فتزوجت بآخر، وولدت أولاداً، ثم جاء الزوج الأول، فالأولاد للثاني على المذهب الذي رجع إليه الإمام، وعليه الفتوى الخ. وعَلَّله ابن الملك بأنه المستفرش حقيقة، فالولد للفراش الحقيقي؛ وإن كان فاسداً.

(الدر المختار، كتاب الطلاق / باب العدة، فصل في ثبوت النسب ۲۴۷/۵-۲۴۸ زكريا)

لے پاک کا نسب کس سے ثابت ہوگا؟

لے پاک اولاد کسی بھی حال میں گود لینے والے کی حقیقی اور صلیبی اولاد میں شامل نہیں ہو سکتی؛ لہذا لے پاک کا نسب اس کے حقیقی باپ سے ہی ثابت ہوگا۔ اس کو دوسرے کی طرف منسوب کرنا درست نہیں۔

قال الله تبارك وتعالى: ﴿وَمَا جَعَلَ أَدْعِيَاءَكُمْ أَبْنَاءَكُمْ، ذَلِكَمْ قَوْلُكُمْ بِأَفْوَاهِكُمْ، وَاللَّهُ يَقُولُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيلَ. ادْعُوهُمْ لِأَبَائِهِمْ هُوَ أَقْسَطُ عِنْدَ اللَّهِ﴾ [الاحزاب: ۴، وجزء آیت: ۵]

هذه الآية ناسخة لما كانوا من التبنی وهو من نسخ السنة بالقرآن فأمره أن يدعو من دعوه إلى أبيه المعروف. (تفسير القرطبي ۱۱۹/۱۴)

عن أنس ابن مالك رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: من ادعى إلى غير أبيه أو انتمى إلى غير مواليه، فعليه لعنة الله الممتابعة إلى يوم القيامة. (سنن أبي داود / باب في الرجل يتنمى إلى غير مواليه ۶۹۷/۲)

عن سعد ابن مالك رضي الله عنه قال: سمعته أذناي ووعاه قلبي من محمد صلى الله عليه وسلم أنه قال: من ادعى إلى غير أبيه وهو يعلم أنه غير أبيه، فالجنة عليه حرام. (صحيح البخاري / باب غزوة الطائف ۶۱۹/۲ رقم: ۴۵۲۶، صحيح

مسلم / باب بيان حال إيمان من رغب عن أبيه وهو يعلم ۵۷/۱)



کتاب الحضانة

(حق پرورش سے متعلق مسائل)

حق پرورش کے مسائل

انسان کا بچہ سب سے زیادہ توجہ کا محتاج ہے

تمام حیوانات میں انسان کے بچے سب سے زیادہ ضعیف اور کمزور ہوتے ہیں، اور اگر اُن کی ضروری دیکھ بھال نہ کی جائے، تو وہ بظاہر اسباب زندہ نہیں رہ سکتے؛ اس لئے شریعت مطہرہ نے اُن بچوں کی پرورش کے متعلق انتہائی اہم اور ضروری احکامات اور ہدایتیں اُمت کو عطا فرمائی ہیں۔

پیدائش کے بعد بچوں کے لئے سب سے اہم چیز اُن کی غذا ہے، جس کے لئے ماں کے پستانوں میں دودھ کا خدائی انتظام کیا گیا ہے، جس سے بہتر اور شاندار غذا بچہ کے لئے متصور نہیں ہے۔ اسی بنیاد پر ماؤں کے لئے ہدایت ہے کہ وہ دو سال تک بچوں کو دودھ پلائیں، اور باپ کو ہدایت ہے کہ وہ ماں کی ضروریات کا خیال رکھے۔ اس بارے میں یہ ارشاد خداوندی ایک عظیم ناصحانہ اصولی منشور کی حیثیت رکھتا ہے، جس سے بے شمار جزئیات نکالی جاسکتی ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

وَالْوَالِدَاتُ يُرْضِعْنَ أَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ أَرَادَ أَنْ يُتِمَّ الرَّضَاعَةَ، وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ، لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ إِلَّا وُسْعُهَا، لَا تُضَارَّ وَالِدَةٌ بِوَلَدِهَا وَلَا مَوْلُودٌ لَهُ بِوَلَدِهِ، وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ، فَإِنْ أَرَادَا فِصَالًا عَنْ تَرَاضٍ مِنْهُمَا وَتَشَاوُرٍ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا، وَإِنْ أَرَدْتُمْ أَنْ تَسْتَرْضِعُوا أَوْلَادَكُمْ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِذَا سَلَّمْتُمْ مَا آتَيْتُمْ بِالْمَعْرُوفِ، وَاتَّقُوا اللَّهَ وَاعْلَمُوا

اور مائیں اپنے بچوں کو پورے دو برس دودھ پلائیں، جو دودھ کی مدت پوری کرنی چاہے، اور لڑکے کے باپ پر اُن دودھ پلانے والیوں کے کھانے اور کپڑے کی دستور کے موافق ذمہ داری ہے، اور کسی کو اُس کی گنجائش سے زیادہ مکلف نہیں بنایا جاتا، نہ تو ماں کو اُس کے بچہ کی وجہ سے نقصان پہنچایا جائے، اور نہ باپ کو اُس کے بچہ کی وجہ سے، اور وارثوں پر بھی یہی لازم ہے۔ پھر اگر ماں باپ آپسی رضامندی اور مشورہ سے (دو برس کے اندر ہی) بچہ کا دودھ چھڑالیں، تو اُن پر کچھ گناہ نہیں۔ اور اگر تم اپنی اولاد کو (ماں کے علاوہ کسی اور عورت سے) دودھ پلوانا چاہو تو بھی تم پر کچھ گناہ نہیں،

اَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ. (البقرة: ۲۳۳)
 جب کہ تم دستور کے موافق مقررہ (ماں یا دودھ پلانے والی کا) حق ادا کر دو، اور اللہ سے ڈرتے رہو، اور جان رکھو کہ اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو خوب دیکھتا ہے۔

آیت بالا سے مستفاد چند احکام

اس آیت کا لب لباب یہ ہے کہ:

(۱) اگر کوئی معقول عذر نہ ہو، اور ماں نکاح میں ہو یا عدت کے زمانہ میں ہو، تو اُس پر دیاۃ عند اللہ بچہ کو دودھ پلانا واجب ہے، اور اُس پر باپ سے کوئی اجرت لینا درست نہیں۔
 (۲) اور اگر ماں مطلقہ ہے، اور اُس کی عدت گزر چکی ہے، تو اُس پر اجرت کے بغیر دودھ پلانا واجب نہیں؛ بلکہ اگر چاہے تو اجرت کا مطالبہ کر سکتی ہے۔ پس اگر دودھ پلائے گی تو باپ کو مطالبہ پر اجرت دینی ہوگی۔

(۳) اگر ماں کسی عذر کی وجہ سے دودھ پلانے سے انکار کرے، اور بچہ کے دودھ پلانے کے لئے متبادل انتظام ممکن ہو، تو ماں کو دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔
 (۴) البتہ اگر بچہ ماں کے علاوہ کسی اور کا دودھ لیتا ہی نہ ہو تو ماں کو دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے گا۔

(۵) ماں اگر دودھ پلانا چاہے اور اُس کے دودھ میں کوئی نقصان بھی نہ ہو، تو باپ کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ماں کو چھوڑ کر کسی اور سے بچہ کو دودھ پلوائے۔
 (۶) اگر ماں کے دودھ میں خرابی ہو، تو بچہ کے مفاد کو ملحوظ رکھتے ہوئے باپ دوسری عورت سے دودھ پلوا سکتا ہے۔

(۷) اگر مطلقہ ماں عدت گزرنے کے بعد مناسب اجرت کا مطالبہ کرے، اور دوسری دودھ پلانے والی عورت بھی اُسی اجرت پر دستیاب ہو، تو باپ پر لازم ہے کہ اجرت ہی سے دودھ پلوائے، ماں کی مرضی کے بغیر دوسری عورت سے دودھ نہ پلوائے۔

(۸) مطلقہ ماں کی عدت گزرنے کے بعد اگر ماں دودھ پلانے کی زیادہ اجرت کا مطالبہ کرے، اور دوسری عورت اُس سے کم میں دستیاب ہو، تو باپ دوسری عورت سے دودھ پلوا سکتا ہے؛ لیکن ماں یہ حق رکھتی ہے کہ بچہ کو اپنے سے جدا نہ ہونے دے، اور باپ کی مقرر کردہ عورت ماں کے

پاس رہ کر بچہ کو دودھ پلائے۔

(۹) باپ کی زندگی میں بچہ کا پورا خرچ صرف باپ کے ذمہ ہے۔

(۱۰) اگر باپ کا انتقال ہو جائے، اور بچہ کا خود اپنا مال موجود ہو، تو اُسی مال میں سے بچہ کا

خرچ اُٹھایا جائے گا۔

(۱۱) اور اگر بچہ کے پاس مال موجود نہ ہو، تو بچہ کے محرم رشتہ داروں میں بشمول ماں کے جو

وسعت والے رشتہ دار ہیں، وہ اپنے حصہ وراثت کے بقدر بچہ کے اخراجات کے ذمہ دار ہوں گے۔

(یہ سب مسائل فقہی کتابوں میں موجود ہیں، اور حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی نور اللہ مرقدہ نے مذکورہ آیت میں فائدہ کے تحت اُن کو درج فرمایا ہے، جن کی تلخیص اوپر درج کی گئی ہے)

(مستفاد: بیان القرآن ۱۳۶/۱)

خلاصہ یہ ہے کہ بچہ کے تحفظ اور اُس کے مفادات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اُس کی پرورش کے

حقوق کے بارے میں شریعت اسلامیہ انتہائی سنجیدہ ہے، اور جب اس کے متعلق اسلامی اصول پر

گہری نظر ڈالی جاتی ہے، تو یہ واضح ہوتا ہے کہ بچہ کے مفاد میں اس سے بہتر کوئی رہنمائی ممکن نہیں ہے۔

اب ذیل میں اس سلسلہ کی مزید جزئیات ذکر کی جارہی ہیں:

حق حضانت کا استحقاق

اگر مرد و عورت کے درمیان نکاح قائم ہے، تو اُن دونوں کو اپنی اولاد کی پرورش کا یکساں

حق حاصل ہے؛ لیکن اگر عورت کو طلاق دے دی جائے، یا مرد کا انتقال ہو جائے، اور بچہ چھوٹا ہو تو:

(۱) اولاً بچہ کی پرورش کا حق ماں کو حاصل ہوگا۔

تثبت للأُم النسبية الخ. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۵۳/۵ زکریا)

(۲) اگر ماں اپنا حق چھوڑ دے یا کوئی مانع پیش آجائے (مثلاً: وہ بچہ کے نامحرم سے

نکاح کر لے) تو بچہ کی نانی کو اوپر تک پرورش کا حق حاصل ہوگا۔

وإذا بطل حق الأم كانت الحضانة للجدة من قبل الأم، وإن علت.

(الفتاویٰ التاتاریخانیہ، کتاب الطلاق / فصل فی حکم الولد عند افتراق الزوجین ۲۷۵/۵ رقم: ۷۸۳۹ زکریا)

(۳) اگر نانی یا اُس سے اوپر کی کوئی عورت موجود نہ ہو، تو دادی کو حق ہوگا۔

فإن لم تكن الجدة من قبل الأم فالجدة من قبل الأب . (الفتاوى التاتارخانية،

كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۵/۵ رقم: ۷۸۳۹ زکریا)

(۴) اگر دادی نہ ہو، تو سگی بہن کو حق پرورش دیا جائے گا۔

وبعد أم الأب الحضانة إلى الأخوات أو لاهن الأخت لأب وأم. (الفتاوى

التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۵/۵ رقم: ۷۸۳۹ زکریا)

(۵) اگر سگی بہن نہ ہو، تو ماں شریک بہن کو حق ملے گا۔

وبعدها الأخت لأم. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند

افتراق الزوجين ۲۷۵/۵ رقم: ۷۸۳۹ زکریا)

(۶) اُس کے بعد باپ شریک بہن کو حق حاصل ہوگا۔

ثم الأخت لأب. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۷) بعد ازاں سگی بھانجی کو حق حاصل ہوگا۔

ثم بنت الأخت لأبوين. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

قال الزيلعي: وبنات الأخت أولى من بنات الأخ؛ لأن الأخت لها حق

في الحضانة دون الأخ، فكان المدلى بها أولى. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة

۲۶۳/۵ زکریا)

(۸) پھر ماں شریک بھانجی کو حق ہوگا۔

ثم لأم. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۹) اُس کے بعد سگی خالہ کو حق ملے گا۔

ثم الخالات كذلك أي لأبوين. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۱۰) بعد ازاں ماں شریک خالہ کو حق ہوگا۔

ثم لأم. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۱۱) اُس کے بعد باپ شریک خالہ کو حق ہوگا۔

ثم لأب. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۱۲) پھر باپ شریک بھانجی کو حق ہوگا۔

ثم بنت الأخت لأب. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۱۳) بعد ازاں سگی بھتیجی کو حق ملے گا۔

ثم بنات الأخ، أي لأب وأم. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۱۴) اُس کے بعد ماں شریک بھتیجی کو حق ملے گا۔

أو لأُم. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۱۵) پھر باپ شریک بھتیجی حق دار ہوگی۔

أو لأب فيما يظهر. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۱۶) پھر سگی پھوپھی کو حق ملے گا۔

ثم العمات كذلك، أي تقدم العمّة لأب وأم. (شامی، کتاب الطلاق / باب

الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۱۷) پھر ماں شریک پھوپھی کو حق ملے گا۔

ثم لأُم. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۱۸) پھر باپ شریک پھوپھی کا حق ہوگا۔

ثم لأب. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۱۹) پھر اسی ترتیب سے ماں کی خالہ کو حق ہوگا۔

ثم خالة الأم كذلك. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۲۰) اُس کے بعد بالترتیب باپ کی خالہ کو حق ہوگا۔

ثم خالة الأب كذلك. (الدر المختار، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

(۲۱) اُس کے بعد بالترتیب ماں اور باپ کی پھوپھی کو حق ہوگا۔

ثم عمات الأمهات والآباء بهذا الترتيب . (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة

۲۶۳/۵ زکریا، الموسوعة الفقهية ۳۰۲/۱۷ کویت، اسلامی قانون متعلق مسلم پرسنل لاء ۱۴۸)

نوٹ:- خالہ اور پھوپھی کی بیٹیوں کو پرورش کا حق نہیں ہے؛ کیوں کہ وہ بچہ کی محرم نہیں ہے۔

ولم يذكر بنات الخالة والعمّة؛ لأنه لا حق لهنّ؛ لأنهن غير محرم.

(شامی، کتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۳/۵ زکریا)

مستحق پرورش عورتوں میں سے کوئی نہ ہو تو بچہ کی دیکھ بھال کس کے ذمہ ہوگی؟

اگر بالفرض مذکورہ بالا مستحق پرورش خواتین میں سے کوئی موجود نہ ہو، تو بالترتیب بچہ کے
عصبات کی طرف حق پرورش منتقل ہوگا۔ یعنی:

(۱) باپ دادا اوپر تک۔

(۲) بھائی اور اُن کی اولاد۔

(۳) چچا اور اُن کی اولاد۔ (لیکن چچا زاد بھائی اپنی چچا زاد بہن کی پرورش کا حق نہیں
رکھتا؛ کیوں کہ وہ محرم نہیں ہے)

وإذا ماتت الأم وليس أحد من النساء للصغير ذا رحمٍ محرم منه، فحق
الحضانة للرجال من العصبات على ترتيب الميراث . (الفتاوى التاتارخانية، كتاب

الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۶/۵ رقم: ۷۸۴۱ زکریا)

ثم العصبات بترتيب الإرث، فيقدم الأب ثم الجد ثم الأخ الشقيق ثم

لأب ثم بنوه كذلك، ثم العم ثم بنوه الخ. سوى فاسق ومعتوه وابن عم

عصبات کی غیر موجودگی میں پرورش کا حق

اگر بچہ کے باپ دادا وغیرہ عصبات میں سے کوئی موجود یا مستحق نہ ہو، تو پرورش کا حق ذوی الارحام رشتہ داروں کو ملے گا۔ یعنی:

(۱) ماں شریک دادا۔

(۲) ماں شریک بھائی، پھر اُن کی اولاد۔

(۳) ماں شریک چچا۔

(۴) سگے ماموں۔

(۵) ماں شریک ماموں۔

ثم إذا لم يكن عصباً فلذوي الأرحام، فتدفع لأخٍ لأُمٍ لابنہ، ثم للعم لأُمٍّ، ثم للخال لأبوين، ثم لأُمٍّ. (الدر المختار) كان ينبغي أن يذكر أولاً الجد لأُمٍّ، ففي الهندية: إنه أولى من الأخ لأُمٍّ والخال. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانه ۲۶۵/۵ زکریا، الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۶/۵ رقم: ۷۸۴۱ زکریا)

ماموں کی موجودگی میں بچی کے نامحرم عصبہ کو حق پرورش نہ ہوگا

اگر بچی کا سگاماموں موجود ہے، تو عصبات میں سے نامحرم چچا زاد بھائی وغیرہ کو اُس کی پرورش کا حق نہ ہوگا۔

الصغيرة لا تدفع إلى عصبه غير محرم مع وجود محرم غير العصبه، كالخال مع ابن العم؛ فإنها تدفع إلى الخال. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل

فی حکم الولد عند افتراق الزوجین ۲۷۷/۵ رقم: ۷۸۴۸ زکریا

نامحرم عورتوں کو پرورش کا حق نہیں

بچہ کی ایسی نامحرم رشتہ دار عورتیں (یعنی جن سے اُس کا نکاح ممنوع نہیں ہے، مثلاً: پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد بھائی بہن) اُس کی پرورش کا حق نہیں رکھتیں۔

فأما بنات العم والخال والعمة والخالة، فلا حق لهن في الحضانة. (الفتاویٰ

التاتاریخانیة، کتاب الطلاق / فصل فی حکم الولد عند افتراق الزوجین ۲۷۶/۵ رقم: ۷۸۴۱ زکریا)

ولا حق لولد عم وعمّة وخال وخالة. (الدر المختار) كان المناسب التعبير بالبنات بدل الولد؛ لأن الولد يشمل الذكر والأنثى، وقد مرّ أن ابن العم له حق في الغلام دون الجارية الخ. وفي البحر: لا حق لبنات العم والخالة؛ لأنهن غیر محرم. وكذلك بنات الأعمام والأخوال بالأولی، کذا فی كثير من الكتب. ووجه الأولوية: أن العمّة والخالة مقدمتان على العم والخال مع أنه لا حق لبناتهما. ومقتضاه: أنه لا حق لبنت العمّة ونحوها في حضانة الجارية، ولا لابن العمّة في حضانة الغلام. وينبغي إجراء التفصيل المذكور في ابن العم هنا، ولم أر من ذكره، تأمل. (شامی، کتاب الطلاق / باب الحضانة، مطلب: لو كانت الإخوة والأعمام غیر مامونین لا تسلم المحضونة إليهم ۲۶۵/۵ زکریا)

عورت کا حق حضانت کب ساقط ہو جاتا ہے؟

اگر مستحق پرورش عورت خود اپنا حق ساقط کر دے (اور متبادل انتظام ممکن ہو) یا بچہ کے نامحرم شخص سے نکاح کر لے، تو اُس عورت کا حق پرورش ساقط ہو جاتا ہے۔

والحاضنة يسقط حقها بنكاح غیر محرمة أي الصغیر. (الدر المختار، کتاب

الطلاق / باب الحضانة ۲۶۶/۵ زکریا)

موزی اور متعدی امراض میں مبتلا عورت کو پرورش کا حق نہیں

شرعی اعتبار سے جس عورت کو بچہ کی پرورش کا حق مل رہا ہو، وہ کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو، جس سے بچہ کو نقصان ہو سکتا ہو، مثلاً: پاگل پن، کوڑھ پن اور ٹی بی وغیرہ، تو ایسی عورت کو بچہ کی پرورش کا حق نہ ہوگا۔

وهل يُشترط كونها بصيرةً، ففي الأشباه في أحكام الأعمى: ولم أرى حكم ذبحه وصيده وحضائه الخ، وينبغي أن يكره ذبحه، وأما حضائه فإن أمكنه حفظ المحضون كان أهلاً وإلا فلا، وهو بحث وجيه، وهو معلوم من قول الرمل قادرة، كما يعلم منه حكم ما إذا كانت مريضة أو كبيرة عاجزة.

(شامی، کتاب الطلاق / باب الحضانة، مطلب شروط الحضانة ۲۵۳/۵ زکریا، قانون اسلامی ۱۵۱)

مرتد ہو جانے والی ماں کو پرورش کا حق نہیں

جو عورت (نعوذ باللہ) مرتد ہو جائے، تو اُس کو بچہ کی پرورش کا حق نہیں ملتا (کیونکہ اولاً تو ارتداد کی سزا پانے کی وجہ سے وہ پرورش ہی نہ کر پائے گی، مزید یہ کہ اُس کے غلط عقائد کا اثر بچہ پر پڑنے کا اندیشہ ہوگا)

لا حق للمرتدة في الولد. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد

عند افتراق الزوجين ۲۷۷/۵ رقم: ۷۸۴۵ زکریا)

ثبت للام الخ، إلا أن تكون مرتدة فحتى تسلم؛ لأنها تحبس. (الدر

المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۵۳/۵ زکریا)

فاسقہ فاجرہ کو پرورش کا حق ہے یا نہیں؟

ایسی فاسقہ فاجرہ عورت جس کے پاس رہنے سے بچہ کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو،

(مثلاً: وہ بدکاریاں گلوکار وغیرہ ہو، جس کی وجہ سے اُسے گھر سے باہر بکثرت آنا جانا پڑتا ہو) اُس کو بچہ کی پرورش کا حق نہیں دیا جائے گا۔

اور اگر فسق ایسا ہو جو پرورش پر اثر انداز نہ ہو (مثلاً: نماز چھوڑنا وغیرہ) تو جب تک بچہ سمجھ دار اور باشعور نہ ہو، ایسی عورت کا حق پرورش ساقط نہ ہوگا؛ البتہ باشعور ہونے کے بعد بچہ اُس کے پاس نہیں چھوڑا جائے گا؛ تاکہ فسق کے اثرات بچہ کی طرف منتقل نہ ہوں۔

تثبت للأم الخ، إلا أن تكون الخ، أو فاجرة فجوراً يضيع الولد به، كزنا وغنائٍ وسرقَةٍ ونياحةٍ، كما في البحر والنهر بحثاً. قال المصنف: والذي يظهر العمل بإطلاقهم، كما هو مذهب الشافعي أن الفاسقة بترك الصلاة لا حضانة لها. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۵۳/۵ زکریا)

وقال الشامي بحثاً: والحاصل أن الحاضنة إن كانت فاسقة فسقاً يلزم منه ضياع الولد عندها سقط حقها، وإلا فهي أحق به إلى أن يعقل فينزع منه كالكتابية. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة، مطلب شروط الحضانة ۲۵۴/۵ زکریا)

وكذلك كل ذي رحم محرم منها إذا كان لا يؤمن عليها لفسقه ومجانته، فلا حق له فيها. (المحيط البرهاني، كتاب النكاح / الفصل الرابع والعشرون بيان حكم الولد ۲۴۵/۴ المجلس العلمي، الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۷/۵ زکریا)

مانع دور ہو جائے تو حق پرورش لوٹ آتا ہے

اگر پرورش کرنے والی عورت نے اپنا حق ساقط کر دیا تھا، پھر بعد میں وہ اُس کا مطالبہ کرنے لگے، یا مثلاً مستحق پرورش عورت کے بچی کے نامحرم سے نکاح کرنے کی وجہ سے حق پرورش ساقط ہو گیا، پھر وہ نکاح ختم ہو جائے، یا مثلاً بیماری کی وجہ سے حق پرورش ساقط ہوا تھا، پھر وہ بیماری دور ہو جائے وغیرہ، الغرض مانع مرتفع ہو جائے، تو دوبارہ حق پرورش ثابت ہو جاتا ہے۔

كذلك إذا أسقط الحاضن حقه ثم عاد وطلب، أُجيب إلى طلبه؛ لأنه حقٌ يتجدد بتجدد الزمان كالنفقة، وإذا امتنعت الحضانة لمانعٍ ثم زال المانع كأن عقل المجنون أو تاب الفاسق أو شفا المريض عاد حق الحضانة؛ لأن سبيلها قائم. وإن امتنعت لمانعٍ فإذا زال المانع عاد الحق بالسبب السابق الملازم طبقاً للقاعدة المعروفة ”إذا زال المانع عاد الممنوع“، وهذا كله متفق عليه عند جمهور الفقهاء. (الموسوعة الفقهية / حضانة ۳۱۳/۱۷ كويت)

ومن تزوجت بأجنبي ثم بانت من زوجها عاد حقها في الحضانة.

(الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۷/۵ زكريا)

کیا ذمیہ یہودی یا عیسائی عورت کو حق پرورش حاصل ہوگا؟

اگر کوئی ذمیہ (یہودی یا عیسائی کتابی عورت) مسلمان کے نکاح میں ہو، تو اُسے بھی بچہ کے باشعور ہونے تک حسب ضابطہ پرورش کا حق ملتا ہے؛ لیکن جب یہ خطرہ ہو کہ یہ بچہ کو اپنے فاسد عقائد سے خراب کر دے گی، تو اُس کے پاس بچہ کو نہیں چھوڑا جائے گا۔

وتستوي في حق الحضانة المسلمة والكتابية الخ، والذمية أحق بولدها المسلم ما لم يعقل الأديان، أو يُخاف أن يألف الكفر. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۶/۵ زكريا، ومثله في الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۵۳/۵ زكريا)

قال الشامي: لأن الشفقة لا يختلف باختلاف الدين. (شامي، كتاب الطلاق /

باب الحضانة ۲۵۳/۵ زكريا)

پرورش کے کئی مستحقین جمع ہو جائیں تو کیا کریں؟

اگر کسی بچہ کی پرورش کا استحقاق رکھنے والے متعدد ہوں، مثلاً سگی بہنوں کو حق ملے اور وہ

کئی ہوں، تو جو ان میں سب سے زیادہ دین دار ہو، اُس کو ترجیح ہوگی۔ اور اگر دین داری میں سب برابر ہوں، تو جس کی عمر زیادہ ہو اُس کو ترجیح ہوگی۔

وإذا اجتمع إخوة في درجة واحدة الخ، فأيهما أكثر صلاحاً أولى، فإن استووا في الصلاح فأكبرهم سنّاً أولى'. (المحيط البرهاني، كتاب النكاح / الفصل الرابع والعشرون بيان حكم الولد ۲۴۶/۴ المجلس العلمي، الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۸/۵ زکریا)

نامناسب ماحول میں بچہ کو نہیں رکھا جائے گا

حق پرورش کے معاملات میں بہر صورت بچہ کے مفاد کو ملحوظ رکھا جائے گا، پس اگر یہ احساس ہو کہ پرورش کرنے والے گھر میں اُس کے ساتھ تنگی یا نفسانی طور اذیت کا معاملہ کیا جا رہا ہے، تو مفتی صورت حال معلوم کر کے بچہ کا جہاں رہنا مفید اور محفوظ سمجھے، وہیں رہنے کا فتویٰ دے۔

والحاضنة يسقط حقها بنكاح غير محرمة أي الصغير، وكذا بسكناها عند المبغضين له، لما في القنية: لو تزوجت الأم بآخر فأمسكته أم الأم في بيت الراب، فلأب أخذته. (الدر المختار) فينبغي للمفتي أن يكون ذا بصيرة ليراعي الأصلح للولد، فإنه قد يكون له قريب مبغض له، ويتمنى موته، ويكون زوج أمه مشفقاً عليه يعزُّ عليه فراقه الخ، فإذا علم القاضي أو المفتي شيئاً من ذلك لا يحل له النزاع من أمه؛ لأن مدار أمر الحضانة على نفع الولد. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۶۶/۵ زکریا)

حق پرورش کب تک؟

الف:- بالترتيب مستحق پرورش عورتوں کو لڑکے کی پرورش کا حق سات سال تک ہے،

اس کے بعد باپ یا ولی حق دار ہوگا۔

ب:- جب کہ ماں، نانی اور دادی کو لڑکی کی پرورش کا حق بالغ ہونے تک ہے۔

ج:- ماں، نانی اور دادی کے علاوہ دیگر مستحق پرورش عورتوں کو لڑکی کے مشتمل ہونے

تک حق پرورش حاصل ہے، جس کا اندازہ مفتی بہ قول کے مطابق نو سال سے لگایا گیا ہے۔

د:- اُس کے بعد باپ (یا دودھیالی قریبی رشتہ دار) اُس نابالغ یا ناسمجھ بچہ یا بچی کو اپنی

پرورش میں لینے کے حق دار ہیں۔ اور نابالغ بچوں کو اپنے طور پر کسی کے پاس رہنے کے فیصلے کا

حق نہیں ہے۔

والحاضنة أمّا أو غيرها أحقُّ به أي بالغلام، حتى يستغنى عن النساء،

وقُدِّر بسبع وبه يفتى؛ لأنه الغالب الخ. والأم والجدّة لأُم أو لأبٍ أحقُّ بها

بالصغيرة حتى تحيض، أي تبلغ في ظاهر الرواية الخ. وغيرهما أحقُّ بها

حتى تشتهي، وقُدِّر بتسع، وبه يفتى. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة

۲۶۷/۵-۲۶۸ زکریا)

ولا خيار للولد عندنا مطلقاً ذكراً كان أو أنثى، خلافاً للشافعي. قلت:

وهذا قبل البلوغ. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۷۰/۵ زکریا)

ناسمجھ بچوں کا حق پرورش بلوغ کے بعد بھی ساقط نہیں ہوتا

جو بچہ یا بچی بڑی عمر کو پہنچنے کے باوجود بھی ناسمجھ رہیں (یعنی دماغی طور پر معذور ہوں)

اور دیکھ بھال کی ضرورت سے مستغنی نہ ہوں، تو اُن کا حق پرورش بالغ ہونے کے بعد بھی ختم نہیں

ہوتا۔ پس ایسے بچوں کو حسب ترتیب مستحق پرورش عورتوں کے پاس ہی رکھا جائے گا، مردوں

کے حوالے نہیں کیا جائے گا۔

ففي الجوهرية: ومن بلغ معتوهاً كان عند الأم، سواء كان ابناً أو بنتاً.

وفي الفتح: والمعتوه لا يخير، ويكون عند الأم. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۷۱/۵ زکریا)

وقال العلامة الرافعي: اللازم العمل بنص المذهب وإن لم يظهر وجهه، مع أن المعتوه لا يستغني عن الحضانة، بل قد يكون احتياجه لها أشد، تأمل. (تقريرات الرافعي على حاشية ابن عابدين / باب الحضانة ۲۴۷/۵ زکریا، مع الدر المختار زکریا)

ماں باپ میں سے کسی کو بچہ کی ملاقات سے نہیں روکا جائے گا
اگر زوجین میں تفریق کے بعد حسب ضابطہ اُن میں سے کوئی ایک اپنے پاس رکھ کر بچہ کی پرورش کرے، تو دوسرے کو اُس بچہ سے ملنے یا اُس کی دیکھ بھال کرنے سے روکا نہیں جائے گا؛ کیوں کہ وہ بہر حال دونوں کا بچہ ہے، اس نسبت کو کبھی ختم نہیں کیا جاسکتا۔

وفي الحاوي: الولد متى كان عند أحد الأبوين لا يمنع الآخر عن النظر إليه وعن تعاهده. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب الطلاق / فصل في حكم الولد عند افتراق الزوجين ۲۷۴/۵ رقم: ۷۸۳۵ زکریا)

وفي السراجية: إذا سقطت حضانة الأم وأخذ الأب لا يُجبر على أن يرسله لها؛ بل هي إذا أرادت أن تراه لا تمنع من ذلك. (الدر المختار) وكذا يقال في جانبها وقت حضانتها. (شامي، كتاب الطلاق / باب الحضانة ۲۷۵/۵ زکریا)

بلوغ کے بعد بچوں کو اختیار

جو بچے یا بچیاں بالغ ہو جائیں، اور وہ سمجھ دار ہوں (عقل سے معذور نہ ہوں) اور اُن کو اختیار دینے سے کسی فتنہ کا یا اُن کے ضائع ہونے کا اندیشہ نہ ہو، تو انہیں اختیار دیا جائے گا کہ وہ ماں باپ میں سے کسی ایک کے ساتھ رہیں یا الگ رہیں۔ اور اگر اُن کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو، تو یہ اختیار نہ ہوگا؛ بلکہ باپ اُن کو اپنے پاس رکھنے کا حق دار ہوگا۔

أما بعده فيُخَيَّر بين أبويه، وإن أراد الانفراد فله ذلك الخ، بلغت الجارية مبلغ النساء إن بكرًا ضم الأب إلى نفسه الخ، وإن ثيبًا لا يضمُّها إلا إذا لم تكن مامونة على نفسها، فللأب والجد ولاية الضم لا لغيرهما، كما في الابتداء الخ. والغلام إذا عقل واستغنى برأيه ليس له للأب ضمه إلى نفسه، إلا إذا لم يكن مامونًا على نفسه فله ضمه لدفع فتنة أو عارٍ، وتأديبه إذا وقع منه شيء. (الدر المختار) ثم المراد الغلام البالغ؛ لأن الكلام فيما بعد البلوغ، وعبارة الزيلعي: ثم الغلام إذا بلغ رشيدًا فله أن ينفرد إلا أن يكون مفسدًا مُحَرَّفًا عليه.

(شامي، كتاب الطلاق / باب الحضنة ۲۷۰/۵ - ۲۷۱ زكريا)



کتاب النفقات

(نفقہ سے متعلق مسائل)

نفقہ سے متعلق مسائل

نفقات کے بارے میں شریعت اسلامیہ کا امتیاز

یہ بات کسی صاحبِ نظر سے مخفی نہیں ہے کہ ہر انسان کسی نہ کسی انداز میں دوسرے کے تعاون کا ضرور محتاج ہوتا ہے، بغیر تعاون کے انسانی زندگی سکون سے ہم کنار نہیں ہو سکتی۔ خاص طور پر بچے اور محتاج افراد کی خبر گیری اور اُن کی واجبی ضرورتوں کی تکمیل ایک اہم انسانی فریضہ ہے۔ اگر معاشرہ میں یہ بات نہ پائی جائے، تو انسانوں اور جانوروں میں کوئی فرق ہی نہ رہے گا۔

لیکن سوال یہ ہے کہ ضرورت مندوں کی حاجت روائی کیسے کی جائے؟ تو ایک صورت یہ ہو سکتی تھی کہ حکومت کو یہ ذمہ داری دے دی جاتی کہ وہ بچوں سے لے کر بڑوں تک سب کے روٹی کپڑے اور مکان کا انتظام کرے، تو ظاہر ہے کہ یہ نظام ہر جگہ ہرگز کامیاب نہ ہو پاتا، اور اس بات کا بڑا خطرہ ہوتا کہ اصل مستحق رہ جائیں اور غیر مستحق حیلے بہانے سے ناحق مال لے لیں، اس لئے شریعت نے اس اہم انسانی فریضہ کو صرف حکومت کے حوالے نہیں کیا؛ بلکہ رشتہ داری اور قرابت کو بنیاد بنا کر افراد کو ذمہ داری دی ہے کہ وہ اپنے اقرب ترین رشتہ داروں کے نفقات کا انتظام کریں؛ کیوں کہ وہ اُن کی حالت کو جتنا قریب سے سمجھ اور جان سکتے ہیں، وہ دوسروں کے لئے متصور نہیں ہے۔ اسی لئے شریعت نے بیوی کا نفقہ شوہر پر، بچوں کا نفقہ باپ پر، محتاج والدین کا نفقہ اولاد پر، قریبی محارم کا نفقہ محارم پر، اسی طرح غلام باندیوں کا نفقہ آقا پر لازم کیا ہے۔ اور اگر بالفرض کسی جگہ تعاون کے مذکورہ ذرائع نہ پائے جائیں تو اب حکومت کے بیت المال پر ذمہ داری عائد کی ہے؛ تاکہ اسلامی حکومت میں کوئی شہری روٹی کپڑے اور مکان سے محروم نہ رہے۔ بلاشبہ نفقات کا یہ بے مثال اسلامی نظام ساری دنیا کے لئے مشعلِ راہ اور شریعت اسلامیہ کی آفاقی تعلیمات کا بہترین نمونہ ہے۔ (مستفاد: حاشیہ: شامی، تغیر و اضافہ ۶/۵۷۲ شیخ عادل عبدالموجود)

نفقہ کے وجوب کے اسباب

شریعت میں نفقہ کے وجوب کے اسباب تین ہیں:

(۱) زوجیت:- (یعنی شوہر پر اپنی منکوحہ کا نفقہ واجب ہوتا ہے)

(۲) رشتہ داری:- (جیسے: باپ پر اپنی اولاد کا نفقہ یا اولاد پر اپنے محتاج ماں باپ کا نفقہ وغیرہ)

(۳) ملکیت:- (یعنی آقا پر اپنے غلام باندی کا نفقہ واجب ہوتا ہے)

ونفقة الغير تجب على الغير بأسباب ثلاثة: زوجية وقربة وملك. (الدر

المختار، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۷۸/۵ زکریا)

بیوی کے نفقہ اور رہائش کے بارے میں قرآن کریم کی صراحت

اسلام نے زوجین میں سے ”مرد“ کو ”قوام“ قرار دیتے ہوئے گھر کے تمام اخراجات کی ذمہ داری اس پر ڈالی ہے، اور بیوی کو معاشی ذمہ داریوں سے بالکل آزاد رکھا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے:

الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ بِمَا
فَضَّلَ اللَّهُ بَعْضَهُمْ عَلَى بَعْضٍ
وَبِمَا أَنْفَقُوا مِنْ أَمْوَالِهِمْ. (النساء،
جزء آیت: ۳۴)

مرد حاکم ہیں عورتوں پر اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ نے
اُن میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے، اور
اس وجہ سے کہ اُن مردوں نے اپنے اموال
(عورتوں) پر خرچ کئے (مہر اور نفقہ وغیرہ)

نیز فرمایا:

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ
بِالْمَعْرُوفِ. (البقرة: ۲۳۳)

اور لڑکے والے (یعنی باپ) پر اُن عورتوں کا کھانا
کپڑا معروف طریقہ پر لازم ہے۔

لیکن نفقہ کی مقدار کے بارے میں شوہر کی مالی وسعت کو معیار بنایا ہے؛ تاکہ اُس پر
غیر ضروری بوجھ نہ پڑے۔ چنانچہ سورہ طلاق میں ارشاد فرمایا:

لِيُنْفِقَ ذُو سَعَةٍ مِنْ سَعَتِهِ، وَمَنْ قَدِرَ
عَلَيْهِ رِزْقُهُ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ، لَا
يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَا آتَاهَا،
سَيَجْعَلُ اللَّهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُسْرًا.
(الطلاق: ۷)

ہر وسعت والے کو اپنی وسعت کے بقدر خرچ کرنا
چاہئے، اور جس کی روزی تنگ ہو تو وہ جو بھی اللہ
نے اُسے عطا کیا اُسی میں سے خرچ کیا کرے اور
اللہ تعالیٰ کسی کو اُس کی طاقت سے زیادہ مکلف
نہیں بناتا، عنقریب اللہ تعالیٰ تنگی کے بعد سہولت
کے راستے کھول دیں گے۔

اسی طرح قرآن کریم میں رہنمائی کی گئی کہ اپنی بیویوں کے لئے اپنی وسعت کے بقدر رہائش
کا انتظام کیا جائے، اور اُن پر تنگی نہ کی جائے۔ ارشاد خداوندی ہے:

اُسْكُنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنْتُمْ مِنْ وُجْدِكُمْ وَلَا تَضَارُّوهُنَّ لِنُضْيُقُوا عَلَيْهِنَّ، وَإِنْ كُنَّ أُولَاتٍ حَمْلٍ فَأَنْفِقُوا عَلَيْهِنَّ حَتَّى يَضَعْنَ حَمْلَهُنَّ. (الطلاق، جزء آیت: ۵)

اُن عورتوں کو رہنے کے لئے گھر دو جہاں تم خود رہتے ہو اپنی وسعت کے مطابق، اور اُن کو ایذا مت پہنچاؤ کہ اُن پر تنگی کرو اور اگر وہ حاملہ ہوں، تو اُن پر وضع حمل تک خرچ کرتے رہو۔

اس آیت میں نفقہ کے لئے جو حاملہ ہونے کی شرط ہے، وہ حنفیہ کے نزدیک محض اتفاقی شرط ہے، احترازی نہیں ہے؛ لہذا منکوحہ یا مطلقہ؛ حاملہ ہو یا غیر حاملہ، بہر صورت معروف طریقہ پر حسب شرائط شوہر پر بیوی کا نفقہ واجب ہوگا۔

اس کے علاوہ حضرات مفسرین نے آیت: ﴿وَعَايِشُوا مِنْهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ [النساء: ۱۹] (اور اُن (بیویوں) کے ساتھ معروف طریقہ اچھا برتاؤ کرو) اور آیت: ﴿وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ﴾ [البقرة، جزء آیت: ۲۲۸] (اور اُن بیویوں کے لئے بھی ایسے ہی حقوق ہیں، جیسا کہ اُن پر ذمہ داریاں ہیں معروف طریقہ پر) سے بھی شوہر پر زوجہ کے نفقہ کو ثابت فرمایا ہے۔ (حاشیہ شامی ۲۷۸/۵ شیخ عادل عبدالموجود)

نفقہ زوجہ کا ذکر احادیث شریفہ میں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد احادیث میں بیوی کو اچھی طرح واجب نفقہ وغیرہ ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔

الف:- حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے حجۃ الوداع سے متعلق طویل حدیث میں عرفات کے میدان میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے خواتین کے حقوق اور ذمہ داریوں سے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ بلند پایہ کلمات بھی نقل فرمائے ہیں، جو پرسکون ازدواجی زندگی کی ضمانت کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا:

وَاتَّقُوا اللَّهَ فِي النِّسَاءِ فَإِنَّكُمْ أَخَذْتُمُوهُنَّ بِأَمَانٍ مِنَ اللَّهِ وَأَسْتَحْلَلْتُمْ فُرُوجَهُنَّ بِكَلِمَةِ اللَّهِ وَلَكُمْ عَلَيْهِنَّ أَنْ لَا يُؤْطِئَنَّ فُرُوشَكُمْ أَحَدًا تَكْرَهُونَهُ فَإِنْ فَعَلْنَ ذَلِكَ

عورتوں کو بارے میں اللہ سے ڈرتے رہو! اس لئے کہ تم نے ان پر اللہ کے امان کے ذریعہ قابو پایا ہے اور اللہ کے حکم سے (ایجاب و قبول کے ذریعہ) ان سے جسمانی تعلق کو اپنے لئے حلال کیا ہے، تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر

فَاضْرِبُوهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبْرِحٍ، وَلَهُنَّ عَلَيْكُمْ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ. (صحیح مسلم ۳۹۷/۱)

ایسے لوگوں کو نہ بیٹھنے دیں جن کا آنا تمہیں ناپسند ہو، اگر وہ خلاف ورزی کریں تو انہیں ہلکی پھلکی تنبیہ کرو، اور ان کا تمہارے اوپر حق یہ ہے کہ تم معروف

طریقہ پر ان کے نان نفقہ اور لباس کا انتظام کرو۔ (حیاء الصحابة ۴۰۳/۳-۴۰۴)

واقعہ یہ ہے کہ معاشرتی زندگی کے لئے درج بالا ہدایات سے بہتر کوئی ہدایت نہیں ہو سکتی، اس میں جہاں عورتوں کے حقوق اور ان کی ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں، وہیں مردوں کو بھی ان کی ذمہ داریوں کا احساس دلایا گیا ہے۔ اگر ان ہدایات کی پابندی فریقین کریں تو کبھی بھی نزاع کی نوبت نہ آئے، اور آپس میں الفت و محبت ہمیشہ استوار رہے، اور خاندانی نظام میں کبھی رخنہ پیدا نہ ہو۔

بیوی اپنا نفقہ شوہر کے مال سے وصول کر سکتی ہے

ب:- اُم المؤمنین سیدتنا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا جو حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی اہلیہ تھیں، انہوں نے پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں آکر شکوہ کیا کہ ابوسفیان ایک تنگ دل آدمی ہیں، وہ میری ضرورت کے بقدر میرا اور میری اولاد کا نفقہ نہیں دیتے، الا یہ کہ میں اُن کو بتائے بغیر لے لوں؟ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مشورہ دیا:

خُذِي مَا يَكْفِيكَ وَوَلَدَكَ لِيَعْنِي مَعْرُوفٌ أَوْ مَنَاسِبٌ طُورٌ بِرِجْلِ تَمَّارٍ أَوْ مَنَاسِبٌ طُورٌ بِرِجْلِ تَمَّارٍ

بِالْمَعْرُوفِ. (صحیح البخاری / باب النفقات ۸۰۸/۲)

ہو۔

اس ہدایت سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر وسعت کے باوجود نفقہ ادا نہ کرے، تو بیوی بقدر ضرورت اُس کی اجازت کے بغیر اُس کے مال میں سے اپنا نفقہ لے سکتی ہے۔

بیوی اور گھر والوں پر خرچ موجب اجر و ثواب ہے

ج:- عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ مال خرچ کرنے پر ثواب جیسا ملتا ہے، جب اُسے کار خیر یا غریب اور فقیر پر خرچ کیا جائے؛ لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جا بجا گھر والوں پر خرچ کرنے کو اولین اجر کا سبب قرار دیا ہے۔ بخاری شریف میں سیدنا حضرت ابوسعود الانصاری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِذَا أَنْفَقَ الْمُسْلِمُ نَفَقَةً عَلَى أَهْلِهِ

جب مسلمان شخص ثواب کی نیت سے اپنے گھر

وَهُوَ يَحْتَسِبُهَا كَأَنَّهُ لَهٗ صَدَقَةٌ. والوں پر خرچ کرتا ہے، تو اُسے صدقہ کرنے کا
(صحیح البخاری / باب النفقات ۸۰۵/۲) ثواب ملتا ہے۔

بریں بنا شوہر کو خوش دلی کے ساتھ بیوی اور بچوں پر خرچ کرنا چاہئے، اور اُسے کبھی بھی اپنے اُوپر
بوجھ نہیں سمجھنا چاہئے۔ آخر اگر آدمی اپنی اولاد اور شریک حیات پر خرچ نہیں کرے گا تو کہاں کرے گا؟

بیوی کے نفقہ کے وجوب کی اصل بنیاد

بیوی چوں کہ شوہر کے پاس گویا کہ محبوس ہوتی ہے (کہ نہ اُس کے نکاح میں رہتے ہوئے
دوسرا نکاح کر سکتی ہے اور نہ ہی شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر جاسکتی ہے) اس لئے اس احتباس
کے بدلہ میں شوہر پر اُس کا نفقہ واجب ہوتا ہے۔ (جیسا کہ دیگر سرکاری عملہ کا حال ہے کہ اُن کی
کفالت خود حکومت کرتی ہے)

لأنها جزاء لاحتباس، وکل محبوس لمنفعة غيره يلزمه نفقته كمفتي
وقاضٍ ووصي. (الدر المختار مع الشامی ۲۸۱/۵-۲۸۲ ذکر کیا)

وَأما سبب وجوب هذه النفقة قال أصحابنا: سبب وجوبها استحقاق
الحبس الثابت بالنكاح للزوج عليها. (بدائع الصنائع، کتاب النفقة / فصل في بيان سبب وجوب
هذه النفقة ۴۱۸/۳ المكتبة النعمية دیوبند)

ذیل میں نفقہ زوجہ سے متعلق چند ضروری مسائل ذکر کئے جا رہے ہیں:

بیوی کا نان نفقہ شوہر کے ذمہ ہے

شوہر پر بیوی کا نان نفقہ لازم ہے، خواہ بیوی مسلمان ہو یا ذمیہ، فقیرہ ہو یا مال دار،
مدخول بہا ہو یا غیر مدخول بہا، آزاد ہو یا مکاتبہ، بڑی عمر کی ہو یا صغیرہ (بشرطیکہ اس سے جماع کیا
جاسکتا ہو، یعنی کم از کم ۹ سال سے زیادہ عمر کی ہو)

تجب علی الرجل نفقة امرأته المسلمة والذمية والفقيرة والغنية دخل
بها أو لم يدخل، كبيرة كانت المرأة أو صغيرة، يجمع مثلها. كذا في فتاوى
قاضي خان. سواء كانت حرة أو مكاتبه، كذا في الجوهرة النيرة. (الفتاوى

الهندية، کتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۴/۱ ذکر کیا قدیم)

فتجب للزوجة بنكاح صحيح على زوجها ولو صغيراً، لا يقدر على الوطء؛ لأن المانع من قبله أو فقيراً، ولو كانت مسلمة أو كافرة أو كبيرة أو صغيرة، تطيق الوطء، فقيرة أو غنية موطوءة أو لا، الخ. (الدر المختار مع الشامی، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۷۸/۵-۲۸۳ زکریا، ۵۷۲/۳-۵۷۴ کراچی)

رخصتی سے قبل نفقہ کا مطالبہ

اگر کبیرہ بیوی نکاح کے بعد اپنے میکہ میں ہو اور شوہر کی طرف سے رخصتی کا کوئی تقاضا نہ ہو، تو وہ رخصتی سے قبل بھی شوہر سے نفقہ کا مطالبہ کر سکتی ہے، اور شوہر پر اس کے مطالبہ کو پورا کرنا لازم ہے۔
الكبيرة إذا طلبت النفقة وهي لم تزف إلى بيت الزوج، فلها ذلك إذا لم يطالبها الزوج بالنقلة، ومن مشائخ بلخ رحمهم الله من قال: لا تستحقها إذا لم تزف إلى بيته. والفتوى على الأول، كذا في الفتاوى الغياثية. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۵/۱ زکریا قدیم)

و كذلك إذا لم ينقلها وهي بحيث لا تمنع نفسها وطلبت النفقة ولم يطالبها بالنقلة، فلها النفقة. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ۴۲۲/۳)
فتجب للزوجة على زوجها ولو هي في بيت أبيها إذا لم يطالبها الزوج بالنقلة، به يفتى. (الدر المختار) قوله: إذا لم يطالبها: الأظهر أن يقول: به يفتى إذا لم تمتنع من النقلة بغير حق. (الدر المختار مع الشامی، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۷۸/۵-۲۸۵ زکریا، ۵۷۲/۳-۵۷۵ کراچی)

شوہر کی طرف سے رخصتی کے تقاضے کے باوجود بیوی کا

رخصتی سے بلا وجہ انکار کرنا

اگر نکاح کے بعد شوہر رخصتی کا تقاضا کرے، مگر بیوی بلا وجہ رخصتی سے انکار کرے، تو وہ

نفقہ کی مستحق نہ ہوگی۔

وأما إذا كان الامتناع (أي بعد مطالبة الزوج بالنقله) بغير حق فلا نفقة لها. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۵/۱ زكريا قديم) وإن كان (أي الامتناع) بغير حق بأن كان الزوج قد أوفاه مهرها أو كان مؤجلاً، فلا نفقة لها لانعدام التسليم حال وجوب التسليم الخ. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ۴۲۳/۳)

لا خارجة من بيته بغير حق وهي الناشئة حتى تعود. (الدر المختار مع الشامی، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۸۵/۵-۲۸۶ زكريا، ۵۷۵/۳-۵۷۶ کراچی)

کسی معقول وجہ سے بیوی کا رخصتی سے انکار کرنا

اگر شوہر رخصتی کا مطالبہ کرے؛ لیکن بیوی کسی معقول وجہ سے رخصتی سے انکار کرے (مثلاً: مہر معجل وصول نہ ہونے کی وجہ سے انکار کرے) تو وہ نفقہ کی مستحق ہوگی۔

فأما إذا امتنعت عن الانتقال فإن كان الامتناع بحق بأن امتنعت لتسفي مهرها فلها النفقة. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۵/۱ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامی، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۸۵/۵ زكريا، ۵۷۵/۳ کراچی) فإن طالها بالنقله فامتنعت فإن كان امتناعها بحق بأن امتنعت لاستيفاء مهرها العاجل، فلها النفقة وعلى هذا قالوا لو طالها بالنقله بعد ما أوفاه المهر إلى دار مغبوبة فامتنعت فلها النفقة؛ لأن امتناعها بحق. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ۴۲۲/۳)

ناشرہ عورت نفقہ کی مستحق نہیں

اگر بیوی شوہر کی اجازت کے بغیر گھر چھوڑ کر چلی جائے، تو وہ نفقہ کی مستحق نہ رہے گی۔

وإن نشزت فلا نفقة لها حتى تعود إلى منزلها، والناشزة هي الخارجة عن منزل زوجها المانعة نفسها منه. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۵/۱ قديم زكريا)

لا نفقة لأحد عشر وخارجة من بيته بغير حق، وهي الناشزة حتى تعود. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۸۶/۵ زكريا، ۵۷۶/۳ كراچی)

ولا نفقة للناشزة ما دامت على تلك الحالة. (المحيط البرهاني، كتاب النفقة / الفصل الأول في بيان من يستحق النفقة من الزوجات ۲۸۲/۴ المجلس العلمي)

گھر میں رہتے ہوئے جماع پر قدرت نہ دینے والی عورت کا نفقہ
اگر عورت شوہر کے گھر میں موجود ہو؛ لیکن جماع پر قدرت نہ دے، تو (اگرچہ بلا وجہ ایسا کرنا سخت گناہ ہے؛ لیکن) وہ نفقہ کی مستحق ہے۔

لا نفقة خارجة من بيته بغير حق قيد بالخروج؛ لأنها لو مانعته من الوطء لم تكن ناشزة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۸۶/۵-۲۸۷ زكريا، ۵۷۶/۳ كراچی)

الناشزة هي الخارجة عن منزل زوجها المانعة نفسها منه، بخلاف ما لو امتنعت عن التمكن في بيت الزوج؛ لأن الاحتباس قائم. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۵/۱ قديم زكريا)

ولو منعت نفسها عن زوجها بعد ما دخل بها على كره منها فلها النفقة؛ لأنها محقة في المنع. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ۴۲۳/۳)

اگر عورت اپنے گھر میں شوہر کو نہ آنے دے، تو وہ نفقہ کی مستحق نہیں
اگر گھر عورت کی ملکیت ہو، اور وہ اس میں بلا وجہ شوہر کو داخل نہ ہونے دے، تو شوہر پر اُس کا نفقہ لازم نہیں۔

ولو كان المنزل ملكها فممنعته من الدخول عليها، لا نفقة لها إلا أن تكون سألته أن يحولها إلى منزله الخ. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۵/۱ قديم زكريا)

لا نفقة خارجة من بيته وشمل الخروج الحكمي كأن كان المنزل لها فممنعته من الدخول عليها، فهي كالخارجة ما لم تكن سألته النقلة. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۸۶/۵-۲۸۷ زكريا، ۵۷۶/۳ كراچی)

بیوی جیل چلی جائے تو شوہر پر نفقہ ہے یا نہیں؟

اگر بیوی اپنے کسی جرم کی وجہ سے جیل چلی جائے، تو اگر شوہر کے لئے اس سے جیل میں تنہائی میں رہنا ممکن ہو تو اس کا نفقہ حسب ضابطہ لازم رہے گا، اور اگر رہنا ممکن نہ ہو، تو شوہر پر اس کا نفقہ لازم نہ ہوگا۔

لا نفقة لأحد عشر - إلى قوله - ومحبوسة ولو ظلماً، إلا لو قدر على الوصول إليها في الحبس (فلها النفقة). (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۸۵/۵-۲۸۸ زكريا، ۵۷۵/۳-۵۷۸ كراچی)

إذا حبست المرأة في دين فلا نفقة - إلى قوله - وهذا إذا كان الزوج لا يقدر على الوصول إليها في الحبس، وإن وجد ثمة مكاناً يصل إليها، قالوا: تجب لها النفقة. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۵/۱ قديم زكريا)

شوہر جیل میں چلا جائے تو بیوی کا نفقہ اُس کے ذمہ ہے یا نہیں؟

اگر شوہر کو جیل ہو جائے، تو اُس کی وجہ سے بیوی بچوں کا نفقہ ساقط نہ ہوگا۔
ولو حبس الزوج وهو يقدر على أداء الدين أو لم يقدر أو هرب فلها

النفقة. (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۵/۱ قديم

زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۸۹/۵ زكريا، ۵۷۸/۳ كراچي)

وإن حبس الزوج وهو يقدر على الأداء أو لا يقدر أو حبس ظلماً أو هرب أو نشز كان لها النفقة؛ لأن الاحتباس ههنا فاعلم معنى من جهة الزوج.

(المحيط البرهاني، كتاب النفقة / الفصل الأول في بيان من يستحق النفقة ۲۷۸/۴ المجلس العلمي)

چھوٹے بچے کی بیوی نفقہ کی مستحق ہے

اگر شوہر صغیر (بچہ) ہو اور بیوی کبیرہ ہو، تو وہ نفقہ کی مستحق ہے۔

وإن كان الزوج صغيراً والمرأة كبيرة فلها النفقة لوجود التسليم منها.

(بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ۴۲۳/۳، الفتاویٰ الہندیہ، کتاب

الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۶/۱ قديم زكريا)

فتجب للزوجة على زوجها ولو صغيراً جداً في ماله. (الدر المختار مع

الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۷۸/۵-۲۸۲ زكريا، ۵۷۲/۳-۵۷۳ كراچي)

عنین اور محبوب کی بیوی کا نفقہ

اگر شوہر نامرد یا محبوب (مقطوع الذکر) ہو، تو بھی بیوی کا نفقہ اس پر لازم ہے۔

وكذلك لو كان الزوج محبوباً أو عنيئاً فلها النفقة. (بدائع الصنائع،

كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ۴۲۳/۳، الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق / الباب

التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۶/۱ قديم زكريا)

فتجب للزوجة على زوجها ولو صغيراً لأن المانع من قبله، وتحتته

في الشامية: دخل في هذا الم محبوب والعنين الخ. (الدر المختار مع الشامي، کتاب

الطلاق / باب النفقة ۲۷۸/۵-۲۸۳ زكريا، ۵۷۲/۳-۵۷۴ كراچي)

شوہر بیوی دونوں بچے ہوں تو نفقہ واجب نہیں

اگر شوہر اور بیوی دونوں بچے ہوں تو نفقہ لازم نہیں ہے۔

وإن كانا صغيرين ولا يقدران على الجماع فلا نفقة لها. (الفتاوى الهندية،

كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۶/۱ قدیم زکریا)

پاگل یا بیمار بیوی کا نفقہ

اگر بیوی پاگل یا بیمار ہو (خواہ ایسی بیماری ہو جو جماع سے مانع ہے) اور رخصتی ہو چکی ہو، یا رخصتی نہ ہوئی ہو، مگر وہ رخصتی سے انکاری بھی نہ ہو، تو ایسی عورت نفقہ کی مستحق ہوگی۔

ولو كانت المرأة مريضة قبل النقلة مرضاً يمنع عن الجماع فنقلت وهي مريضة، فلها النفقة بعد النقلة وقبلها أيضاً إذا طلبت النفقة فلم ينقلها الزوج، وهي لا تمتنع من النقلة لو طالبها الزوج. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۶/۱ قدیم زکریا)

أو مرضت في بيت الزوج فإن لها النفقة استحساناً لقيام الاحتباس، وكذا لو مرضت ثم إليه نقلت أو في منزلها بقيت ولنفسها ما منعت وعليه الفتوى. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۸۵/۵ زکریا، ۵۷۵/۳ کراچی)

رخصتی سے قبل سفر حج کے دوران نفقہ کا حکم؟

اگر رخصتی سے قبل عورت شوہر کے بغیر حج کے سفر پر جائے، تو اس کا نفقہ شوہر پر نہیں۔

ولو حجت المرأة حجة فريضة فإن كان ذلك قبل النقلة إن حجت مع محرم لها دون الزوج فلا نفقة لها في قولهم جميعاً. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۶/۱ قدیم زکریا)

لا نفقة لأحد عشر وحاجة ولو نفلاً لا معه، ولو بمحرم لفوات

الاحتباس . (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب النفقة ۲۸۵/۵-۲۹۰ زکریا، ۵۷۵/۳-۵۷۹ کراچی)

حج کے سفر میں اگر شوہر ساتھ ہو تو نفقہ لازم ہے

اگر عورت شوہر کے ساتھ حج کرے، تو اُس کا نفقہ شوہر کے ذمہ میں ہے۔ اور نفقہ کا اندازہ اپنے وطن کے خرچ کے اعتبار سے لگایا جائے گا، نہ کہ سفر کے اعتبار سے۔ (یعنی اگر نفقہ کی مقدار میں اختلاف ہو جائے، تو حالت قیام کے نفقہ کو معیار بنایا جائے گا، اور اگر کوئی اختلاف نہ ہو، تو شوہر کی مرضی ہے جتنا چاہے خرچ کرے)

وأما إذا حج الزوج معها فلها النفقة إجماعاً، وتجب عليه نفقة الحضر دون السفر . (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۶/۱ قدیم زکریا، المحيط البرہانی، کتاب النفقة / الفصل الأول في بيان من يستحق النفقة ۲۷۸/۴ المجلس العلمي) ولومعه فعليه نفقة الحضر خاصة لا نفقة السفر والكراء . (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب النفقة ۲۹۰/۵ زکریا، ۵۷۵/۳ کراچی)

موطوءہ بالشبہ کا نفقہ

جس عورت سے وطی بالشبہ کی جائے، اُس کا نفقہ واطی پر لازم نہیں ہے۔ کل من وطئت بشبهة فلا نفقة لها . (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۷/۱ قدیم زکریا)

نکاح فاسد میں نفقہ کا حکم

جس عورت سے نکاح فاسد ہوا ہو، اُس کا نفقہ شوہر پر نہیں ہے، ایسے نکاح میں فوراً متارکت لازم ہے، اور اس کی عدت میں بھی نفقہ لازم نہیں۔

ولا نفقة في النكاح الفاسد ولا في العدة منه . (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۷/۱ قدیم زکریا)

ولا نفقة في النكاح الفاسد ولا في العدة منه؛ لأنه لم يحصل للزوج بهذا الاحتباس منفعة من منافع النكاح. (المحيط البرهاني، كتاب النفقة / الفصل الأول في بيان من يستحق النفقة ۲۸۱/۴ المجلس العلمي)

عورت کے خدمت گزاروں کا نفقہ

اگر شوہر تنگ دست ہو، تو عورت کے خادموں کا نفقہ اس پر لازم نہیں، اور اگر وسعت والا ہو، تو ایک خادم کا نفقہ اُس کے ذمہ میں ہوگا۔ (اسی اعتبار سے گھر میں برتن وغیرہ دھونے یا صفائی وغیرہ کے لئے خادم رکھنے کا حکم ہوگا، یعنی شوہر کی وسعت پر مدار رکھا جائے گا)

إذا كان زوج المرأة موسراً ولها خادم فوض عليه نفقة الخادم فإن كان لها خادمان أو أكثر لا يفرض لأكثر من خادم عند أبي حنيفة ومحمد رحمهما الله ولو كان الزوج معسراً لا تجب عليه نفقة خادمها، وإن كان لها الخادم.

(الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۷/۱ قدیم زکریا)

وتجب لخادمها المملوك لها لو موسراً، لا معسراً في الأصح. (الدر

المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۳۰۳-۳۰۵ زکریا، ۵۸۸/۳-۵۸۹ کراچی)

نفقہ کے معیار میں شوہر کا اعتبار ہوگا یا بیوی کا؟

نفقہ یعنی کھانے پینے اور کپڑے وغیرہ میں شوہر کی وسعت کو معیار بنایا جائے گا۔ پس اگر شوہر مال دار ہے تو اُسی اعتبار سے نفقہ واجب ہے، اور اگر تنگ دست ہے تو اُسی کو ملحوظ رکھا جائے گا۔

يعتبر حال الزوج في اليسار والإعسار كذا في الكافي، وبه جمع كثير من المشائخ، وقال في التحفة: إنه الصحيح، كذا في فتح القدير. (الفتاوى الهندية،

كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۸/۱ قدیم زکریا، الدر المختار مع

الشامي ۲۸۴/۵ زکریا، ۵۷۴/۳ کراچی)

ذكر الكرخي أن قدر النفقة والكسوة يعتبر بحال الزوج في يساره وإعساره لا بحالها. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في بيان مقدار الواجب منها ۴۳۰/۳-۴۳۱ نعيمية)

کیا کھانا پکانا بیوی پر لازم ہے؟

اگر بیوی کا تعلق ایسے خاندان سے ہو، جہاں کی عورتیں امور خانہ داری خود نہ انجام دیتی ہوں؛ بلکہ سارا کام خادموں کے حوالے ہو، یا عورت مثلاً کسی بیماری کی وجہ سے کھانا پکانے وغیرہ کی خدمت انجام نہ دے سکے، تو ایسی عورت کے لئے شوہر پر پکا پکایا تیار کھانے یا خادم کا انتظام کرنا لازم ہے۔

لیکن اگر عورت کو امور خانہ داری انجام دینے میں کوئی عذر نہ ہو، تو اُس کے لئے خادم یا تیار کھانے کا انتظام لازم نہیں؛ بلکہ کچے راشن اور اُس کے لوازمات وغیرہ کا انتظام کافی ہے۔

امتنعت المرأة من الطحن والخبز إن كانت ممن لا تخدم، أو كان بها علة فعليه أن يأتيها بطعام مهياً وإلا بأن كانت ممن تخدم نفسها وتقدر على ذلك لا يجب عليه. (الدر المختار مع الشامسي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۹۰/۵ زكريا، ۵۷۹/۳ كراچی، الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۸/۱ قديم زكريا، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في بيان مقدار الواجب ۴۳۰/۳)

امور خانہ داری بیوی پر دیاۓ واجب ہے

گھریلو کام کاج بیوی پر اگرچہ قضاء لازم نہیں؛ لیکن دیاۓ واجب ہے۔

قالوا: إن هذه الأعمال واجبة عليها ديانةً، وإن كان لا يجبرها القاضي. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۸/۱ قديم زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۱۸۳/۴ كراچی)

کیا گھریلو کام پر عورت شوہر سے اجرت لے سکتی ہے؟

گھریلو خدمت پر بیوی کے لئے شوہر سے اجرت لینا جائز نہیں ہے۔

لا يجوز لها أخذ الأجرة على ذلك لو جوبه عليها ديانة ولو شريفة. (الدر

المختار مع الشامي ۲۹۱/۵ زكريا، بدائع النصائع، كتاب النفقة / فصل في بيان مقدار الواجب ۴۳۰/۳،

البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۱۸۳/۴ كراچی، الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع

عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۸/۱ قدیم زكريا)

نفقہ میں کیا کیا چیزیں داخل ہیں؟

نفقہ کے اندر درج ذیل چیزیں شامل ہوتی ہیں:

الف:- کھانے میں آٹا، سالن، ایندھن، تیل، اور باورچی خانہ کی دیگر ضروریات

مثلاً ضروری برتن وغیرہ۔

ب:- بدن کو صاف ستھرا رکھنے کی چیزیں، مثلاً سر میں لگانے کا تیل، کنگھی، صابون،

شیمپو وغیرہ۔

ج:- اتنی مقدار میں پانی کا انتظام جس سے بدن اور کپڑا دھونے کی ضروریات پوری

کی جاسکیں۔

د:- ایسا لباس جو سردی اور گرمی وغیرہ کے لئے کافی ہو۔

ه:- ایسی رہائش جس میں زوجین بلا حائل بے تکلف رہ سکیں۔

والنفقة الواجبة المأكل والملبوس والسكنى، أما المأكل فالدقيق

والسماء والملح والحطب والرهن، كذا في التاتارخانية. وكما يفرض لها قدر

الكفاية من الطعام كذلك من الإدام، كذا في فتح القدير. ويجب لها ما تنظف

به وتزيل الوسخ كالمشط والدهن وما تغسل به من الصدر والخطمي وما تزيل

به الدرن كالأشنان والصابون على عادة أهل البلد ويجب عليه ما يقطع به الصنان. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۹/۱ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۹۱/۵ زكريا، ۵۷۹/۳ كراچی، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۱۷۵/۴ كراچی)

وتزاد في الشتاء جبة وسروالاً وما يدفع به أذى حر ويرد. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۹۷/۵-۲۹۸ زكريا، ۵۸۴/۳ كراچی)

تجب السكنى لها عليه في بيت خال عن أهله وأهلها. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الثاني في السكنى ۵۵۶/۱ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في مسكن الزوجة ۳۱۸/۵ زكريا، ۵۹۹/۳ كراچی، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۱۹۳/۴ كراچی)

کیا بیوی کے میک اپ کا سامان شوہر پر لازم ہے؟

شوہر پر بیوی کے میک اپ اور زینت کا سامان مہیا کرنا لازم نہیں ہے؛ لیکن اگر مہیا کرے تو بیوی کو اسے شوہر کے لئے زیب و زینت میں استعمال کرنا ہوگا۔

وأما ما يقصد به التلذذ والاستمتاع مثل الخضاب والكحل فلا يلزمه؛ بل هو على اختياره إن شاء هيأه لها، وإن شاء تركه، فإذا هيأه لها فعليها استعماله. وأما الطيب فلا يجب عليه منه إلا ما يقطع به السهوكة لا غير. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۹/۱ قديم زكريا)

وأما الخضاب والكحل فلا يلزمه؛ بل هو على اختياره، وأما الطيب فيجب عليه ما يقطع به السهوكة لا غير. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۹۱/۵ زكريا، ۵۷۹/۳-۵۸۰ كراچی)

بیوی کی دوا اور ڈاکٹر کی فیس کا حکم؟

بیوی اگر بیمار ہو جائے تو اُس کی دوا اور ڈاکٹر کی فیس شوہر پر قضاءً لازم نہیں (لیکن اخلاق و مروت کے اعتبار سے اُس کا انتظام شوہر کو کرنا چاہئے، یہ حسن معاشرت کے قبیل سے ہے)

ولا يجب الدواء للمرض، ولا أجره الطبيب ولا الفصد والحجامة، كذا في السراج الوهاج. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۴۹/۱ قدیم زکریا، شامی، کتاب الطلاق / باب النفقة ۲۹۱/۵ زکریا، ۵۸۰/۳ کراچی)

ولادت کا خرچ شوہر کے ذمہ ہے

بچہ کی ولادت پر دائی یا اسپتال کا پورا خرچ شوہر یعنی بچہ کے باپ کے ذمہ ہے۔

وأجرة القابلة على من استأجرها من زوجة وزوج، ولو جاءت بلا استئجار قيل عليه وقيل عليها، وتحتة في الشامية: ويظهر لي ترجيح الأول؛ لأن نفع القابلة معظمة يعود إلى الولد، فيكون على أبيه. (رد المحتار مع الدر، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۹۱/۵-۵۹۲ زکریا، ۵۷۹/۳-۵۸۰ کراچی)

نان نفقہ میں آپسی رضامندی سے کوئی رقم متعین کرنا

اگر زوجین آپسی رضامندی سے نفقہ کے طور پر کوئی رقم (بالمقطع) یا شی مقرر کر لیں تو اس میں بھی شرعاً کوئی حرج نہیں، اور آئندہ اس میں رضامندی سے کمی بیشی بھی ہو سکتی ہے۔

وإذا صالحت المرأة زوجها من نفقتها على ثلاثة درهم من كل شهر فهو جائز، وفائدة اعتبار التقدير أن تجوز الزيادة على ذلك، والنقصان عنه..... الخ. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۵۳/۱ قدیم زکریا، البحر الرائق، کتاب الطلاق / باب النفقة ۱۸۸/۴ کراچی)

أن الصلح على النفقة تارة يكون تقديرًا للنفقة كالصلح على نحو

الدراهم قبل تقدير النفقة بالقضاء أو الرضاء أو بعده، فتجوز الزيادة عليه والنقصان عنه، أي بالغلاء أو الرخص. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۳۱۰/۵ زکریا، ۵۹۳/۳ کراچی)

بیوی کا شوہر کو نفقہ سے بری کرنا

اگر بیوی شوہر سے یہ کہے کہ جب تک میں تمہارے نکاح میں ہوں، میں نے تمہیں نان نفقہ کی ذمہ داری سے بری کر دیا، تو اس کی وجہ سے شوہر سے نفقہ ساقط نہیں ہوتا؛ بلکہ بعد میں بیوی نفقہ کا مطالبہ کر سکتی ہے۔

ولو أبرأت الزوج عن النفقة في حال قيام النكاح لا يصح الإبراء وتجب النفقة؛ لأن النفقة في النكاح تجب شيئاً فشيئاً على حسب حدوث الزمان يوماً فيوماً، فكان الإبراء عنها إبراء قبل الوجوب فلم يصح. (بدائع الصنائع، كتاب الطلاق / فصل في حكم الخلع ۲۳۹/۳ المكتبة النعمية ديوبند)

المرأة إذا أبرأت الزوج عن النفقة بأن قالت: أنت برئ من نفقتي أبداً ما كنت امرأتك، فإن لم يفرض لها القاضي النفقة فالبراءة باطلة، وإن كان فرض لها القاضي كل شهر عشرة دراهم، يصح الإبراء من نفقة الشهر الأول، ولم يصح من نفقة ما سوى ذلك الشهر. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۵۳/۱ قدیم زکریا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۱۸۷/۴ کراچی، شامی، کتاب الطلاق / باب النفقة ۳۱۲/۵ زکریا، ۵۹۴/۳ کراچی)

بیوی آزاد اور شوہر غلام ہو تو نفقہ کس پر ہے؟

اگر آزاد عورت کا غلام شخص سے نکاح ہو تو اُس کے نفقہ کی ذمہ داری غلام پر ہے۔ (اور وہ غلام خود کما کر بیوی کا نفقہ ادا کرے گا، یا اُسے فروخت کر کے نفقہ کا انتظام کیا جائے گا)

ولو زوج ابنته من عبده فلها النفقة على العبد. (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۵۵/۱ قدیم زکریا، بدائع الصنائع، کتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ۴۲۷/۳ المكتبة النعمية دیوبند)

فإن نكحوا بالإذن فالمهر والنفقة عليهم، أي على القن وغيره لوجود سبب الوجوب منه، وبيع قن فيهما (الدر المختار) أي باعه سيده؛ لأنه دين تعلق في رقبته الخ. (الدر المختار مع الشامی، کتاب النکاح / باب نکاح الرقیق ۳۱۸/۴-۳۱۹ زکریا، کتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في بيع العبد لنفقة زوجته ۳۱۵/۵ زکریا)

شوہر آزاد اور بیوی باندی ہو تو نفقہ کا کیا حکم ہے؟

اگر شوہر آزاد ہو اور بیوی کسی کی باندی ہو، تو اگر باندی کے آقا نے اسے شوہر کے ساتھ رہنے کی اجازت دی ہے، تو جب تک وہ شوہر کے پاس رہے گی، شوہر اُس کے نفقہ کا ذمہ دار ہوگا، اور جب باندی شوہر کے بجائے آقا کی خدمت میں رہے گی تو شوہر اُس کے نفقہ کا ذمہ دار نہ ہوگا۔ المنكوحه إذا كانت أمة إن بوأها المولى بيتاً فلها النفقة وإلا فلا، والتبوة أن يخلي بينها وبين زوجها. (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۵۵/۱ قدیم زکریا، بدائع الصنائع، کتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ۴۲۶/۳ المكتبة النعمية دیوبند)

ونفقة الأمة المنكوحه إنما تجب على الزوج بالتبوة. (الدر المختار مع

الشامی، کتاب الطلاق / باب النفقة ۳۱۸/۵ زکریا)

بیوی کے لباس (کسوہ) کے بارے میں شوہر کی ذمہ داری

معروف طریقہ پر بیوی کی ضرورت کے اعتبار سے گرمی اور سردی کے کپڑے بنانا شوہر کے ذمہ لازم ہے، اور عام حالات میں ہر چھ مہینہ میں ایک جوڑا کپڑا بنانا ضروری ہوگا (اس سے زیادہ کا مطالبہ بیوی کی طرف سے قبول نہیں؛ لیکن شوہر اپنی خوشی سے زیادہ بنادے تو یہ حسن معاشرت کا مظاہرہ ہوگا)

الکسوة واجبة عليه بالمعروف بقدر ما يصلح لها عادةً صيفاً وشتاءً، كذا في التاتارخانية ناقلاً عن الينابيع، وإنما نفرض الكسوة في السنة مرتين في كل ستة أشهر مرةً، كذا في المبسوط. ولو فرض لها الكسوة مدة ستة أشهر ليس لها غيرها حتى تمضي المدة الخ. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۵۵/۱ قديم زكريا)

وتفرض لها الكسوة في كل نصف حول مرة لتجدد الحاجة حرّاً وبرداً. وفي الشامية: قوله: في كل نصف حول مرة واعلم أنه لا يجدد لها الكسوة ما لم يتخرق ما عندها، أو يبلغ الوقت الذي يكسوها. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۹۲/۵ زكريا، ۵۸۰/۳ كراچی)

إذا كان الزوج معسراً ينفق عليها من الكسوة أدنى ما يكفيها من الصيفية والشتوية، وإن كان متوسطاً ينفق عليها من الكسوة أرفع من ذلك بالمعروف، وإن كان غنياً ينفق عليها من الكسوة أرفع من ذلك، كله بالمعروف. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في بيان مقدار الواجب منها ۴۳۱/۳ المكتبة النعمية ديوبند)

شوہر کی طرف سے بستر اور گدے کا انتظام

شوہر پر اپنی مالی وسعت کے اعتبار سے گھر میں سردی گرمی کا لحاظ کرتے ہوئے بستر، چٹائی اور گدے وغیرہ کا اہتمام بھی لازم ہے۔

ويجب عليه أن يعطيها ما يتفرش للقعود عليه على قدر حال الزوج، فإن كان موسراً وجب عليه طنفسة في الشتاء، ونطع في الصيف وعلى الفقير حصير في الصيف ولبد في الشتاء. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الأول ۵۵۶/۱ قديم زكريا)

يزاد في الشتاء جبة وسروالاً وما يدفع به أذى حر وبرد ولحافاً وفراشاً.

وفي الشامية: قوله: وتزاد في الشتاء: وذلك يختلف باختلاف الأماكن
حرًا وبردًا والعادات، فعلى القاضي اعتبار الكفاية بالمعروف في كل وقت
ومكان. (الدر المختار مع الشامى، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۹۷/۵-۲۹۸ زكريا، ۵۸۴/۳ كراچی)

بیوی کی رہائش کا انتظام

شوہر پر بیوی کے لئے ایسی رہائش کا انتظام لازم ہے جس میں میاں بیوی کے درمیان خلوت
کا موقع میسر ہو، اور کوئی غیر حائل نہ ہو، اور باورچی خانہ اور بیت الخلاء کی مستقل سہولت میسر ہو۔

تجب السكنى لها عليه في بيت خال عن أهله وأهلها. (الفتاوى الهندية،
كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الثاني في السكنى ۵۵۶/۱ قدیم زکریا، الدر
المختار مع الشامى، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في مسكن الزوجة ۳۱۸/۵ زکریا، ۵۹۹/۳
کراچی، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۱۹۳/۴ کراچی)

وكل امرأة لها النفقة لها السكنى لقوله عز وجل: ﴿أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ
سَكَنْتُمْ مِنْ وَجْدِكُمْ﴾ (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ۴۲۸/۳
المكتبة النعمية دیوبند)

ومرادہ لزوم کنیف و مطبخ، وینبغی الافتاء به. (الدر المختار، كتاب الطلاق /
باب النفقة ۳۲۰/۵ زکریا)

مشترک فیملی میں رہائش

اگر کسی بڑے گھر میں کئی خاندان رہائش پذیر ہوں؛ لیکن ہر ایک زوجین کے لئے الگ
الگ مستقل کمرے اور سہولیات (مثلاً بیت الخلاء اور مطبخ) مہیا ہوں، تو اس طرح کے انتظام
سے شوہر پر واجب سکنی کی ذمہ داری ادا ہو جائے گی (اور ایسی صورت میں بیوی کے لئے بالکل
الگ مکان کے مطالبہ کی اجازت نہیں ہے؛ البتہ ایسا مشترک گھر انہ ہو کہ زوجین کے لئے خلوت
کا موقع نہ ہو تو عورت الگ کمرے کا مطالبہ کر سکتی ہے)

امراة أبت أن تسكن مع ضررتها أو مع أحمائها كأمه وغيرها، فإن كان في الدار بيوت وفرغ لها بيتاً وجعل لبيتها غلقاً على حدة ليس لها أن تطلب من الزوج بيتاً آخر، فإن لم يكن فيها إلا بيت واحد فلها ذلك. (الفتاوى الهندية،

كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الثاني في السكنى ۵۵۶/۱ قديم زكريا)

ولو أراد الزوج أن يسكنها مع ضررتها أو مع أحمائها كأأم الزوج وأخته فأبت ذلك، عليه أن يسكنها في منزل مفرد لأنه يحتاج إلى أن يجامعها ويعاشرها في أي وقت يتفق، ولا يمكنه ذلك إذا كان معهما ثالث، حتى لو كان في الدار بيوت ففرغ لها بيتاً وجعل لبيتها غلقاً على حدة قالوا: إنها ليس لها أن تطالبه ببيت آخر. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في شرائط وجوب هذه النفقة

۴۸۸/۳ المكتبة النعمية ديوبند)

معتدہ کے لئے نفقہ اور رہائش کا نظم

جس طرح منکوحہ بیوی کے نان نفقہ اور رہائش کی ذمہ داری شوہر پر ہے، اسی طرح مطلقہ مغفلہ بائنہ یا رجعیہ کے زمانہ عدت کا نان نفقہ اور رہائش شوہر کے ذمہ ہوگی، بشرطیکہ وہ شوہر کی مرضی کے مطابق اُس کے گھر یا کسی اور جگہ عدت گزارے، اگر وہ شوہر کی مرضی کے خلاف اُس کے گھر کے باہر عدت گزارے گی تو نفقہ کی مستحق نہ ہوگی۔

المعتدة عن الطلاق تستحق النفقة والسكنى كان الطلاق رجعيًا أو بائنًا أو ثلاثًا، حاملاً كانت المرأة أو لم تكن. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع

عشر في النفقات، الفصل الثالث في نفقة المعتدة ۵۵۷/۱ قديم زكريا)

وتجب لمطلقة الرجعي والبائن النفقة والسكنى والكسوة. وفي الشامية: قوله: وتجب لمطلقة الرجعي: وفي المجتبى: نفقة العدة كنفقة النكاح، وفي الذخيرة: وتسقط بالنشوز وتعود بالعود، وأطلق فشمّل الحامل

وغیرہا والباثن بثلاث أو أقل كما في الخانية. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في نفقة المطلقة ۳۳۳/۵ زکریا، ۶۰۹/۳ کراچی، البحر الرائق، کتاب الطلاق / باب النفقة ۱۹۸/۴ کراچی)

متوفی عنہا زوجہا (بیوی) نان نفقہ کی حق دار نہیں

جس عورت کا شوہر انتقال کر جائے تو شوہر کے مال میں سے اُس کا نان نفقہ الگ سے لازم نہیں ہے (بلکہ وہ حسب ضابطہ متروکہ مال میں سے وراثت کی حق دار ہے)

لا نفقة للمتوفى عنها زوجها، سواء كانت حاملاً أو حائلاً. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الثالث في نفقة المعتدة ۵۵۸/۱ قدیم زکریا)

لا تجب النفقة بأنواعها لمعتدة موت مطلقاً ولو حاملاً. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۳۳۴/۵ زکریا، ۶۱۰/۳ کراچی)

لا تجب النفقة لمعتدة الموت لأن احتباسها ليس لحق الزوج؛ بل لحق الشرع الخ. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۰۰/۴ کراچی)

عدت کا نفقہ کس حساب سے طے کیا جائے گا؟

دورانِ عدت نان نفقہ شوہر کی مالی وسعت کے اعتبار سے اوسط درجہ کا مقرر کیا جائے گا، شوہر کی وسعت سے زیادہ نفقہ مقرر کرنے کے مطالبہ کا حق نہ ہوگا۔

ويعتبر في هذه النفقة ما يكفيها وهو الوسط من الكفاية وهي غير مقدرة؛ لأن هذه النفقة نظير نفقة النكاح فيعتبر فيها ما يعتبر في نفقة النكاح. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب التاسع عشر في النفقات، الفصل الثالث في نفقة المعتدة ۵۵۸/۱ قدیم زکریا)

ونفقة المعتدة كنفقة النكاح. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۱۹۸/۴ کراچی)

کراچی، شامی، کتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في نفقة المطلقة ۳۳۳/۵ زکریا، ۶۰۹/۳ کراچی)

متوفی بیوی کی تجہیز و تکفین شوہر کے ذمہ میں ہے

اگر بیوی کا انتقال ہو جائے، تو اُس کی تجہیز و تکفین کا سارا خرچ بہر حال شوہر پر ہے۔

أن مؤنة تجهيزها على الزوج وإن تركت مالا؛ لأن الكفن كالكسوة

حال الحياة. (شامی، کتاب الطلاق / باب النفقة ۳۱۸/۵ زکریا، البحر الرائق، کتاب الصلاة / کتاب

الحنائز ۱۷۷/۲ کراچی)

کیا شوہر بیوی کو ملازمت سے منع کر سکتا ہے؟

چوں کہ شریعت نے بیوی کی ضروریات کی ذمہ داری شوہر پر رکھی ہے، اس لئے شوہر اگر چاہے تو بیوی کو گھر سے باہر ملازمت پر جانے سے روک سکتا ہے۔ (لیکن اگر عورت گھر میں رہتے ہوئے کوئی کام کرے، اور اُس سے شوہر کے حق میں کوئی کمی بھی نہ آئے، مثلاً سلائی کڑھائی کرے تو شوہر کو اُس سے روکنے کا حق نہیں ہے، اور وہ ساری آمدنی بیوی ہی کی ہوگی)

بل له أن يمنعها من الأعمال كلها المقتضية للكسب؛ لأنها مستعينة

عنه لوجوب كفايتها عليه الخ، والذي ينبغي تحريره أن يكون له منعها عن كل

عمل يؤدي إلى تنقيص حقه أو ضرره أو إلى خروجها من بيته، أما العمل الذي

لا ضرر له فيه فلا وجه لمنعها عنه. (شامی، کتاب الطلاق / باب النفقة ۳۲۵/۵ زکریا، البحر

الرائق، کتاب الطلاق / باب النفقة ۱۹۶/۴ کراچی)



بچوں کے نفقہ کے مسائل

باپ پر نادار بچوں کے نفقہ کا وجوب

شریعت نے بچوں کی کفالت کی ذمہ داری باپ پر ڈالی ہے؛ کیوں کہ وہی بچوں کی ضروریات سے زیادہ واقف ہوتا ہے، اور فطری شفقت اسے بچوں کی خبر گیری پر آمادہ کرتی ہے۔ اسی لئے قرآن کریم میں بیویوں اور دودھ پلانے والی عورتوں کے نفقہ کا جہاں ذکر فرمایا، وہاں ایسی تعبیر اختیار کی جس سے خود بخود بچوں کے نفقہ کی ذمہ داری باپ پر ہونے کا پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا:

فَإِنْ أَرْضَعْنَ لَكُمْ فَآتُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ. (الطلاق، جزء آیت: ۶)

پس اگر وہ (بچوں کو) دودھ پلائیں تمہاری خاطر، تو اُن کا بدلہ اُنہیں عطا کرو

اسی لئے دلالت یہ معلوم ہوا کہ جب بچوں کو دودھ پلانے والی عورتوں کی اجرت باپ پر ہے، تو بچوں کا نفقہ بدرجہ اولیٰ اُسی پر ہوگا۔

اسی طرح سورہ بقرہ میں فرمایا گیا:

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ. (البقرہ،

اور لڑکے والے یعنی باپ پر اُن عورتوں کا روٹی کپڑا معروف طور پر لازم ہے۔

جزء آیت: ۲۳۳)

اس میں ﴿الْمَوْلُودُ لَهُ﴾ سے باپ مراد ہے، اور اس میں اشارہ ہے کہ بیویوں کے نان نفقہ کے وجوب کی علت وہی بچہ ہے جس کی ذمہ داری باپ پر ہے۔

الغرض اسلام کسی بھی حال میں بچوں کو بے یار و مددگار چھوڑنے کا روادار نہیں ہے، پس جب تک وہ کمانے کے قابل نہ ہوں اور بچیوں کی شادی نہ ہو جائے، اُن کی ذمہ داری معروف طریقہ پر باپ (باپ کے نہ ہونے کی صورت میں) دادا وغیرہ کو اٹھانی ہوگی۔

احادیث شریفہ میں بچوں پر خرچ کرنے کا حکم

احادیث شریفہ میں بھی بکثرت بچوں پر خرچ کئے کا حکم دیا گیا ہے، اور اس پر اجر و ثواب کی بشارتیں سنائی گئی ہیں۔ چناں چہ:

الف:- سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقہ کی ترغیب دی، تو مجلس میں ایک صاحب نے عرض کیا کہ میرے پاس صرف ایک اشرفی ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”اُس کو اپنے اوپر ہی خرچ کرو، انہوں نے عرض کیا کہ اگر میرے پاس اور مزید ہوں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”اپنے بچوں پر صدقہ کرو“، انہوں نے عرض کیا کہ ”میرے پاس ایک اشرفی اور ہے؟“ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”اسے اپنی بیوی پر صدقہ کرو“، انہوں نے پھر عرض کیا کہ ”ایک اشرفی اور ہے“، اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”اپنے خادم پر خرچ کرو، پھر بھی بچ جائے تو جہاں تم مناسب سمجھو خرچ کرو“۔ (سنن ابی داؤد) دیکھئے! اس حدیث میں اپنی ذات کے بعد سب سے زیادہ اہمیت بچوں پر خرچ کرنے کو دی گئی ہے۔ (مستفاد: شامی حاشیہ شیخ عبدالموجود ۵/۳۴۰)

بچوں پر خرچ کو اولیت دی جائے

ب:- سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

خَيْرُ الصَّدَقَةِ مَا كَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًى وَابْتَدَأَ بِمَنْ تَعُولُ. (صحیح البخاری رقم: ۱۴۲۶)

سب سے بہتر صدقہ وہ ہے جو مال کی احتیاج کے باوجود دیا جائے، اور صدقہ کی ابتداء اُن لوگوں سے کرو جو تمہاری عیال داری میں ہیں۔

اس حدیث کی تشریح میں شارحین کے متعدد اقوال ہیں، جن میں سے دو اقوال زیادہ معروف ہیں: (۱) علامہ خطابی نے فرمایا کہ مراد یہ ہے کہ سب سے افضل صدقہ وہ ہے کہ اپنے واجبی حقوق ادا کر کے جو مال بچے اُس میں سے خرچ کیا جائے، ایسا نہ ہو کہ اتنا صدقہ کر دے کہ خود فقیر ہو جائے اور بچے بھوکے رہ جائیں۔

(۲) اور علامہ بغوی نے اس کی تشریح اس طرح فرمائی ہے کہ: ”سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو اپنے لئے مال کی احتیاج اور ضرورت ہونے کے باوجود کیا جائے۔“

بہر حال یہ دونوں تشریحات اپنے اپنے اعتبار سے درست ہیں اور موقع محل کی مناسبت سے معنی متعین کئے جاسکتے ہیں؛ لیکن اہم بات یہ ہے کہ پیغمبر علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنے بچوں اور گھر والوں پر خرچ کرنے کا حکم دیا ہے، جس سے پتہ چلا کہ عام حالات میں بچوں کی واجبی ضروریات کو پس پشت ڈال کر صدقہ کرنا پسندیدہ نہیں ہے۔ (فتح الباری، کتاب الزکوٰۃ / باب بعد باب: من امر خادمہ بالصدقۃ ولم یناول بنفسہ ۴۷۷ الجزء الثالث ۳۷۷ تحت رقم: ۱۴۲۷ دار الکتب العلمیۃ بیروت)

باپ خرچ نہ اٹھائے تو بچے کہاں جائیں؟

ج:۔ سیدنا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ یہ حدیث بیان کی کہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ:

أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ مَا تَرَكَ غَنًى، وَالْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلَى، وَأَبْدَأُ بِمَنْ تَعُولُ. (صحیح البخاری رقم: ۵۳۵۵)

سب سے افضل صدقہ وہ ہے جو ضرورت سے فاضل ہو، اور اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے، اور اپنے اہل و عیال پر خرچ سے ابتداء کرو۔

اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مذکورہ ارشادِ عالی کی وضاحت اپنے الفاظ میں کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ: بیوی کو اگر نفقہ نہ ملے تو وہ (شوہر سے) کہے گی کہ: ”یا تو مجھے کھلاؤ ورنہ مجھے طلاق دے دو“۔ اسی طرح (اگر غلام باندی کو کھانا نہ ملے تو) وہ آقا سے کہے گا کہ یا تو مجھے کھلاؤ ورنہ مجھ سے کام لو۔ (اور ایک روایت میں ہے کہ یا تو مجھے کھلاؤ ورنہ آزاد کرو) لیکن بیٹا باپ سے صرف یہی کہے گا کہ: ”مجھے کھلاؤ، ورنہ مجھے تم کس کے حوالہ کرو گے“ (یعنی مجھے تو کھانا ہی پڑے گا، میں تمہیں چھوڑ کر کہاں جاؤں گا) (صحیح البخاری رقم: ۵۳۵۵)

بلاشبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد نبوی: ”وَأَبْدَأُ بِمَنْ تَعُولُ“ کی جودل نشیں تشریح فرمائی ہے وہ بہت خوب ہے، اور معنی خیز ہے۔

مال خرچ کرنے کی ترتیب

د:۔ سیدنا حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک نادار شخص کا غلام آپ نے آٹھ سو درہم میں نیلام کر دیا، اور جب وہ شخص پیسے لے کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِبْدَأْ بِنَفْسِكَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْهَا، فَإِنْ

اپنی ذات سے شروع کرو اور اس پر صدقہ کرو، پھر

فَضْلُ شَيْءٍ فَلَا هِلَكَ، فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ عَنْ أَهْلِكَ فَلِقَرَابَتِكَ، فَإِنْ فَضَلَ شَيْءٌ عَنْ قَرَابَتِكَ فَهَكَذَا وَهَكَذَا. يَقُولُ بَيْنَ يَدَيْكَ وَعَنْ يَمِينِكَ وَعَنْ شِمَالِكَ. (صحیح مسلم / کتاب الزکاة رقم: ۹۹۷)

اگر کچھ بچ جائے تو گھر والوں پر خرچ کرو، پھر بھی بچ جائے تو رشتہ داروں پر صرف کرو، پھر رشتہ داروں کو دے کر بھی اگر بچ جائے تو جہاں تہاں (ضرورت کے موافق) خرچ کرو۔ یعنی دائیں بائیں، آگے پیچھے۔

واقعہ اگر ہر شخص اس ترتیب پر مال خرچ کرے تو ان شاء اللہ سبھی کے حقوق پورے ہوں گے، اور کتنے ہی نادار رشتہ داروں اور پڑوسیوں کی ضرورتیں پوری ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق مرحمت فرمائیں، آمین۔

سب سے افضل خرچ

ہ:- حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

أَفْضَلُ دِينَارٍ يُنْفَقُهُ الرَّجُلُ دِينَارٌ يُنْفَقُهُ عَلَى عِيَالِهِ وَدِينَارٌ يُنْفَقُهُ عَلَى ذَابْتِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدِينَارٌ يُنْفَقُهُ عَلَى أَصْحَابِهِ فِي سَبِيلِ اللَّهِ. (رواہ مسلم ۳۲۲۱ رقم: ۹۹۴)

خرچ میں سب سے افضل دینار وہ ہے جو آدمی اپنے بچوں پر خرچ کرتا ہے اور وہ دینار ہے جو جہاد میں اپنی سواری پر خرچ کرتا ہے، اور وہ دینار ہے جو سفر جہاد میں اپنے ساتھیوں پر خرچ کرتا ہے۔

اس روایت کے راوی حضرت ابو قلابہ کہتے ہیں کہ پیغمبر علیہ السلام نے بچوں پر خرچ کو سب سے پہلے ذکر فرمایا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اس سے زیادہ ثواب کا مستحق کون ہوگا جو چھوٹے بچوں کی ضرورتوں پر خرچ کرے؛ تاکہ انہیں سوال کی ذلت سے بچائے یا اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ ان بچوں کو نفع پہنچائے یا مستغنی فرمادے۔ (مسلم شریف ۳۲۲۱ حدیث: ۹۹۴، البحر الرمان ۳۵)

مطلب یہ ہے کہ چھوٹے چھوٹے معصوم بچوں کی ضرورتوں کو اگر باپ پورا نہیں کرے گا تو اور کون کرے گا؟ اگر باپ توجہ نہ دے تو ظاہر ہے کہ بچے بھیک مانگنے پر مجبور ہوں گے یا بھوکے ختم ہو جائیں گے، اس لئے شرعاً باپ پر یہ فرض ہے کہ وہ ان بچوں کی خبر گیری کرے، اور فرض کا ثواب یقیناً نفلی عطایا سے زیادہ ہی ہوتا ہے، اسی بنا پر پیغمبر علیہ السلام نے ایک روایت میں متعدد مصارف خیر ذکر کرنے کے بعد ارشاد فرمایا:

| | |
|--|--|
| اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِي اَنْفَقْتَهُ عَلٰی اَهْلِهِ. (مسلم شریف ۳۲۲/۱ رقم: ۹۹۵) | سب سے زیادہ ثواب اس خرچ میں ہے جو تم نے اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔ |
| اور ایک روایت میں پیغمبر علیہ السلام کا یہ ارشاد عالی منقول ہے: | |
| اَوَّلُ مَا يُوضَعُ فِي مِيزَانِ الْعَبْدِ نَفَقَتُهُ عَلٰی اَهْلِهِ. (الطبرانی فی الأوسط) | آخرت میں نیکیوں کے پلے میں سب سے پہلے انسان کے اپنے گھر والوں پر خرچ کے عمل کو رکھا جائے گا۔ |
| التَّوْبَةُ وَالتَّوْبَةُ ۶۸۹/۲ رقم: ۳۰۴۳) | اس لئے باپ کو خوش دلی کے ساتھ اہل و عیال پر خرچ کا اہتمام کرنا چاہئے۔ |
| | اب ذیل میں بچوں کے نفقہ سے متعلق ضروری مسائل ذکر کئے جا رہے ہیں: |

چھوٹے نادار بچوں کے اخراجات باپ کے ذمہ ہیں

چھوٹے نادار بچوں کے تمام اخراجات (نان نفقہ، کپڑے، رہائش، دوا علاج وغیرہ) بلا شرکت غیر باپ کے ذمہ میں ہیں۔ (البتہ اگر بچہ مال دار ہو، تو اُس کے اخراجات اُسی کے مال سے ادا کر سکتے ہیں۔

تجب النفقة والسكنی والكسوة لولدہ الصغیر الفقیر لقولہ تعالیٰ: ﴿وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ﴾ وإن الأب ینفرد بتحمل نفقة الولد ولا یشارکہ فیہا أحد وقید بالفقیر؛ لأن الصغیر إذا کان له مال فنفقته فی ماله. (البحر الرائق، کتاب الطلاق / باب النفقة ۲۰۱/۴ کراچی، مجمع الأنهر، کتاب الطلاق / باب النفقة، فصل فی نفقة الطفل الفقیر الخ ۱۹۱/۲-۱۹۲ مکتبة فقیہ الأمة دیوبند)

نفقة الأولاد الصغار علی الأب لا یشارکہ فیہا أحد. (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق / الفصل الرابع فی نفقة الأولاد ۵۶۰/۱ قدیم زکریا، بدائع الصنائع، کتاب الطلاق / فصل فی نفقة الأقارب ۴۴۰/۳-۴۴۲ مکتبة النعمیة دیوبند)

دودھ پیتے بچے کے لئے رضاعت کا انتظام

الف:- اگر بچہ کی پرورش ماں کے دودھ کے علاوہ متبادل دودھ سے ہو سکتی ہو، اور

باپ کے پاس وسعت بھی ہو، تو ماں کو اُسے دودھ پلانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا؛ بلکہ باپ متبادل انتظام کا ذمہ دار ہوگا۔

ب:- اگر بچہ ماں کے علاوہ کسی اور کا دودھ نہ لے، یا کوئی اور عورت دودھ پلانے والی دستیاب نہ ہو، یا باپ کے پاس مرضہ کی اجرت دینے کی گنجائش نہ ہو، تو ماں کو اُسے دودھ پلانے پر مجبور کیا جائے گا۔

ج:- منکوحہ بیوی یا مطلقہ رجعیہ اپنے بچہ کو دودھ پلانے کی اجرت شوہر سے لینے کی حق دار نہیں ہے؛ البتہ مطلقہ بائنہ اگر چاہے تو اجرت لے سکتی ہے۔ اسی طرح مطلقہ رجعیہ عدت گذر جانے کے بعد اجرت کا مطالبہ کر سکتی ہے۔

د:- اگر منکوحہ بیوی سے اپنی دوسری بیوی کے بچے کو دودھ پلانے کے لئے اجرت کا معاملہ کرے، تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔

الولد الصغير إذا كان رضيعاً، فإن كانت الأم في نكاح الأب والصغير يأخذ لبن غيرها لا تجبر الأم على الإرضاع، وإن لم يأخذ الولد لبن غيرها قال شمس الأئمة السرخسي: تجبر ولم يذكر فيه خلافاً، وعليه الفتوى. وإن لم يكن للأب ولا للولد مال تجبر الأم على الإرضاع عند الكل، كذا في الفتاوى قاضي خان وهو الصحيح وإن استأجرها وهي زوجته أو معتدته عن طلاق رجعي لم يجز، كذا في الكافي. المعتدة عن طلاق بائن أو طلاقات ثلاث في رواية بن زياد تستحق أجر الرضاعة، وعليه الفتوى، وهكذا في جواهر الأخطا، وإن مضت عدتها فاستأجرها لإرضاع ولدها جاز وإن استأجرها وهي منكوته أو معتدته لإرضاع ابن له من غيرها جاز، كذا في الهداية. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في نفقة الأولاد ٥٦٠/١-٥٦١ قديم زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ٢٠٢/٤ كراچی، مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب النفقة، فصل في نفقة الطفل الفقير الخ ١٩١/٢-١٩٣ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

مدتِ رضاعت کے بعد بچہ کا نفقہ

اگر بچہ کی ملکیت میں خود مال ہو تو مدتِ رضاعت کے بعد اُس کے اخراجات اُسی مال میں سے ادا کئے جائیں گے، اور اگر ذاتی مال نہ ہو تو باپ خرچ اُٹھائے گا۔

ونفقة الصبي بعد الفطام إذا كان له مال في ماله، هكذا في المحيط.

(الفتاوى الهندية ۵۶۲/۱ قدیم زکریا)

وبعد الفطام يفرض للقاضي نفقة الصغير على طاقة الأب وفي

المجتبیٰ: وإذا كان للصبي مال فمؤنة الرضاع ونفقته بعد الفطام في مال

الصغير. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۰۵/۴ کراچی)

نابالغ بچہ اگر کمانے لگے تو اُس کا نفقہ باپ پر نہ ہوگا

نابالغ بچہ اگر کوئی کاری گری سیکھ کر کمانے لگے تو باپ اُس کے اخراجات اُسی کی کمائی سے پورا کرے گا، باپ پر الگ سے نفقہ واجب نہ ہوگا۔

فإن بلغه (حد الكسب) كان للأب أن يوجره أو يدفعه في حرفة

ليكتسب وينفق عليه من كسبه. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب: الصغير

والمكتسب نفقة في كسبه لا على أبيه ۳۳۶/۵-۳۳۷ زکریا)

وإن كان الأب غنياً والولد الصغير فقيراً، فالنفقة على الأب إلى أن يبلغ

الذكر حد الكسب وإن لم يبلغ الحلم، فإذا كان هذا كان للأب أن يوجره

وينفق عليه من أجرته. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۰۱/۴ کراچی)

صحت مند بالغ لڑکوں کا نفقہ باپ پر نہیں ہے

جب لڑکے صحت مند ہوں اور کما سکتے ہوں، تو بالغ ہونے کے بعد اُن کا نفقہ باپ پر

واجب نہیں ہے۔ (اگر خرچ کرے گا تو تبرع و احسان ہوگا)

ولا يجب على الأب نفقة الذكور الكبار. (الفتاوى الهندية ۵۶۳/۱ قديم زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۰۱/۴ كراچی، مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب النفقة، فصل: نفقة الطفل الصغير ۱۹۲/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

معذور ومفلوج بچوں کا نفقہ

اگر بچے معذور، مفلوج اور کمانے سے عاجز ہوں، اور اُن کی ملکیت میں کوئی مال نہ ہو، تو اُن کا نفقہ حسب وسعت باپ کے ذمہ میں ہے۔

الرجل البالغ إذا كان زماً أو مقعداً أو أشل اليدين لا ينتفع بهما أو معتوهاً أو مفلوجاً، فإن كان له مال تجب النفقة في ماله، وإن لم يكن له مال وكان له أب موسر وأم موسرة تجب النفقة على الأب. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في نفقة الأولاد ۵۶۳/۱ قديم زكريا، البحر الرائق ۲۱۰/۴ كراچی، مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب النفقة، فصل: نفقة الطفل الصغير ۱۹۴/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

أما شرائط وجوب هذه النفقة أحدها إعسارها، فلا تجب لموسر على غيره نفقة في قرابة الولاد وغيرها الثاني عجزه عن الكسب بأن كان به زمانة أو قعد أو فلج الخ، حتى لو كان صحيحاً مكتسباً لا يقضى له بالنفقة على غيره. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / مباحث نفقة الأقارب، فصل: شرائط وجوب هذه النفقة ۴۴۶/۳ المكتبة النعمية ديوبند)

باپ پر لڑکیوں کے نفقہ کی ذمہ داری کب تک ہے؟

شادی ہونے تک لڑکیوں کے نان نفقہ کی پوری ذمہ داری باپ پر ہے (لیکن وہ لڑکیاں اگر سلائی کڑھائی یا کسی جائز عمل کے ذریعہ کچھ پیسہ کمالیں تو اُن کے اخراجات اُسی پیسہ سے پورے کئے جائیں گے)

ونفقة الإناث واجبة مطلقة على الآباء ما لم يتزوجن إذا لم يكن لهن

مال، کذا في الخلاصة. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل الرابع في نفقة الأولاد ۵۶۳/۱
 قدیم زکریا، ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر، كتاب الطلاق / باب النفقة، فصل: نفقة الطفل الصغير
 ۱۹۴/۲ مكتبة فقيه الأمة ديوبند)

قال الخیر الرملي: لو استغنت الأنثى بنحو خياطة وغزل يجب أن
 تكون نفقتها في كسبها، كما هو ظاهر، ولا نقول تجب على الأب مع ذلك.
 (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۳۳۷/۵ زکریا، منحة العالق على هامش البحر الرائق، كتاب الطلاق
 / باب النفقة ۲۰۱/۴ کراچی)

جائز حدود میں رہ کر لڑکیوں کو ہنر مند بنانا؟

اگر باپ لڑکیوں کو کسی ہنر مند عورت کے پاس بھیج کر (قننہ سے محفوظ رکھتے ہوئے) جائز
 ہنر (سلائی، کڑھائی) یا تعلیم دلائے، تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے۔
 وعليه فله دفعها لامرأة تعلمها حرفة كتطريز وخياطة مثلاً. (شامي، كتاب
 الطلاق / باب النفقة ۳۳۷/۵ زکریا)

علم دین پڑھنے والے بچوں کا نفقہ

جو بچے (لڑکے یا لڑکیاں) علم دین پڑھ رہے ہوں (اور ان کا اپنا مال نہ ہو) تو فراغت
 تک ان کا نفقہ باپ کے ذمہ ہے۔ (اگرچہ وہ بالغ ہوں)
 وكذا طلبة العلم إذا كانوا عاجزين عن الكسب لا يهتدون إليه لا
 تسقط نفقتهم عن آبائهم إذا كانوا مشغولين بالعلوم الشرعية. (الفتاوى الهندية
 ۵۶۳/۱ قدیم زکریا)

وهكذا قالوا في طالب العلم إذا كان لا يهتدي إلى الكسب لا تسقط نفقته
 عن الأب بمنزلة الزمن والأنثى. (البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۱۰/۴ کراچی)

اگر باپ نادار ہو تو بچہ کا نفقہ کس پر ہے؟

اگر باپ بالکل غریب ہو، اور بچوں کا نفقہ نہ اٹھا سکتا ہو؛ لیکن ماں کے پاس وسعت ہو تو وہ شوہر پر قرض لے کر بچہ کی پرورش کرے گی، اور اُس کے پاس وسعت نہ ہو یا ماں موجود ہی نہ ہو تو بچہ کے صاحب حیثیت دادا، چچا یا ماموں وغیرہ کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ بطور قرض نادار باپ کے بچوں پر خرچ کریں، اور جب باپ کو وسعت ہو جائے تو اُس سے وصول کر لیں۔

ولو لم يتيسر أنفق عليهم القريب ورجع على الأب إذا أيسر (الدر المختار) في جوامع الفقه إذا لم يكن للأب مال والجد أو الأم أو النخال أو العم موسر يجبر على نفقة الصغير ورجع بها على الأب إذا يسر. (شامي ۳۳۸/۵ زکریا) وفي المنية: أب معسر وأم موسرة تؤمر الأمر بالإنفاق، ويكون ديناً عن الأب وهي أولى من الجد الموسر. (الدر المختار ۳۳۹/۵ زکریا)

باب مفلوج یا پاگل ہو تو اُس کے بچوں کی ذمہ داری کون اٹھائے؟

اگر باپ خدا نخواستہ بالکل مفلوج یا پاگل ہو، تو اُس کے بچوں کا نفقہ اصلاً دادا پر ہوگا۔
وهذا إذا لم يكن الأب زمنًا عاجزاً عن الكسب وإلا قضى بالنفقة على الجد اتفاقاً؛ لأن نفقة الأب حينئذٍ واجب على الجد، فكذا نفقة الصغار. (شامي ۳۳۸/۵ زکریا)

باپ کا انتقال ہو جائے تو یتیموں کی پرورش کون کرے گا؟

اگر باپ کا انتقال ہو گیا؛ لیکن اُس کے نابالغ بچے موجود ہیں، تو اُن بچوں کی ساری ذمہ داری ماں اور دادا پر اُن کی میراث کے حصوں کے بقدر ہوگی (مثلاً وارثین میں ایک ماں اور دادا موجود ہوں) تو دونوں کے حصہ میراث کے بقدر روپیہ کی تقسیم ہوگی۔ یعنی تہائی خرچ ماں کے ذمہ اور بقیہ دادا کے ذمہ ہوگا۔

اعلم أنه إذا مات الأب فالنفقة على الأم والجد على قدر ميراثهما ثلاثاً



في ظاهر الرواية. (شامي ۳۳۹/۵ زکریا)

محرم رشتہ داروں کے نفقہ کے مسائل

رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک

اسلام کی اخلاقی اور معاشرتی تعلیمات میں رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی بڑی تاکید کی گئی ہے، خود قرآن کریم میں متعدد جگہ اہل قرابت کے حقوق کی ادائیگی اور ان کے ساتھ نصرت و حمایت کا معاملہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ ارشاد ہے:

وَاتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ. (بنی اسرائیل: ۲۶) اور رشتہ دار کو اس کا حق دو۔

گوکہ آیت بالا میں ”حق“ عام ہے، جس میں ہر طرح کے حقوق شامل ہیں؛ لیکن مالی حقوق کی اس باب میں خاص اہمیت ہے؛ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے جہاں نیکی کے خصوصی اعمال شمار کرائے، تو ان میں رشتہ داروں پر مال خرچ کرنے کو خصوصیت سے ذکر فرمایا، چنانچہ ارشاد خداوندی ہے:

لَيْسَ الْبِرَّ أَنْ تُوَلُّوا وُجُوهَكُمْ قَبْلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلَكِنَّ الْبِرَّ مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالْكِتَابِ وَالنَّبِيِّينَ، وَآتَى الْمَالَ عَلَىٰ حُبِّهِ ذَوِي الْقُرْبَىٰ الْخ. (البقرة: ۱۷۷)

صرف یہی نیکی نہیں کہ اپنا رخ مشرق یا مغرب کی طرف کرو؛ لیکن بڑی نیکی تو یہ ہے کہ جو کوئی ایمان لائے اللہ پر اور قیامت کے دن پر اور فرشتوں پر اور سب کتابوں پر اور پیغمبروں پر اور مال کی محبت کے باوجود اسے رشتہ داروں پر خرچ کرے۔

اسی طرح کئی جگہ حسن سلوک کا حکم دیتے ہوئے والدین کے بعد متصل اہل قرابت کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تاکید کی گئی، اور ان پر خرچ کرنے کو مال کا بہترین مصرف قرار دیا گیا۔ ایک جگہ ارشاد ہوا:

قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ خَيْرٍ فَلِلَّهِ وَالَّذِينَ وَالْأَقْرَبِينَ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسْكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ، وَمَا تَفْعَلُوا مِنْ خَيْرٍ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ. (البقرة: ۲۱)

آپ فرما دیجئے جو کچھ تم مال خرچ کرو سو ماں باپ کے لئے اور قرابت والوں کے لئے اور مسکین، یتیم اور مسافر کے لئے، اور جو بھی تم نیکی کرتے ہو اللہ تعالیٰ کو اس کا علم ہے۔

یہی نہیں؛ بلکہ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کی سابقہ آسانی مذاہب میں بھی تاکید کی جاتی

رہی ہے، جس کا ذکر قرآن کریم میں بھی کیا گیا، سورہ بقرہ میں آیت نازل ہوئی:

وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَ بَنِي إِسْرَٰئِيلَ لَا تَعْبُدُونَ إِلَّا اللَّهَ، وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَذِي الْقُرْبَىٰ. (البقرہ: ۸۳)

اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے یہ قرار لیا کہ صرف اللہ ہی کی عبادت کرنا اور ماں باپ اور کنبہ والوں کے ساتھ احسان کرنا۔

رشتہ داروں پر خرچ کرنے کا ثواب

عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ مسجد، مدرسہ یا دیگر لوگوں پر صدقہ کرنا ہی کا ثواب ہے، حالاں کہ قرآن وحدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے قریبی اعضاء پر ضرورت کے وقت خرچ کرنا بھی صدقہ کا ثواب رکھتا ہے؛ بلکہ اس کا ثواب عام صدقات سے دوگنا ملتا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الصَّدَقَةَ عَلَى ذِي قَرَابَةٍ يُضَعَّفُ رِشْتَةَ دَارٍ بِرِشْتَةِ دَارٍ كَوَدُوْغُنَا كَرْدِيْتَا هِيَ۔

أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ. (الطبرانی ۲۰۶۱۸، المتحرر الرابع ۳۴۸)

اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الصَّدَقَةُ عَلَى الْمَسْكِينِ صَدَقَةٌ غَيْرِ رِشْتَةِ دَارٍ مَسْكِينٍ بِرِشْتَةِ دَارٍ صَدَقَةٌ هِيَ وَرِشْتَةُ دَارٍ مَسْكِينٍ بِرِشْتَةِ دَارٍ صَدَقَةٌ هِيَ، وَصَلَّةٌ. (المتحرر الرابع ۳۴۸)

دوسرے صلہ رحمی۔

حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے دو رِشْتہ میں ایک باندی کو آزاد کیا تھا، جب اس بات کا تذکرہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

لَوْ أُعْطِيَتْهَا أَخْوَالُكَ كَانَ أَكْبَرَ لَكَ إِعْظَمَ لَأَجْرِكَ. (بخاری ۳۵۳۱۱ رقم ۲۵۹۲، اس میں تمہارے لئے ثواب زیادہ ہوتا۔)

مسلم ۳۲۳۱۱ رقم: ۹۹۹)

خادم رسول سیدنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ مدینہ کے بڑے مال دار شخص تھے، اور ان کا سب سے پسندیدہ مال ”بیرحاء“ (کھجور کا ایک بڑا باغ) تھا، یہ مسجد نبوی کے بالکل قریب تھا اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کبھی کبھی وہاں تشریف لے جاتے اور اس کنویں کا بہترین پانی نوش جان فرماتے تھے، جب یہ آیت: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتَّى تُنْفِقُوا مِمَّا تُحِبُّونَ﴾ [ال عمران، جزء آیت: ۹۲] (یعنی اس وقت تک تم نیکی میں کمال حاصل نہیں

کر سکتے، جب تک کہ اپنے پسندیدہ مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچ نہ کرو) نازل ہوئی، تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے اور میرا سب سے پسندیدہ مال یہ باغ (پیرحاء) ہے، میں اسے ثواب کی امید پر اللہ کے لئے صدقہ کرنا چاہتا ہوں، آپ اسے قبول فرمائیں اور جہاں مناسب ہو صرف فرمائیں، تو پیغمبر علیہ السلام نے بہت مسرت کا اظہار فرمایا اور حضرت ابوطلحہ کو مبارک باد دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ”واہ واہ! بہت نفع کا سودا ہے، بہت نفع کا سودا ہے“۔ پھر فرمایا کہ میرا مشورہ یہ ہے کہ تم اسے اپنے قریبی رشتہ داروں میں تقسیم کر دو، چنانچہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے فوراً حکم کی تعمیل فرمائی اور وہ پورا باغ اپنے چچا زاد بھائیوں اور دیگر قریبی عزیزوں میں تقسیم فرمادیا۔ (بخاری ۱۹۷۱/۱۳۶۱: حدیث)

اس سے معلوم ہوا کہ رشتہ داروں پر خرچ کرنا بسا اوقات عام صدقہ سے بھی افضل ہوتا ہے، اسی لئے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو اس کا مشورہ دیا، جس کی آں موصوف نے فوراً تعمیل فرمائی، فَجَزَاهُمُ اللَّهُ تَعَالَى خَيْرَ الْجَزَاءِ۔

ناراض رشتہ دار پر خرچ کی فضیلت

خاص طور پر ایسا خرچ جو کسی ایسے رشتہ دار پر کیا جائے جس سے دل نہ ملتا ہو؛ بلکہ وہ رشتہ دار برابر دے پئے آزار رہتا ہو، پھر بھی محض رشتہ داری کی بنیاد پر اسے عطا کیا جائے اور اس پر نوازش جاری رکھی جائے، تو اس خرچ کو حدیث میں ”افضل ترین صدقہ“ کہا گیا ہے۔ ارشاد نبوی ہے:

أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ: الصَّدَقَةُ عَلَى ذِي الرَّجَمِ الْكَاشِحِ. (الطبرانی ۸۰/۱۳۵، والے رشتہ پر کیا جائے۔)

وغیرہ، المتجر الرابع ۳۴۸)

احادیث و سیر کی کتابوں میں مذکور ہے کہ جب ”واقعة اُفک“ پیش آیا اور ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر منافقین نے طوفانِ بدتمیزی مچایا، تو ایک سادہ لوح مہاجر بدری صحابی حضرت مسطح بن اثاثہ رضی اللہ عنہ بھی پیرو پیگندہ سے کچھ متاثر ہو گئے، یہ ایک غریب صحابی تھے، اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی تھے، اس رشتہ کی بنا پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کی گاہے گاہے مالی مدد فرماتے رہتے تھے، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ علم ہوا کہ وہ بھی اُفک میں دلچسپی لینے والوں میں ہیں، تو آپ کو شدید ناگواری ہوئی اور ان کی مالی مدد کا سلسلہ بند فرمادیا، اور قسم کھائی کہ اب ان پر کچھ خرچ نہ کروں گا، تو اس پر قرآن کریم کی یہ آیت تنبیہ کے طور پر نازل ہوئی:

| | |
|---|--|
| وَلَا يَأْتَلِ أُولُو الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولَى الْقُرْبَى وَالْمَسْكِينِ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا، أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ، وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ. (النور: ۲۲) | اور نہ قسم کھائیں تم میں بڑے درجے والے اور مالی وسعت والے لوگ اس بات پر کہ دیں رشتہ داروں، محتاجوں اور دین کی خاطر وطن چھوڑنے والوں کو، اور چاہئے کہ معاف کریں اور درگزر کریں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تعالیٰ تم کو معاف فرمائیں اور اللہ تعالیٰ بخشنے والے ہیں مہربان ہیں۔ |
|---|--|

جب یہ آیت اتری تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بلا تامل فوراً بول اٹھے: ”اللہ کی قسم اے
ہمارے رب! ہم یہی چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں بخش دیں“ اور پھر حضرت مسطح کا وظیفہ نہ صرف یہ کہ جاری
کیا، بلکہ پہلے سے دو گنا کر دیا۔ (روح المعانی ۱۸۵/۱۸) رضی اللہ عنہ وارضاه۔

اس سے معلوم ہوا کہ معمولی کشیدگیوں کی بنا پر رشتہ دار یوں میں ہدیہ کا لین دین بند نہیں ہونا
چاہئے؛ بلکہ اس سلسلہ کو بہر حال جاری رکھنا چاہئے۔

حضرات فقہاء کرام نے قرآن وحدیث کی تعلیمات کو سامنے رکھ کر اعزہ محارم کے نفقہ کے
اُصول وضوابط مقرر فرمائے ہیں، اور اُن کی روشنی میں جزئیات کی تخریج فرمائی ہے؛ تاکہ کوئی بھی رشتہ
دار اپنے حق سے محروم نہ رہے، انہیں میں سے چند اہم جزئیات ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں:

محتاج والدین کا نفقہ

اگر والدین یا دادا نانا وغیرہ نادار اور محتاج ہوں، تو اُن کے اخراجات کی ذمہ داری اُن
کی سرمایہ دار صاحب حیثیت اولاد پر ہے، حتیٰ کہ اگر متعدد اولاد ہوں؛ خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں،
تو وہ سب برابری کے ساتھ والدین کے ضروری اخراجات کی ذمہ داری اٹھائیں گے۔

وتجب علیٰ موسرٍ ولو صغيراً یسار الفطرة علی الأرحح الخ، النفقة
لأصوله ولو أب أمه - ذخيرة - الفقراء، ولو قادرین علی الکسب الخ، بالسوية
بین الابن والبنت (الدر المختار) وفي الشامي: قوله: ولو قادرین علی الکسب:
فالمعتبر فی إيجاب نفقة الوالدین مجرد الفقر، قيل: وهو ظاهر الرواية، فتح،
الخ. والجد كالأب، بدائع. (شامي، کتاب الطلاق / باب النفقة ۳۵۰/۱۵-۳۵۵ زکریا،

الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق / الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الخامس في نفقة ذوي الأرحام ۵۶۴/۱ قدیم زکریا، الفتاویٰ التاتاریخانیہ، کتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ۴۲۴/۵-۴۲۵ رقم: ۸۳۶۶ زکریا، بدائع الصنائع، کتاب النفقة / فصل نفقة الأقارب، فصل: سبب وجوب هذه النفقة ۴۳۹/۳-۴۴۶-۴۴۷ المكتبة النعمية دیوبند

اگر باپ بیٹے دونوں کمانے کے لائق ہوں تو کون کمائے؟

اگر باپ بھی کمانے کی طاقت رکھتا ہو، یعنی مفلوج اور معذور نہ ہو، اور بیٹا بھی قدرت رکھتا ہو، تو بیٹے پر کمانا اور اپنی فاضل آمدنی باپ پر خرچ کرنا واجب ہوگا۔

فلو كان كل من الابن والأب كسوباً يجب أن يكتسب الابن وينفق على الأب، بحر عن الفتح. أي ينفق عليه من فاضل كسبه على قول محمد، كما مر. (شامي، کتاب الطلاق / باب النفقة ۳۵۵/۵ زکریا، ۶۲۳/۳ کراچی، الفتاویٰ التاتاریخانیہ، کتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ۴۲۶/۵ رقم: ۸۳۶۷ زکریا)

فلو كان كل منهما كسوباً يجب أن يكسب الابن وينفق على الأب، فالمعتبر في إيجاب نفقة الوالدين مجرد الفقر. وسيأتي في كلام الشارح أن نفقة الوالدين تجب على الولد؛ وإن كانا قادرين على الكسب. (حاشية جلی علی تبیین الحقائق، کتاب الطلاق / باب النفقة ۶۳/۳ المكتبة الإمدادية ملتان)

اگر باپ اور بیٹے دونوں نادار ہوں؟

اگر باپ اور بیٹے دونوں تنگ دست اور نادار ہوں (یعنی کمانے کے قابل نہ ہوں) تو فی الحال کسی پر دوسرے کا نفقہ واجب نہیں ہے۔

وفي الأصل: إذا كان الأب والابن معسرین لا تجب علی أحدهما نفقة الآخر. (الفتاویٰ التاتاریخانیہ، کتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ۴۲۶/۵ زکریا، حاشية جلی علی تبیین الحقائق، کتاب الطلاق / باب النفقة ۶۴/۳ المكتبة الإمدادية ملتان))

غیر مسلم ماں باپ کا نفقہ

اگر کسی شخص کے ماں باپ نعوذ باللہ غیر مسلم اور نادار ہوں، تو اُن کا نفقہ بھی مال دار اولاد پر لازم ہے۔

ولا تجب النفقة مع اختلاف الدين إلا للزوجة والأبوين والأجداد والجدات الخ. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الخامس في نفقة ذوي الأرحام ۵۶۷/۱ قدیم زکریا)

ولا نفقة بواجبة مع الاختلاف ديناً إلا للزوجة والأصول والفروع علواً أو سفلاً الذميين لا الحربيين. (الدر المختار مع الشامی، كتاب الطلاق / باب النفقة ۳۶۶/۵-۳۶۷ زکریا، ۶۳۱/۳ کراچی)

فأما في قرابة الولاء فاتحاد الدين فيها ليس بشرط فيجب على المسلم نفقة آبائه وأمهاته من أهل الذمة. (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / مباحث: نفقة الأقارب، فصل في شرائط وجوب هذه النفقة ۴۴۹/۳ المكتبة النعمية دیوبند)

منکوحہ ماں کا نفقہ بیٹے پر واجب نہیں

اگر کسی بیٹے کی ماں (مطلقہ یا بیوہ ہونے کی بنا پر) دوسرے شخص سے نکاح کر لے، تو اُس کا نفقہ بیٹے پر واجب نہیں ہوتا؛ بلکہ شوہر ہی پر لازم ہوتا ہے۔ (تاہم اگر وہ ماں کی خبر گیری کرے تو یہ عین سعادت اور اجر و ثواب کی بات ہوگی)

والحاصل أن الأم إذا كان لها زوج تجب نفقتها على زوجها لا على ابنها، وهذا لو كان الزوج غير أبيه، كما صرح به في الذخيرة. (شامی، كتاب الطلاق / باب النفقة ۳۵۵/۵ زکریا، ۶۲۲/۳ کراچی)

ذی رحم محرم رشتہ داروں کا نفقہ

مال دار شخص پر ایسے نادار ذی رحم محرم (یعنی وہ نسبی رشتہ دار جن سے ابداً نکاح حرام ہے،

جیسے بھائی بہن، چچا پھوپھی وغیرہ) کا نفقہ بھی حسب شرائط لازم ہے۔

وتجب أيضاً لكل ذي رحم محرم صغير أو أنثى. (الدر المختار، كتاب الطلاق / باب النفقة ۳۶۱/۵ زکریا، ۶۲۷/۳ کراچی، بدائع الصنائع، کتاب النفقة / فصل نفقة الأقارب، ۴۴۲/۳ المكتبة النعمية دیوبند، الفتاوی التاتاریخانیة، کتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ۴۳۲/۵ رقم: ۸۳۸۴ زکریا)

و يجب عليه أي المוסر نفقة كل ذي رحم محرم منه، وهو من لا يحل مناکحته علی التأیید مثل الإخوة والأخوات الخ. (مجمع الأنهر، کتاب الطلاق / باب النفقة، فصل: ونفقة الطفل الفقير الخ ۱۹۷/۲ مكتبة فقيه الأمة دیوبند)

دودھ شریک رشتہ داروں کا نفقہ واجب نہیں

دودھ شریک بھائی بہنوں یا دیگر رشتہ داروں کا نفقہ اصولاً واجب نہیں۔

قوله: لكل ذي رحم محرم خرج بالأول الأخ رضاعاً. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۳۶۱/۵ زکریا، ۶۲۷/۳ کراچی، بدائع الصنائع، کتاب النفقة / فصل نفقة الأقارب، ۴۴۲/۳ المكتبة النعمية دیوبند، الفتاوی التاتاریخانیة، کتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ۴۳۲/۵ رقم: ۸۳۸۴ زکریا)

و يجب عليه نفقة كل ذي رحم محرم منه ولا نفقة لمحرم غير ذي رحم، كزوجات الآباء والبنين والأصهار وآباء الأمهات والإخوة والأخوات من الرضاعة وأولادهم. (مجمع الأنهر، کتاب الطلاق / باب النفقة، فصل: ونفقة الطفل الفقير الخ ۱۹۷/۲ مكتبة فقيه الأمة دیوبند)

نامحرم رشتہ داروں کا نفقہ لازم نہیں

ایسے رشتہ دار جو نسبی قرابت تو رکھتے ہوں؛ لیکن اُن سے ابدی حرمت متعلق نہ ہو، جیسے:

چچازاد بھائی (اگرچہ وہ رضاعی بھائی بھی ہو) تو اُس کا نفقہ اُس کے چچازاد بھائیوں پر واجب نہ ہوگا؛ لیکن اگر وہ بطور تطوع اُن کے ساتھ حسن سلوک کرے، تو یہ یقیناً اجر و ثواب کا باعث ہوگا۔

وفي السنين: قال الأرحام ثلاثة: الأولاد، ورحم محرم، ورحم غير محرم، كأولاد أعمام ونحوه، فلا نفقة لهم أصلاً بالإجماع الخ. والأصل فيه قول الله تعالى: ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ﴾ فالمراد من الوارث الذي هو ذو رحم محرم منه الخ. (الفتاوى التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ۴۳۲/۵ رقم: ۸۳۸۴

زكريا، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / فصل في نفقة الأقارب ۴۱۳/۳-۴۴۲ المكنة النعمية ديوبند)

قوله: لكل ذي رحم محرم: خرج بالثاني ابن العم، ولا بد من كون المحرمية بجهة القرابة، فخرج ابن العم إذا كان أختاً من الرضاع، فلا نفقة له، كذا في شرح الطحاوي. (شامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۳۶۱/۵ زكريا، ۶۲۷/۳ كراچی)

محارم کے نفقہ میں حصہ وراثت کا اعتبار

محرم رشتہ داروں کے نفقہ میں اصول یہ ہے کہ اُن کا جو مال دار رشتہ دار وراثت کا حصہ دار بن سکتا ہو، وہ اپنے حصہ کے بقدر اُن کے نفقہ کا بھی ذمہ دار ہوگا۔ مثال کے طور پر اگر کسی نادار شخص کے حقیقی بھائی کے ساتھ ماں شریک بھائی بھی ہوں، تو اُس کے نفقہ کے چھٹے حصہ کی ذمہ داری ماں شریک بھائیوں پر ہوگی اور بقیہ نفقہ کی ادائیگی سکے بھائی کریں گے۔

بقدر الإرث لقوله تعالى: ﴿وَعَلَى الْوَارِثِ مِثْلُ ذَلِكَ﴾ فنفقة من له أخوات متفرقات موسرات عليهن أحماساً الخ، كإرثه. وفي الشامية: قوله: بقدر الإرث: أي تجب نفقة المحرم الفقير على من يرثونه إذا مات بقدر إرثهم منه. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۳۶۳/۵-۳۶۴ زكريا، ۶۲۹/۳ كراچی،

الفتاوى التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الثالث في نفقة ذوي الأرحام ۴۳۴/۵ رقم: ۸۳۹۰ زكريا) ولو كانت له ثلاثة إخوة متفرقين فالنفقة على الأخ لأب وأم، وعلى

الأخ لأُم علي قدر الميراث أسداساً . (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الخامس في نفقة ذوي الأرحام ۵۶۶/۱ قديم زكريا)

مسلمان پر غير مسلم نسبى بھائی کا نفقہ واجب نہیں
اگر کسی مسلمان شخص کا کوئی بھائی غير مسلم ہو (نعوذ باللہ) تو اُس کا نفقہ مسلمان پر واجب نہیں ہے۔

وكذلك لا تجب على المسلم نفقة أخيه النصراني . (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب السابع عشر في النفقات، الفصل الخامس في نفقة ذوي الأرحام ۵۶۷/۱-۵۶۸ قديم زكريا)
إتحاد الدين في غير قرابة الولاد من الرحم المحرم، فلا تجري النفقة بين المسلم والكافر في هذه النفقة . (بدائع الصنائع، كتاب النفقة / مباحث نفقة الأقارب، فصل: شرائط وجوب هذه النفقة ۴۴۹/۳ المكتبة النعمية ديوبند، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة ۳۶۶/۵ زكريا، ۶۳۱/۳ كراچی)

لا وارث نادار شخص کا نفقہ

اگر کوئی نادار شخص ایسا ہو، جس کا کوئی رشتہ دار دستیاب نہ ہو، تو اُس کے نفقہ کی ذمہ داری حکومت پر ہے۔ (اور اگر حکومت اس ذمہ داری کو ادا نہ کرے، تو انسانیت کے ناطے عوام یا سماجی اداروں کو ایسے افراد کی کفالت کا انتظام کرنا چاہئے)

وعلي هذا نفقة الشيخ الكبير والزمن والمريض علي بيت المال، إذا لم يكن له مال ولا قرابة، كذا في المضمرة . (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الباب السابع عشر في النفقات، الفصل السادس في نفقة المماليك ۵۷۰/۱ قديم زكريا)



غلام باندیوں کے نفقہ کے مسائل

غلام باندیوں کے ساتھ شفقت آمیز رویہ

اسلام سے پہلے غلاموں کے ساتھ بدترین مظالم روا رکھے جاتے تھے اور انسانیت کے ناطے وہ ہر منصفانہ حق سے پوری طرح محروم تھے اور انسانی اعتبار سے انہیں ایک آزاد شخص کے برابر ہونے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا۔ اسلام نے اپنی اعلیٰ انسانیت نوازی کا ثبوت دیتے ہوئے غلاموں کو جائز حقوق دلانے کی جدوجہد کی۔ قرآن کریم میں ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔ اور (احسان کرو) اپنے ہاتھ کے مالوں (غلام

(النساء: ۳۶)

باندیوں) کے ساتھ۔

اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو ایک غلام پر ڈانٹ ڈپٹ کرنے پر بطور تنبیہ فرمایا کہ تم میں جاہلیت کی بات پائی جاتی ہے، پھر ارشاد فرمایا کہ:

یہ غلام تمہارے بھائی اور تمہارے معاون ہیں
جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمہارے قبضے میں
دیدیا ہے لہذا جب کسی کے قبضے میں اس کا بھائی
آئے (یعنی کوئی شخص غلام کا مالک بنے) تو اپنے
کھانے ہی میں سے اسے کھلائے اور اپنے لباس
میں سے اسے پہنائے۔ اور تم ان سے اتنا بھاری
کام نہ لو جو ان کے بس میں نہ ہو اور اگر ایسا کام لینا
ہی ہو تو تم خود ان کی مدد کرو۔

اِخْوَانُکُمْ خَوَلُکُمْ جَعَلَهُمُ اللّٰهُ
تَحْتَ اَیْدِیْکُمْ فَمَنْ کَانَ اَخُوْهُ
تَحْتَ یَدِیْهِ فَلْیُطْعِمْهُ مِمَّا یَاْكُلُ
وَلْیَلْبِسْهُ مِمَّا یَلْبَسُ وَلَا تَکْلِفُوْهُمْ
مَا یَعْلِبُوْهُمْ فَاِنْ کَلَفْتُمُوْهُ
فَاعِیْنُوْهُمْ۔ (بخاری شریف ۹/۱ رقم:

۳۱، ۸۹۴/۲ رقم: ۶۰۵۰، ترمذی

شریف ۱۶/۲)

اور ایک روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

جو شخص اپنے غلام کے چہرے یا بدن پر مارے تو
اس کی تلافی کی شکل یہ ہے کہ اس کو آزاد کر دے۔

مَنْ لَطَمَ مَمْلُوْکَهُ اَوْ ضَرَبَهُ فَکَفَّارَتُهُ
اَنْ یُعْتِقَهُ۔ (مسلم ۵۱/۲، رقم: ۱۶۵۷،

ابوداؤد ۷۰۲/۲ رقم: ۵۱۶۸)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو غلاموں کے حقوق کا کس قدر خیال تھا اس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ انتقال سے قبل آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری تاکید نماز پڑھنے اور غلاموں کی رعایت رکھنے کی فرمائی ہے۔ (ابوداؤد شریف ۲/۴۰۷ حدیث: ۵۱۵۶، ابن ماجہ حدیث: ۲۶۹۸)

آج دنیا میں نوکروں اور ملازموں کے ساتھ کتنی حق تلفیاں کی جاتی ہیں اور کس طرح ان کے حقوق غصب کئے جاتے ہیں اور کیسی کیسی اذیتوں سے انھیں دوچار ہونا پڑتا ہے وہ ناقابل بیان ہے۔ اسلام نے ہر فرد کے دل میں اس بات کا ڈر پیدا کیا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے ماتحت پر زیادتی کرے گا تو اس کو اس کا بدلہ آخرت میں دینا ہوگا۔

ایک صحابی حضرت ابومسعود بدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اپنے غلام کو کوڑے سے مار رہا تھا، اسی درمیان میں نے اپنے پیچھے سے یہ آواز سنی کہ: **إِعْلَمُ أَبَا مَسْعُودٍ!** (ابو مسعود خبردار!) مگر میں غصہ کی شدت کی وجہ سے یہ نہیں سمجھ سکا کہ آواز دینے والا کون ہے؟ پھر جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میرے قریب آگئے تو مجھے احساس ہوا کہ آپ ابھی مجھے آواز دے رہے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ہیبت سے میرے ہاتھ سے کوڑا گر گیا، تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

إِعْلَمُ أَبَا مَسْعُودٍ! إِنَّ اللَّهَ أَفْذَرُ عَلَيْكَ مِنْكَ عَلَى هَذَا الْغُلَامِ. ابو مسعود! اچھی طرح جان لو کہ جتنا تم اپنے اس غلام کو مارنے پر قادر ہو اس سے زیادہ اللہ تعالیٰ تمہیں سزا دینے پر قادر ہے۔

حضرت ابومسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے فوراً عرض کیا کہ: ”حضرت میں اب کبھی کسی غلام کو نہ ماروں گا“۔ اور ایک روایت میں یہ ہے کہ انہوں نے اس غلام کو فوراً آزاد کر دیا تو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ”اگر تم ایسا نہ کرتے تو جہنم کی آگ تم کو جھلسا دیتی“۔ (مسلم شریف ۲/۸۵۱ حدیث: ۱۶۵۹)

ملازمین بھی بہر حال انسان ہیں، اُن سے غلطی ہو سکتی ہے، اب آدمی کی اعلیٰ ظرفی کی بات یہ ہے کہ اُن کے ساتھ عفو و درگزر کا معاملہ کرے، ہر وقت اُن کی ٹوہ اور گرفت میں نہ پڑا رہے، اور نہ اُن پر بے جا غصہ اتارے، اور نہ اُن سے انتقام لے؛ بلکہ حسن مصاحبت اور تحمل و بردباری کا مظاہرہ کرے۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! میں اپنے خادم کی غلطی کو کتنی مرتبہ معاف کروں؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خاموش

رہے، اس شخص نے پھر یہی سوال عرض کیا، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”روزانہ ستر مرتبہ درگزر کیا کرو“۔ (ابوداؤد شریف ۷۰۲/۲ حدیث: ۵۱۶۴، منتخب احادیث ۴۵۲) یعنی بکثرت معاف کیا کرو۔

بہر حال مملوک یعنی غلام باندیاں بھی انسانوں ہی میں شامل ہیں، اور فطری طور پر وہ بھی ضروریات زندگی کے محتاج ہیں، اس لئے انہیں ہرگز نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ جب آدمی اُن سے خدمت لیتا ہے تو اُن کے جائز حقوق کا خیال رکھنا اور روزی روٹی کا معقول انتظام کرنا اُس کی ذمہ داری ہے۔ اسی کے متعلق چند اہم مسائل ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:

غلاموں کے نفقہ کی پوری ذمہ داری آقا پر ہے

آقا پر لازم ہے کہ وہ اپنے غلام باندیوں کے نفقہ کا خیال رکھے، (خواہ وہ چھوٹے ہوں یا بڑے، تندرست ہوں یا مریض، وغیرہ)

علی المولیٰ أن ینفق علی عبده وأمتہ سواء کان العبد أو الأمة قنًا أو مدبرًا أو أم ولید صغیرًا کان أو کبیرًا، زمنًا کان أو صحیحًا الخ. (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق / الباب السابع عشر فی النفقات، الفصل السادس فی نفقة الممالیک ۵۶۸/۱ قدیم زکریا، الفتاویٰ التاتاریخانیہ، کتاب النفقات / الفصل الخامس: فی نفقة الممالیک ۴۳۹/۵ زکریا)

وتجب النفقة بأنواعها لمملوکہ. (الدر المختار مع الشامی، کتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب فی نفقة المملوک ۳۷۴/۵ زکریا، ۶۳۶/۳ کراچی)

غلاموں کے نفقہ کا معیار

عام عرف اور ماحول کے اعتبار سے عموماً کھانے پینے اور پہننے میں غلام باندیوں میں جو معیار جس زمانہ میں اور جس جگہ رائج ہو، اُسی کی رعایت رکھتے ہوئے آقا پر اُن کے نفقہ کی ذمہ داری عائد کی جائے گی۔

قدر النفقة للرقیق کفاية من غالب قوت البلد وإدامہ، وكذلك الکسوة. (الفتاویٰ الہندیہ، کتاب الطلاق / الباب السابع عشر، الفصل السادس فی نفقة الممالیک ۵۶۸/۱ قدیم)

زکریا، شامی، کتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في نفقة المملوك ۳۷۴/۵ زکریا، ۶۳۶/۳ کراچی،

بدائع الصنائع، مباحث نفقة الرقيق / فصل في مقدار الواجب ۴۵۴/۳ المكتبة النعمية دیوبند

اگر آقا غلاموں کا نفقہ برداشت نہ کرے؟

اگر کوئی آقا اپنے غلاموں کے خرچ کو اٹھانے پر تیار نہ ہو، تو:

الف:- اگر وہ غلام خود مزدوری کر سکتے ہیں، تو وہ خود کما کر اپنی ضرورتیں پوری کریں گے، اور جو کمائی بچ جائے گی وہ آقا کو لوٹا دیں گے۔

ب:- لیکن اگر وہ غلام باندیاں مزدوری کرنے کے قابل نہ ہوں، مثلاً بچے ہوں، وغیرہ، تو قاضی کی طرف سے آقا کو حکم دیا جائے گا کہ یا تو وہ اُن کا خرچ اُٹھائے یا انہیں بیچ ڈالے۔

فإن أبي المولى عن الإنفاق فكل من يصلح للإجارة يؤاجر، ويُنفق عليه من أجرته، كذا في المحيط الخ. ومن لا يصلح لذلك لعذر الصغر أو ما أشبه ذلك، ففي العبد والأمة يؤمر المولى لينفق عليهما أو يبيعهما. (الفتاوى الهندية،

کتاب الطلاق / الباب السابع عشر، الفصل السادس في نفقة المماليك ۵۶۸/۱ قدیم زکریا)

فإن امتنع فهي في كسبه إن قدر بأن كان صحيحاً ولو غير عارف بصناعة، فليؤجر نفسه كمعين البناء وإلا لا، ككونه زماً أو جارية لا يؤجر مثلها أمره القاضي ببيعه. (الدر المختار مع الشامي، کتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب في نفقة

المملوك ۳۷۵/۵ زکریا، بدائع الصنائع، کتاب النفقة / مباحث نفقة الرقيق، فصل في كيفية وجوبها

۴۵۴/۳ المكتبة النعمية دیوبند)

متعد غلاموں کے ساتھ یکساں سلوک

اگر کسی شخص کی ملکیت میں متعدد غلام باندیاں ہوں، تو نفقہ میں سب کے ساتھ یکساں برتاؤ کرنا مستحب اور افضل ہے۔ (البتہ جس باندی کو اپنی خاص خدمت کے لئے مقرر کرے، اُس کے لباس اور پہناوے کا دیگر باندیوں سے زیادہ لحاظ رکھے)

وإذا كان له عبيدٌ يستحب أن يسوِّيَ بينهم في الطعام والإدام والكسوة.

(الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في نفقة المماليك ۵۶۸/۱ قديم زكريا)

ویزید الجاریۃ الی للاستمتاع فی الکسوة للعرف، کذا فی غایۃ السروجی.

(الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل السادس في نفقة المماليك ۵۶۸/۱ قديم زكريا)

ويستحب التسوية بين عبيده وجواريه في الأصح، ويزيد جارية

الاستمتاع في الكسوة لعرف. (الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب النفقة، مطلب

في نفقة المملوك ۳۷۴/۵ زكريا)

غلاموں کو اپنے ساتھ بیٹھا کر کھلانا؟

اگر کوئی شخص اپنی خدمت کرنے والے غلاموں کو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا کر کھلائے، تو یہ تو واضح کی دلیل اور اُونچے اخلاق کی علامت ہے۔

وإذا ولي رقيقه إصلاح طعامه وجاء به، فينبغي أن يجلسه ليأكل معه،

فإن امتنع العبد تأديباً، فينبغي لسيدّه أن يطعمه منه وإجلّسه معه أفضل نُدباً إلى

التواضع ومكارم الأخلاق، كذا في السراج الوهاج. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق /

الفصل السادس في نفقة المماليك ۵۶۸/۱ قديم زكريا، الدر المختار مع الشامي، كتاب الطلاق / باب

النفقة، مطلب في نفقة المملوك ۳۷۴/۵ زكريا)

مکاتب کا نفقہ آقا پر لازم نہیں

مکاتب غلام (یعنی جس نے مقررہ مال ادا کرنے کی شرط پر آقا سے آزادی کا عقد کر لیا

ہو) کا نفقہ آقا پر لازم نہیں؛ بلکہ وہ خود اپنی کمائی سے اپنی ضرورت پوری کرنے کا مجاز ہے۔

ولا تجب علی المولیٰ نفقة مکاتبہ. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / الفصل

السادس في نفقة المماليك ۵۶۹/۱ قديم زكريا، بدائع الصنائع، كتاب النفقة / مباحث نفقة الرقيق، فصل

شرط وجوبها ۴۵۴/۳ المكتبة النعمية ديوبند، الفتاوى التاتارخانية، كتاب النفقات / الفصل الخامس:
في نفقة المماليك ۴۴۰/۵ رقم: ۸۴۰۰ زكريا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۱۷/۴ كراچی)

مشترک غلام کا نفقہ

جس غلام میں کئی لوگوں کی شرکت ہو تو اُس کا نفقہ بھی حصہ ملکیت کے اعتبار سے ہر
شریک پر لازم ہوگا۔

ولو كان المملوك بين الشريكين فنفقته عليهما على قدر ملكيهما.

(الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل في نفقة المماليك ۵۷۰/۱ قدیم زکریا)

جانوروں کا نفقہ مالک پر لازم ہے

جو شخص کسی جانور (بھیڑ بکری یا پرندہ وغیرہ) کا مالک ہو، تو اُس پر لازم ہے کہ وہ اُن
جانوروں کے چارے اور پانی اور دیگر ضروریات کا خیال رکھے۔

ومن ملك بهيمة لزمه علفها وسقيها. (الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق / فصل في

نفقة المماليك ۵۷۰/۱ قدیم زکریا، البحر الرائق، كتاب الطلاق / باب النفقة ۲۱۸/۴ كراچی)

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی خَيْرِ خَلْقِهِ مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ
بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ



مآخذ و مراجع

(اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔ مرتب)

| | | | |
|----|----------------------|---|---|
| ۱ | تفسیر روح المعانی | علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی بغدادیؒ (م ۱۲۷۰ھ) | زکریا بک ڈپو دیوبند |
| ۲ | تفسیر ابن کثیر مکمل | علامہ اسماعیل بن عمر عماد الدین ابن کثیرؒ (م ۷۷۴ھ) | دارالسلام ریاض |
| ۳ | الجامع لاحکام القرآن | الامام ابو عبد اللہ محمد بن احمد الاندلسی القرطبیؒ (م ۶۶۸ھ) | دارالفکر بیروت |
| ۴ | احکام القرآن | الامام ابو بکر جصاص الرازیؒ (م ۳۷۰ھ) | زکریا بک ڈپو دیوبند |
| ۵ | تفسیر کبیر للرازی | الامام محمد فخر الدین الرازیؒ (م ۵۰۴ھ) | دارالفکر بیروت |
| ۶ | معارف القرآن | حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندؒ (م ۱۳۹۵ھ) | معراج بک ڈپو دیوبند |
| ۷ | صحیح البخاری | الامام ابو محمد بن اسماعیل بن ہرزیز البخاریؒ (م ۲۵۶ھ) | مکتبہ الاصلاح الاباغ مراد آباد |
| ۸ | عمدة القاری | علامہ بدر الدین عینیؒ (م ۸۵۵ھ) | دارالفکر بیروت |
| ۹ | فتح الباری | امام حافظ ابن حجر العسقلانیؒ (م ۸۵۲ھ) | دارالکتب العلمیہ بیروت |
| ۱۰ | صحیح مسلم | الامام ابو الحسین مسلم بن الحجاج القشیریؒ (م ۲۶۱ھ) | مختار اینڈ کمپنی دیوبند مرقم: دارالفکر بیروت |
| ۱۱ | نوی علی مسلم | شیخ محی الدین ابوزکریا یحییٰ بن شرف النوویؒ (م ۷۶۷ھ) | مختار اینڈ کمپنی دیوبند |
| ۱۲ | سنن الترمذی | الامام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذیؒ (م ۲۷۹ھ) | مختار اینڈ کمپنی دیوبند مرقم: دارالفکر بیروت |
| ۱۳ | سنن النسائی | الامام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب النسائیؒ (م ۳۰۳ھ) | اشرفی بک ڈپو دیوبند مرقم: دارالفکر بیروت |
| ۱۴ | سنن ابی داؤد | الامام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث البجستانیؒ (م ۲۷۵ھ) | مکتبہ اشرفیہ دیوبند مرقم: دارالفکر بیروت |
| ۱۵ | مراسیل ابی داؤد | الامام سلیمان بن الاشعث البجستانیؒ (م ۲۷۵ھ) | مکتبہ اشرفیہ دیوبند |
| ۱۶ | بذل الحجود | الشیخ خلیل احمد السہارنفوریؒ (م ۱۳۴۶ھ) | مرکز اشباح ابی الحسن الندویؒ |
| ۱۷ | سنن ابن ماجہ | الامام ابو عبد اللہ محمد بن یزید القزوینیؒ (م ۲۷۵ھ) | مکتبہ اشرفیہ دیوبند دارالفکر بیروت |
| ۱۸ | موطأ مالک | الامام مالک بن انسؒ (م ۱۷۹ھ) | دارالکتب العلمیہ بیروت |
| ۱۹ | طحاوی شریف | ابو جعفر احمد بن محمد الطحاویؒ (م ۳۲۱ھ) | یاسر ندیم دیوبند |
| ۲۰ | مشکوٰۃ المصابیح | الامام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزیؒ (م ۷۳۱ھ) | مکتبہ اشرفیہ دیوبند |

| | | | |
|----|-------------------------------|---|---|
| ۲۱ | مرقاۃ المفاتیح | العلامة علی بن السلطان محمد القاری (م ۱۰۱۴ھ) | مکتبہ اشرفیہ دیوبند |
| ۲۲ | السنن الکبریٰ للبیہقی | الامام ابوبکر احمد بن الحسین بن علی البیہقی (م ۴۵۸ھ) | دارالکتب العلمیہ بیروت |
| ۲۳ | شعب الایمان | الامام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی (م ۴۵۸ھ) | دارالکتب العلمیہ بیروت |
| ۲۴ | الترغیب والترہیب | الحافظ ذکی الدین عبد العظیم بن عبد القوی المنذری (م ۶۵۶ھ) | دارالکتب العلمیہ بیروت |
| ۲۵ | مصنف ابن ابی شیبہ | ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ الکوفی (م ۲۳۵ھ) | دارالکتب العلمیہ بیروت |
| ۲۶ | مصنف عبد الرزاق | الحافظ ابوبکر عبد الرزاق بن ہمام الصنعائی (م ۲۱۱ھ) | دارالکتب العلمیہ بیروت |
| ۲۷ | المجم الطبرانی الکبیر | علامہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی (م ۳۲۰ھ) | دار احیاء التراث بیروت |
| ۲۸ | سنن الدارلقطنی | الامام حافظ علی بن عمر الدارلقطنی (م ۳۸۵ھ) | دارالکتب العلمیہ بیروت |
| ۲۹ | مجمع الزوائد | علامہ ابوبکر البیہقی (م: ۸۰۷ھ) | دارالکتب العلمیہ بیروت |
| ۳۰ | اعلاء السنن | حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی (م: ۱۳۹۴ھ) | دارالکتب العلمیہ |
| ۳۱ | کتاب الآثار للامام محمد | تشریح: علامہ ابوالوفاء افغانی | مجلس علمی ڈابھیل |
| ۳۲ | الجامع الصغیر | ابوعبد اللہ محمد بن الحسن الشیبانی (م ۱۸۹ھ) | دارالایمان سہارنپور |
| ۳۳ | المیوسو | شخص الائمہ شمس الدین ابوبکر محمد السرخسی (م: ۴۹۰ھ) | دارالفکر بیروت |
| ۳۴ | ہدایہ | شیخ الاسلام علامہ برہان الدین مرغینانی (م ۵۹۳ھ) | ادارۃ المعارف دیوبند |
| ۳۵ | کنز الدقائق | ابوالبرکات عبد اللہ بن احمد النیسبی (م ۷۱۰ھ) | مکتبہ تھانوی دیوبند |
| ۳۶ | فتاویٰ قاضی خاں | علامہ فخر الدین حسن بن منصور المعروف بقاضی خاں (م ۵۹۴ھ) | دار احیاء التراث بیروت |
| ۳۷ | فتح القدیر | شیخ الاسلام علامہ برہان الدین مرغینانی (م: ۵۹۳ھ) | دارالفکر بیروت |
| ۳۸ | عنایہ شرح الہدایہ مع الفتح | اکمل الدین محمد بن محمد بن محمود الرومی (م ۸۶۶ھ) | مکتبہ اشرفیہ دیوبند |
| ۳۹ | البنایہ شرح الہدایہ | ابو محمد محمود بن احمد الحنفی بدر الدین العینی (م ۸۵۵ھ) | مکتبہ نعیمیہ دیوبند |
| ۴۰ | البحر الرائق | العلامة زین العابدین ابراہیم ابن محمد الحنفی (م ۹۷۰ھ) | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی |
| ۴۱ | توہید الابصار مع الدر المختار | محمد بن عبد اللہ بن احمد الخطیب الترمذی (م ۱۰۰۴ھ) | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی |
| ۴۲ | در مختار | شیخ علاء الدین الحنفی (م ۱۰۸۸ھ) | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی |
| ۴۳ | رد المحتار (فتاویٰ شامی) | علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدین (م ۱۲۵۲ھ) | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی، دار الفکر بیروت، زکریا بک ڈپو دیوبند احیاء التراث العربی بیروت |
| ۴۴ | تقریرات رافعی | علامہ عبد القادر الرافعی (م ۱۳۲۳ھ) | زکریا بک ڈپو دیوبند |
| ۴۵ | غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار | مترجم: مولانا محمد احسن صدیقی نانوتوی | نول کشور لکھنؤ |
| ۴۶ | حاشیہ الطحاوی علی الدر | امام احمد بن محمد بن اسماعیل الطحاوی (م ۱۲۳۱ھ) | مکتبہ اشرفیہ دیوبند |
| ۴۷ | منہ الخلق علی البحر | علامہ ابن عابدین شامی (م ۱۲۵۲ھ) | ایچ ایم سعید کمپنی کراچی |

| | | | |
|----|-----------------------------|--|---|
| ۴۸ | بدائع الصنائع | العلامة علاء الدین ابو بکر بن سعود الکاسانی الحنفی (م ۵۸۷ھ) | مکتبہ نعیمیہ دیوبند |
| ۴۹ | تبيين الحقائق | فخر الدین عثمان بن علی الزلیعی الحنفی (م ۷۳۳ھ) | زکریا بک ڈپو دیوبند |
| ۵۰ | حاشیہ چلبی علی تبیین | شہاب الدین احمد بن حجر الشافعی (م ۱۰۲۱ھ) | زکریا بک ڈپو دیوبند |
| ۵۱ | الجوهرة النيرة | ابو بکر بن علی بن محمد (م ۸۰۰ھ) | مکتبہ تھانوی دیوبند |
| ۵۲ | مجمع الانهر | شیخ عبدالرحمن محمد بن سلیمان (شیخ زادہ) (م ۱۰۷۸ھ) | دار احیاء التراث بیروت |
| ۵۳ | الدر المنثور مع مجمع الانهر | شیخ محمد بن علی الحصینی المعروف بالعلاء الحنفی (م ۱۰۳۲ھ) | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| ۵۴ | النهر الفائق | سراج الدین عمر بن ابراہیم بن نجم الحنفی (م ۱۰۰۵ھ) | زکریا بک ڈپو دیوبند |
| ۵۵ | الفتاوی السراجیہ | سراج الدین ابی محمد علی بن عثمان الشافعی (م ۵۶۹ھ) | مکتبہ الاتحاد دیوبند |
| ۵۶ | الفتاوی الولوالجیہ | ظہیر الدین عبدالرشید بن ابی حنیفہ الولوالجی (م ۵۴۰ھ) | دار الایمان سہارنپور |
| ۵۷ | خلاصۃ الفتاوی | امام طاہر بن احمد بن عبدالرشید البخاری (م ۵۳۲ھ) | مکتبہ اشرفیہ دیوبند |
| ۵۸ | غنیۃ الممتلی (حلی کبیر) | الشیخ ابراہیم حلی الحنفی (م ۹۵۶ھ) | سہیل اکیڈمی لاہور |
| ۵۹ | بزاز علی ہاشم البندیہ | علامہ حافظ الدین محمد بن محمد المعروف بابن بزاز (م ۸۲۷ھ) | زکریا بک ڈپو دیوبند |
| ۶۰ | شرح وقایہ | صدر الشریعہ عبید اللہ بن مسعود بن محمود (م ۷۷۷ھ) | فیصل پبلی کیشنز دیوبند |
| ۶۱ | المحیط البرہانی | علامہ برہان الدین محمود بن صدر الشریعہ البخاری (م ۶۱۶ھ) | ادارۃ القرآن کراچی |
| ۶۲ | فتاوی تاتارخانیہ | علامہ عالم بن علاء انصاری دہلوی (م ۷۸۶ھ) (تحقیق: مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی) | ادارۃ القرآن کراچی زکریا بک ڈپو دیوبند |
| ۶۳ | عالمگیری | علامہ نظام الدین و جماعت من العلماء | دار احیاء التراث بیروت |
| ۶۴ | الموسوعة الفقہیہ الکویتیہ | مجموعۃ من العلماء | وزارة الاسلامیہ کویت |
| ۶۵ | موسوعة الفقہ الاسلامی | الدکتور وہبہ زحبی | مکتبہ اشرفیہ دیوبند |
| ۶۶ | الفقہ الاسلامی وادلہ | الدکتور وہبہ زحبی | مکتبہ اشرفیہ دیوبند |
| ۶۷ | الفقہ علی المذاهب الاربعہ | علامہ عبدالرحمن جزیری | المکتبۃ العصریہ بیروت |
| ۶۸ | الفتاوی الحدیثیہ | العلامہ احمد بن محمد بن علی ابن حجر البیہقی (م ۹۷۷ھ) | دار احیاء التراث بیروت |
| ۶۹ | نفع المفتی والسائل | حضرت مولانا عبدالحی صاحب کھنوی | تالیفات اشرفیہ ملتان |
| ۷۰ | الاشباہ والنظائر | العلامہ زین العابدین ابراہیم بن نجم الحنفی (م ۹۷۰ھ) | زکریا بک ڈپو دیوبند |
| ۷۱ | مرآتی الفلاح | امام حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی المصری (م ۱۰۶۹ھ) | دار الکتب العلمیہ بیروت |
| ۷۲ | کشف الاسرار | ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی (م ۷۱۰ھ) | |
| ۷۳ | مجموعہ رسائل بن عابدین | علامہ محمد امین الشہر باہن عابدین (م ۱۲۵۲ھ) | سہیل اکیڈمی لاہور |
| ۷۴ | قواعد الفقہ | علامہ عظیم الاحسان مجددی | زکریا بک ڈپو دیوبند |
| ۷۵ | فقہ السنہ | السید سابق | دار الکتب العربیہ بیروت |
| ۷۶ | عمدة الاثاث | حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب (م ۱۳۳۰ھ) | دار الکتب دیوبند |

کتاب المسائل جلد: ۵ ۵۰۴ فہرست مآخذ ومراجع

| | | | |
|-----|---|---|-----------------------------|
| ۷۷ | مختصر الخلیل | امام خلیل بن اسحاق بن موی الماکی المصری (م ۷۷۶ھ) | دارالحدیث القاہرہ |
| ۷۸ | حاشیہ الصاوی علی شرح الصغیر | ابوالعباس احمد بن محمد الخلوئی الشیبیری بالصادی (م ۱۲۳۱ھ) | دارالمعارف |
| ۷۹ | منہ الجلیل شرح مختصر خلیل | امام محمد بن احمد بن محمد ابو عبد اللہ الماکی (م ۱۲۹۹ھ) | دارالفکر بیروت |
| ۸۰ | موابہ الجلیل شرح مختصر خلیل | امام شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن محمد الطرابلسی (م ۹۵۴ھ) | دارالفکر بیروت |
| ۸۱ | حاشیہ العدوی علی کفایہ الطالب | ابوالحسن علی ابن احمد الصعیدی العدوی (م ۱۱۸۹ھ) | دارالفکر بیروت |
| ۸۲ | الشرح الکبیر | الشیخ احمد الدردیر العدوی | دارالفکر بیروت |
| ۸۳ | المدونۃ | مالک ابن انس ابن مالک المدنی (م ۱۷۹ھ) | دارالکتب العلمیہ بیروت |
| ۸۴ | الاحوال الشخصیۃ | الشیخ محمد ابو زہرہ | دارالکتب المصریہ |
| ۸۵ | مجموعۃ الفتاوی | علامہ تقی الدین ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن تیمیہ (م ۷۲۸ھ) | مدینہ منورہ |
| ۸۶ | حجۃ اللہ البالغہ | احمد بن عبد الرحیم شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۷۷۱ھ) | مکتبہ حجاز دیوبند |
| ۸۷ | رحمۃ اللہ الواسعہ شرح حجۃ اللہ البالغہ | حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری مدظلہ | مکتبہ حجاز دیوبند |
| ۸۸ | فتاویٰ دارالعلوم دیوبند | حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب (م ۱۳۳۷ھ) | مکتبہ دارالعلوم دیوبند |
| ۸۹ | الحلیۃ الناجزۃ | حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی (م ۱۳۶۲ھ) | امارت شرعیہ ہند |
| ۹۰ | مسائل بہشتی زیور | مرتبہ: ڈاکٹر مفتی عبدالواحد صاحب | جامعہ مدنیہ لاہور |
| ۹۱ | امداد الفتاوی | حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (م ۱۳۶۲ھ) | ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند |
| ۹۲ | امداد المفتیین | حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی (م ۱۳۹۵ھ) | مکتبہ دارالعلوم کراچی |
| ۹۳ | فتاویٰ محمودیہ | حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی (م ۱۳۱۷ھ) | ادارۃ الصدیق ڈابھیل |
| ۹۴ | منتجبات نظام الفتاوی | حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب (م ۱۴۲۰ھ) | ایفاہیلی کیشنر دہلی |
| ۹۵ | فتاویٰ رحیمیہ | حضرت مولانا مفتی سید عبد الرحیم صاحب لاچپوری (م ۱۴۲۲ھ) | مکتبہ رحیمیہ سورت |
| ۹۶ | احسن الفتاوی | حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی (م ۱۴۲۲ھ) | دارالاشاعت دہلی |
| ۹۷ | آپ کے مسائل اور ان کا حل | حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی (م ۱۴۲۱ھ) | کتب خانہ نعیمیہ دیوبند |
| ۹۸ | قاموس الفقہ | حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی | کتب خانہ نعیمیہ دیوبند |
| ۹۹ | فتاویٰ قاسمیہ | حضرت مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی | مکتبہ اشرفیہ دیوبند |
| ۱۰۰ | کتاب النوازل | محمد سلمان منصور پوری | فرید بک ڈپو دہلی |
| ۱۰۱ | کتاب الفسخ والتفریق | مولانا عبد الصمد رحمانی صاحب | المعبد العالی حیدرآباد |
| ۱۰۲ | اسلامی قانون | زیرنگرانی: حضرت مولانا منت اللہ صاحب رحمانی | مسلم پرسنل لاہور ڈ |



مرتب کی علمی کاوشیں

سیرت طیبہ:

□ نعت النبی ﷺ نمبر (ماہنامہ ندائے شاہی):

۶۵۸ صفحات پر مشتمل اس ضخیم نمبر میں علماء دیوبند اور ان کے ہم مشرب شعراء کی حمد و نعت اور منقبت پر مشتمل ۵۳۸ نظمیں (عربی، فارسی اور اردو) نہایت خوبصورتی سے جمع کر دی گئی ہیں، بفضلہ تعالیٰ اس مجموعہ کے مطالعہ سے قارئین کے قلوب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و محبت سے معمور ہو رہے ہیں، عشاقِ رسول کے لئے یہ ایک قیمتی سوغات ہے۔

□ شمائل رسول:

یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شمائل طیبہ سے متعلق ۴۰ احادیث کا مختصر مجموعہ ہے، اردو ترجمہ مولانا مفتی محمد عصفان منصور پوری زید علمہ نے کیا ہے، یہ رسالہ بار بار چھپ چکا ہے، اور کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔
جیبی سائز، صفحات: ۶۴

□ خطبات سیرت طیبہ:

سرور عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف گوشوں پر دس خطبات کا یہ مجموعہ خاص طور پر نوجوانوں اور عام مسلمانوں کے لئے شائع کیا گیا ہے، یہ خطبات مراد آبادی ”مسجد ابراہیمی“ محلہ کسروں میں بالترتیب دس روز تک جاری رہے، بعد میں انہیں کتابی شکل دے دی گئی۔ یہ کتاب اس قابل ہے کہ گھروں میں اس کی تعلیم ہو؛ تاکہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سیرت کے متعلق اہم معلومات مسلم معاشرہ کو حاصل ہوں۔ الحمد للہ یہ کتاب متعدد بار چھپ چکی ہے، نیز ہندی زبان میں بھی اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔ صفحات: ۲۴۰

□ مسک الختام فی الصلوٰۃ علی خیر الانام:

اس رسالہ میں اولاً درود شریف کے مختصر فضائل جمع کئے گئے ہیں، بعد ازاں احادیث شریفہ اور سلف صالحین سے منقول درود شریف کے چالیس منتخب اور پسندیدہ کلمات یکجا کر دئے گئے ہیں، اور اخیر میں چند مقبول دعائیں بھی درج ہیں، جن کی قبولیت کی بہت امید ہے، انشاء اللہ تعالیٰ۔ تمام عربی عبارتوں کا سلیس اور عام فہم ترجمہ بھی کیا گیا ہے؛ تاکہ عوام کے لئے سہولت ہو۔ جیبی سائز، صفحات: ۱۰۴

فقہ و فتاویٰ:

□ کتاب المسائل (پانچ جلدیں، کتاب الطہارت تا کتاب النفقات):

واقعہ یہ ہے کہ مسائل کا یہ مجموعہ ہر مسلمان گھرانے کی دینی ضرورت ہے، اور عوام و خواص سب کے لئے یکساں طور پر مفید ہے، اور چوں کہ ہر مسئلہ کے ساتھ اصل فقہی عبارات مذکور ہیں؛ اس لئے یہ کتاب حضرات علماء کرام اور مفتیانِ عظام کے لئے اصل ماخذ سے مراجعت میں سہولت کا ذریعہ بھی ہے۔ کتاب کی اصل افادیت کا اندازہ اس کے مطالعہ ہی سے ہو سکتا ہے، اس منصوبہ پر آگے بھی کام جاری ہے، اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تکمیل کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔ ملنے کا پتہ: فرید بک ڈپو دریا گنج دہلی

□ کتاب النوازل (۱۹ جلد):

یہ کتاب اُن فتاویٰ کا منتخب مجموعہ ہے، جو دارالافتاء جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد سے مرتب کے قلم سے گذشتہ تیس سالوں میں جاری ہوئے ہیں، ترتیب و تحقیق کا کام مولانا مفتی محمد ابراہیم قاسمی زید علمہ نے انجام دیا ہے۔ فتاویٰ کی زبان نہایت آسان اور اسلوب دل نشیں ہے، اور ہر فتویٰ معتبر حوالہ جات سے مزین ہے۔ یہ کتاب فہرست سمیت ۱۹ جلدوں میں معتبر کتب خانوں سے شائع ہو رہی ہے، فالحمد للہ علی ذلک۔

ملنے کا پتہ: فرید بک ڈپو دریا گنج دہلی

□ دینی مسائل اور اُن کا حل:

دور حاضر کے اہم پیش آمدہ مسائل کے ۶۵۰ مختصر اور جامع جوابات پر مشتمل یہ قیمتی مجموعہ ہر گھر کی ضرورت اور قدم قدم پر رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ یہ مسائل کئی سال سے رسالہ تحفہ خواتین مراد آباد میں سوال و جواب کی صورت میں شائع ہو رہے تھے، اب انہیں عربی عبارات اور حوالوں کے ساتھ جمع کر کے شائع کیا گیا ہے، جو عوام کے علاوہ اہل علم اور ارباب افتاء کے لئے بھی مفید ہے۔ صفحات: ۴۱۶۔

□ درسی سوال و جواب:

یہ اُن پانچ سو سے زائد سوال و جواب کا مجموعہ ہے، جو مسلم شریف اور ترمذی شریف کے درس کے دوران طلبہ دورہ حدیث شریف کی طرف سے کئے گئے، ہر جواب مختصر جامع اور مدلل ہے۔ مطالعہ ہی سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ صفحات: ۴۰۰۔ ملنے کا پتہ: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

□ مسائل موبائل:

اس رسالہ میں موبائل سے متعلق ضروری سوالات کے جوابات مدلل طور پر دئے گئے ہیں، اپنے موضوع پر یہ ایک مقبول رسالہ ہے، کئی زبانوں میں اس کی اشاعت ہو چکی ہے، اور عوام و خواص اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ فالحمد للہ تعالیٰ۔

□ فتویٰ نویسی کے رہنما اصول:

یہ فقیہ العصر علامہ ابن عابدین شامیؒ کی معروف کتاب ”شرح عقود رسم المفتی“ کی روشنی میں اصول افتاء پر ایک انوکھی کتاب ہے، جس میں ۳۴ اصول متعین کر کے ہر اصول کے اجراء اور تمرین کے لئے رہنمائی کی گئی ہے۔ جو طلبہ افتاء نظر میں گہرائی اور مطالعہ میں گیرائی کے مشتاق ہیں، اُن کے لئے یہ کتاب قدم قدم پر معاون بن رہی ہے۔ نیز بفضلہ تعالیٰ تجربہ سے یہ طرز اجراء بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ کتاب کے شروع میں ایک قیمتی ابتدائیہ ہے، جس میں فقہ وحدیث اور تفسیر سے متعلق ملاحظہ کی ۱۱۹ کتابوں کا تعارف کرایا گیا ہے، جو طلبہ اور علماء کے لئے نہایت مفید اور کارآمد ہے۔

صفحات: ۴۲۹، ناشر: کتب خانہ نعیمیہ دیوبند

□ فتاویٰ شیخ الاسلام:

شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کی علمی اور فقہی آراء اور مکتوبات کا یہ مرتب مجموعہ بالخصوص فقہ و فتاویٰ کے شائقین کے لئے گراں قدر تحفہ ہے۔ ہر مسئلہ حوالہ جات سے مزین ہے، اور نادر علمی نکات، فقہی تحقیقات اور قیمتی افادات کو بہت سلیقہ اور عمدگی سے مرتب کیا گیا ہے، یہ کتاب ہندوستان کے علاوہ پاکستان میں بھی شائع ہو چکی ہے۔ صفحات: ۲۵۱، ناشر: مکتبہ دینیہ دیوبند

□ تحفہ رمضان:

رمضان المبارک، رویت ہلال، صدقہ فطر، اعتکاف، زکوٰۃ اور عیدین وغیرہ سے متعلق فضائل ومسائل پر مشتمل یہ مختصر کتاب اپنے موضوع پر بہت جامع ہے، اور مرتب کے سلسلہ تالیفات کی پہلی کڑی ہے، اور عرصہ دراز سے مختلف کتب خانوں سے شائع ہو رہی ہے۔ صفحات: ۱۷۲۔

□ الفہر س الحاوی علی حاشیہ الطحاوی:

فقہ الامت حضرت الاستاذ المعظم مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی نور اللہ مرقدہ نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب ”حاشیہ الطحاوی علی مرقا الفلاح“ کی تفصیلی فہرست تیار فرمائی تھی، اُسی کو مختلف نسخوں سے ملا کر مرتب نے بہت اچھے انداز میں شائع کیا ہے، جس کی بنا پر اس کتاب سے استفادہ بہت آسان ہو گیا ہے۔ حضرات اہل علم و طلبہ افتاء بطور خاص اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ ناشر: مرکز نشر و تحقیق لالباغ مراد آباد

□ حج و زیارت نمبر (ندائے شاہی):

۲۳۲ صفحات پر مشتمل یہ معلوماتی نمبر حجاج کرام کی رہنمائی میں ممتاز حیثیت رکھتا ہے، اور اپنی جامعیت کی وجہ سے نہایت مقبول ہے۔

□ ایک مجلس کی تین طلاق کا مسئلہ دلائل کی روشنی میں:

یہ رسالہ خاص طور پر تین طلاق کے سلسلہ میں جمہور علماء اہل سنت کے موقف کی تائید میں تحریر کیا گیا ہے، اور اس میں فرقہ غیر مقلدین کے پیش کردہ دلائل کا مناسب جواب دیا گیا ہے۔

دعوت و اصلاح:

□ ایک جامع قرآنی وعظ:

یہ قرآن کریم کی ایک جامع ترین آیت: ﴿إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ﴾ کی مبسوط و مفصل شرح پر مشتمل ایک ضخیم تالیف ہے، جس میں اسلام کی انسانیت نواز فطری تعلیمات کو بہت مثبت اور موثر انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ عوام و خواص بالخصوص داعیان قوم، ائمہ و علماء کرام کیلئے اس کتاب میں بیش بہا مواد جمع کر دیا گیا ہے، فالحمد للہ۔ صفحات: ۷۲۸۔ ناشر: فرید بک ڈپو دہلی

□ اللہ سے شرم کیجئے:

اس کتاب میں اللہ تعالیٰ سے حیاء کرنے کے متعلق ایک جامع ارشاد نبوی ﷺ کی تفصیلی شرح کے ضمن میں نہایت مفید اصلاحی مضامین (آیات قرآنیہ، احادیث طیبہ اور احوال و اقوال سلف) خوبصورتی کے ساتھ جمع کر دئے گئے ہیں، یہ کتاب مردہ ضمیر کو جھنجھوڑنے، اور غفلت کے پردے ہٹانے میں تریاق کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو شخص بھی صدق دل سے اور عمل کی نیت سے اس کا مطالعہ کرے گا، اُسے انشاء اللہ یقیناً نفع ہوگا، کتاب کی زبان سادہ اور عام فہم ہے۔ ہر بات حوالہ جات سے مزین ہے۔ عوام و خواص کے لئے یکساں طور پر مفید ہے۔ اب تک ہندو پاک کے مختلف کتب خانوں سے اس کے متعدد ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں، اور مسلسل اس کی اشاعت جاری ہے۔ کئی زبانوں میں اس کا ترجمہ بھی ہو چکا ہے، فالحمد للہ۔ صفحات: ۴۳۲، ناشر: فرید بک ڈپو دہلی وغیرہ

□ اللہ والوں کی مقبولیت کا راز:

اس کتاب میں اکابر و اسلاف کی مقبول صفات مثلاً: تواضع، زہد و تقویٰ، غفو و درگزر، حلم و بردباری، جود و سخا اور خوف و خشیت سے متعلق پُر اثر اور حیرت انگیز حالات و واقعات بیان کر کے اُن کی روشنی میں اپنے کردار کا موثر انداز میں جائزہ لیا گیا ہے۔ یہ کتاب علماء، طلباء اور اپنی اصلاح کے خواہش مند حضرات کے لئے اکسیر کی حیثیت رکھتی ہے۔ زبان بہت آسان اور عام فہم ہے، یہ کتاب بھی ہندو پاک کے متعدد کتب خانوں سے مسلسل شائع ہو رہی ہے، الحمد للہ۔ صفحات: ۱۹۲، ناشر: فرید بک ڈپو دہلی وغیرہ

□ دعوتِ فکر و عمل:

یہ کتاب مختلف دینی، اصلاحی، سماجی اور معاشرتی موضوعات پر مبنی ۹۷ قیمتی مضامین کا مجموعہ ہے،

جن میں پوری قوت کے ساتھ فکری اصلاح پر زور دیا گیا ہے۔ ان مضامین کے مطالعہ سے اصابت رائے اور اعتدال کے جذبات پروان چڑھتے ہیں، موجودہ دور میں دینی خدمات میں مشغول حضرات کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت کارآمد ہے، اکابر علماء کی تقریظات سے کتاب مزین ہے، متعدد کتب خانوں سے اس کی اشاعت ہو رہی ہے۔ صفحات: ۵۴۰، ملنے کا پتہ: فرید بک ڈپو دہلی وغیرہ

□ لمحاتِ فکریہ:

اس کتاب میں ندائے شاہی مارچ ۲۰۰۳ء سے لے کر مئی ۲۰۰۵ء تک کے ادارتی مضامین اور دو رسالوں ”اسلام کی انسانیت نوازی“ اور ”اسلامی معاشرت“ کو یکجا کر کے شائع کیا گیا ہے۔ اس مجموعہ مضامین میں قرآن و سنت اور آثارِ صحابہ سے نہایت قیمتی ہدایات نقل کی گئی ہیں۔ صفحات: ۳۲۰، قیمت: ۱۰۰ روپے ناشر: فرید بک ڈپو دہلی

□ مشعلِ راہ:

یہ کتاب بھی ماہنامہ ندائے شاہی مراد آباد کے ادارتی مضامین ”نظر و فکر“ کا مجموعہ ہے، جس میں جون ۲۰۰۵ء سے ستمبر ۲۰۰۸ء تک کے مضامین شامل کئے گئے ہیں، اس مجموعے میں خاص طور پر اُمت میں رائج کج فکری اور بد عملی پر نکیر سے متعلق مستند تحریریں شامل ہیں، جو علماء اور عوام سبھی کے لئے مفید ہیں۔ صفحات: ۴۰۰، ناشر: مرکز نشر و تحقیق لالباغ مراد آباد

□ نظر کی پاکیزگی:

حیا اور پاک دامنی کے بارے میں اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے متعلق اس رسالہ میں مفید اور مستند معلومات جمع کر دی گئی ہیں، یہ رسالہ اس قابل ہے کہ گھر گھر پہنچایا جائے تاکہ فواحش کا سد باب ہو سکے۔

□ نورِ نبوت:

یہ رسالہ ۹۹ قیمتی احادیثِ طیبہ اور اُن کی مختصر تشریحات پر مشتمل ہے۔ جو حضرات احادیثِ شریفہ کو یاد رکھنا چاہیں، اُن کے لئے یہ بہت مفید اور نفع بخش مجموعہ ہے۔ صفحات: ۷۲، ناشر: مرکز نشر و تحقیق مراد آباد

□ اسلام کی انسانیت نوازی:

اس مختصر رسالہ میں اختصار کے ساتھ اسلام کی انسانیت نواز تعلیمات کو بہت خوش اُسلوبی کے ساتھ اجاگر کیا گیا ہے، اور اسلام پر کئے جانے والے اعتراضات کا مناسب جواب دیا گیا ہے۔

□ درسِ سورہ فاتحہ:

یہ رسالہ سورہ فاتحہ کی تفسیر پر مبنی مرتب کے درسی افادات پر مشتمل ہے، یہ ہفتہ واری درس ہر پیر کو عصر کے بعد مدرسہ احسن البنات محلہ طویلہ میں گذشتہ بیس سال سے جاری ہے، فالحمد للہ۔ صفحات: ۷۲

سیر و سوانح:

□ ذکرِ رفتگاں:

یہ ماہ نامہ ”ندائے شاہی“ مراد آباد میں گذشتہ (۱۹۸۹ء تا ۲۰۰۴ء) میں وفات پانے والی اُمت کی اہم اور مؤثر شخصیات پر شائع شدہ تعزیتی مضامین کا بیش قیمت مجموعہ ہے، جس میں تقریباً ڈیڑھ سو حضرات کے مختصر سوانحی خاکے اور تاثرات جمع ہو گئے ہیں، تذکرہ اکابر کے شائقین کے لئے یہ بیش بہا تحفہ اور سیر و سوانح کے باب میں قیمتی معلومات کا ذخیرہ ہے، جس کا مطالعہ انشاء اللہ ذہن میں تازگی اور روح میں بالیدگی کا سبب ہوگا۔ صفحات: ۵۶۸، ملنے کا پتہ: فرید بک ڈپو دہلی وغیرہ

□ تذکرہ فدائے ملت:

یہ امیر الہند، فدائے ملت حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ صدر جمعیۃ علماء ہند کی یاد میں منعقدہ فدائے ملت سیمینار (منعقدہ ۲۰۰۸ء) میں پیش کردہ مقالات کا بہترین مجموعہ ہے، جس میں نہ صرف حضرت فدائے ملت کے حالات اور قابل تقلید روشن کارنامے جمع ہو گئے ہیں؛ بلکہ ملت اسلامیہ ہند کی گذشتہ نصف صدی کی تاریخ کے اہم پہلو بھی اس مجموعہ مضامین میں جا بجا بکھرے ہوئے ہیں۔ اکابر کی سوانح سے دلچسپی رکھنے والوں کے لئے یہ ایک قیمتی سوغات ہے، جسے جمعیۃ علماء ہند نے بہت اہتمام سے شائع کیا ہے، اور مختصر مدت میں اس کے کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ صفحات: ۱۲۰۰، ناشر: جمعیۃ علماء ہند

□ فدائے ملت نمبر (ندائے شاہی):

حضرت فدائے ملت مولانا سید اسعد صاحب مدنی نور اللہ مرقدہ کی حیات طیبہ اور خدمات عالیہ پر یہ ایک تاریخی اور جامع دستاویز ہے، جس میں نصف صدی کی ملی تاریخ کے اہم واقعات یکجا ہو گئے ہیں۔ اس ضخیم نمبر کے صفحات کی تعداد ۷۸۸ ہے۔

□ مشاہدات و تاثرات:

یہ کتاب حضرت مولانا سید حمید الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں مختلف حضرات کے تاثراتی مضامین کا مجموعہ ہے، جسے مرتب نے حضرت مولانا سید رشید الدین حمیدی سابق مہتمم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد کے حکم سے ترتیب دیا تھا۔

□ خصوصی ضمیمہ:

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد کے مایہ ناز مہتمم حضرت مولانا سید رشید الدین حمیدی کی وفات پر یہ ضمیمہ شائع کیا گیا تھا، جس میں حضرت موصوف کی گراں قدر خدمات اور تاثراتی مضامین کا احاطہ کیا گیا ہے۔

□ پیکر عزم و ہمت، اُستاد اور شاگرد:

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہما کی سبق آموز حیات طیبہ پر مشتمل کئی قیمتی مضامین اس مختصر رسالہ میں شامل ہیں، جن کا مطالعہ علماء اور طلباء کے لئے بالخصوص مفید ہے۔ صفحات: ۸۰، ناشر: مرکز نشر و تحقیق لال باغ مراد آباد

تاریخ:

□ تحریک آزادی ہند میں مسلم عوام اور علماء کا کردار:

ہندوستان کی تحریکات آزادی میں شروع سے لے کر اخیر تک مسلم عوام اور علماء نے جو عظیم ترین قربانیاں پیش کی ہیں، اُن کو نہایت اختصار اور جامعیت کے ساتھ سوال و جواب کے انداز میں اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ہے۔ انداز نہایت دلچسپ ہے، اور ہر بات حوالہ سے مدلل ہے۔ کتاب کے اخیر میں مولانا معز الدین احمد صاحب کے قلم سے اُن حضرات کا جامع تعارف بھی شامل ہے، جن کا نام کتاب کے اندر کسی نہ کسی عنوان سے آیا ہے، اپنے اسلاف کے کارناموں سے واقفیت کے لئے نئی نسل کے حضرات کو اس کتاب کا ضرور مطالعہ کرنا چاہئے۔ صفحات: ۲۲۸، ناشر: مرکز نشر و تحقیق لال باغ مراد آباد

□ تحریک ریشمی رومال؛ ایک مختصر تعارف:

شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کی انقلابی تحریک ریشمی رومال کے متعلق تاریخی اور دستاویزی معلومات پر مشتمل یہ مقالہ مرتب نے طالب علمی کے زمانہ میں شیخ الہند سیمینار (منعقدہ جنوری ۱۹۸۶ء) کے لئے لکھا تھا، جو بعد میں رسالہ کی شکل میں شائع کیا گیا، اور موقع بموقع ہندوپاک میں اس کی اشاعت ہوتی رہتی ہے۔ صفحات: ۴۱، ناشر: جمعیت علماء ہند

□ تاریخ شاہی نمبر (ندائے شاہی):

جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی کی سوا سو سالہ تاریخ پر مبنی یہ نمبر دستاویزی حیثیت کا حامل ہے، اور نادر و نایاب تاریخی معلومات کو شامل ہے، اس کی اہمیت کا اندازہ باذوق حضرات ہی لگا سکتے ہیں۔

رد قادیانیت:

□ ردِ مرزائیت کے زریں اصول:

یہ سفیر ختم نبوت حضرت مولانا منظور احمد صاحب چینیوٹی (پاکستان) کے اُن تربیتی محاضرات کا

مجموعہ ہے، جو موصوف نے ۱۴۰۹ھ کو دارالعلوم دیوبند میں رونق افروز ہو کر علماء و طلباء کے بڑے مجمع کے سامنے دئے تھے۔ انہیں مرتب نے اپنے رفقاء: مولانا شاہ عالم گورکھپوری اور مولانا عزیز الحق صاحب اعظمی کے تعاون سے از سر نو ترتیب دیا، اصل کتابوں سے مراجعت کر کے حوالہ جات نوٹ کئے، اور پھر صاحب محاضرات کی نظر کے بعد اسے شائع کیا گیا، یہ اپنے موضوع پر ایک جامع کتاب ہے، جس کے متعدد ایڈیشن ہندوپاک میں شائع ہو چکے ہیں۔

صفحات: ۲۱۶، شائع کردہ: کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

□ قادیانی مغالطے:

یہ مختصر رسالہ اُن ہرزہ سرائیوں کے جوابات پر مشتمل ہے، جو قادیانی لوگ عام مسلمانوں کو بہکانے اور شکوک و شبہات میں مبتلا کرنے کے لئے عوام میں پھیلاتے رہتے ہیں۔ مرزائیوں کی تلبیسات کا اس رسالہ میں مضبوط جواب دیا گیا ہے۔

صفحات: ۱۳۳، شائع کردہ: کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند

□ منامی بشارتیں:

یہ مختصر رسالہ اُن منامی بشارتوں پر مشتمل ہے جو تحفظ ختم نبوت کے لئے کام کرنے والوں کے بارے میں معتبر ذرائع سے معلوم ہوئی ہیں، اُن کے مطالعہ سے اس عظیم خدمت میں لگے ہوئے لوگوں کو حوصلہ ملتا ہے، اور عزم و ہمت میں اضافہ ہوتا ہے۔

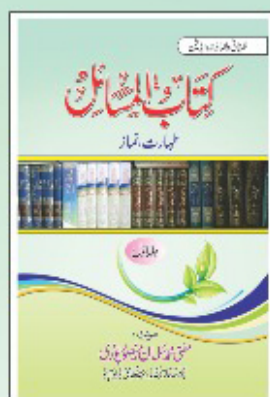
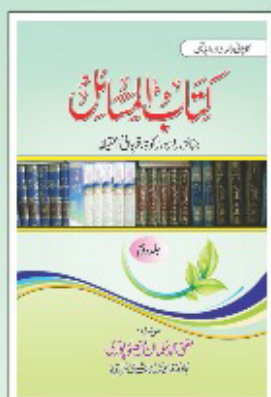
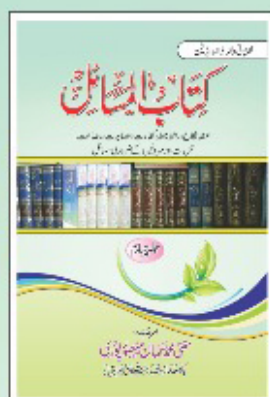
□ مہدی موعود:

مسئلہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ مہدویت کی تردید پر مبنی یہ رسالہ کل ہند مجلس تحفظ ختم نبوت دارالعلوم دیوبند کی طرف سے شائع کیا گیا ہے، اس رسالہ میں اختصار کے ساتھ یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی ہرگز وہ مہدی نہیں ہو سکتا، جس کے ظہور کی خبر احادیث میں دی گئی ہے۔



دابطہ:

محمد ابوبکر صدیق منصور پوری 08791034667 محمد اسجد قاسمی 09058602750



فرید بک ڈپو (پرائیویٹ) لمیٹڈ
FARID BOOK DEPOT (Pvt.) Ltd.

Corp. Off.: 2158, M.P. Street, Pataudi House, Darya Ganj, N. Delhi-2
 Phones : 011-23289786, 011-23289159 Fax: 011-23279998
 E-mail : farid@ndf.vsnl.net.in • Website : faridbook.com

Rs.200/-